سینکڑوں آیات کریمہ اور ہزاروں احادیث مبارکہ

کا مجموعہ

عرفان الحدیث

علامہ مفتی محمد اشرف جلالی

جلالیہ پبلیکیشنز
درگاہ مقدسہ نقشبندیہ قادریہ جلالیہ بھکی شریف
0333-8173630

بسم اللہ الرحمن الرحیم

MARCH 2020

اہلسنت و جماعت کا قرآن و سنت کا عظیم ادارہ

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلباء

شعبہ حفظ: 163	شعبہ ناظرہ: 395
شعبہ درس نظامی: 120	شعبہ تجوید: 12

اور انہی شعبہ جات میں 500 سے زائد طلبا اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 120 طلباء مدرسے میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام و قیام اور میڈیکل کا مکمل خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ و ناظرہ 14 اساتذہ	شعبہ درس نظامی و تجوید 12 اساتذہ
شعبہ عصری علوم یعنی اسکول و کمپیوٹر 14 اساتذہ	باورچی 3 خادم 4 چوکیدار 2

کل طلباء کم و بیش 700 اور مکمل اسٹاف 49 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD. BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE: MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA (TRUST)
ACC NO: 00500025657003 - BRANCH CODE :0050

www.facebook.com/markazuloloom

https://www.waseemziyai.com https://www.youtube.com/waseemziyai

فیضِ جلال

سینکڑوں آیات کریمہ (اور) ہزاروں احادیث مبارکہ

کا مجموعہ

عرفان الحدیث

علامہ مفتی محمد اشرف جلالی

جلالیہ پبلیکیشنز
درگاہ مقدسہ نقشبندیہ قادریہ جلالیہ بھکھی شریف
0333-8173630

www.waseemziyai.com

جملہ حقوق محفوظ ھیں

نام کتاب ——— عرفان الحدیث

ازقلم ——— علامہ مفتی محمد اشرف جلالی 0333-8111272

پروف ریڈنگ ——— محمد نعیم اللہ خاں قادری (بی ایس سی۔ بی ایڈ ایم اے اردو)

تعداد ——— 1000

صفحات ——— 512

ھدیہ ——— 350

www.waseemziyai.com

ملنے کے پتے

- صراط مستقیم پبلی کیشنز ○ کتب خانہ امام احمد رضا
- مکتبہ قادریہ ○ مسلم کتابوی ○ کرمانوالہ بک شاپ
- مکتبہ بہار شریعت قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
- شبیر برادرز ○ نعیمیہ بک سٹال ○ نظامیہ کتاب گھر اُردو بازار لاھور
- مکتبہ اھسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ○
- شمس وقمر بھاٹی گیٹ لاہور ○ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
- مکتبہ رضائے مصطفیٰ ○ مکتبہ قادریہ میلاد چوک گوجرانوالہ ○ مکتبہ غوثیہ
- مکتبہ الفرقان ○ مکتبہ غوثیہ ○ والی کتاب گھر اُردو بازار گوجرانوالہ
- مکتبہ ضیاء السنہ ملتان ○ فیضان سنت بوہڑ گیٹ ملتان
- مہریہ کاظمیہ نیو ملتان ○ مکتبہ فریدیہ ساہیوال
- مکتبہ اہلسنّت خانیوال ○ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
- جلالیہ صراط مستقیم گجرات ○ رضا بک شاپ گجرات
- مکتبہ ضیائیہ ○ مکتبہ غوثیہ عطاریہ کمیٹی چوک راولپنڈی
- اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک ○ امام احمد رضا کری روڈ راولپنڈی
- مکتبہ امینیہ عطاریہ امین پور بازار فیصل آباد ○ نوریہ رضویہ فیصل آباد
- مکتبہ سلطانیہ ○ مکتبہ صبح نور محمد پورہ فیصل آباد

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
5	انتساب	۱
6	چند حروف	۲
9	تعارف مصنف	۳
14	پیش لفظ	۴
17	الدین النصیحۃ	۵
35	الایمان	۶
53	حلاوتِ ایمان	۷
67	محبت کے تقاضے	۸
75	رفعت ذکر مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم	۹
95	افضل البشر بعد از انبیاء علیہم السلام	۱۰
107	رسول الخلق	۱۱
119	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲
127	یا سیدی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳
137	نعمت عظمیٰ	۱۴
149	خطبہ حجۃ الوداع	۱۵
161	المکتوب الشریف	۱۶
173	ختم نبوت	۱۷
189	الشفاعۃ	۱۸

www.waseemziyai.com

۱۹	اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	229
۲۰	غزوۂ بدر	237
۲۱	غزوۂ اُحد	249
۲۲	سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ	269
۲۳	سنت کی شرعی حیثیت	285
۲۴	السلام	297
۲۵	القتل	311
۲۶	الخمر	331
۲۷	الحدود القصاص	343
۲۸	الجود والمدرسہ	359
۲۹	قربانی	373
۳۰	المبایعہ	387
۳۱	انابت الی اللہ	405
۳۲	شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ	419
۳۳	الحدیث اور حافظ الحدیث	439
۳۴	حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ	461
۳۵	حضرت شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ	471
۳۶	ملعون سر	481

www.waseemziyai.com

انتساب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ وسلم

راقم الحروف اپنی اس کاوش اورکوشش کو اپنے والد محترم مولانا نور حسین قادری برکاتی کی طرف منسوب کرتا ہے جن کی شبانہ روز محنت اور خصوصی توجہات کی وجہ سے اس قابل ہوا کہ چند حروف قارئین تک پہنچا سکے' چند علوم وفنون کے مسائل طلباء وطالبات تک منتقل کر سکے۔

چنانچہ انہیں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کے تعارف میں چند الفاظ سپرد قلم کررہاہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات ومراتب کو بلند وبالا فرمائے۔آمین

www.waseemziyai.com

”چند حروف“

اللہ رب العزت اپنے فضل و کرم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے اور میرے شیخ، شیخ الشیوخ، نائب غوث الوریٰ، حضرت حافظ الحدیث کے تصدق سے عالم اسلام کو بالعموم اور پاکستان کو بالخصوص استحکام نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

پاکستان ابھی معرض وجود میں بھی نہ آیا تھا کہ مولانا نور حسین قادری برکاتی کے والد محترم، حافظ محمد عالم قادری، مولانا کو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر گجرات کے پاس لے گئے اور کہا: یہ میرا بیٹا ہے، اس کا نام نور حسین ہے، دینی و دنیاوی دونوں تعلیموں سے آراستہ ہے، اسے کسی بھی ہائی سکول میں بطور مدرس مقرر کر دیں۔

D.E.O گجرات نے، جو کہ ہندو تھا، پوچھا؟ بیٹا! کون سے سکول میں آپ کے آرڈر کر دیں؟ ایک طرف ضلعی تعلیمی آفیسر کا سایہ تھا، دوسری طرف والد محترم کا خوف تھا، اور تیسری طرف گورنمنٹ کی ملازمت کا مسئلہ تھا۔ انگریز کی حکومت تھی، ہندو کا دور دورہ تھا، کون سرکاری ملازمت چھوڑنے پر تیار تھا؟ مولانا نور حسین قادری برکاتی نے خوشی خوشی سر جھکایا اور کہا: میں نے ابھی گلستان سعدیؒ اور بوستان سعدیؒ پر عبور حاصل کرنا ہے اور ضرور حاصل کرنا ہے۔ D.E.O، حافظ محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: حافظ جی! تمہارا بیٹا ابھی گلستان اور بوستان کے چکر سے نہیں نکلا، بچوں کو کیا پڑھائے گا؟

تصرف:

سیدی و سید السادات ابو البرکات سید احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض اور حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی تصرف ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ”حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم“ کے وسیلۂ جلیلہ سے فضل و کرم اور احسان فرمایا۔ مولانا نور حسین قادری برکاتی کے چار بیٹے ہیں اور چاروں کے چار باشرع حافظ قرآن اور عالم دین ہیں، اور نماز تراویح میں قرآن پاک سناتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

۱۔ شیخ الحدیث مفتی حافظ محمد اشرف جلالی ناظم اعلیٰ جامعہ جلالیہ رضویہ اشرف المدارس کاموں کے ضلع گوجرانوالہ' فاضل درسِ نظامی و فاضل عربی' انچارج سلسلۂ عرفان الحدیث ماہنامہ جلالیہ۔

۲۔ حافظ وقاری مولانا محمد عبدالرحمٰن جلالی، ایم اے' خطیب جامع مسجد قبا کرنانہ شریف

۳۔ حافظ وقاری محمد عبدالرحیم جلالی، امام و مدرس مسجد ختم نبوت لالہ موسیٰ۔

۴۔ حافظ وقاری محمد عبدالقیوم جلالی، خطیب جامع مسجد عثمانیہ لالہ موسیٰ۔ سبحان اللہ! مولانا نور حسین قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کے چار پوتے بھی حافظ قرآن ہیں' جن کے اسماء یہ ہیں۔

۱۔ حافظ محمد سلمان جلالی

۲۔ حافظ محمد جنید جلالی

۳۔ حافظ محمد اویس جلالی

۴۔ حافظ محمد احمد رضا جلالی

ماشاءاللہ

مولانا نور حسین قادری برکاتی کے دونواسے بھی حافظ قرآن ہیں۔

۱۔ حافظ محمد ذیشان جلالی

۲۔ حافظ محمد عمران جلالی

یہ دونوں بھی قرآن پاک کے بہترین حافظ اور قاری ہیں۔

تلك عشرة كاملة

شیخ القرآن:

حضرت شیخ القرآن' ابوالبیان مولانا غلام علی قادری اشرفی ضیائی برکاتی اوکاڑوی

www.waseemziyai.com

رحمۃ اللہ علیہ کو کون نہیں جانتا اور پہچانتا؟ حضرت شیخ القرآن' مولانا نور حسین قادری برکاتی کے بھانجے تھے۔ اس کے علاوہ آپ کے سکول فیلو' کلاس فیلو' بھانجے تھے۔ اس کے علاوہ آپ کے سکول فیلو' کلاس فیلو' سیٹ فیلو ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے دوست بھی تھے۔

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ

جو اللہ رب العزت کا ہو جاتا ہے اللہ رب العزت اس کا ہو جاتا ہے۔

ارشاد نبوی ہے: مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

اللہ رب العزت جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

جنرل اسٹور!

مولانا نور حسین قادری برکاتی ایک مذہبی گھرانہ کے ساتھ تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ درمیانہ درجہ کے زمیندار تھے اور اپنے گاؤں میں جنرل سٹور کے مالک تھے۔

بایں ہمہ! پنج وقتہ نماز کے پابند اور تہجد گزاری تھے۔ دین اور دینیات' مذہب اور مذہبیات کے ساتھ لگاؤ رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کو زمین دار یا تاجر بنانے کی بجائے حافظ اور عالم دین بنایا۔

دُعا: ہم اللہ رب العزت سے دست بدعا ہیں کہ اللہ رب العزت اپنے فضل و کرم اور اپنے حبیب کریم کے وسیلۂ جلیلہ سے مولانا نور حسین قادری برکاتی کی قبر کو اپنے نور سے منور فرمائے اور آپ کی قبر کو جنت کے باغات میں سے ایک باغ بنائے۔ نیز آپ کی قبر پر باران رحمت نازل فرمائے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

حافظ محمد اشرف جلالی قادری

www.waseemziyai.com

تعارُفِ مصنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ وسلم

تعارف:

نام: آپ کا نام محمد اشرف ہے۔

والد کا نام: مولانا نور حسین قادری برکاتی ہے۔

پیدائش: آپ کی پیدائش ۱۹۵۰ء میں ہوئی۔

جائے پیدائش: آپ لالہ موسیٰ کے قریب ایک مشہور گاؤں کرنانہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔

پرورش: آپ نے ایک مذہبی اور علمی گھرانہ میں مولانا نور حسین قادری کے زیرسایہ اور حافظہ قاریہ نیامت بی بی رحمۃ اللہ علیہا کی گود میں پرورش پائی۔

گھرانہ: مشہور محقق، مؤرخ، سیاح، علامہ ابن خلدون کی تحقیق کے مطابق علمی گھرانہ وہ ہوتا ہے جس میں کم از کم چار نسلوں سے تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہو۔

- ☆ آپ کے پردادا حافظ محمد عباد اللہ قادری
- ☆ آپ کے دادا حافظ محمد عالم قادری
- ☆ آپ کے والد مولانا نور حسین قادری برکاتی
- ☆ اور آپ خود حافظ و عالم دین ہیں۔

لہٰذا آپ کا تعلق مکمل طور پر علمی گھرانہ سے ٹھہرا۔

www.waseemziyai.com

ابتدائی تعلیم:

آپ نے تعلیم کا آغاز اپنی والدہ محترمہ حافظہ نیامت بی بی سے کیا۔ سورۃ مائدہ کے اختتام تک آپ سے ہی حفظ کیا۔

بعدازاں! گاؤں ہی کے مشہور و معروف استاذ الحفاظ حافظ محمد جیون رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن پاک مکمل کیا۔

مزید تعلیم:

مزید تعلیم جامعہ عربیہ غوثیہ لالہ موسیٰ' جامعہ نقشبندیہ علی پور سیداں اور مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف سے حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم:

اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے آپ نے جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف' جامعہ غوثیہ کیراں والا سیداں' جامعہ حنفیہ دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ کی طرف رُخ کیا' اور دورۂ قرآن کیلئے جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد کو منتخب کیا۔

مہارت:

مولانا کا ابتداءً طبعی رجحان صرف' نحو' فصاحت و بلاغت اور منطق و فلسفہ کی طرف تھا۔ علامہ مولانا غلام رسول صدر مدرس و شیخ الحدیث جامعہ نقشبندیہ جماعتیہ علی پور سیداں نے آپ کا رُخ فنون کی بجائے علوم کی طرف موڑا اور فرمایا قرآن وسنت' فقہ اور تفسیر پڑھنے کیلئے ہزارہا طلبہ مل جاتے ہیں اور دینی و دنیاوی فائدہ بھی اسی میں ہے۔ منطق و فلسفہ کی کتب کون آپ سے پڑھے گا اور وہ بھی انتہائی۔

نسبت:

نائبِ غوث الوریٰ' حافظ الحدیث' ابوالمظہر' سید السادات' السید محمد جلال

الملت والدین سید جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست برحق پر بیعت کی۔اسی وجہ سے نقشبندی قادری اور جلالی کہلائے۔آپ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ میں مذہباً سنی' مسلکاً حنفی' مولداً کرنانوی' موطناً گجراتی اور مشرباً جلالی اور سکونتاً کاموںکوی ہوں۔

یعنی آپ الحمد للہ علی کل حال کے قائل ہیں۔

مشاہیر اساتذہ کرام:

ویسے تو آپ نے بہت سے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا لیکن ان میں سے چند ایک مشاہیر اساتذہ کا ذکر خیر سپرد قلم کیا جاتا ہے۔

۱۔مولانا غلام حیدر جلالی	۲۔مولانا غلام یوسف نقشبندی
۳۔مولانا حافظ نذیر احمد جلالی	۴۔مولانا حافظ کریم بخش جلالی
۵۔مولانا محمد نواز نقشبندی کیلانی مجددی	۶۔پیر سید جلال الدین شاہ
۷۔علامہ غلام رسول صاحب نقشبندی	۸۔مولانا محمد سعید
۹۔علامہ غلام رسول رضوی	۱۰۔مولانا محمد بشیر احمد سیالوی
۱۱۔مولانا محمد یعقوب شاہ صاحب	۱۲۔مولانا غلام یٰسین اشرفی
۱۳۔مولانا عبدالغفور	۱۴۔مولانا احمد یار خاں
۱۵۔مولانا غلام علی اوکاڑوی	۱۶۔مولانا محمد صدیق ہزاروی
۱۷۔مولانا عطاء المصطفیٰ جمیل	۱۸۔مولانا محمد الطاف محی الدین
۱۹۔مولانا محمد یعقوب ہزاروی	۲۰۔مولانا محمد بشیر احمد اشرفی
۲۱۔ماسٹر محمد خان صاحب	۲۲۔مولانا سید محمد عباس

تلامذہ

۱۔مولانا محمد ایوب قادری	۲۔مولانا محمد آصف قادری

www.waseemziyai.com

۳۔مولانا حسن میر قادری	۴۔مولانا محمد الیاس قادری
۵۔حافظ محمد اعظم قادری	۶۔حافظ نور احمد قادری
۷۔لیاقت علی کاٹھیہ	۸۔قاری لطیف احمد قصوری
۹۔قاری محمد نواز گولڑوی	۱۰۔مولانا محمد افضل قادری
۱۱۔مولانا محمد عبدالرحمٰن جلالی	۱۲۔مولانا محمد رمضان قادری
۱۳۔حافظ غلام مرتضیٰ ساقی	۱۴۔حافظ محمد خالد جلالی
۱۵۔حافظ محمد اقبال قادری	۱۶۔مولانا فیض رسول نورانی
۱۷۔مولانا بشیر احمد غازی	۱۸۔حافظ محمد اعظم
۱۹۔سید محمد ہدایت علی شاہ	۲۰۔محمد صادق قریشی
۲۱۔مولانا محمد الیاس اعظمی	۲۲۔حافظ غلام مرتضیٰ قادری

نوٹ: ادارہ جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن لاہور میں تقریباً ایک ہزار سے زائد انتہائی کلاسز کو بھی پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔

تدریس: آپ نے ۱۹۷۳ء میں جامعہ غوثیہ رضویہ قلعہ دیدار سنگھ (ضلع گوجرانوالہ) سے باقاعدہ تدریس کا آغاز کیا اور یہاں پڑھانے کا سلسلہ ۱۹۸۲ء تک جاری رہا۔

اس کے بعد مدرسہ اسلامیہ مسجد حیدری کاموں کے ضلع گوجرانوالہ میں ۱۹۸۸ء تک طلباء و طالبات کو اپنے علم سے فیضیاب کرتے رہے۔

پھر جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن لاہور میں ۱۹۹۶ئے تک تدریسی خدمات سرانجام دیں اور ماشاءاللہ درس و تدریس کا سلسلہ آپ ابھی تک جاری رکھے ہوئے ہیں۔

حافظ سمعیہ لیاقت جلالی' صائمہ عبدالعزیز جلالی

=============

www.waseemziyai.com

ایصالِ ثواب

۱۔ خلفائے راشدین

۲۔ اہل بیت اطہار

۳۔ ازواجِ مطہرات

۴۔ تمام اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

خصوصاً

اُمت محمدیہ کا ہر ہر وہ فرد جس کیلئے دعائے مغفرت

کرنے والا کوئی نہیں۔

دُعا گو:

حافظ محمد اشرف جلالی

www.waseemziyai.com

پیش لفظ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہٖ وسلم

ابتدائیہ:

جانشین حضرت حافظ الحدیث' فرزند اکبر حضرت نائب غوث الوریٰ' آفتاب نقشبندیت اور ماہتاب قادریت سید محمد مظہر قیوم شاہ صاحب' زینت آستانہ عالیہ حضرت حافظ الحدیث کی صدارت میں ایک عظیم الشان رُوح پرور نشست منعقد ہوئی' جس میں گل گلشن حافظ الحدیث پیر سید محمد نوید الحسن شاہ صاحب صدر انجمن جلالیہ پاکستان اور مدیر اعلیٰ ماہنامہ جلالیہ نے خصوصی شرکت فرمائی۔ اُس میں قدیم اور جدید کے فاصلوں کو مٹانے کا فیصلہ کیا گیا۔ نیز یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ایک ماہنامہ جاری ہونا ضروری ہے جو کہ فقہ وتصوف کے علاوہ جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف اور آستانہ عالیہ حضرت حافظ الحدیث کا ترجمان ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی' اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں اور شیخ محقق' شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی افکار کا پاسبان ہو۔

اسی میٹنگ میں ''عرفان الحدیث'' کے نام سے موسوم مسلسل ایک قسط لکھنے کا راقم الحروف کے کندھوں پر بوجھ ڈالا گیا۔ بحمدہٖ تعالیٰ راقم السطور نے اس ذمہ داری کو نبھایا۔ بعونہٖ تعالیٰ کماحقہٗ اس کو نبھایا۔

بجلی' گیس کے بحران' بیماری کے دوران گیارہ گیارہ دن جناح ہسپتال لاہور داخل رہنے کے باوجود مضمون کے ارسال میں کوئی کمی نہ واقع ہوئی۔

راقم کو یقین ہے کہ یہ حضرت حافظ الحدیث کی نظر کرم کا نتیجہ ہے۔

محرک:

رانا محمد نعیم اللہ خاں (بی ایس سی، بی ایڈ۔ ایم اے اُردو، پنجابی، تاریخ) نے

www.waseemziyai.com

چند ماہ پہلے بعد از نمازِ عصر اپنے مکتبہ ''مکتبہ فیضانِ اولیاء'' میں ایک نشست میں ایک تحریک پیدا کی' اور وہ اس تحریک کو چلانے میں کامیاب بھی ہوئے۔ ایسی تحریکات پیدا کرنا' نیز اہلسنّت کے بکھرے ہوئے موتیوں کو یکجا کرنا' یہ ان کی پرانی عادت اور محبوب مشغلہ ہے۔ سب سے پہلے رانا صاحب نے ہی مشورہ دیا کہ '' چھتیس (۳۶) مضامین کو جمع کریں اور ان کو کتابی شکل دیں۔ ماہنامہ ہاتھوں ہاتھ ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے جبکہ کتاب ایک کتب خانہ کی سالہا سال زینت بنی رہتی ہے۔

فیض جلال:

تین سال محنت اور چھتیس اقساط کا مجموعہ بصورت ''فیض جلال'' آپ کے ہاتھوں کی زینت ہے اور آپ کی آنکھوں کا نور۔ مزید برآں آپ کے گھر' دفتر اور لائبریری کی زینت ہے۔

تشکر:

محترم رانا محمد نعیم اللہ خاں' محترمہ نبیلت' محترم حافظ گلزار حسین چشتی' اللہ رکھا' عزیزہ شمع الطاف جلالی' عزیزہ حافظہ سمعیہ لیاقت' عزیزہ یاسمین امجد جلالی' کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ پروف ریڈنگ اور تخریج کے سلسلہ میں راقم کی ہر طرح معاونت کی۔ حافظہ شمائلہ شریف جلالی اور عزیزہ آسیہ بشیر نے بھی بھرپور ساتھ دیا۔ عزیزہ رضیہ شیر جلالی اور عزیزہ عابدہ باغدین کا ذکر نہ کرنا بھی انصاف نہ ہوگا۔

التماس:

ارشاد نبوی ہے: ''آفَةُ الْعِلْمِ النِّسْيَانُ'' (مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم' ص ۳۷)

جس طرح کئی کوتاہیوں اور غلطیوں کی وجہ سے مال برباد ہو جاتا ہے اور صحت خراب ہو جاتی ہے' یونہی کئی گناہوں کی وجہ سے علم دل و ماغ اور فہم و فراست سے نکل جاتا ہے۔

www.waseemziyai.com

لہٰذا قارئین سے التماس ہے کہ دوران مطالعہ اگر کمپوزنگ یا پروف ریڈنگ کی کوئی فروگذاشت پائیں تو دامن عفو میں جگہ دیتے ہوئے ادارہ اور فقیر کو مطلع فرمائیں۔ ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

اہتمام:

علامہ پروفیسر ظفر اقبال صاحب جلالی خطیب جامع مسجد نور مدینہ و ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ رضویہ اسلام آباد کے آفس میں کئی بار نشست ہوئی' جس کی صدارت گل گلشن حضرت حافظ الحدیث پیر سید محمد نوید الحسن شاہ صاحب نے فرمائی۔ آخر یہی فیصلہ ہوا کہ حقائق کو کتاب وسنت کی روشنی میں' نیز معتبر اور مستند کتب کی رہنمائی میں پیش کیا جائے۔

بایں ہمہ! اگر کوئی لفظی یا معنوی غلطی ہو تو فقیر کو ضرور مطلع فرمائیں' شفقت اور مہربانی ہوگی۔

دُعا: حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ گلستان کے مقدمہ میں وجۂ تصنیف بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں:

چند حروف قارئین کی نظر کر رہا ہوں' ہوسکتا ہے کسی کو کوئی حرف پسند آجائے اور میرے حق میں دُعائے خیر کرے۔ فقیر پُرتقصیر گوناگوں مصروفیات نیز جامعہ کی تدریسی اور انتظامی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ہر ماہ لکھنے کا شرف حاصل کرتا رہا۔ شاید کوئی قاری دعا سے مالا مال فرمادے اور مرنے کے بعد دعائے مغفرت کرے۔

"وَمَا تَوْفِيْقِیْ اِلَّا بِاللّٰه"

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاح ، وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْز

گزارش: فیض جلال میں اگر کوئی کمال دیکھیں تو اس کو اللہ رب العزت کا فضل سمجھیں اور اگر کوئی نقص دیکھیں تو فقیر کی غلطی تصور کریں۔

حافظ محمد اشرف جلالی

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الدین النصیحة

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

www.waseemziyai.com

عرفان الحدیث

از: علامہ اشرف جلالی شیخ الجامعہ جلالیہ رضویہ اشرف المدارس کاموں کے گوجرانوالہ

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ (خیر خواہی)

عَنْ تَمِیْمِ الدَّارِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ ثَلٰثًا قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَ عَامَّتِہِمْ (مشکوٰۃ شریف، ص۴۲۳، باب الشفقت، مسلم شریف، کتاب الایمان، بخاری شریف ۔۔۔ مواقیت الصلوٰۃ ص۷۵)

ترجمہ: حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے اور یہ کلمہ تین بار فرمایا: ہم نے عرض کی 'لِمَنْ" کس کی خیر خواہی؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی' اللہ تعالیٰ کے رسُول کی' مسلمانوں کے اماموں کی اور عوام النّاس کی۔

لغوی معنٰی:

نصیحت کا لغوی معنٰی ہوتا ہے خالص ہونا' پاک ہونا' ملاوٹ سے دُور ہونا۔

محاوراتِ عرب میں سے ہے: نَصَحْتُ الْعَسَلُ میں نے شہد کو موم سے خالص کر دیا۔ اور اصطلاح میں نصیحت کا معنی ہوتا ہے خالص خیر خواہی۔ حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں:

اُبَلِّغُکُم رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَکُمْ (پارہ ۸، سورہ الاعراف، آیت ۶۲)

ترجمہ: اے میری قوم! میں اپنے رب کے پیغامات تم تک پہنچاتا ہوں' اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں۔

تبلیغ میں مجھے اپنا کوئی لالچ نہیں' صرف تمہاری خیر خواہی مقصود ہے۔

www.waseemziyai.com

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ (پارہ ۱۲، سورہ ھود، آیت ۲۹)

ترجمہ: میرا اجر تو اللہ ربُّ العزّت کے ذمۂ کرم میں ہے۔

تبلیغِ رِسالت یہ ہے کہ لوگوں تک اَحکامِ اِلٰہی پہنچائے جائیں مگر خیر خواہی یہ ہے کہ لوگوں کو احکام کے قبول کرنے' ان پر عمل کرنے کی رغبت اور تلقین کی جائے۔

اقبال نے کیا خُوب کہا:

رہ گئی رسمِ اذاں رُوحِ بِلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی

نوٹ: یہ بھی معلوم ہوا کہ اُمّتی کو جو بھی مِلتا ہے' نبی کی وساطت اور وسیلہ سے مِلتا ہے۔ نبی ایک ہاتھ سے اللہ ربُّ العزّت سے وصُول کرتا ہے اور دُوسرے ہاتھ سے قوم تک پہنچاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نُوح علیہ السّلام نے فرمایا: رَبِّیْ اور یہ بھی فرمایا لَکُمْ یعنی رب سے وصُول کرتا ہوں اور تمہاری بقاء کیلئے تُمہیں تلقین کرتا ہوں۔

پیر سیّد جماعت علی مُحدِّث علی پُوری رحمۃ اللہ علیہ' مجاہد تحریکِ پاکستان فرماتے ہیں کہ مولوی وہ ہوتا ہے جو ایک محلّہ اور ایک علاقے کا خیر خواہ ہو' اور نبی وہ ہوتا ہے جو کائنات کے ذرّہ ذرّہ' ریت کے ذرّوں' پانی کے قطروں اور درخت کے پتّوں کا بھی خیر خواہ ہو۔

رسالات رسالۃ کی جمع ہے۔ انبیاء کرام عقائد' عبادات' مُعاملات' شریعت' طریقت' حقیقت اور معرفت کے پیغامات اپنے افعال' اعمال اور احوال سے قوم تک پہنچاتے ہیں' اور یہی ان کی اُمّتوں کے ساتھ خیر خواہی ہے کہ طرح طرح کی تکالیف' مصائب برداشت کرتے رہتے ہیں اور خیر خواہی میں مُخلص ہوتے ہیں۔ ایک اور حدیث پاک کا مُطالعہ فرمائیے:

عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

www.waseemziyai.com

وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ

(بخاری شریف، مواقیت الصلٰوۃ، ص ۷۵)

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرورِ کون و مکاں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیعت کی اس شرط پر کہ نماز قائم کروں، زکوٰۃ ادا کروں اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرتا رہوں گا۔

اس حدیث پاک میں بیعت سے مراد اعمال ہیں کہ میں شرعی احکام کی پابندی اور ہر مسلمان کا خیر خواہ بن کر رہوں گا۔

تَوَجُّہ طلب:

کاش کہ موجودہ دَور میں مشائخ اور عُلَماء اس بات پر توَجّہ دیں کہ اللہ اور اُس کے رسُول کا گھر گھر پیغام بھی پہنچ جائے اور نیکی کی تلقین بھی ہوتی رہے۔ راقم الحُروف محمد اشرف جلالی ولد مولانا نور حُسین قادری برکاتی نے حضرت حافظ الحدیث، سیّد السّادات، فخر السّادات، السیّد پیر جلال الملّت والدّین جلال الدین شاہ صاحب کے دستِ انور پر بیعت کی اور عرض کی کہ راقم الحُروف درس و تدریس میں اکثر مصروف رہتا ہے، ہوسکتا ہے اوراد و وظائف کماحقّہٗ نہ پڑھ سکے تو آپ نے اِرشاد فرمایا: مولوی محمد اشرف! آپ کو سُنّت کے مُطابق بیعت کرتا ہوں اور مُحدِّث اعظم پاکستان حضرت عُلّامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طریقے پر بیعت کرتا ہوں اور فرمایا اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ اور یہ بھی فرمایا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اسی طرح بیعت فرماتے تھے۔

اِرشادِ ربّانی ہے: حضرت ہُود علٰی نبینا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنی قوم، قومِ عاد سے اِرشاد فرمایا:

وَاَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ (پارہ ۸، سورہ الاعراف، آیت ۶۸)

اے میری قوم! میں تمہاری خیر خواہی کرنیوالا ہوں اور امانت دار ہوں۔

مُفَسِّرین کرام فرماتے ہیں کہ نَاصِحٌ پر جو تنوین یعنی دو پیش ہیں، وہ تعظیم کیلئے ہے۔ اے میری قوم میں تمہارا اعظیم الشّان اور دلی خیر خواہ ہوں اور تمہارے حق میں امین بھی ہوں اور سب سے بڑا تمہارا خیر خواہ ہوں۔

۱۔ تمہارے ماں باپ صرف تمہارے دُنیاوی اُمُور میں خیر خواہ ہیں جبکہ میں تمہاری دُنیاوی اور اُخروی خیر خواہی کرتا ہوں۔

۲۔ تمہارے خیر خواہ تمہارے ظاہر کے خیر خواہ ہیں اور میں تمہاری ظاہری اور باطنی، جسمانی، روحانی خیر خواہی کرتا ہوں۔

۳۔ تمہارے خیر خواہ تمہاری خُود غرضی سے خیر خواہی کرتے ہیں اور میں بِلا کسی غرض تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں۔

۴۔ تمہارے خیر خواہ وقتی خیر خواہی کرتے ہیں اور میں تمہاری دائمی خیر خواہی کرتا ہوں۔

نیز لَکُمْ کا ذکر پہلے ہے اور نَاصِحٌ کا بعد میں ہے۔ یعنی میں صرف اور صرف تمہارا ہی خیر خواہ ہوں، بدخواہی کا تعلّق میرے ساتھ بِالکُل نہیں ہے اور ساتھ یُوں بھی فرمایا کہ مَیں خیر خواہی کرنے میں امین اور امانت دار بھی ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری خیر خواہی کا حُکم دیا ہے۔

میرے اور آپ کے آقا و مَولا جنابِ محمد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِرشاد فرماتے ہیں:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ

(مشکوٰۃ شریف، باب الشفقۃ، ص۴۲۲، بخاری شریف، کتاب الایمان، ص۶، مسلم شریف، کتاب الایمان، ص۵۰)

ترجمہ: تُم میں سے اُس وقت تک کوئی شخص (کامِل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے

(مسلمان) بھائی کیلئے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مذکورہ بالا حدیث پاک کی روشنی میں میرا اور آپ کا حق بنتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے نفرت ختم کریں اور ہر کسی سے محبت کریں اور ایک دوسرے کے خیر خواہ بن جائیں۔

ارشادِ ربّانی ہے: خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

(پارہ ۴، سورہ النساء، آیت ۱)

ترجمہ: اللہ ربُّ العزّت نے تم تمام کو ایک ہی ذات (حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سے پیدا فرمایا۔

تم تمام کا محور، مرکز اور منبع ایک ہی ہے اور تم تمام ایک ہی درخت کی شاخیں ہو۔ لہٰذا تم ایک جسم کے مختلف اعضاء کی طرح ہو۔ لہٰذا تم تمام ایک دوسرے کے خیر خواہ بن جاؤ، نفرتوں کو ختم کرو اور محبتّوں کا پیغام عام کرو۔ ایک اور مقام پر اللہ ربُّ العزّت اِرشاد فرمایا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (پارہ ۲۶، سورہ الحجرات، آیت ۱۰)

ترجمہ: تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اِنَّمَا حصر کیلئے ہے مُؤْمِنُوْنَ جمع مذکر سالم کا صیغہ ہے۔ جمع مذکر سالم کے صیغے پر جب الف لام آجائے تو وہ استغراق کا فائدہ دیتا ہے۔ اب معنی یُوں ہوا یقیناً یقیناً تمام کے تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

جس طرح بھائی، بھائی کا خیر خواہ ہوتا ہے، یُونہی تمام مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی اور ایک دُوسرے کا خیر خواہ ہونا چاہیئے۔ آئیں چلتے چلتے ایک بار پھر قرآن پاک کی سیر کرتے چلیں، حضرت صالح علیٰ نبینا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اپنی قوم کی تباہی، بربادی اور ہلاکت کے بعد قوم کے پاس کھڑے ہو کر قوم سے اِرشاد فرماتے ہیں:

www.waseemziyai.com

وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ

(پارہ ۸، سورہ الاعراف، آیت ۷۹)

ترجمہ: اے میری قوم! میں تمہارے نفع کیلئے تمہیں خیر خواہی کا درس دیتا رہا لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

اس آیہ کریمہ میں اوّلاً حسرت کا ذِکر ہے اور آخراً نفرت کا ذکر ہے۔ پہلے آپ نے بطورِ حسرت فرمایا: اب کیا ہوسکتا ہے کہ تم کُفر پر مر گئے اور تمہارے لئے دُعائے مغفرت بھی جائز نہ رہی اور میری خیر خواہی پر تم نے زندگی بھر توجّہ نہ دی۔ آخرکار آپ ان سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تم انتہائی بیوقوف تھے ناصحین کی نصیحت پر تم نے توجہ نہ ڈالی۔

نوٹ: حضرت صالح علیہ السلام کا اپنی قوم سے خطاب ایسے ہی تھا جیسے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے غزوہ بدر کے مقام پر مُشرکینِ مکہ کی لاشوں کے پاس کھڑے ہو کر خطاب فرمایا۔ اور فرمایا

هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا (پارہ ۸، سورہ الاعراف، آیت ۴۴)

ترجمہ: اے مُشرکینِ مکہ جو اللہ تعالٰی نے تم سے وعدہ کیا ہوا تھا کیا وہ واقعی پُورا ہو گیا ہے

اس آیۂ کریمہ سے نیز حضرت صالح علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسّلام کے خطابِ عظیم سے اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خطابِ عظیم سے یہ ثابت ہوا کہ مُردے قبروں میں سُنتے ہیں۔

نوٹ: مذکورہ بالا موضوع گفتگو حدیث پاک جَوامِعُ الْكَلِم احادیثِ مُبارکہ میں سے ایک حدیث مُبارک ہے۔

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃ بظاہر اگرچہ دو ہی کلمات ہیں لیکن اس کا مفہوم جتنا بھی بیان کردیا جائے کم ہے۔ (وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰہِ)

www.waseemziyai.com

اَوَّلاً: تم اللہ ربُّ العزّت کے خیر خواہ بن جاؤ۔

اللہ ربُّ العزّت کی خیر خواہی سے مُراد یہ ہے کہ اللہ ربُّ العزّت کو اُس کی ذات اور صفات میں وحدہٗ لاشریک مانا جائے۔دِل سے تصدیق اور زُبان سے اِعتراف اور عمل سے ثابت کیا جائے کہ میں اللہ ربُّ العزّت کو اس کی ذات اور صفات میں وحدہٗ لاشریک مانتا ہوں اور یہ بھی عقیدہ رکھا جائے وہ ہی مؤثرِ حقیقی ہے۔نیز یہ بھی عقیدہ ہو کہ اللہ ربُّ العزّت ہر نقص ہر عیب اور ہر کمزوری سے پاک ہے وہ چاہے تو آنِ واحد میں اپنے حبیب کریم کو تحت الثریٰ سے لے کر لامکاں کی طرف کائنات کے ذرہ ذرہ کی جسمانی مِعراج کرادے۔اللہ تعالیٰ کی طرف نقص کی نِسبت کرنا یہ کوئی خیر خواہی نہیں ہے۔مَثَلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ جُھوٹ بول سکتا ہے یا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کُرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور کرسی چیخ اور چلا رہی ہے یہ اللہ تعالیٰ سے خیر خواہی نہیں بلکہ بدخواہی ہے۔اللہ تعالیٰ سے خیر خواہی یہ ہے کہ فرائض اور محرمات کے سلسلہ میں اوامر اور نواہی کی پابندی کی جائے۔مِل جائے تو تقسیم کر دیا جائے اور نہ مِلے تو گِلہ شِکوہ کرنے کی بجائے اللہ ربُّ العزّت کا شُکر ادا کیا جائے اور ہر حال میں شُکر بجالایا جائے۔

ارشادِ ربّانی ہے:

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ (پارہ ۱۷، سورہ الانبیاء، آیت ۲۳)

اللہ تعالیٰ فاعلِ مختار ہے وہ جو بھی کرتا ہے اُس پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

اخلاص:

اللہ تعالیٰ سے خیر خواہی کا یہ بھی مفہوم ہے کہ تمام اعمال کو رِیاء سے پاک کیا جائے اور ہر عمل میں خلُوص پیشِ نظر رہے۔

وَیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ (پارہ ۲، سورہ البقرہ، آیت ۱۹۳)

www.waseemziyai.com

یہی وجہ ہے کہ صوفیاء کرام فرماتے ہیں۔

طَالِبُ الدُّنْیَا مُؤَنَّثٌ طَالِبُ الْاُخْرٰی مُخَنَّثٌ طَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ

(مشکوٰۃ شریف، باب الکبائر ص ۱۶)

دُنیا کا طالب عورت کے حکم میں ہے اور آخرت کا طالب ہیجڑا کے حکم میں ہے جبکہ اللہ ربُّ العزّت کا طالب نر مذکر اور مرد ہے

فنا فی اللہ:

اللہ تعالیٰ سے خیر خواہی یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو ہر حال میں اللہ ربُّ العزّت کے حکم کا پابند جانے اگر کسی سے محبت کرے تو اللہ ربُّ العزّت کی خاطر اور اگر کسی سے نفرت کرے تو اللہ ربُّ العزّت کی خاطر

ارشادِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے:

اَلْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ

(مشکوٰۃ شریف، باب الحبّ، ص ۴۲۷)

ثانیاً:

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خیر خواہی آپ کی خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا نبی اور رسول مانا جائے اور آپ سے محبّت کی جائے اور محبّت کے تمام تقاضوں کو پورا کیا جائے نیز آپ سے خیر خواہی یہ ہے کہ آپ کو مستقل طور پر مطاع مانا جائے اور آپ کی اطاعت کی جائے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

(پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۶۴)

www.waseemziyai.com

ہم نے رسُول کو نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اس کی اطاعت کی جائے

سُورۃ الحجرات میں ارشادِ خُداوندی ہے:

لَوْ يُطِيْعُكُم فِي كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ

(پارہ ۲۶، سورہ الحجرات، آیت ۷)

بہت مُعاملوں میں اگر یہ تمھاری خُوشی کریں تو تم ضرور مشقت میں پڑو۔

الحاصل:

پوری دنیا مطیع اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مطاع اللہ رب العزت نے "اَطِيْعُوا اللّٰهَ" الگ فرمایا اور "اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ" الگ فرمایا اب یہ کہنا کہ اللہ کی اطاعت ہی رسول اللہ کی اطاعت ہے۔ ضلالت گمراہی اور تباہی ہے۔ شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا۔

شفیع مطاع نبی کریم

قسیم جسیم نسیم و سیم (گلستان، دیباچہ ص ۷)

اب ہم تمام کی ذمّہ داری ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اِتباع اور اطاعت اقوال و افعال اور احوال میں کریں تا کہ قولی فعلی اور تقریری تمام احادیث پر عمل ہو سکے یونہی اطاعت کسی غرض کسی لالچ یا کسی خوف کے بغیر کریں۔

خِتمِ نبُوّت:

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ آپ کو تمام انبیائے کرام کا امام سردار اور آخِری نبی تسلیم کیا جائے آپ کے بعد نبُوّت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔

ارشادِ خُداوندی ہے۔ "وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" اور یونہی ارشادِ نبوی ہے۔ "لَا نَبِيَّ بَعْدِي" اب جو شخص یہ کہے کہ میں ظلّی بروزی یا فوٹو اسٹیٹ نبی ہوں وہ مرتد واجب القتل اور دائرہ اِسلام سے خارج ہے بلکہ جو شخص یہ کہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے

www.waseemziyai.com

بعد اگر کوئی اور نبی آ بھی جائے تو آپ کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑتا اُس کا بھی اِسلام اور اِیمان سے کوئی تعلق نہیں۔

مالِک ومُختار:

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے خیر خواہی یہ ہے کہ آپ کو اللہ ربُّ العزّت کی طرف سے اِختیارات ملنے کے بعد مالِک ومُختار مانا جائے نہ کہ یہ کہا جائے کہ جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی شے کا مُختار و مالِک نہیں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم خُود ارشاد فرماتے ہیں۔"اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْض"(البخاری' مشکوٰۃ شریف، باب وفاۃ النبی ص ۵۴۷، بخاری شریف، کتاب المناقب ص ۵۰۸، مسلم شریف، باب الحوض ص ۲۵۰)

مفاتیح جمع ہے مفتاح کی یونہی خزائن جمع ہے خزینہ کی اور اسی طرح ارض پر بھی ا۔ل داخل ہے۔

معنیٰ یہ ہوا کہ مجھے تمام زمین کے تمام خزانوں کی تمام چابیاں دے دی گئیں سے
مَیں تو مالِک ہی کہوں گا کہ ہو مالِک کے حبیب۔ یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا
مذکُورہ بالا حدیث پاک کے الفاظ کی ترتیب بھی یہی بتاتی ہے کہ آپ مالِک ومُختار ہیں کیونکہ ایک بچّہ بھی بہتر جانتا ہے کہ جب جمع کا صیغہ جمع کے صیغے کی طرف مضاف ہو تو وہ اضافت استغراق کا فائدہ دیتی ہے۔ مذکُورہ بالا حدیث پاک میں مفاتیح بھی جمع ہے اور خزائن بھی۔

ثالثاً:

تم کِتاب کے خیر خواہ بن جاؤ۔ کِتاب کی خیر خواہی سے مُراد یہ ہے کہ قُرآنِ پاک کو کتاب اللہ تسلیم کیا جائے نیز قرآنِ پاک کو آخری آسمانی کتاب سمجھا جائے اور یہ بھی یقین رکھا جائے کہ قُرآنِ پاک تحریف لفظی اور تحریف معنوی سے پاک ہے اور جس

www.waseemziyai.com

صورت میں نازل ہوا اسی صورت میں آج بھی موجود ہے اور یہی اصلی حقیقی قرآنِ پاک ہے۔ یونہی قرآنِ پاک کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ انسان یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل فرمایا اور وہ ہی اس کا محافظ ہے نہ کہ یہ کہا جائے کہ اصل قرآن پاک قریب قیامت حضرت امام مہدی پیش کریں گے اور یہ قرآنِ پاک اصلی نہیں، اِس کے کچھ حِصّے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکری کھا گئی وغیرہ وغیرہ۔

تلاوت:۔

قرآنِ پاک کی خیر خواہی یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کی جائے اور جس انداز میں قرآن پاک نازل ہوا اسی انداز میں قرآنِ پاک کی تلاوت کی جائے۔

افسوس صد افسوس آج ہم اپنے بچوں کو انگلش، حساب اور باقی مروّجہ علوم وفنون پڑھانے کیلئے ہزاروں نہیں لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں، بچّوں کو کبھی سکول اور کالج کبھی ٹیوشن پر بھیجتے ہیں لیکن کبھی قرآنِ پاک پڑھنے اور پڑھانے کیلئے ہمارے پاس ہمارے بچوں کے پاس نہ وقت ہے نہ سرمایہ۔

؎ وہ معزّز تھے زمانے میں صاحبِ قرآن ہو کر
خوار ہوئے ہیں آج ہم تارکِ قرآن ہو کر

قرآنِ پاک کو چھونا، قرآنِ پاک کو پڑھنا، قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا باعثِ خیر ہے اسی طرح قرآنِ پاک کو سمجھنا بھی باعثِ برکت ہے اور عمل باعثِ نجات ہے۔

قدرِ قرآن:

قرآن پاک کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ قرآنِ پاک کی قدر کی جائے، بے وضو نہ چھُوا جائے اور جنابت کی حالت میں اسکی تلاوت نہ کی جائے، قرآنِ پاک کی حرمت اور عزّت کا خیال رکھا جائے۔

www.waseemziyai.com

ہائے اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند تھا وہ ہالے نہ رہے

آج سے چند ہفتے پہلے امریکی فوجیوں نے قُرآنِ پاک کی بےحُرمتی کی قُرآنِ پاک پر غلاظت ڈالی اور ایک نیا قُرآنِ پاک چھاپ کر کئی اِسلامی مُمالک میں تقسیم کیا' پچپن (۵۵) سے زیادہ اسلامی حکومتوں کے سربراہوں میں سے کسی حکومت کا سربراہ بھی ٹس سے مس نہ ہوا عُلَماء ومشائخ کو چاہیے کہ وہ سراپا احتجاج بن جائیں' حُرمتِ قُرآن اور عظمتِ قُرآن کے نام پر محافل کا اہتمام کریں اور مُطالَبہ یہی ہو کہ بےحُرمتی کرنے والے امریکی دہشت گردوں کو ہمارے حوالے کیا جائے اور اُنہیں عبرت ناک سزا دی جائے اور امریکہ کا صدر سرِ عام ٹی وی پر مسلمانوں سے مُعافی مانگے۔

قُرآنِ پاک کے ساتھ یہ بھی خیر خواہی ہے کہ قُرآن پاک کو مکمّل ضابطۂ حیات سمجھا جائے کسی اور تہذیب وتمدن اِزم بالفاظِ دیگر سوشلزم' کیمونزم' کیپیٹل ازم کی طرف دھیان نہ کیا جائے' حافظ الحدیث سید السّادات السیّد تاج العُلَماء والفُضَلاء فرمایا کرتے تھے محروم ہیں وہ حافِظ جو حافظ تو ہیں لیکن نماز میں (تہجد) قُرآنِ پاک کے دو چار پارے تلاوت نہیں کرتے۔ یُونہی میرے والدِ مُحترَم مولانا نُور حُسین قادری برکاتی گاہ بگاہ فرماتے! حافِظ کی تو موج ہی موج ہے۔ بس میں ہو' ٹرین میں ہو، پیدل چل رہا ہو یا کہیں بیٹھا ہوا ہو' جب چاہے دو چار سپارے تلاوت کر سکتا ہے۔

رابعاً:

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِرشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے ممالک کے سر براہان کے خیر خواہ بن جاؤ' سر براہان مملکت کی خیر خواہی سے مُراد یہ ہے کہ اُن سے بغاوت نہ کی جائے نہ اُن کے خلاف خُروج کیا جائے اور نہ ہی اُن کو نا کام کرنے کی

www.waseemziyai.com

کوشش کی جائے۔ فرمانِ نبوی کے مُطابِق تمام مسلمان ایک جسم کے مُختلف اعضاء کی طرح ہیں۔ مناطقہ کا کہنا ہے کہ انسان حیوان ناطق ہے جبکہ فلاسفہ کا کہنا ہے انسان ہیولیٰ اور صُورت کا نام ہے اربابِ سیاست اور سائنس کا یہ کہنا ہے کہ انسان ایک معاشرتی جانور ہے لہذا بکھرے ہوئے اعضاء اور مُنتشر افراد کو ایک مرکز پر جمع کرنے کیلئے ضروری ہے کوئی نہ کوئی قوم کا امیر ہو اور امیر تب ہی کامیاب ہوتا ہے جب اس کے خیر خواہ ہوں جو اسکی خیر خواہی کریں۔

اطاعتِ امیر:

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

"وَ مَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَ مَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ"

(مسلم باب اطاعۃ جلد ثانی، ص ۱۲۵، مشکوٰۃ شریف، کتاب الامارہ ص ۳۱۸)

امیر کی اطاعت میری اطاعت ہے اور امیر کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ "اِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّۃٌ" (مسلم شریف، جلد ثانی، باب الامام ص ۱۲۶، مشکوٰۃ کتاب الامارہ، ص ۳۱۸) امام ڈھال ہے۔ جس کے زیرِ سایہ جہاد کیا جائے اور جس کے ساتھ ہر مُعاملہ میں پناہ حاصل کی جائے بلکہ ہر مُعاملہ میں امیر کا ہونا ضروری ہے باپ بیٹا ہوں، بھائی بھائی ہوں دو مسافر ہوں ان میں سے بھی ایک امیر مُقرّر کر لیا جائے۔ حضرت مالک بن حویرث فرِماتے ہیں کہ مَیں اور میرے چچا کا بیٹا دونوں بارگاہ نُبُوّت میں حاضِر ہوئے تو آپ نے اِرشاد فرمایا۔

"اِذَا سَافَرْتُمَا فَاَذِّنَا وَاَقِیْمَا وَ لْیَؤُمَّکُمَا اَکْبَرُکُمَا"

(بخاری شریف، باب صلوٰۃ الجماعۃ ص ۹۰، ہدایہ شریف، باب الامامۃ، ص ۱۲۲)

جب تم دونوں سفر کرو اذان کہو اور تکبیر کہو اور تم میں سے جو بڑا ہو وہ امامت

www.waseemziyai.com

کرائے۔ایک اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے حضرت اُم حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

"اِنْ اُمِّرَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ یَقُوْدُ کُمْ بِکِتَابِ اللّٰہِ فَاسْمَعُوْا لَہٗ وَاَطِیْعُوْا"

(مشکوٰۃ، باب الامارۃ ص ۳۱۹، مسلم جلد ثانی، باب الامارۃ ص ۱۲۵)

اگر ناقص الاعضاء غُلام تم پر حاکم بنا دیا جائے جو قُرآن وسنّت کے مطابق تمھاری قیادت کرے تو اسکی بات سُنو اور اسکی اطاعت کرو۔

یونہی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ حَبْشِیٌّ کَاَنَّ رَأْسَہٗ زَبِیْبَۃٌ"

(مشکوٰۃ، باب الامارۃ ص ۳۱۹، مسلم جلد ثانی، باب الامارۃ ص ۱۲۵)

امیر کی بات سُنو اور اسکی اطاعت کرو اگرچہ حبشی غُلام جس کا سر کشمش کی طرح ہو تم پر امیر مقرر کردیا جائے۔

الانتباہ:

کاش آج سے کئی سال پہلے علمائے اہلسنت، مشائخ اہلسنت عوام اہلسنت اور خواص اہلسنّت، قائد اہلسنت، قائد ملت اسلامیہ علاّمہ شاہ احمد نورانی صدیقی کی قیادت پر متفق ہو جاتے آج اہلسنّت وجماعت کا معاملہ کچھ اور ہی ہوتا اور اسلامی حکومت کا بول بالا ہوتا۔

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

ہاں:

امیر کی خیر خواہی اگرچہ لازمی اور ضروری ہے جو کہ قُرآن وسنّت سے ثابت ہے اور اسمیں کوئی شک نہیں لیکن امیر کی خیر خواہی اور اطاعت تب لازم ہے جب اُس کا

www.waseemziyai.com

حکم قرآن وسنّت کے خلاف نہ ہو۔ یہ بات بھی قرآن وسنّت سے ثابت ہے کہ اگر امیر کا حکم شریعت کے خلاف ہو اُس پر بالکل عمل نہ کیا بلکہ امیر کی خیر خواہی اسی میں ہے تا کہ وہ آئندہ حکم خلافِ شریعت نافذ نہ کرے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔

"لَا طَاعَةَ فِیْ مَعْصِیَةٍ" (مشکوٰۃ شریف، باب الامارۃ، ص ۳۱۹، مسلم شریف، باب طاعۃ الامیر، ص ۱۲۵)

امیر، ماں، باپ اور شیخ کی اطاعت گُناہ میں نہ کی جائے۔

یونہی حدیثِ نبوی ہے۔ "اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ"۔ کہ امیر کی اطاعت صرف اور صرف نیک کاموں میں ہے یونہی حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ "لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ" (مشکوٰۃ شریف، باب الامارۃ ص ۳۲۱)

خالق کی نافرنی کرتے ہوئے مخلوق کی اطاعت جائز اور درست نہیں۔

نوٹ:۔ اللہ اور اُس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت ہر حال میں فرض لازمی اور ضروری ہے چاہے وہ حکم سمجھ میں آئے یا نہ آئے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کسی قید کے ساتھ مقید نہیں یونہی اللہ اور اُس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کسی شرط کے ساتھ مشروط نہیں۔ جبکہ اولی الامر کی اطاعت ایک شرط کے ساتھ مشروط ایک قید کے ساتھ مقید اور ایک مَوقوف علیہ پر مَوقوف ہے اور وہ یہ ہے۔ "وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ"۔ اولی الامر کی اطاعت تب لازم ہے جبکہ وہ تم میں سے ہو یعنی نیکی کا حکم دینے والا ہو۔

غلط بات کرنے والے کو غلط بات سے روکنا یہ بھی اسکے ساتھ خیر خواہی ہے

ارشادِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔

www.waseemziyai.com

"انْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا" (مشکوٰۃ شریف، باب الشفقت، ص ۴۲۲، مسلم شریف، جلد ثانی، باب نصر الاخ، ص ۳۲۰)

اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مظلوم کی مدد ہو سکتی ہے ظالم کی مدد کیسے ہو سکتی ہے تو آپ نے فرمایا ظالم کو ظلم سے روکنا یہ ظالم کے ساتھ خیر خواہی ہے۔

حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر انور کے سرہانے اعتکاف بیٹھا ہوا تھا ایک ظالم بادشاہ نے مجھے کہا کہ میرے حق میں کوئی اچھی سی دُعا فرمائیں حضرت سعدی نے ہاتھ اُٹھائے اور عرض کی اے اللہ اس بادشاہ کو موت عطاء فرما۔ بادشاہ کے پاؤں سے زمین نکل گئی اور ہاتھوں سے طوطے اُڑ گئے اور کہنے لگا یہ کیسی دُعا ہوئی آپ نے فرمایا اسمیں تیری بھی خیر خواہی ہے اور عوام النّاس کی بھی خیر خواہی (باب ا، گلستان حکایت ۱۱) مزید ظلم کرنے سے رک جائے گا اور لوگ مزید ظلم برداشت کرنے سے رُک جائیں گے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو شخص ہاتھ سے بُرائی روک سکتا ہو وہ ہاتھ سے روکے یہ کام اربابِ حکومت اور طاقتوروں کا ہے

"مَنْ رَّاٰی مِنکُمْ مُنْکَراً فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِہٖ"

(مشکوٰۃ شریف، باب الامر بالمعروف، ص ۴۳۶)

اور جو شخص ہاتھ سے بُرائی کو نہ روک سکتا ہو وہ اپنی زُبان سے بُرائی کو روکے اور یہ کام عُلمائے کرام اور مشائخِ عظّام کا ہے اور اسی طرح سیاسی لیڈروں کا جنکی زُبان پر لوگ کان دھرتے ہیں۔

"فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ"

(مشکوٰۃ شریف، باب الامر بالمعروف، ص ۴۳۶)

www.waseemziyai.com

اور اگر کوئی شخص ہاتھ اور زبان دونوں سے بُرائی کو نہ روک سکتا ہو تو کم از کم دل سے بُرا جانے۔

جس سے معلوم ہوا بُرے کو بُرائی سے روکنا اور ہر طرح روکنا یہ بُرے آدمی کے ساتھ جابر ظالم آمر حکمران کے ساتھ خیر خواہی کرنا ہے۔

خامساً:۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے کہ عوام النّاس سے بھی خیر خواہی کرو۔

عوام النّاس سے خیر خواہی یہ ہے کہ عوام النّاس کی دینی دُنیاوی یونہی ظاہری باطنی جسمانی رُوحانی دُنیوی اور اُخروی معاملات میں اُن کا تعاوُن کیا جائے۔

عَلّامہ بیضاوی سُورہ بقرہ کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو لوگ مالدار ہیں وہ مال تقسیم کریں اور جو لوگ صاحبِ علم ہیں وہ علم تقسیم کریں اور جو لوگ معرفت خداوندی کے حامل ہیں وہ معرفت تقسیم کریں بندے بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کی کوشش کریں۔

میرے شیخ:

شیخ الشیوخ حضرت حافظ الحدیث نے عِلم وعِرفان کی خُوب بارش کی مساجد کو آباد کیا مدارس کو اساتذہ مہیا کیے اور جو اللہ تعالیٰ سے دُور ہو چکے تھے اُن کو اللہ تعالیٰ کے قریب کیا رہتی دنیا تک آپ کی محنت اور کاوش سے لوگ فُیُوض و برکات حاصِل کرتے رہیں گے۔

دُعا ہے اللہ ربُّ العزّت ہم تمام کو ایک دُوسرے کا خیر خواہ اور غمگسار بننے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الایمان

مرکز العلوم الاسلامیہ

www.waseemziyai.com

الایمان

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْماً بَارِزًا لِلنَّاسِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْاِیْمَانُ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَلِقَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ۔ (الحدیث)

(مسلم شریف، جلداوّل، کتاب الایمان، حدیث ۵، ص ۲۹)

سیّدنا حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دِن نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا: یَارَسُولَ اللہ صلّی اللہ علیک وسلّم! ایمان کی کیا تعریف ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ اُس کے تمام فرشتوں، اُس کی تمام کتابوں، اُس سے مُلاقات کرنے، اُس کے تمام رسُولوں اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیئے جانے کو مان لو اور تسلیم کرلو۔

اِیمان کی اہمیّت:

ایمان کی اہمیت سے کون شخص بے خبر ہے اور کون ناواقف ہے؟ آج اسی حوالہ سے چند کلمات سپُردِ قلم کیے جارہے ہیں۔

لغوی معنیٰ:

اِیمان کے حُروفِ اصلیہ تین (۳) ہیں۔ا۔م۔ن۔(امن)

ثلاثی مُجرّد میں یہ کلمہ تین (۳) ابواب میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ باب فَعَلَ یَفْعِلُ۔ ماضی مفتوح العین مضارع مکسورالعین۔اَمَنَ یَأْمِنُ اَمْنًا۔ (باب ضرب) اس کے معنیٰ ہوتے ہیں اعتماد کرنا اور بھروسہ کرنا۔

۲۔ باب فَعُلَ یَفْعُلُ۔ ماضی مضارع دونوں مضموم العین اَمُنَ یَأْمُنُ اَمَانَةً۔

www.waseemziyai.com

(باب کرم) جس کے معنیٰ ہیں امانت دار ہونا اور امین ہونا۔

۳۔ از باب فَعِلَ یَفْعَلُ۔ ماضی مکسور العین مضارع مفتوح العین۔ (باب سمع) اَمِنَ یَاْمَنُ اَمْنًا وَ اَمَانًا۔ اس کے معنیٰ ہیں مُطمئن ہونا، سکون سے رہنا، بے خوف ہونا، محفوظ رہنا۔

یہ کلمہ ''کلمۂ امن'' بطور ثلاثی مجرد بھی قرآن وسُنّت میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔ ہاں! بطور ثلاثی مزید فیہ بھی قرآنِ پاک میں مُستعمل ہے۔ یہ کلمہ ''کلمۂ ایمان'' چار (۴) طرح سے استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ ایمان کسی بھی صلہ کے بغیر استعمال ہو اُس وقت ایمان کے معنیٰ ہوں گے۔ ''با امن ہونا'' مَثَلًا! اٰمَنتُ میں اِیمان لایا اور با امن ہوا۔

۲۔ بطور مُتعدّی بنفسہٖ استعمال ہو۔ اب اِیمان کے معنی ہوں گے ''امن دینا، بے خوف کرنا''۔

ارشادِ باری ہے: وَاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ۔ (پارہ ۳۰، سُورہ قُریش، آیت ۴)
اللہ تعالیٰ نے انہیں امن عطا فرمایا اور بے خوف کر دیا۔

۳۔ ایمان کا صلہ ''باء'' ہو۔ اب معنیٰ ہوں گے ''تصدیق کرنا'' دل سے مان لینا۔
ارشادِ ربُّ العالمین ہے۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ۔
(پارہ ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۸۵)
تصدیق کی رسُولَ اللہ نے اس چیز کی جو اُس پر نازل کی گئی۔

۴۔ اِیمان کا صلہ ''باء'' اور ''لام'' ہوں۔ اب معنیٰ ہو گا ''تابع دار'' اور ''مطیع ہونا''
اِرشادِ احکم الحٰکمین ہے کہ حضرت یُوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے اپنے والدِ مُحترم سے کہا:
وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا۔ (پارہ ۱۲، سُورہ یُوسف، آیت ۱۷)

www.waseemziyai.com

اے ہمارے والدِ محترم! آپ ہمارے اس قول کی تابعداری اور اطاعت کرنے والے نہیں ہیں۔

وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ۔ اگرچہ ہم سچّے ہوں۔

اِصطلاحی تعریف:

وَالْاِيْمَانُ فِي اللُّغَةِ عِبَارَةٌ عَنِ التَّصْدِيْقِ وَاَمَّا فِي الشَّرْعِ فَالتَّصْدِيْقُ بِمَا عُلِمَ بِالضَّرُوْرَةِ اَنَّهٗ مِنْ دِيْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالتَّوْحِيْدِ وَالنُّبُوَّةِ وَالْبَعْثِ وَالْجَزَاءِ۔

(بیضاوی شریف۔عبداللہ القاضی البیضاوی، زیرآیت اَلَّذِيْنَ بِالْغَيْبِ يُؤْمِنُوْنَ)

ایمان کا لغوی معنیٰ تصدیق ہے اور ایمان کا شرعی معنیٰ ان چیزوں کی تصدیق ہے جن کا دین محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ہونا بداھۃً ثابت ہو۔ مَثَلًا! توحید، نُبوّت، بعث اور جزاء۔

اَلْاِيْمَانُ فِي الشَّرْعِ هُوَ التَّصْدِيْقُ بِمَا جَاءَ بِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

۹۰ (شرح عقائد)

اِیمان سے مُراد ہر اس چیز کی تصدیق کرنا ہے جسے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ ربّ العزّت کی طرف سے لائے۔

تصدیق:

عَلّامَہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور باقی جمہور مُتکلمین نیز جمہور مُحدّثین نے ایمان کی تعریف میں لفظِ ''تصدیق'' کا بالالتزام ذِکر فرمایا ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ حقائق مَعلُوم ہونے، حقائق کو سچا سمجھنے کا نام ایمان نہیں بلکہ تسلیم اور تصدیق کرنے کا نام ایمان ہے۔ اِبلیس تمام ادیان کو سچا سمجھتا رہا اور آپ علیہ السّلام کے دین کو سچا سمجھا مگر مومن نہ

www.waseemziyai.com

ہوا۔ یوں ہی اُمیہ بن صلت دین محمد کو سچا سمجھتا رہا مگر تسلیم اور تصدیق سے عاری رہا لہٰذا مومن اور مسلمان نہ ہوا، نہ کہلایا۔ اس لیے مُحققین کی تحقیق یہ ہے کہ تصدیق سے مُراد "تصدیق جازم" ہے اور تسلیم سے مراد "حق الیقین" کے درجہ میں تسلیم ہے۔

مَاعُلِمَ بِالضَّرُوْرَۃ:

عَلاّمہ جاراللہ زمخشری کا یہ کہنا ہے کہ "بالضرورت" سے مُراد وہ اَحکام ہیں جو خواص اور عوام دونوں میں مشہور ہوں اور ایمان سے مراد ان احکام کی تصدیق کرنا جن کا دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونا عوام و خواص میں مشہور ہو۔

بعض اعتراضات کا عَلاّمہ زمخشری کی طرف سے جواب دیتے ہوئے بعض عُلَماء نے کہا کہ خواص سے مُراد مجتہدین ہیں اور عوام سے مراد عُلَماءِ اُمّت ہیں اور ایمان سے مراد ان اَحکام کی تصدیق کرنا جن کا دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونا مُجتہدین کرام اور عُلَماءِ اُمّت کے ہاں مشہور ہو۔

عَلاّمہ سعدالدین تفتازانی اور اُن کے پیروکار نیز مُحققین کی تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ "بالضرورۃ" سے مراد وہ احکام ہیں جن کا ثبوت ان دلائل سے ہو جو دلائل قطعی الدلالۃ اور قطعی الثبوت ہوں اور ایمان سے مراد وہ احکام ہیں جن کا ثبوت قطعی، حتمی اور لازمی دلائل سے ہو۔ ان کا اعتراف کرنا، ان کو تسلیم کرنا اور ان کی تصدیق کرنا یہی ایمان ہے۔

تا حال یہی ثابت ہوا کہ ایمان تصدیق کا نام ہے اور یہی تحقیق شیخ ابُومنصور ماتریدی کی ہے اور یہی مذہب جمہور مُحققین کا ہے۔ نیز امام الائمہ "سراج الامہ حضرت امام ابُوحنیفہ کی بھی ایک روایت یہی ہے کہ ایمان صرف اور صرف تصدیق اور تسلیم ہی کا نام ہے اور یہ بھی یاد رکھنا ہوگا کہ ایمان جان لینے کا نام نہیں بلکہ ایمان مان لینے کا نام ہے۔

اَلْاِیْمَانُ ھُوَ التَّصْدِیْقُ بِمَا عُلِمَ مَجِیْئُ الرَّسُوْلِ بِہٖ ضَرُوْرَۃً اِجْمَالاً وَّ تَفْصِیْلاً۔ (رُوح المعانی، ہٰذا المقام)

www.waseemziyai.com

اصطلاحِ شریعت میں ایمان اَن جُملہ اُمور کو مان لینے کا نام ہے جو اُمور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے یقینی طور پر ثابت ہوں۔ شریعت نے جن مسائل کو تفصیلاً بیان فرمایا اُنہیں تفصیلاً ماننا۔ مُثلاً! نماز، نماز کے اوقات، نماز کی رکعات وغیرہ وغیرہ اور جنہیں شریعت نے اجمالاً بیان فرمایا انہیں بالا جمال ماننا۔ مثلاً! عذابِ قبر وغیرہ یہی ایمان ہے۔

اعمال کی شرعی حیثیت:

امامِ اعظم امام ابُوحنیفہ، حضرات فُقہاء کرام، مُحدِّثین حنفیہ، جمہور اہلِ سنّت اور جُملہ عُلَماءِ اہلِ کلام کے نزدیک اعمال حقیقت ایمان سے خارج ہیں' ایمان کا جزو نہیں' البتہ اعمالِ حَسنہ تکمیلِ ایمان کے لیے ضروری ہیں اور نجاتِ کامل "عملِ صالح" پر موقوف ہے تارک اعمالِ حَسنہ فاسِق ہے' جو اعمالِ حَسنہ میں کوتاہی کرے گا کوتاہی کے سبب

۱۔ ایک مُقررہ مُدّت تک جہنّم میں رہے گا پھر تصدیقِ قلبی کے سبب آخرِ کار جنّت میں داخل ہو جائے گا۔

۲۔ یا پھر محض اللہ الکریم اُس کو اپنے کرم سے مُعاف فرمادے گا۔

۳۔ یا پھر نبیٔ رحمت کی شفاعت اور آپ کے وسیلۂ جلیلہ سے اللہ تعالیٰ اُس کو مُعاف فرمادے گا۔

الاعمال:

جس طرح کہ آپ نے سابقہ سطور سے پڑھا اور جانا کہ اعمال' ایمان کا جزو اور حِصہ نہیں' اسی پہ چند ایک دلائل زینتِ قرطاس کیے جاتے ہیں۔

دلیل نمبر۱:

العطف:

عُلامہ بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

"وَعُطِفَ عَلَيْهِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْ مَوَاضِعَ"۔

(البیضاوی، زیرِ آیت "اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ")

بے شمار مقامات پر اعمال کا ایمان پر عطف ڈالا گیا اور اس طرح کی قرآنِ پاک میں تقریباً تین سو (۳۰۰) آیات ہیں۔ مثلاً

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰت۔ (پارہ ۱۶، سورہ مریم، آیت ۹۶)

مثلاً۔ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً۔ (پارہ ۱۹، سورہ الفرقان، آیت ۷۱)

عطف مغایرت کا تقاضا کرتا ہے۔ معطوف، معطوف علیہ کا غیر ہوتا ہے۔ لہٰذا اعمال ایمان کا غیر ہیں، ایمان کی حقیقت میں داخل نہیں۔

وہم:

واہم کا وہم ہے کہ عین ممکن ہے کہ "واؤ" برائے عطف نہ ہو بلکہ تخصیص بعد از تعمیم ہو۔ "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا"۔ میں تعمیم ہو۔ "وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ"۔ میں تخصیص ہو۔

ازالۂ وہم! ان آیات کریمہ میں تخصیص بعد از تعمیم کا قول کرنا جائز و دُرست نہیں کیونکہ! تخصیص بعد از تعمیم میں معطوف افضل ہوتا ہے معطوف علیہ سے، جبکہ ان آیاتِ کریمہ میں معطوف علیہ افضل ہے کیونکہ وہ ایمان ہے اور معطوف مفضول ہے کیونکہ وہ اعمال ہیں۔ لہٰذا "واؤ" برائے مغایرت ہی ہوگی اور اعمال، ایمان کا غیر ہی ہوں گے۔

وہم:۔ واہم کا وہم ہے کہ عین ممکن ہے کہ ان آیاتِ کریمہ میں "واؤ" برائے عطفِ تفسیر ہو۔

ازالۂ وہم:

عطفِ تفسیر کا قول بھی دُرست نہیں کیونکہ عطفِ تفسیر کی صورت میں لازم آئے گا کہ معطوف علیہ اور معطوف ایک ہی ہوں اور دُنیا میں کوئی فرد بھی ایسا نہیں جو اس بات کا قائل

www.waseemziyai.com

ہو کہ اِیمان اور اعمال ایک دُوسرے کا عین ہیں اور ذات کے اعتبار سے ایک ہی ہیں۔

دلیل نمبر۲

الشرط:

قُرآنِ پاک میں تقریباً پچاس (۵۰) آیاتِ کریمہ ایسی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اعمالِ صالحہ کی قبولیت کے لیے اِیمان شرط ہے۔

مَثلاً! فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ"۔

(پارہ ۱۷، سورہ الانبیاء، آیت ۹۴)

مَثلاً! اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

(پارہ ۹، سورہ الانفال، آیت ۱)

اجماع:

پُوری قوم کا اس بات پر اِتفاق اور اجماع ہے کہ شرط، مشروط کا غیر ہوتا ہے، لہٰذا اعمال اِیمان کا غیر ہیں۔

دلیل نمبر۳

اَلتَّوْبَةُ عِنْدَ الْاِيْمَانِ۔

قُرآنِ مجید فُرقانِ حمید میں تقریباً بیس (۲۰) آیاتِ کریمہ ایسی ہیں جن میں اِیمان والوں سے مُطالبہ کیا گیا ہے کہ اے ایمان والو! توبہ کرو۔

مثلاً! يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا۔

(پارہ ۲۸، سورہ التحریم، آیت ۸)

اے ایمان والو! پکی، سچی، سُچی توبہ کرو۔

جس سے مَعلوم ہوا کہ گُناہ کرنے سے اِنسان کافر نہیں ہوتا۔

www.waseemziyai.com

دلیل نمبر ۴

محلِ ایمان:

وَالَّذِی یَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ التَّصْدِیْقُ وَحْدَہٗ اَنَّہٗ سُبْحَانَہٗ اَضَافَ الْاِیْمَانَ اِلَی الْقَلْبِ۔ (البیضاوی، بحث الایمان)

عَلّامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ اس بات پر دلیل کہ اِیمان صرف تصدیق کا نام ہے یہ ہے کہ اللہ سُبحانہ نے اِیمان کو قلب کی طرف منسوب فرمایا۔

فَقَالَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ۔ (پارہ ۲۸، سورہ المجادلہ، آیت ۲۲)

اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں اِیمان کا نقش کر دیا ہے۔

عَلّامہ بیضاوی علیہ الرحمہ اس مقام پر ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اِیمان کا محل دِل اور سینے کو قرار دیا گیا ہے جبکہ اعمال کا محل، اعضاء اور جوارح ہیں۔ ایمان اور اعمال میں مغایرت ہے۔ نیز اعمال ایمان کی حقیقت میں داخِل نہیں اور اس طرح کی چالیس (۴۰) آیاتِ کریمہ اس بات پر شاہِد ہیں کہ اِیمان اور تصدیق کا محل قلب ہے۔

دلائل وشواہد:

دلائل وشواہد کی دُنیا میں احادیثِ محمدیہ علیٰ صاحبہا السّلام کو ثانوی حیثیت حاصِل ہے۔ ایسی احادیث جن سے مسلک حقہ کی تائید ہوتی ہے ان کی تعداد ان گنت اور بے شُمار ہے۔ چند اہم احادیث کو سپردِ قلم کرتا ہوں۔

حدیث نمبر ۱:

حدیثِ جبریل، سیّدنا جبریل علیہ السّلام کے اِستفسار پر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایمان کی تعریف تصدیقِ قلبی سے فرمائی اور اِسلام کی تعریف اعمال و جوارح سے فرمائی۔ جس سے مَعلُوم ہوا کہ ایمان فقط تصدیقِ قلبی کا نام ہے اور اعمالِ صالحہ

www.waseemziyai.com

اِسلام کا جُز و ہیں' اِیمان کا نہیں۔

حدیث نمبر۲: (حدیثِ اُسامہ)

ایک شخص میدانِ جہاد میں چیخ چیخ کر اپنے اِیمان کا اعلان کرتا رہا۔ سیّدنا حضرت اُسامہ کی بیان کردہ حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ اَسے قتل کر دیا گیا۔ جب مسئلہ بارگاہِ نَبوّت میں پہنچا تو آپ نے اِرشاد فرمایا: ''ھلا'' (مسلم شریف، کتاب الایمان)

حدیث نمبر۳: (حدیث اَبوذر)

سیّدنا حضرت اَبوذر غفاری بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِرشاد فرمایا۔

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ۔

(مشکوۃ شریف ص۱۴، مُسلِم شریف، کتاب الایمان ص ۶۶)

جس شخص نے بھی ''لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' پڑھا وہ جنّت میں داخل ہوگا اگرچہ (بدقسمتی سے) زِنا اور چوری کا ارتکاب کرے۔

دلیلِ عقلی:

روزِ اوّل سے تمام اُمّت اِسلامیہ کا اِس بات پر اِتفاق ہے کہ فاسِق مُسلمان سے مرنے پر وہی دینی، مذہبی، تعظیمی سلوک روا رکھا جائے گا جو ایک مومن کے ساتھ برتاؤ کیا جاتا ہے۔

مثلاً! نمازِ جنازہ اور مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین۔

دلیل لغوی:

مُسلّمات میں سے ایک مُسلّمہ اَمر ہے۔ "تُعْرَفُ الْاَشْيَاءُ بِاَضْدَادِ هَا" ۔ ہر چیز اپنی ضد کے ساتھ پہچانی جاتی ہے۔ اُمّت مُسلمہ کا اِس بات پر اِتفاق ہے کہ اِیمان کی

www.waseemziyai.com

ضد کفر ہے اور کفر کا معنیٰ انکار و تکذیب ہے یقیناً ایمان کا معنیٰ بھی اِعتراف، تصدیق اور تسلیم ہے اور محل دونوں کا قلب ہی ہے۔

ذرا فکر! دعوت و تبلیغ کا ہمیشہ یہی اصول رہا ہے کہ پہلے ایمان اور اس کے بعد اعمال کی جانب اُمت کو مُتَوَجِّہ کیا جاتا ہے۔ اگر اعمال ایمان کا جزو ہوتے تو دعوتِ ایمان کے بعد دعوت عمل تحصیلِ لاحاصِل اور بے مقصد ہوتی۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ ثَوْبٌ اَبْیَضُ وَ ھُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ وَقَدِ اسْتَیْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِکَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَ اِنْ سَرَقَ قَالَ وَ اِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَ اِنْ زَنٰی وَ اِنْ سَرَقَ قَالَ وَ اِنْ زَنٰی وَ اِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَ اِنْ زَنٰی وَ اِنْ سَرَقَ قَالَ وَ اِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ۔

(مشکوۃ شریف، کتاب الایمان، ص ۱۴۔ مسلم شریف، کتاب الایمان، باب ۳۹، حدیث ۱۸۱، ص ۶۶)

سیّدنا حضرت اَبُوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں بارگاہِ نَبوّت میں حاضِر ہوا۔ آپ علیہ السّلام پر سفید کپڑا تھا اور آپ جاگ چکے تھے۔ آپ نے اِرشاد فرمایا: جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہے، پھر اسی کلمۂ توحید پر مر جائے تو وہ جنّت میں داخِل ہو گا۔ میں عرض گزار ہوا۔ اگر چہ وہ زِنا اور چوری کرے؟ تو آپ نے اِرشاد فرمایا: ہاں! اگر چہ وہ زِنا اور چوری کرے؟ میں نے کہا: گر چہ زِنا اور چوری کرے؟ فرمایا: اگر چہ وہ زِنا اور چوری کرے، فرمایا۔ ہاں! اگر چہ وہ زنا اور چوری کر لے۔ اگر چہ تم ناپسندیدگی کی بنا پر سُوال کرتے کرتے زمین پر ناک بھی رگڑلو، تب بھی یہی حکم رہے گا۔

تکرار:

سیّدنا حضرت اَبُوذَر کا نام جندب قبیلہ بنو غفار ہے۔ آپ پانچویں (۵) مسلمان ہیں۔ بہت بڑے زاہِد، عابد اور صُوفی صحابی ہیں۔ مال جمع کرنے کے آپ بڑے مُخالِف

www.waseemziyai.com

تھے۔قبولِ اِسلام سے پہلے بھی شب بیدار رہتے اور رات دن عبادت میں مشغول رہتے۔اسی بِنا پر آپ نے سُوال میں تکرار فرمایا اور عرض کی کہ یَارَسُولَ اللہ! ایسا گندہ آدمی، گُناہوں سے لتھڑا ہوا اِنسان، پاک وصاف جنّت میں کیسے قدم رکھے گا؟ بالفاظِ دیگر! حضرت اَبُوذَر کی نظر اللہ ربُّ العزّت کے عدل وانصاف پر تھی لیکن نبیِٔ رحمت، نبیِٔ شفقت اور نبیِٔ غیب دان کی نظر اپنی شفاعتِ تامہ اور عامہ پر تھی۔نیز آپ علیہ السّلام کی نظر اللہ ربَّ العزّت کے فضل وکرم اور اِحسان پر تھی اور آپ کے فضل وکرم اور اِحسان پر تھی اور آپ نے ارشاد فرمایا۔اَبُوذَر! گُناہوں اور بدکاروں کی بدکاریوں کی طرف تو تمہاری نظر جاتی ہے ذرا! اللہ ربَّ العزّت کے فضلِ عمیم اور کرمِ خاص کی طرف بھی تو نظر کرو، مجرموں کے جُرموں کی طرف تو دیکھتے ہو ذرا رحمان کی رحمت، غفّار کی غفاری اور کریم کے کرم کو بھی تو مُلاحَظہ کرو۔

راقم الحروف نے اپنے ایک مضمون میں مُتعدّد دلائل سے یہ ثابت کیا کہ اِیمان محض اور محض تصدیقِ قلبی کا نام ہے، ایمان مرکب نہیں بلکہ بسیط ہے۔

مُتکلّمین:

بعض مُتکلّمین کی رائے یہ ہے کہ ایمان مرکب ہے، تصدیق بالجنان اور عمل بالارکان اس کے دو(۲) اجزاء ہیں۔لیکن! جمہور مُتکلّمین مُحقّقین کا فیصلہ یہ ہے کہ ایمان کے اگرچہ دو(۲) اجزاء اور دو(۲) ارکان ہیں لیکن! تصدیق بالجنان رُکنِ حقیقی اور رُکنِ زائد اور رُکنِ عارضی ہے جو سکُوت کا احتمال رکھتا ہے۔(شرح عقائد، باب الایمان ص۹۰)

مزید برآں! حدیثِ اَبُوذر جو بُخاری، مُسلم، مشکٰوۃ کے علاوہ درجنوں کُتبِ احادیث میں موجود ہے، وہ بھی اس بات پر شاہد ہے کہ ایمان صرف اور صرف تصدیق بالجنان کا نام ہے۔

اعتماد:

قُرآن وسُنت کا مُطالعہ کرنے سے نیز تفسیر و حدیث کا بغور معائنہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ایمان تصدیق بالجنان، بالفاظِ دیگر! تصدیق قلبی کا نام ہے۔ کامل، اکمل اور مکمل اعتماد اور بھروسہ کا نام ہے، اعتراف اور تسلیم کا نام ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا ہوگا کہ ایمان کے باب میں اعتماد اور بھروسہ سے مراد ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد اور بھروسہ ہے۔

آئیں! گلشنِ احادیث کے ایک پھول اور کلی کی مُعطر و مُعنبر خوشبو سے اپنے دل و دماغ کو تسکین اور روح کو ٹھنڈک پہنچاتے چلیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَتٰی اَعْرَابِیٌّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُه، دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا وَّ تُقِیْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَ تُؤَدِّی الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا شَیْئًا وَّ لَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّه، اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا۔

(مسلم شریف، کتاب الایمان ص ۳۱، باب ۳، حدیث ۱۵، مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان ص ۱۲)

سیّدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی بارگاہِ نُبوت میں حاضِر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یارَسولَ اللہ! مجھے ایسا کام کرنے کی رہنمائی فرمائیں کہ میں وہ کروں تو جنتی ہو جاؤں، تو آپ نے اِرشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرنا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، فرض نماز قائم کرنا، فرض زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان المبارک کا روزہ رکھنا۔ اس آدمی نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، نہ میں اس پر کچھ زیادتی کروں گا اور نہ اس سے کچھ کمی۔ پس جب وہ آدمی واپس چلا گیا تو آپ نے اِرشاد فرمایا: جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ کسی جنتی مرد کو دیکھے تو وہ اسے دیکھ لے۔

www.waseemziyai.com

معرفتِ قلب:

بعض احباب کی یہ رائے ہے کہ صرف قلب اور دل کا جان اور پہچان لینا ہی ایمان ہے اور مومن ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ یہ بھی سراسر وہم اور بے ہُودہ خیال ہے ۔مومن ہونے کے لیے تصدیق، تسلیم، اِعتراف اور دِل سے مان لینا ضروری اور لازمی ہے نہ کہ صرف جان لینا۔

لَا اَزِیْدُ وَ لَا اَنْقُصُ: اس میں تین (۳) اقوال ہیں۔

قول نمبرا:

سائل نے جواب ملنے پر عرض کی کہ یَارَسُولَ اللہ! مجھے آپ پر کامِل، اَکمل اور مکمل اعتماد اور بھروسہ ہے' میں نے آپ کی نُبوت ورِسالت کو تسلیم کیا اور اس کی تصدیق کی اور آپ کے فرامین کو حرف آخر سمجھتا ہوں۔ اگر مغرب کے تین فرض ہیں تو تین (۳) ہی پڑھوں گا چار (۴) نہیں پڑھوں گا اور صبح کے دو (۲) فرض ہیں تو دو (۲) ہی پڑھوں گا تین (۳) نہیں پڑھوں گا۔

قول نمبر۲

صحابیٔ رَسُول نے عرض کی۔ اے میرے آقا! میں نے آپ کی نبوت ورسالت کی تصدیق کی: آپ کو تسلیم کیا اور اس بات کا مُعترف ہوں کہ آپ نے جو اَحکام ارشاد فرمائے وہ اَحکام اپنی قوم تک بعینہ کسی کمی زیادتی کے بغیر کما حقّہٗ پہنچاؤں گا۔

قول نمبر۳:

صحابیٔ رَسُول کی عرض ومعروض کا مقصد یہ تھا کہ میں آپ کی گفتگو کو مکمل طور پر سمجھ چکا ہوں لِہٰذا سوال جواب میں کمی نہیں کروں گا۔

www.waseemziyai.com

الانتباہ:

صحابیٔ رسُول نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوّت ورِسالت کو تسلیم کیا' آپ کی نبوّت ورسالت کی تصدیق کی' آپ کی نبوّت ورسالت کا اِعتراف کیا' آپ کی ذات ذاتِ بابرکات پر کامل' اکمل اور مکمّل بھروسہ کیا اور اعتماد کیا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص بنابر تصدیق، تسلیم، اِعتراف، اعتماد اور بھروسہ مومن ہے اور اسی ناطہ سے جنّتی ہے۔ جو شخص اس دُنیا میں چلتے پھرتے جنّتی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس کو دیکھ لے۔

اقرار:

بعض احباب کا یہ وہم ہے نیز ظنِ فاسد، گمانِ باطل اور قولِ مرجُوح ہے کہ ایمان صرف اور صرف اقرار کا نام ہے' یعنی اقرار باللسان اور صرف اقرار سے ہی انسان مومن کہلاتا ہے۔ یہ بھی باطل ہے اور وجۂ بُطلان ظاہر ہے۔

اِرشادِ ربُ العلمین ہے:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ۔

(پ ا۔ البقرہ، آیت ۸)

لوگوں میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ اور یوم آخر پر ایمان لائے حالانکہ وہ مومن نہیں۔

ثمرات:

اِیمان اللہ جَلّ مجدہٗ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے بلکہ تمام نعمتوں کی اصل اور جڑ ہے۔ ایمان ہی ذریعۂ نجات ہے' ایمان ہی امن وسلامتی کا ضامن ہے' ایمان ہی باعثِ خیر اور باعثِ برکت ہے۔ ایمان ہی نجات دہندہ ہے اور ایمان ہی جسمانی، رُوحانی، ظاہری، باطنی ذِلتوں اور رُسوائیوں سے بچانے والا ہے۔ اِیمان ہی بڑی سے بڑی اور مُشکل سے

www.waseemziyai.com

مشکل ذِلت سے چھٹکارا دلانے والا ہے۔ ایمان ہی انسان کو اندھیرے سے روشنی کی طرف لانے والا ہے۔ ایمان ہی اِنسان کو ظُلمت کے راستوں سے نُور کی طرف گامزن کرنے والا ہے ایمان ہی اِنسان کو گمراہیوں کے گھُپ اندھیروں سے نِکال کر صراطِ مُستقیم پر چلانے والا ہے۔ ایمان ہی انسان کو دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ سے نکال کر جنّت الفردوس کے بُلند و بالا محلات اور انسانی ذہن سے بالاتر باغات کی سیر کروانے والا ہے۔

آ ئیں! ایک حدیث مبارکہ کا کچھ حصہ زیرِ مطالعہ لائیں اور اپنے ایمانوں کو جلا بخشیں!

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۔۔۔۔فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ شَفَعَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَ شَفَعَ النَّبِیُّوْنَ وَ شَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ لَمْ یَبْقَ اِلَّا اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ فَیَقْبِضُ قُبْضَۃً مِّنَ النَّارِ فَیُخْرِجُ مِنْھَا قَوْمًا لَمْ یَعْمَلُوْا خَیْرًا قَطُّ۔ (الحدیث)

(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب ۷۳، حدیث ۳۶۲، ص ۱۰۳۔ مشکوٰۃ شریف، باب الحوض والشفاعہ، ص ۴۹۰)

حضرت اُبوسعید خُدری تفصیلاً رویت باری اور شفاعت کا بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں: کل کلاں اللہ تعالیٰ اِرشاد فرمائے گا کہ فرشتوں نے شفاعت کرلی، رسُولوں نے شفاعت فرمالی: مومنوں نے شفاعت کرلی اب ارحم الراحمین کے سِوا کوئی باقی نہیں رہا، پھر اللہ تعالیٰ آگ میں سے ایک مُٹھی بھرے گا تو اُن لوگوں کو وہاں سے نِکالے گا جنہوں نے کبھی بھی کوئی بھلائی نہیں کی۔

خیر:

اس حدیث پاک میں خصُوصاً اس جُملہ میں خیر سے مُراد نیکی ہے اور حدیث پاک سے مراد یہ ہے کہ جس شخص نے کلمہ پڑھنے اور ایمان لانے کے بغیر کوئی کبھی بھی نیکی نہ کی، اللہ تعالیٰ اُسے بھی آخِرکار جنّت میں داخِل فرمائے گا۔

www.waseemziyai.com

تفصیل:

اس حدیث پاک سے اوّلاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایمان جیسی دُنیا اور آخرت میں کوئی نعمت نہیں۔ جس کی کوئی شفاعت کرنے والا نہ ہوگا بِنا بر ایمان اس کو بھی جہنّم سے نکال لیا جائے گا۔ زیرِ تبصرہ حدیثِ پاک طویل ترین حدیثِ پاک ہے جس کا خلاصہ یہ ہے قیامت کا دن ہوگا کئی جنتی عرض کریں گے یا اللہ! فلاں فلاں ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، نمازیں پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے۔ ارشادِ ربّانی ہوگا تم جہنّم میں جاؤ اور جن جن کو تم پہچانتے ہو پہچان پہچان کر نکال لاؤ۔ جنت سے جہنّم میں جانے والوں پر آگ کسی طرح اثر انداز نہ ہوگی۔ جنتی عرض کریں گے یا اللہ! جن جن کے بارے میں تو نے ہمیں حکم دیا تھا ان میں سے ایک بھی جہنّم میں نہیں رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا دوبارہ جہنّم میں جاؤ اور جن کے دل میں دینار برابر بھی ایمان ہو انہیں باہر لے آؤ اور خلقِ کثیر کو وہ باہر لائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ سہ بارہ ارشاد فرمائے گا ایک دفعہ اور دینار برابر بھی ایمان ہو اُنہیں باہر لے آؤ۔ چوتھی بار پھر اللہ ربّ العزت ارشاد فرمائے گا ایک بار اور جہنّم میں جاؤ جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہو اسے بھی جہنّم سے باہر لے آؤ۔ ملائکہ اور مومنین اس طرح خلقِ کثیر کو باہر لائیں گے جو لاکھوں پر نہیں کروڑہا پر مشتمل ہوگی۔ بلکہ ارب ہا پر مشتمل ہوگی پھر یہی ملائکہ اور مومنین بارگاہِ ایزدی میں عرض کریں گے۔

رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيهَا خَيْرًا۔

اے اللہ! ہم نے کسی بھی اہلِ خیر کو جہنّم میں نہیں چھوڑا، جو شرعی ایمان رکھتا تھا، شفاعت کا مستحق تھا، قابلِ مغفرت اور بخشش تھا، ہم اُس کو جہنّم سے باہر نکال لائے۔ پھر اللہ تعالیٰ قبضہ بھر، مٹھی بھر لوگوں کو محض اپنے فضل و کرم اور اِحسان سے نکالے گا۔

تحقیق:

صاحبِ مرقات مُلا علی قاری اور محشیِ مُسلم عَلامہ نَوَوِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں

www.waseemziyai.com

اُن احباب کا ایمان 'شرعی اِیمان نہ ہوگا بلکہ یہ لوگ ''ساترین'' ہونگے یعنی یہ وہ لوگ ہونگے جو ایمان تو لائے مگر بوجُوہ اقرار نہ کر سکے۔

برکات:

یہ ہیں ایمان کی برکات۔ ہم بچوں کی شادیاں کریں تو بچوں کو ہزار ہا بار پرکھتے ہیں۔ چار آنے کی چیز خریدیں تو چار (۴۰۰) مرتبہ سوچتے ہیں۔
الغرض! کسی قسم کا کوئی بھی کام ہو تو سوچ سوچ کر قدم رکھتے ہیں اور پھونک پھونک کر آگے بڑھنے کی کاوش کرتے ہیں ۔افسوس صد افسوس! دین ، دینیات، شرع، شرعیات، اِسلام، اسلامیات اور یوں ہی اِیمان اور اِیمانیات کے بارے میں سوچنے کا ہمیں کبھی موقع ہی نہیں ملتا۔

اختتام: ارشادِ باری ہے:

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صادِقین کی معیّت اور سنگت اختیار کرو اور صادقین وہی ہیں جن کا ایمان بھی سچا ہو اور جن کا عمل بھی سچا ہو۔ جن کا قول بھی سچا ہو اور جن کا ظاہر و باطن بھی سچا ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰه فَالْحَمْدُ لِلّٰه ثُمَّ اَلْحَمْدُلِلّٰه!

اہلِ سنّت ہی سعادتمند اور خُوش قِسمت ہیں جن کا اِیمان سچّا سُچّا اور سُتھرا ہے اور اعمال بھی سنّت کے مطابق ہیں۔
دُعا: اللہ ربّ العزت اپنے فضل و کرم اور اپنے حبیب' حبیبِ لبیب کے وسیلۂ جلیلہ سے ہمیں اِیمان پر ثابت قدم رکھے اور اِیمان پر ہی خاتمہ بالخیر فرمائے۔

= = = = = = = =

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلاوت ایمان

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

www.waseemziyai.com

حلاوتِ ایمان

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰث" مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ بِھِنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَ اَنْ یَّکْرَہَ اَنْ یَّعُوْدَ وَفِی الْکُفْرِ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ۔ (بخاری شریف' جلداوّل' کتاب الایمان' باب ۹ حلاوۃ الایمان ص ۷' مسلم شریف' جلداوّل' کتاب الایمان ص ۴۹' باب ۱۴۔ مشکوٰۃ شریف' کتاب الایمان' ص ۱۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا جس شخص میں تین (۳) عادات ہوں وہ ایمان کی مٹھاس کو پائے گا۔

۱۔ اللہ ربّ العزّت اوراُس کا محبوب (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اُسے تمام چیزوں سے زیادہ پسندیدہ ہوں۔

۲۔ اس شخص کی جس سے بھی محبت ہو محض اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہو۔

۳۔ کُفر سے نجات پانے کے بعد دوبارہ کُفر میں لوٹنے کو اس طرح ناپسند کرتا ہو جس طرح آگ میں لوٹ جانے کو ناپسند کرتا ہو۔

اِیمان:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایمان کی ایک اپنی لذّت' حلاوت اوراپنی مٹھاس ہے لیکن محسوس وہی کرتا ہے۔ جس میں تین (۳) مذکورہ بالا خوبیاں اور کمالات پائے جائیں۔

ع ...... دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

مٹھاس:

ایمان کی مٹھاس سے مراد یہ ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے اَحکام کی تعمیل میں لذّت محسوس کرے اور اُس کی راہ کے کانٹے بھی اُس کو پھُولوں کی سیج مَعلوم ہوں۔ ہر مُشکل

www.waseemziyai.com

سے مشکل اور دُشوار سے دُشوار عمل بھی اس کو اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رِضامندی حاصِل کرنے کے لیے آسان معلُوم ہو۔ اور یہ مقام اُس وقت حاصل ہوگا جب اللہ اور اُس کا رسول اُسے سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ اور جس سے بھی محبّت کرے محض اللہ اور اُس کے رسُول کے لیے کرے۔ نیز کفر اُس کو دوزخ کی آگ سے زیادہ ناپسند ہو۔

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

(بخاری شریف، جلد اوّل، کتاب الایمان، باب ۸، حدیث ۱۳، ص ۷، مسلم شریف، جلد اوّل، کتاب الایمان، باب ۱۵، حدیث ۷۷، ص ۴۹۔ مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان، فصل اوّل، ص ۱۲)

ارشادِ نبوی ہے: حضرت انس راوی ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تُم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک مَیں اُس کے نزدیک اُس کی اولاد اور ماں باپ نیز تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں''۔

☆ ارشادِ نبوی ہے:

لَایُؤْمِنُ عَبْدٌ'' حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب ۱۵، ص ۴۹)

کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ مَیں اُس کے نزدیک اُس کے تمام اہل وعیال، مال دولت اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ'' مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ۔ (الحدیث)

(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب ۱۴، ص ۴۹)

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جس شخص میں تین (۳) خوبیاں پائی

www.waseemziyai.com

جائیں وہ اِیمان کی لذّت محسوس کرتا ہے"۔

لذّت:

ایمان کڑواہٹ یا کسی بدمزہ یا پھیکا پن کا نام نہیں' ایمان حلاوت، مٹھاس اور شیرینی نیز ہر مُشکل کے علاج کا نام ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے دلوں میں اللہ اور اس کے رسُول کی محبّت ہو۔

ارشادِ محبوبِ خُدا ہے:

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلَبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ رَّضِىَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا۔ (مسلم شریف' کتاب الایمان' جلد اوّل' باب ۱۰' ص ۴۷۔ مشکٰوۃ شریف' کتاب الایمان' فصل اوّل' ص ۱۲)

حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: ایمان کا مزہ اُسی شخص نے چکھا۔

۱۔ جو اللہ ربّ العزّت کی ربُوبیت پر راضی ہوا۔

۲۔ جو اِسلام کے دین ہونے پر راضی ہوا۔

۳۔ جو محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے رسُول ہونے پر راضی ہوا۔

حل:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

ایمان تمام تکالیف' مصائب اور مُشکلات کا حل ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ماں باپ اولاد' بہن' بھائیوں' بیویوں' اپنے اپنے کُنبوں' اپنے اپنے مالوں اور اپنی اپنی تجارتوں، اپنے اپنے محلّات نیز سونے' چاندی' عُمدہ ترین گھوڑوں' کھیت اور کھیتیوں پر

www.waseemziyai.com

اللہ ربّ العزت کی محبت کو ترجیح دیں۔ تمام محبتوں کو ثانوی حیثیت' اللہ اور اُس کے رسول کی محبت کو اوّلیں حیثیت دیں۔

ارشادِ ربّانی ہے:

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْل" مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْز" عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْص" عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُ وْف" رَّحِیْم"۔ (پارہ ۱۱۔ التوبہ۔ آیت ۱۲۸)

البتہ تحقیق تشریف لائے تمہارے پاس ایک عظیم الشّان رسول تم میں سے' گراں گزرتا ہے ان پر تُمہارا مشقت میں پڑنا' تمہاری بھلائی کے خواہش مند ہیں جو مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں۔

الانتباہ:

سُورہ الانفال مدنی سُورۃ ہے اور اس میں تقریباً پچھتر (۷۵) آیات ہیں اور دس (۱۰) رکوعات ہیں۔ سورہ الانفال نصف پارہ پر مُشتمل ہے اور تمام آیات کریمہ کا تعلق جہاد سے ہے۔ یوں ہی سورہ التوبہ مدنی سُورت ہے جس میں ایک سو انتیس (۱۲۹) آیات اور سولہ (۱۶) رکوعات ہیں اور ان آیات کریمہ کا تعلق بھی جہاد ہی سے ہے اور یہ سورت ایک پارہ پر مشتمل ہے۔

اب! جہاد کی تعریف' جہاد کی اقسام' جہاد کے فضائل' جہاد کے مسائل' جہاد کے احکام پڑھنے اور سُننے سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں' نیز صرف جہاد کے تصوّر اور خاکہ سے ہی انسان نیم مُردہ ہو جاتا ہے۔ اللہ ربّ العزت نے انسان کو تسلّی اور تشفّی دیتے ہوئے فرمایا۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْل"۔

فرمایا: تم عظیم الشّان رسُول کو اپنا محبوب بنالو' تمام مُشکلات آسان ہو جائیں گی۔

www.waseemziyai.com

جہاد ہے مَطلوبَ و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کِشور کشائی

لگن:

انسان چاہے کسی قسم کا ہو، کسی شعبہ سے تعلُّق رکھتا ہو، نیک ہو یا بَد، مسلمان ہو یا کافر، چار (۴) چیزوں سے اُس کی لگن ہوا کرتی ہے۔

۱۔وطن۔ ۲۔مال۔ ۳۔اولاد۔ ۴۔جان۔

جَدُّ الأَنبیاء حضرت ابراہیم یوں ہی سیّدنا حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہما الصّلوات والتسلیمات کو اور اسی طرح سیّدہ ہاجرہ، سیّدہ سارا، افضل الشہداء، سیّد الشہداء، حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی مندرجہ بالا چاروں اشیاء سے لگن تھی وہ کون سی چیز تھی؟ جس نے ان کو آمادہ کیا اور انہوں نے چاروں (۴) اشیاء کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا؟ یقیناً وہ ایمان کی حلاوت ہی تھی۔

ترجیحات:

ہر ارزاں اور سستی چیز کو مہنگی اور قیمتی چیز پر قربان کیا جاتا ہے مثلاً وطن کو مال پر اور مال کو اولاد پر اور اولاد کو جان پر قربان کیا جاتا ہے۔

سیّد الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان چاروں (۴) چیزوں کو بیک وقت قربان فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ میرا وطن، میرا مال، میری اولاد، حتّٰی کہ میری جان بھی میری نظروں میں ارزاں اور سستی ہے۔ اِیمان، اِسلام، قرآن، اللہ اور اس کے رسُول کے مُقابلہ میں ارزاں ہیں اور یہ سارے ثمرات ہیں حلاوتِ ایمان کے۔

ارشادِ خُداوندی ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ

www.waseemziyai.com

وَالثَّمَرٰتِ۔ (القرآن۔پ۲۔البقرہ۔آیت ۱۵۵)

یقیناً یقیناً اور یقیناً ہم تمہیں کسی نہ کسی چیز کے ساتھ آزمائیں گے۔

۱۔ خوف۔

۲۔بھوک و پیاس

۳۔اموال میں کمی۔

۴۔جانوں میں کمی۔

۵۔اولاد میں کمی۔

اللہ ربّ العزّت نے اس آیۂ کریمہ میں آزمائش کے پانچ (۵) طریقے بیان فرمائے۔ کسی کو کسی اور کسی کو کسی طریقے کے ساتھ آزمایا اور زندگی کے مُختلف ادوار میں آزمایا۔ لیکن اللہ ربُّ العزّت نے سیّد الشہداء حضرت امام حُسین کو بیک وقت ان پانچوں (۵) طریقوں کے ساتھ آزمایا اور آپ آزمائش میں پُورے اُترے۔ آپ ایمان کی حلاوت، ایمان کی لذّت اور ایمان کی چاشنی سے معمور تھے۔

اِرشادِ ذُوالجلال والاکرام ہے۔

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیۡدِیَکُمۡ وَاَرۡجُلَکُمۡ مِنۡ خِلَافٍ۔ (پ۱۶۔طٰہٰ۔آیت ۷۱۔۷۲)

یقیناً ضرور بضرور میں آپ کے ایک طرف کے ہاتھ اور دُوسری طرف کے پاؤں کاٹ ڈالوں گا۔

یہ کلمہ فرعون نے اس وقت کہا جب فرعون ہی کے حواری' نام لیوا' حضرت مُوسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا کلمہ پڑھ چُکے تھے۔

قَالُوۡا۔ فَاقۡضِ مَاۤ اَنۡتَ قَاضٍ۔ (پ۱۶۔طٰہٰ۔آیت ۷۲)

انہوں نے کہا: اے فرعون! جو تُو نے کرنا ہے وہ کرلے' جو سزا دینا چاہتا ہے وہ دے لے' ہمیں کوئی پرواہ نہیں' ہم نے حضرت مُوسیٰ کا کلمہ پڑھ لیا ہے۔

www.waseemziyai.com

یہ وہ لوگ ہیں جو حلاوتِ ایمان سے معمور ہو چکے ہیں۔ اِیمان کی لذّت، مٹھاس اور چاشنی پا چکے ہیں' اب ان کے لیے مرنا، جینا آسان ہو چکا ہے۔

علامات:

جب انسان کسی سے محبّت کرتا ہے تو خُود بخود اس میں علاماتِ محبّت پائی جاتی ہیں۔

ا۔ وہ اپنے محبوب میں کوئی نقص نہیں دیکھتا' کوئی عیب نہیں پاتا۔ اگر اس کے محبوب میں کوئی شخص کوئی عیب شمار کرے تو وہ اس پر دھیان نہیں دیتا۔ مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسُول سے محبّت کرے' اللہ اور اس کے رسُول کی طرف نقص، عیب اور خامی کی نسبت نہ کرے' اور اگر کسی کو کرتے دیکھے تو اس کی سرزَنش کرے۔

ارشادِ نبوی ہے:

حُبُّكَ الشَّيْئَ يُعْمِىْ وَ يُصِمُّ۔ (مشکوٰۃ شریف' باب البر والصلہ' ص ۴۱۸)

اے انسان! تجھے شئے کی محبّت شئے کے عیوب دیکھنے سے اندھا کر دیتی ہے۔ اور شئے کے عیوب سُننے سے بہرہ کر دیتی ہے۔

۲۔ محبّ اپنے محبوب کا ذکر کرتا ہے اور محبّت کے تقاضوں کو ہر مُمکن پُورا کرتا ہے۔ لہٰذا مومن کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ اور اُس کے رسُول کے ساتھ کی جانے والی محبّت کے تقاضوں کو بھی پُورا کرے۔ اور ہر حال میں اللہ اور اُس کے رسُول کا ذِکر بھی کرے۔

مَنْ اَحَبَّ شَيْأً فَاَكْثَرَ ذِكْرَهٗ۔

جو جس سے محبّت کرتا ہے کثرت سے اُسی کا ذِکر کرتا ہے۔

۳۔ محبّ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ محبوب کے مُخالفوں سے دوستی اور میل جول نہ رکھے۔ پس جو شخص نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مُخالفین سے میل جول اور دوستی رکھتا ہے' وہ ہرگز آپ کا محبّ نہیں ہو سکتا۔

www.waseemziyai.com

ارشادِ احکم الحاکمین ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ۔

(پ۴۔آلِ عمران۔آیت ۱۱۸)

اے ایمان والو! اپنوں کے علاوہ کسی کو رازدان نہ بناؤ۔

ارشادِ ربّانی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ۔

(پ۶۔المائدہ۔آیت ۵۱)

اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔

۴۔ محبّت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ محبوب کی اطاعت کرے اور اُس کا ہر حکم مانے۔ اللہ ورسُول کا وہی محبّ ہوگا جو اُن کی اطاعت کرے گا۔ کسی صوفی نے کیا خُوب کہا۔

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَاَطَعْتَه‘

اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْع‘‘

اے محبّ! اگر تیری محبت سچّی ہوتی تو ضرور محبوب کی اطاعت کرتا کیونکہ محب ہر حال میں محبوب کا مطیع ہوتا ہے۔ اللہ اور اُس کے رسُول کے لیے ہر طرح کی محبّت' چاہے وہ طبعی ہو چاہے عقلی یا ایمانی وقف کرنی چاہیئے۔

کسی صُوفی نے خوب کہا

تَعْصِی الرَّسُوْلَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّه' ۔ هٰذَا لَعَمْرِیْ فِی الْفَعَالِ بَدِیْعُ۔

مجھے اپنی عُمر کی قسم! یہ عجیب بات ہے کہ تُو رسُولُ اللہ سے محبّت کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور اُن کی نافرمانی بھی کرتا ہے۔

مُسلم سے محبّت:

حلاوتِ ایمان کے لیئے دُوسری چیز مسلمان کی مسلمان سے محبّت ہے۔

www.waseemziyai.com

ماں بیٹے کو صرف اور صرف جنم دیتی ہے اس کی محبت کا کوئی شخص اندازہ نہیں لگا سکتا۔ رب تعالیٰ تو انسان کے لیے خالِق، مالِک اور رازق ہے اس کو اپنی مخلوق سے کتنی محبّت ہوگی؟ اسی بِنا پر فرمایا: حلاوت ایمان کے لیے جس طرح اللہ اور رسُول کی محبت ضروری ہے اس طرح مخلوق سے اور مومن بھائی سے محبّت ضروری ہے۔

ارشادِ نبوی ہے:

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَایُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔ (مشکوٰۃ، باب الشفقة ص ۴۲۲، بخاری کتاب الایمان ص ۶، مسلم شریف، باب ۱۶۔ کتاب الایمان ص ۵۰)

تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے ایسی چیز پسند نہ کرے جس کو خود اپنے لیے پسند کرتا ہو۔

ارشادِ خداوندی ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ (پ ۴۔ آل عمران۔ آیت ۹۲)

تم ہرگز نیکی سے لُطف اندوز نہیں ہو سکتے حتّٰی کہ وہ چیز خرچ کرو جس سے تم محبت کرتے ہو۔

فرمانِ ربُّ العالمین ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ۔

(پارہ ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۶۷)

اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں خرچ کرو۔

وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ۔ (پارہ ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۶۷)

ناپسندیدہ چیزیں خرچ کرنے کا ارادہ نہ کرو۔

www.waseemziyai.com

حقوق:

مسلم کے مسلم پر بہت زیادہ حقوق ہیں، جن میں سے چند ایک سپردِ قلم کیئے جا رہے ہیں۔

۱۔ سلام میں اِبتدا کرنا۔
۲۔ بے مقصد اور زیادہ گفتگو نہ کرنا۔
۳۔ گھریلو معاملات میں مداخلت نہ کرنا۔
۴۔ بوقتِ بیماری بیمار پُرسی کرنا۔
۵۔ بوقتِ مصیبت اظہارِ ہمدردی کرنا۔
۶۔ بوقتِ موت تعزیت کرنا۔
۷۔ تجہیز و تکفین میں شریک ہونا۔
۸۔ بوقتِ خوشی مبارک دینا۔
۹۔ پڑوسی کے عیوب تلاش نہ کرنا۔
۱۰۔ ضرورت پڑے تو قرض دینا۔
۱۱۔ اس کی غیر موجودگی میں اُس کے گھر کی حفاظت کرنا۔
۱۲۔ گاہے بگاہے تحائف پیش کرنا اور وصول کرنا۔
۱۳۔ مستورات کے سامنے نظر نیچی رکھنا۔

کفر سے نفرت!

حلاوتِ ایمان کے لیے تیسری شرط یہ ہے کہ مومن کفر سے نفرت کرے اور اس طرح نفرت کرے کہ جس طرح آگ میں پڑنے سے نفرت کرتا ہے، اور اللہ کی راہ میں پیش آنے والے کانٹے بھی اُس کو پھولوں کی سیج معلوم ہوں۔ کفر سے نفرت ہی کا نتیجہ اور

www.waseemziyai.com

ثمر تھا کہ سیّدنا حضرت ابوبکر اپنے بیٹے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ کے خلاف تلوار سونت کر نکل آئے اور مُرادِ مصطفیٰ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ماموں کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

اللہ ربُّ العزّت کا فرمانِ ذیشان ہے:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔ (پ۱۹۔الشعراء۔آیت۲۱۴)

اے میرے حبیب! اپنے قریبیوں کو جہنّم کی آگ سے ڈرائیں۔

احکم الحاکمین کا فرمانِ عالیشان ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔

(پ۲۸۔التحریم۔آیت۶)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

ارشادِ محبوبِ خُدا ہے:

يَابَنِي مُرَّةَ ابْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ۔ الحدیث۔

(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب ۷۶، ص۱۱۴)

اے بنی کعب لوی! اے بنو مرّہ بن کعب! اے بنو عبد شمس! اے بنو عبد مناف! اے بنو ہاشم! اے بنو عبد المطلب! اے فاطمہ! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔

الحاصل:

حلاوتِ ایمان، ایمان کی مٹھاس، ایمان کی لذّت اور ایمان کی چاشنی وشیرینی وہی شخص محسوس کرتا ہے جو رُوحانی طَور پر بیمار نہ ہو اور اس میں تین (۳) خُوبیاں پائی جائیں۔

www.waseemziyai.com

۱۔ اللہ، رسول سے ہر چیز سے بڑھ کر محبت کرنے والا ہو۔
۲۔ مسلمان بھائی کے لیے وہی کچھ پسند کرتا ہو جو اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہو۔
۳۔ کفر سے کمال درجہ کی نفرت کرتا ہو۔

دُعا:

اللہ ربّ العزّت وہ مقام اور وہ وقت، وہ حال اور وہ قال نصیب فرمائے کہ ہم بھی ایمان کی حلاوت اور مٹھاس محسوس کریں۔

آمین ثم آمین

=============

www.waseemziyai.com
مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبت کے تقاضے

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

www.waseemziyai.com

محبت کے تقاضے

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (بخاری باب ۸، حدیث ۱۳، ص ۷، مُسلِم، باب ۱۵، حدیث ۷۷، ص ۴۹، مشکوٰۃ، کتاب الایمان ص ۱۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اِرشادفرمایا۔ تُم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہوسکتا حتّی کہ ہوجاؤں میں زیادہ پسندِیدہ اس کے ہاں اُس کے ماں باپ اُس کی اولاد اور تمام لوگوں سے۔

مذکُورہ بالا حدیث پاک سے نُمایاں اور واضح ہوتا ہے کہ جب تک انسان ہر چیز سے بڑھ کر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے محبت نہ کرے تب تک وہ مومن نہیں ہوسکتا۔ یوُں ہی ارشادِ نبوی ہے۔

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعاً لِمَا جِئْتُ بِہٖ

(مشکوٰۃ، باب الاعتصام ص ۳۰، اربعینِ نَوَوِی ص ۴۱)

تُم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنی خواہش کو اور اپنی مرضی کو ہر اس چیز کے تابع نہ کردے جس کو میں لایا ہوں۔

مذکُورہ بالا حدیثِ پاک سے مقامِ مُصطفیٰ یوُں مَعلُوم ہوا کہ وہ مومن، مومن ہی نہیں جو اپنی خواہشات کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیش کردہ اشیاء کے تابع نہیں کرتا۔

نوٹ:۔ محبّت کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں جن کے بغیر محبّت ناقص اور نامکمل رہتی ہے۔

بائیکاٹ:

امریکی جیلوں میں، یوُں ہی امریکہ کے زیرِ اثر عقوبت خانوں میں قُرآنِ پاک کی بے حُرمتی کی گئی۔ ذرائع ابلاغ نے خُوب تبصرے کیے۔ یوُں ہی آج سے چند ہفتے پہلے

www.waseemziyai.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی اور بے حُرمتی کرنے کے لیے توہین آمیز خاکے شائع کیے گئے۔

تقریباً ستاون اِسلامی مُمالک ہیں اُن کی ذمہ داری ہے کہ جرمنی، ڈنمارک اور ناروے جیسے مُلکوں کے ساتھ ہر طرح کا بائیکاٹ کریں اور اُن کی مُلکی مصنوعات کا بھی بائیکاٹ کریں۔

ازالۂ وہم:

ہمارے حکمران یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اگر ہم نے یہود ونصاریٰ کا بائیکاٹ کیا تو ہم مالی طَور پر تباہ ہو جائیں گے اور ہمارے کاروبار ٹھپ ہو کر رہ جائیں گے۔ اس مذکورہ بالا لایعنی اور بے ہُودہ نیز فضُول سوچ کی کئی سو سال پہلے قُرآنِ پاک نے تردید فرمائی۔

ارشادِ ربّانی ہے:

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (پارہ ۱۰، سورہ توبہ، آیت ۲۸)

اے ایمان والو! مُشرک یقیناً نجس ہیں لہٰذا آئندہ سال مسجدِ حرام میں داخِل نہ ہوں۔ اب کئی لوگوں نے سوچنا شروع کر دیا کہ اگر نو ہجری کے بعد مُشرکین مکّۃ المکرّمہ کی حُدُود میں داخِل نہیں ہوتے تو ہمارے کاروبار ٹھپ ہو کر رہ جائیں گے۔ اللہ ربُّ العزّت نے ارشاد فرمایا۔ تم ان کے بائیکاٹ کا اعلان کرو اور اس پر ڈٹ جاؤ۔

وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَۃً فَسَوْفَ یُغْنِیْکُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ

(پارہ ۱۰، سورہ توبہ، آیت ۲۸)

اگر تمہیں غُربت کا ڈر ہے تو بہت جلدی اللہ ربّ العزّت تمہیں اپنے فضل وکرم سے غنی فرمائے گا۔

www.waseemziyai.com

صاحبِ جلالین فرماتے ہیں: اور ایسے ہی ہوا۔

وَقَدْ اَغْنَا هُمْ بِالْفُتُوْحِ وَالْجِزْيَةِ۔ (هٰذا لمقام)

بائیکاٹ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے حق میں فتوحات فرمائیں۔ کافر مجبور ہوئے اور جذیہ ادا کرنے لگے۔ صُوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ دُنیاوی مصالح دینی مصلحتوں کے پُورا کرنے میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیں اور اگر دونوں مصلحتوں میں ٹکراؤ ہونے لگے تو تَوکّل سے علاج کرنا چاہیئے۔ تاریخ اور تجربہ اس بات پر شاہد ہیں کہ اللہ ربُّ العزّت نے مکّۃ المکرّمہ کی مارکیٹ پر کرم فرمایا جو چیز کہیں سے نہیں ملتی وہ مکّۃ المکرّمہ کی مارکیٹ سے ملتی ہے۔ کسی پھل کا موسم ہو یا نہ ہو مکّۃ المکرّمہ کی مارکیٹ سے وہ مِلتا ہے۔ یہ نتیجہ اور ثمر ہے اس بائیکاٹ کا جو صحابہ نے مُشرکینِ مکّہ سے فرمایا۔

کیا ہم نے نہیں دیکھا کہ پاکستان بننے سے پہلے تمام کاروبار ہندو بَنیا کے ہاتھ میں تھا۔ مسلمان خُوشحال نہ تھے۔ پاکستان بنتے ہی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر فضل وکرم فرمایا اور مسلمان خُوشحال ہوئے۔ آج کروڑوں کا نہیں اربوں کا کاروبار کررہے ہیں۔

نوٹ: ۔ اگر آج بھی مُسلمان حکومتیں مُتّحِد ہو کر اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر یہود و نصاریٰ اور کُفّار و مُشرکین کا بائیکاٹ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنوں کو عزّت عطا فرمائے گا اور بیگانوں کو ذِلّت اور رُسوائی۔

ازالہ وَہم:

ہمارے حکمران اس بات پر بھی بضد ہیں کہ اگر ہم یہود و نصاریٰ کا بائیکاٹ کرتے ہیں تو ہم دُنیا میں تنہا رہ جائیں گے' اور یہ آج ہی کے روشن خیال لوگ نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی کئی لوگ ایسے تھے جو کہتے تھے۔

نَخْشٰى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ"۔ (پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۵۲)

www.waseemziyai.com

کہ ہم یہود و نصاریٰ کی طرف اس لیے دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں کہ ہمیں گردش زمانہ نہ آ لے اور ہم دُنیا میں تنہا نہ رہ جائیں۔

اس وہم کا جواب بھی آج سے کئی سو سال پہلے قُرآنِ پاک نے ارشاد فرمایا۔

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ۔ (پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۵۲)

اے مسلمانو! یہود و نصاریٰ کو اپنا راز دان نہ بناؤ اور نہ ہی یہ خیال کرو کہ تم تنہا رہ جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے فضل و کرم سے فتح عطا فرمائے گا' کامیابی اور کامرانی کا سہرا آپ کی پیشانی پر ہو گا' اور الحمد للہ ایسے ہی ہوا۔ بنو قریظہ قتل ہوئے اور بنو نضیر کو جلا وطن کر دیا گیا۔ جنگ اور جہاد کے بغیر ہی یہود و نصاریٰ جذیہ ادا کرنے پر راضی ہوئے اور ہر طرف اِسلام کا بول بالا ہونے لگا اور اسی طرح مُشرکین کے سردار' یہود و نصاریٰ کے قائدین ذلیل و خوار ہوئے' تباہ و برباد ہوئے' قتل ہوئے اور جلا وطن ہوئے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم اپنوں سے مِلنے کی اور غیروں سے دُور رہنے کی کوشش کریں۔ کُفّار کی طرف دِل کا میلان ضعفِ اِیمان کی علامت ہے جبکہ ایمان کی علامت ہر بے دین سے نفرت اور مسلمانوں سے محبّت ہے۔ مزید برآں دُنیاوی خطرات کی بِنا پر دین کو خطرہ میں ڈالنا مُنافقین کا طریقہ ہے۔ مومن دُنیا کو دین پر قربان کرتا ہے اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ اللہ ربُّ العزّت کے تمام کے تمام وعدے سچّے اور سچّے ہیں۔ ہم اپنوں کے خلاف توپ خانے کے مُنہ کھولے رکھتے ہیں اور بیگانوں سے محبّت کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اور یہی ہماری سب سے بڑی غلطی ہے۔

الانتباہ:

یہود و نصاریٰ اور کُفّار و مُشرکین نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مُخالِفت پر نہیں اُترے بلکہ یہ تو آپ کی پیدائش مُبارک سے پہلے بھی آپ کی مُخالِفت پر اُترے ہوئے تھے۔

۱۔ بیت اللہ شریف کو مسمار کرنے کی کوشش کی گئی۔

www.waseemziyai.com

ارشادِ ربّانی ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ (پارہ ۳۰، سورہ الفیل، آیت ۱)

۲۔ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی۔

۳۔ آپ کے والدِ ماجد کو ایک بار نہیں کئی بار یہود نے قتل کرنے کی کوشش کی۔

۴۔ آپ علیہ السّلام کو مجنون کہا گیا۔ جواباً اللہ ربُّ العزّت نے فرمایا۔

مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ (پارہ ۲۹، سورہ القلم، آیت ۱)

اے میرے حبیب آپ مجنون نہیں بلکہ یہ خود تمام کے تمام پاگل اور احمق ہیں۔

۵۔ آپ کو شاعر کہا گیا۔ ربِّ کریم نے فرمایا:

وَ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ (پارہ ۲۹، آیت الحاقہ، آیت ۴۱)

یہ قرآنِ پاک کسی شاعر کا کلام نہیں۔

۶۔ آپ کو کاہن کہا گیا۔ ارشادِ ربّانی ہوا:

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ (پارہ ۲۹، سورہ الحاقہ، آیت ۴۲)

یہ قرآن پاک کسی کاہن کا قول نہیں۔

نوٹ:۔ وہ لوگ جو ہمارے آقا کو کبھی ساحر (جادوگر) اور کبھی مسحور کہیں ہم اُن سے کس طرح دستِ تعاون بڑھا سکتے ہیں اور کس طرح اُن سے محبت کی پینگیں چڑھا سکتے ہیں۔ ان سے نفرت کا اظہار کرنا چاہیئے اور ان کے ساتھ بائیکاٹ کرنا چاہیئے اور اسی میں ہماری کامیابی اور کامرانی ہے۔

ازالۂ وہم:

ہمارے کئی رہنماؤں کو اس بات کا بھی ہیضہ ہو چکا ہے کہ اگر ہم یہود و نصاریٰ سے

www.waseemziyai.com

دستِ تعاوُن نہیں بڑھاتے تو ہماری عزّت میں کیسے اضافہ ہوگا؟ اور ان کو یہ وہم ہوگیا ہے کہ یہود و نصاریٰ سے ملنے میں عزّت میں اضافہ ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ بھی سراسر غلطی اور بے وقوفی ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (پارہ ۲۸، سورہ المنافقون، آیت ۸)

عزّت اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ عزّت اللہ کے رسُول کی ہے اور عزّت اللہ اور اس کے رسُول کو ماننے والے مومنوں کی ہے۔ یوں ہی ارشادِ ربّانی ہے۔

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۱۳۹)

کیا منافقین یہود و نصاریٰ کے ہاں عزت تلاش کرتے ہیں۔

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعاً۔ (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۱۳۹)

عزّت تو اللہ ربّ العزّت کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے۔ اے محبوب اعلان کردو۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ۔ (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۲۶)

اے اللہ! عزّت تیرے قبضۂ قدرت میں ہے جس کو تو چاہے عزّت عطاء فرما دے اور جس سے تو چاہے عزّت چھین لے۔ جب عزّت، غنا اور تمام مُعاملات اللہ ربُّ العزّت کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور وہ مومنوں کو ان سے مالا مال فرماتا ہے تو پھر ہمیں اللہ اور اُس کے رسُول کو ہی راضی رکھنا ہوگا۔ اللہ اور اُس کے رسُول کے دُشمنوں سے نفرت کا اظہار کرنا ہوگا۔

===============

www.waseemziyai.com

رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ

www.waseemziyai.com

رِفعتِ ذِکرِ مُصطفےٰ (صلّی اللہ علیہ وسلّم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ اَنَّہٗ قَالَ اَتٰی جِبْرِیْلُ۔ فَقَالَ ۔ اِنَّ رَبِّیْ وَرَبَّكَ یَقُوْلُ۔ كَیْفَ رَفَعْتُ ذِكْرَكَ؟ قَالَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ قَالَ ۔ اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِیَ

(الحدیث ۱۳۸۱۔ جلد ۱۔ ص ۴۲۷۔ مسند اُبو یعلی۔ من مسند اُبو سعید خُدری)

حضرت اُبو سعید خُدری فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا میرے پاس جبریل آئے تو عرض کی۔ بے شک میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے' کیا تم جانتے ہو کہ مَیں نے آپ کا ذِکر کس طرح بُلند کیا؟ تو آپ نے فرمایا۔ "وَاللّٰہُ اَعْلَمُ" جبریل امین کا کہنا ہے کہ ارشادِ خُداوندی ہے۔ (حدیثِ قُدسی) جب بھی میرا ذِکر کیا جائے گا تو آپ کا ذِکر میرے ذِکر کے ساتھ کیا جائے گا۔

سُبحان اللہ! کیا مقام اور شان ہے کہ خالقِ کائنات' ربِّ کریم اپنے حبیبِ کریم سے فرمارہا ہے کہ مَیں نے تیرے ذِکر کو بُلند کیا۔

رَفَعْتُ:

ماضی کا صیغہ ہے اور وہ بھی ماضی مُطلق کا جو قریب اور بعید سے پاک ہے یہ ایک مُسَلَّمَہ حقیقت ہے کہ رفعتِ ذِکر' رفعتِ ذات کو مُستلزم ہے' نہ آپ کی ذات جیسی کوئی ذات اور نہ ہی آپ کے ذِکر جیسا کسی کا ذِکر۔

مُحَمَّد" بَشَر" لَا كَالْبَشَر

یَاقُوْت" حَجَر" لَا كَالْحَجَر۔

یقیناً آپ بشر تو ہیں لیکن آپ جیسا کوئی بشر نہیں جیسے کہ یاقُوت اگرچہ پتھر ہے لیکن عام پتھروں جیسا نہیں۔

www.waseemziyai.com

رفعتِ ذِکر:

۱۔ رفعتِ ذِکر سے مُراد عالمِ اَرواح میں حضرات انبیاء کرام کے سامنے آپ کاذِکر ہے۔

۲۔ رفعتِ ذِکر سے مُراد اللہ ربُّ العزّت کے ذِکر کے ساتھ آپ کاذکر ہے۔

الانتباہ:

آج اسی موضوع پر گفتگو ہوگی۔

۱۔ ارشادِ ربّانی ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۔ (پارہ۳۔سُورہ آلِ عمران، آیت۳۲)

فرمادیجئے اللہ اور اُس کے رسُول کی اطاعت کرو۔

۲۔ ارشادِ خُداوندی ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ۔ (پ۴، سُورہ آلِ عمران، آیت۳۲)

اوراطاعت کرو اللہ کی اور رسُول کریم کی۔

۳۔ ارشادِ الٰہی ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ۔ (پارہ۴، سورہ النسآء، آیت۱۳)

اور جو شخص فرمانبرداری کرے گا اللہ اور اُس کے رسُول کی' اللہ تعالیٰ داخِل فرمائے گا اُسے باغات میں۔

۴۔ ارشادِ جبّار ہے۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا۔

(پ۴، سورہ النساء، آیت۱۴)

اور جو نافرمانی کرے گا اللہ اور اُس کے رسُول کی اور تجاوز کرے گا اللہ تعالیٰ کی مُقرّرہ

www.waseemziyai.com

حُدُود سے اللہ تعالیٰ اُسے آگ میں داخِل کرے گا۔

۵۔ ارشادِ کریم ہے۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔

(پ۵، سورہ النساء، آیت ۵۹)

اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسُول کی نیز ان حاکموں کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہوں۔

۶۔ ارشادِ رحمان ہے۔

تَعَالَوْا اِلٰی مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ (پ۵، سورہ النساء، آیت ۵)

آ ؤ اُس چیز کی طرف جو اللہ نے اُتاری ہے اور آ ؤ رسُولِ (پاک) کی طرف۔

۷۔ ارشادِ حکیم ہے۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ۔

(پ۵، سورہ النساء، آیت ۶۹)

اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اُس کے رسُول کی وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے اِنعام فرمایا یعنی انبیاء کرام، صِدِّیقین، شُہداء اور صالحین کے ساتھ۔

۸۔ ارشادِ ربُّ العالمین ہے۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (پ۵، سورہ النساء، آیت ۸۰)

جس نے رسُول کی اطاعت کی یقیناً اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔

۹۔ ارشادِ رحیم ہے۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ (پ۵، سورہ النساء، آیت ۵۵)

یقیناً اللہ ربُّ العزت اور اُس کا رسُول تمہارے مددگار ہیں۔

www.waseemziyai.com

۱۰۔ ارشادِ وہاب ہے۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ (پ۵، سورہ النساء، آیت ۵۶)

اور جس نے مددگار بنالیا اللہ اور اُس کے رسُول اور اِیمان والوں کو (وہی اللہ کا گروہ ہے)

۱۱۔ ارشادِ عزیز ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا۔ (پ۷، سورہ المائدہ آیت ۹۲)

اے لوگو! اطاعت کرو اللہ اور اُس کے رسول کی اور مُحتاط رہو۔

۱۲۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ ۔ (پ۶، سورہ المائدہ آیت ۸۱)

اور اگر وہ ایمان لائے ہوتے اللہ پر اور نبی پر۔

۱۳۔ ارشادِ رؤف ہے۔

قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔ (پ۹، سورہ الانفال، آیت ۹)

فرمادیجئے مالِ غنیمت کے مالک اللہ اور اُس کا رسُول ہیں۔

۱۴۔ ارشادِ ودُود ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْن۔ (پ۹، سورہ الانفال، آیت ۱۳)

اور اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔

۱۵۔ ارشادِ قیُّوم ہے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَاب۔

(پ۹، سورہ الانفال، آیت ۱۳)

اور جس نے اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کی اس کے لیے سخت عذاب ہے۔

۱۶۔ ارشادِ حمید ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ۔

(پ۹،سورہ الانفال، آیت۲۴)

اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسُول کی پکار پر لبیک کہو جب وہ تمہیں بلائیں۔

۱۷۔ ارشادِ مجید ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ۔

(پ۹،سورہ الانفال، آیت ۲۷)

اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول سے خیانت نہ کرو۔

۱۸۔ ارشاد فتاح ہے۔

فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ۔ (پ۹،سورہ الانفال، آیت۴۱)

مالِ غنیمت کا پانچواں حِصّہ اللہ اور اُس کے رسول کیلئے ہے۔

نوٹ:

مقامِ تفصیل نہیں اللہ ربّ العزّت کا اسمِ مبارک محض برکت کے لیے ہے اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا مجموعی طور پر پچیسواں حِصّہ ہے یعنی خُمس کا خُمس۔

۱۹۔ ارشادِ جلیل ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا۔ (پ۹،سورہ الانفال، آیت۴۶)

اور اطاعت کرو اللہ اور اُس کے رسول کی اور آپس میں نہ جھگڑو۔

۲۰۔ ارشادِ حلیم ہے۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ (پ۱۰،سورہ التوبہ۔ آیت۱)

قطع تعلّق کا اعلان اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے ہے۔(مُشرکین سے)۔

۲۱۔ ارشادِ بصیر ہے۔

www.waseemziyai.com

وَاَذَان" مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ (پ۱۰،سورہ التوبہ۔آیت ۳)

اور یہ اعلان اللہ اور اُس کے رسُول کی طرف سے ہے۔

۲۲۔ ارشادِ متکبّر ہے:

کَیْفَ یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ عَھْد" عِنْدَ اللّٰہِ وَ عِنْدَ رَسُوْلِہٖ۔

(پ۱۰،سورہ التوبہ۔آیت ۷)

(عہد شکن) مُشرکوں سے اللہ اور اس کے رسول کا معاہدہ کس طرح ہوسکتا ہے۔

۲۳۔ ارشادِ قُدُّوس ہے:

اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ (پ۱۰،سورہ التوبہ۔آیت ۲۴)

(اگر تمہارے ماں باپ، تمہارے بیٹیاں بیٹے، تمہارے بہن بھائی' تُمہارا کُنبہ، تمہارا مال، تمہاری تجارت، تمہارے مکانات) تمہیں اللہ اور اُس کے رسُول سے زیادہ پسندیدہ ہوں (تو اللہ کے عذاب کا اِنتظار کرو۔)

۲۴۔ ارشادِ خبیر ہے:

مَاحَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ (پ۱۰،سورہ التوبہ۔آیت ۲۹)

جو اللہ اور اُس کے رسُول کی حرام کردہ چیزوں کو حرام نہ جانے (اُن سے جہاد کرو)۔

۲۵۔ ارشادِ حسیب ہے:

اِلَّآ اَنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَ بِرَسُوْلِہٖ۔ (پ۱۰،سورہ التوبہ۔آیت ۵۴)

(اُن کے اخراجات اِس لیے قبول نہیں) کہ اُنہوں نے اللہ اور اُس کے رسُول کے ساتھ کُفر کیا۔

۲۶۔ ارشادِ مُھیمن ہے:

وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ۔ (پ۱۰،سورہ التوبہ۔آیت ۶۲)

اللہ اور اُس کا رسُول ہی زیادہ مُستحق ہیں کہ اُنہیں راضی کریں۔

www.waseemziyai.com

۲۷۔ ارشادِ باسط ہے۔

مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ۔ (پ۱۰، سورہ التوبہ۔ آیت ۶۳)

جوکوئی مخالفت کرتا ہے اللہ اور اُس کے رسُول کی یقیناً اُس کے لئے جہنّم ہے۔

۲۸۔ ارشادِ منتقم ہے۔

اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ (پ۱۰، سورہ التوبہ۔ آیت ۷۴)

(اور نہیں خشمناک ہوئے وہ) مگر اس پر کہ غنی کردیا اُنہیں اللہ اور اُس کے رسُول نے۔

۲۹۔ ارشادِ مقیت ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ (پ۱۰، سورہ التوبہ۔ آیت ۵۹)

اور (کیا اچھا ہوتا) اگر وہ خوش ہوجاتے اُس چیز پر جو دی اُنہیں اللہ اور اُس کے رسُول نے۔

۳۰۔ ارشادِ کبیر ہے۔

اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ (پ۱۰، سورہ التوبہ۔ آیت ۸۴)

(اے میرے حبیب آپ ان میں سے کبھی بھی کسی کی بھی نمازِ جنازہ نہ پڑھنا، چاہے کوئی بھی مرجائے اور نہ ہی اُن کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ وہ اس حال میں مرے ہیں کہ وہ نافرمان تھے) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسُول کے ساتھ کُفر کیا۔

۳۱۔ ارشادِ ذوالجلالِ والاکرام ہے۔

وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ۔ (پ۱۰، سورہ التوبہ۔ آیت ۹۴)

فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ۔ (پ۱۰، سورہ التوبہ۔ آیت ۱۰۵)

اللہ اور اُس کا رسُول تمہارے اعمال کو دیکھیں گے۔

۳۲۔ ارشادِ ماجد ہے۔

قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ (پ۲۱، سورہ الاحزاب، آیت ۲۲)

پکار اُٹھے یہ ہے وہ لشکر جس کا وعدہ اللہ اور اُس کے رسُول نے ہم سے فرمایا تھا۔

www.waseemziyai.com

۳۳۔ ارشادِ قادِر ہے۔

وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ (پ۲۱،سورہ الاحزاب، آیت ۳۱)

اور جو تم میں سے فرمانبردار رہی اللہ اور اُس کے رسُول کی۔

۳۴۔ ارشادِ مُقسط ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَہ۔

(پ۵۷،سورہ الاحزاب، آیت ۲۲)

جو لوگ ایذا پہنچاتے ہیں اللہ اور اُس کے رسُول کو یقیناً اللہ تعالیٰ اُنہیں دُنیا اور آخرت میں اپنی رحمت سے محروم کر دیتا ہے۔

۳۵۔ ارشادِ بدیع ہے۔

لِتُؤْمِنُوْا بِا للّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ (پارہ ۲۶،سورہ الفتح، آیت ۹)

اے لوگو! ایمان لاؤ تم اللہ اور اُس کے رسُول پر۔

۳۶۔ ارشادِ صبور ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔

(پارہ ۲۶،سورہ الحجرات، آیت ۱)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔

۳۷۔ ارشادِ مُقتدر ہے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ (پ۲۷،سورہ الحدید، آیت ۷))

اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسُول پر۔

۳۸۔ ارشادِ مجیب ہے۔

اِتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ۔ (پ۲۷،سورہ الحدید، آیت ۲۸)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اُس کے رسُول پر ایمان لاؤ۔

www.waseemziyai.com

۳۹۔ ارشادِ وارث ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ۔

(پ ۲۸، سورہ المجادلہ، آیت ۲۰)

یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اُس کے رسُول کی مُخالفت کرتے ہیں وہی ذلیل ورُسواء ہیں۔

۴۰۔ ارشادِ امین ہے۔

وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ۔ (پ ۲۸، سورہ المنفقون، آیت ۸)

عزّت اللہ اور اُس کے رسُول کے مِلک اور قبضہ قُدرت میں ہے۔

الانتباہ:

عُلَماء کرام اور مشائخ عُظّام کی ذمہ داری ہے کہ اسباق، دُروس نیز تقاریر اور تصانیف میں قُرآنی آیات مُبارکہ کو اور احادیث مُقدسہ کو پیش پیش رکھیں۔

بعض عوام النّاس اور سادہ لوح لوگ سادگی کی بناء پر کہہ دیتے ہیں کہ عُلَماء اہلسنت وجماعت قُرآن وسُنّت کا سہارا کم لیتے ہیں۔ میرے شیخ، شیخ الشیوخ، حافظ الحدیث، پیر سیّد جلال الدین فرمایا کرتے تھے کہ اولیاء کرام اور بزُرگانِ دین کا ذِکر بطورِ ذوق کرنا چاہیئے اور یُوں ہی بطورِ تبرُّک اور آپ یہ بھی فرماتے کہ آج کل لوگ قُرآن وسُنّت پر کان رکھنے کے لیے تیار نہیں چہ جائیکہ واقعات ہی بیان کیے جائیں۔ یُوں ہی ایک بار راقم الحُروف نے حضرت شیخُ القُرآن مَولانا غُلام علی اوکاڑوی اشرفی سے گزُارش کی کہ بیضاوی شریف کے محشی اور کئی شارحین نے فرمایا کہ بعض احباب کہتے ہیں۔ "مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ" میں "علیَّ" ضرر کے لیے ہے۔ لِہٰذا کوئی ایسی بات نہ کی جائے جو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لیے نُقصان دہ ہو۔ ہاں! اگر اس میں آپ کا "ذِکرِ خیر" ہو تو شاذ، ضعیف اور موضوع احادیث لانے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ بات سُنتے ہی آپ کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور آپ نے

www.waseemziyai.com

اِرشادفرمایا: کیاقرآنی آیات مُبارکہ اوراحادیث مُقدسہ کم ہیں؟

صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین نیز مُستَنَد اور مُعتَبَر علماء کرام کے فرامین کم ہیں کہ آپ کی شان شاذ اور ضعیف نیز موضوع احادیث سے بیان کی جائے۔

چالیس:

40 آیات کریمہ بطور نمونہ پیش کی ہیں ورنہ درجنوں نہیں سینکڑوں آیاتِ کریمہ قُرآنِ پاک میں مَوجُود ہیں جن میں اللہ ربُّ العزّت نے اپنے ذِکر کے ساتھ اپنے حبیب کا ذکر فرمایا۔ مثلاً۔

اَلَّذِیْنَ کَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ (پ۱۰، سورہ التوبہ، آیت۹۰) یوں ہی

فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔ (پ۵، سورہ النسآء، آیت۵۹)

اور اسی طرح

اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ (پ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت۳۶)

آمین ثم امین بجاہ نبی الکریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

راقم الحُروف کے والدِ مُحترم مَولانا نُور حُسین قادِری برکاتی اکثر کہہ دیتے کہ اللہ اور اُس کے رسُول کا اِحسان ہے۔ راقم کئی بار پریشان ہوا' آخر حافظ الحدیث جلال المِلّت وَالدِّین سے گُذارش کی کہ آیا یہ کہنا جائز اور دُرُست ہے کہ مجھ پر اللہ اور اُس کے رسُول کا اِحسان ہے؟ آپ نے اِرشادفرمایا: اِس میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ تو ایک باعثِ برکت جُملہ ہے اور فرمایا آپ تو حافِظ ہیں۔

اللہ تعالیٰ اِرشادفرماتا ہے:

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ

(پارہ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت۳۷)

www.waseemziyai.com

اے میرے حبیب، حبیبِ کریم، ان لمحات کی طرف مُتوجّہ ہوں جب آپ نے فرمایا اس شخص کو جس پر اللہ نے بھی اِحسان فرمایا اور آپ نے بھی اِحسان فرمایا۔

رِفعت ''ذِکرِ مُصطفیٰ'' کے سینکڑوں نہیں ہزاروں پہلو ہیں لیکن ہم ایک پہلو کے حوالے سے محوِتحریر ہیں۔

''ذِکرِ خُدا ذِکرِ مُصطفیٰ''

اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبِّی وَ رَبَّكَ یَقُوْلُ لَكَ تَدْرِیْ كَیْفَ رَفَعْتُ ذِكْرَكَ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ اَعْلَمُ قَالَ لَا اُذْكَرُ اِلَّا ذُكِرْتَ مَعِیَ

(فیض القدیر شرح جامع الصغیر، جلد اوّل، ص ۱۲۸، حرف الھمزہ حدیث ۸۳)

نبی مُکرّم اِرشاد فرماتے ہیں: میرے پاس جبریل آئے اور اُنہوں نے کہا: بیشک میرا اور آپ کا رب آپ سے فرماتا ہے: کیا تُم جانتے ہو کہ مَیں نے آپ کا ذِکر کس طرح بُلند کیا؟ تو مَیں نے کہا: اَللّٰهُ اَعْلَمُ۔ جبریلِ امین نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا نہ ذِکر کیا جاتا ہے نہ ذِکر کیا جائے گا مگر آپ کا ذِکر میرے ذِکر کے ساتھ ہی ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبِّیْ وَ رَبَّكَ یَقُوْلُ لَكَ كَیْفَ رَفَعْتُ ذِكْرَكَ قَالَ: اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِیَ (صحیح ابن حبان، جلد ۵، ۶۔ ص ۱۶۲، حدیث ۳۳۷۳)

حضرت ابُوسعید خُدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: میرے پاس جبریلِ امین آئے تو اُنہوں نے پُوچھا میرا اور آپ کا رب آپ سے فرماتا ہے: کیا آپ کو علم ہے کہ میں نے آپ کے ذِکر کو کس طرح بُلند کیا؟ تو مَیں نے فرمایا: اَللّٰهُ اَعْلَمُ۔ تو مجھے بتایا گیا کہ جہاں کہیں میرا ذِکر ہوگا، وہاں ہی تیرا ذِکر ہوگا، جب بھی میرا ذِکر ہوگا تب ہی تیرا ذِکر ہوگا۔

www.waseemziyai.com

الانتباہ:

مذکورہ بالا دونوں احادیث مُبارکہ میں الفاظ الگ الگ تھے اس لئے دونوں کو بحوالہ ذکر کر دیا گیا۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہ اَنَّہٗ قَالَ اَتَانِی جِبْرِیْلَ فَقَال :اِنَّ رَبِّیْ وَ رَبَّکَ یَقُوْلُ کَیْفَ رَفَعْتُ ذِکْرَکَ ؟ قَال:اَللّٰہُ اَعْلَمُ قَال :اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیَ (حدیث ۱۳۹۲۲، مجمع الزوائد، جلد ۸، ص ۴۵۵)

حضرت اَبُوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

میرے پاس جبریل آئے تو اُنھوں نے کہا: بیشک میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے الیٰ آخرہٖ

کل بتاریخ ۲۰۰۶ء۔۸۔۳۱ بروز جمعرات بعد از نمازِ ظہر مرحوم مناظرِ اسلام صُوفی محمد اللہ دتہ کے برادرِ اصغر مناظرِ اسلام صُوفی سردار محمد نشان کے مکتبہ میں پیر سید امداد حسین شاہ بُخاری کی سرپرستی میں بیٹھنے کا اِتّفاق ہوا تو پتہ چلا کہ قُرآنی آیات کریمہ کے علاوہ درجنوں کُتُبِ احادیث اور کُتُبِ تفاسیر میں مذکورہ بالا احادیثِ پاک مُوجُود ہیں اور یہ آپ علیہ السّلام کے "رِفعتِ ذِکر" کا صرف ایک پہلو ہے ورنہ اَن گِنت اور بے شُمار پہلو ہیں۔

چند ایک مزید حوالہ جات:

۱۔ تفسیر ابنِ کثیر جلد ۴، ص ۵۲۴، پارہ ۳۰

۲۔ درمنثور جلد ۶، ص ۳۶۴، پارہ ۳۰

۳۔ ابنِ جریر، جلد ۱۵، ص ۲۹۶، پارہ ۳۰

تَوَجُّہ:

ذرا مُتَوَجِّہ ہوں، وہ مُفَسِّرِ قرآن جن کے بارے میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

www.waseemziyai.com

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ (مشکوٰۃ، باب المناقب، ص۵۶۹)

اے اللہ! عبداللہ ابن عباس کو کتاب کی تعلیم سے مالا مال فرما۔ پھر فرمایا:

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْحِکْمَۃَ (مشکوٰۃ، ص۵۶۹)

اے اللہ! عبداللہ ابنِ عبّاس کو دانائی سے مالا مال فرما، وہی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما قُرآنِ پاک کی تفسیر فرماتے ہوئے فرماتے ہیں:

صَوْتُکَ بِالْاَذَانِ وَالدُّعَاءِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْ تُذْکَرَ کَمَا اُذْکَرُ

(تفسیر ابنِ عباس، ص۳۹۱، الانشراح، پارہ۳۰)

اے میرے حبیب! اذان، دُعا اور شہادتین میں، مَیں نے ذِکر کو یُوں بُلند کیا کہ تیرا ذکر اس طرح کیا جائے گا جس طرح میرا ذِکر کیا جائے گا۔

اس تفسیر میں "اَنْ تُذْکَرَ" کا ذکر پہلے ہے اور "اُذْکَرُ" کا ذکر بعد میں ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہ، مَاشَاءَ اللّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

"حسّان":

حقیقی مدّاحِ حبیبِ لبیب، سچّے عاشقِ رسُول صحابیِ رسُول حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ضَمَّ الْاِلٰہُ اِسْمَ النَّبِیِّ بِاِسْمِہٖ (دیوانِ حسّان قافیۃ الدال، ص۵۴، شعر۲)

اللہ ربُّ العزّت نے اپنے نام کے ساتھ اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نام کو مِلا دیا ہے (اس سے بڑھ کر اور کیا؟)

ایک نظر:

جُعِلَتْ تَمَامُ الْاِیْمَانِ بِذِکْرِکَ مَعِیَ

(شفاء شریف، مطبوعہ مصر، جلد اوّل، ص۱۲)

www.waseemziyai.com

میں نے اِیمان کا مکمل ہونا اس بات پر مَوقُوف کر دیا ہے کہ (اے محبوب) میرے ذِکر کے ساتھ تمہارا ذِکر بھی ہو یعنی ذکرِ مصطفٰی مَوقُوف علیہ اور ایمان مَوقُوف۔ نیز

وَقَالَ اَیضاً جَعلتُکَ ذِکراً مِنْ ذِکرِی فَمَنْ ذَکَرَکَ ذَکَرَنِي

(شفاء شریف، مطبوعہ مصر، جلد اوّل، ص ۱۲)

اور میں نے تمہارے ذِکر کو اپنا ذِکر قرار دیا' پس جس نے تمہارا ذِکر کیا اُس نے میرا ذِکر کیا۔ (حدیثِ قُدسی)

''زمین وزماں' مکین ومکاں''

عُلّامہ قاضی محمد ثناء اللہ اِرشاد فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَالْحَدِيْثُ يَقْتَضِى اَنَّ الْمَلَاَ الْاَعْلٰى اِذَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى يَذْكُرُوْنَ مَعَهٗ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(المظہری، ص ۲۹۲، الانشراح، آیت ۶، پارہ ۳۰)

قُرآنِ پاک کی آیہ کریمہ اور امام بُخاری کی روایت کردہ حدیث مُبارکہ تقاضا کرتی ہیں کہ آسمانی فرشتے جب اللہ ربُّ العزّت کا ذِکر کرتے ہیں اُس کے ساتھ ہی ''محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم'' کا ذِکر کرتے ہیں۔

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (پارہ ۳۰، سورہ الانشراح، آیت ۵)

یُوں ہی قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ بروایت حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

اِنَّ فِىْ صَدْرِ اللَّوحِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ دِيْنُهُ الْاِسْلَامُ وَ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (المظہری، البروج، ص ۲۳۹، پارہ ۳۰، آیت ۲۲)

عرش کی پیشانی پر تین چیزیں تحریر ہیں جو عرش کی زینت ہیں۔

www.waseemziyai.com

۱۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اللہ ربُّ العزّت کی ذات کے بغیر کوئی معبود نہیں اور وہ اپنی ذات، صفات اور کمالات میں وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ ہے۔

۲۔ دِیْنُہُ الْاِسْلَام۔ اُس کا پسندیدہ دِین اِسلام ہے۔

۳۔ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ "محمد" اُس کے عبد اور اُس کے رسول ہیں۔

نیز قاضی ثناءاللہ پانی پتی العثمانی الحنفی المظہری المجدّدی النقشبندی فرماتے ہیں:

وَلَوْ اَنَّ عَبْدًا عَبَدَ اللّٰہَ وَصَدَّقَہٗ فِی کُلِّ شَیءٍ وَلَمْ یَشْھَدْ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَمْ یَنْفَعْ بِشَیءٍ وَکَانَ کَافِرًا

(المظہری، الانشراح، ص۲۹۲، آیت ۶، پارہ ۳۰)

اگر کوئی شخص ربّ تعالیٰ کی عِبادت کرے اور اُس کی تصدیق کرے ہر چیز میں لیکن نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے رسُول ہونے کی شہادت نہ دے، اُس کو کوئی فائدہ نہیں اور وہ کافر کا کافر ہی ہے۔

بِاَنْ تُذْکَرَ مَعَ ذِکْرِیْ فِی الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ وَالتَّشَھُّدِ وَالْخُطْبَۃِ وَغَیْرِھَا (جلالین، الانشراح، آیت ۶، پارہ ۳۰)

اے میرے حبیب! خُطبہ، تشہد، اقامت اور اذان میں تیرا ذِکر میرے ذِکر کے ساتھ ہوگا۔

مزید برآں:

علّامہ سیّد محمود احمد آلوسی لکھتے ہیں:

وَاَیُّ رَفْعٍ مِثْلَ اَنْ قَرَنَ اِسْمَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بِاِسْمِہٖ عَزَّوَجَلَّ فِیْ کَلِمَتَیِ الشَّھَادَۃِ وَجَعَلَ طَاعَتَہٗ

(پارہ ۳۰، الانشراح، آیت ۶، روح المعانی ص ۱۶۹)

اور اس سے بڑھ کر رفع ذکر کیا ہو سکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا اور حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا

زبان مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم):

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنا نام اللہ رب العزت کے نام کے ساتھ ملایا۔ جبریل امین بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَام

یارسول اللہ! مجھے اسلام کے بارے میں کچھ بتایئے؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ

(مسلم شریف، کتاب الایمان، حدیث ۱، (حدیثِ جبریل)

اسلام یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول ہونے کی گواہی دو۔

تعامل صحابہ:

حدیث جبریل کے آخری کلمات کچھ یوں ہیں:

مراد مصطفیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں بارگاہ نبوت میں حاضر تھا۔ اچانک ایک آدمی آیا جس کے بال خوب سیاہ اور لباس خوب سفید تھا اور اس نے بارگاہ نبوت میں چند ایک سوالات کیئے اور جوابات موصول ہوتے ہی واپس چلا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یَا عُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ؟

اے عمر! کیا جانتے ہو کہ سائل کون ہے؟

www.waseemziyai.com

قُلْتُ :اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

(مسلم شریف، کتاب الایمان، حدیث ۱ (حدیث جبریل)

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی صحابہ کا بھی تکیہ کلام یہی ہوتا۔

اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ ربُّ العزّت نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کے نام کو ملایا۔

اِذَا قَالَ فِی الْخَمْسِ الْاَذَانِ اَشْهَدُ

(دیوانِ حسّان' قافیہ الدال، ص ۵۶، شعر ۲)

جب بھی مؤذن اذان دیتا ہے تو وہ ''اَشْهَدُ'' کہتا ہے۔ مؤذن دوبار ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' اور دوبار ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه'' کہتا ہے۔ بلکہ حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے اپنے محبوب کا نام نکالا۔

فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ ذَاكَ مُحَمَّدٌ

(دیوانِ حسّان، قافیۃ الدال، ص ۵۴، شعر ۳)

صاحبِ عرش محمود ہے اور یہ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں۔

مادہ: محمود اور محمد دونوں کا مادہ ''حمد'' ہے۔ مادہ میں دونوں شریک ہیں۔

نوٹ: مذکورہ بالا اشتراک سے مُراد ''اشتراکِ لفظی'' ہے۔

مثلاً: ارشادِ ربّانی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ الرَّحِیْمُ

(پارہ ۲، سورہ البقرہ، آیت ۱۴۳)

www.waseemziyai.com

بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر رؤف اور رحیم ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے:

حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ

(پارہ ۱۱، سورہ التوبہ، آیت ۱۲۸)

میرا رسُول تمہاری بھلائی کا خواہشمند ہے اور مومنوں کے حق میں رؤف اور رحیم ہے۔

اب اللہ ربُّ العزّت بھی رؤف اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی رؤف۔ اللہ ربُّ العزّت بھی رحیم اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بھی رحیم۔ یہ بظاہر اشتراک ہے اور یہ کوئی عیب نہیں کیونکہ اس اشتراک سے مُراد "اشتراکِ لفظی" ہے نہ کہ اشتراکِ معنوی

الحاصِل:

رِفعتِ ذِکرِ مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہزارہا پہلو ہیں۔ راقم الحُروف نے صرف چند قُرآنی آیات کریمہ اور چند احادیث مُبارکہ سے "رفعتِ ذکر" کا صرف ایک پہلو اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے کہ اللہ ربُّ العزّت کے نامِ نامی اِسم گرامی کے ساتھ آپ کا نام بھی ہو۔

اللہ ربُّ العزّت اپنے حبیب کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وسیلۂ جلیلہ سے مقامِ مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تحفّظ اور نظامِ مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نفاذ کیلئے کام کرنے کی ہمّت اور توفیق عطا فرمائے۔ اللہ ربُّ العزّت ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین ثم آمین)

=============

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افضل البشر
بعد از انبیاء علیہم السلام

www.waseemziyai.com

اَفضل البشر بعداز انبیا علیہ السلام

عَنْ جُبَیْرِبْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتَتِ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِمْرَأَۃٌ فَکَلَّمَتْہُ فِی شَیْیءٍ فَاَمَرَھَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَیْہِ قَالَتْ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْکَ کَاَنَّھَا تُرِیْدُ الْمَوْتَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِی فَأْتِی اَبَا بَکْرٍ

(بخاری شریف، فضائل ابوبکر جلد اوّل ص ۵۱۶، مسلم شریف، فضائل ابوبکر جلد دوم، ص ۲۷۳، مشکوٰۃ شریف مناقب ابوبکر ص ۵۵۵)

حضرت جُبَیر بن مُطعِم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک عورت آئی۔ اُس نے کسی چیز کے بارے میں آپ سے بات کی تو آپ نے اُسے حکم دیا کہ وہ چلی جائے اور دوبارہ آئے۔ اُس عورت نے عرض کی، یارسُولَ اللہ صلّی اللہ علیک وسلّم! فرمایئے اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو پھر۔ شاید اس عورت کی مراد آپ کا وصال تھا۔ فرمایا: اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آ جانا۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مذکورہ بالا عورت کو دوبارہ آنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ کیوں؟

۱۔ وہ عورت دراہم ودنانیر، ساز وسامان اور مال ومتاع حاصل کرنے کیلئے آئی تھی تو آپ نے تعلیمِ اُمّت کیلئے ارشاد فرمایا کہ پھر کبھی آنا۔

اِرشادِ ربّانی ہے:

" فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ ۔ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ۔ "

(پارہ ۳۰، سورہ الضحیٰ، آیت ۹، ۱۰)

یتیم کو نہ دھکادیں اور سائل کو نہ جھڑکیں

آپ مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ کے مِصداقِ اکمل ہیں اور اُمتیوں کو عملاً درس دیا کہ حاجت

www.waseemziyai.com

مند اور ضرورت مند کو دھکا دینے کی بجائے یا پھر جھڑکنے کی بجائے اُس سے مُہلت لے لیں۔ حالانکہ آپ اجود النّاس تھے دُنیا جہاں کے سخیوں کے سخی۔

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عورت نے کوئی مسئلہ پُوچھا تو آپ نے عالم ماکان و مایکون ہونے کے باوجود عُلَمَاء و مشائخ کی تربیت کیلئے مذکورہ بالا عورت سے فرمایا کہ پھر کبھی آنا' تا کہ عُلَمَاء میں تحقیق کا جذبہ پیدا ہو اور اگر کوئی مسئلہ ذہن میں متحضر نہ ہو تو سائل سے مُہلت لے لیں۔ ایسے نہ ہو کہ مسئلہ نہ معلُوم ہونے کے باوجود مسئلہ بتائیں' فتویٰ دیں' خُود بھی گُمراہ ہوں اور لوگوں کو بھی گُمراہ کریں۔

ارشادِ نبوی ہے:

" مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهٖ وَ مَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ "

(مشکوٰۃ باب العلم ص ۳۷)

جو شخص کچھ جانتا ہو وہ بتائے اور وہ شخص جو نہ جانتا ہو وہ اللہ اعلم کہے۔

۳۔ مذکُورہ بالا عورت بارگاہِ نُبُوّت میں کوئی مقدمہ لے کر آئی تھی تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے اِرشاد فرمایا۔ بی بی پھر کبھی آنا۔ حالانکہ آپ مدینۃ العلم ہیں۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ کے مُطابق اللہ ربُّ العزّت سے پڑھنے والے ہیں' پھر بھی ارشاد فرمانا کہ بی بی پھر کبھی آنا' یہ تعلیمِ اُمّت کیلئے ہے کہ قاضی' جج' ثالث' مجسٹریٹ' حاکم حکم اگر کسی کیس میں گہرائی تک نہ پہنچے ہوں تو فریقین کو کسی اور تاریخ پر بُلا لیں۔ ایسے نہ ہو کہ جلد بازی میں فیصلہ غلط ہو جائے۔ دین و اسلام ایک مکمّل ضابطۂ حیات ہے۔ ہر ہر پہلو اور ہر ہر قدم پر اسلام نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔

صاحبِ اِسلام صاحبِ دینِ اِسلام خود ارشاد فرماتے ہیں۔

" اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً۔" (مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۶)

اللہ تعالیٰ نے مجھے مُعلّم بنا کر دُنیا میں بھیجا ہے۔

www.waseemziyai.com

کبھی کبھار بلکہ اکثر حضراتِ انبیاء کرام کی طرف دیکھا جائے تو رشک آتا ہے۔ حضرت یُوسُف علیٰ نبینا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر کہ جو خُود بھی نبی تھے اور آپ کے والدِ ماجد حضرت یعقوب علیٰ نبینا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بھی نبی تھے اور آپ کے دادا حضرت اسحٰق علیٰ نبینا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بھی نبی تھے اور اسی طرح آپ کے پر دادا جد الانبیاء حضرت ابراھیم علیٰ نبینا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بھی نبی تھے۔ ہاں

اگر صحابہ کرام کی طرف نظر دوڑائی جائے تو انتہائی سعادت مند، خُوش قسمت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے یارِ غار حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر آتے ہیں جو خود بھی صحابیٔ رسُول تھے اور آپ کے والدِ محُترم حضرت عثمان ابو قحافہ بھی صحابیٔ رسُول تھے۔ یُونہی آپ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن اور باقی آپ کی اولاد صحابہ اور صحابیات تھے اسی طرح آپ کے پوتے بھی صحابیٔ رسُول تھے۔ یہ ایک بہت بڑا شرف اور آپ کی سعادت مندی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خُدائے بخشندہ

" ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ " پ۶، المائدہ، ۵۴

ایثار:

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کمال درجہ کی محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ افضل البشر بعد الانبیاء کہلائے۔ کون نہیں جانتا کہ نیک ہو یا بد، مرد ہو یا عورت، اپنا ہو یا بیگانہ، انسان ہو یا جانور، خادم ہو یا مخدوم، آقا ہو یا غلام ہر ایک کو چار چیزوں سے محبت ہوتی ہے۔

۱۔ وطن۔ ۲۔ مال۔ ۳۔ اولاد۔ ۴۔ جان۔

www.waseemziyai.com

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ بالا چاروں چیزوں کو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قُربان فرمایا۔

مال:

مسجدِ نبوی کیلئے سب سے پہلے جس شخصیت نے زمین خرید کر وقف کی وہ آپ ہی کی ذات تھی۔ حضرت عُثمان ذُوالنُّورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد میں مسجدِ نبوی کے مضافات میں مختلف مکانات اور احاطہ جات خرید کر مسجد کیلئے وقف کیے۔ اس کے علاوہ بہت سارے مقامات پر مختلف انداز میں بارگاہِ نبوّت میں اپنا مال قربان کیا۔

غزوۂ تبوک کے موقعہ پر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہ کو دفاع مضبوط کرنے کیلئے صدقہ کا حکم دیا۔

حضرت عُمر مرادِ مصطفےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں سوچا کہ اگر میں کسی دن ابوبکر سے بڑھ سکا تو آج بڑھ جاؤں گا کیونکہ آج میری مالی حالت بہتر ہے اور میرے ساتھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مالی حالات قدرے کمزور ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مال کو دو حصّوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصّہ اپنے گھر کیلئے اور ایک حصّہ بارگاہِ نبوّت میں پیش کر دیا۔ مجھے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔

" مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ۔" (مشکوٰۃ مناقب، ابوبکر ص ۵۵۶)

اے عُمر گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ کر آئے ہو میں نے عرض کی "مِثْلَہٗ" اتنا ہی مال گھر چھوڑ آیا ہوں یعنی نصف لے آیا ہوں اور نصف گھر چھوڑ آیا ہوں۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ نبوّت میں آئے تو آپ نے ارشاد فرمایا" مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ۔"

www.waseemziyai.com

اے ابوبکر گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ کر آئے ہو' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی

" اَبْقَیْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ "

(مشکوٰۃ' مناقب ابوبکر ص ۵۵۶، الترمذی، مناقب ابوبکر جلد دوم، ص ۲۰۸)

گھر والوں کیلئے اللہ اور اس کے رسول کو گھر چھوڑ آیا ہوں۔

محمد ہے متاعِ عالم ایجاد سے پیارا
پدر' مادر' برادر' جان و مال' اولاد سے پیارا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کبھی بھی ابوبکر سے آگے نہ بڑھ سکوں گا۔

نوٹ: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کُل مال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نصف مال سے بھی تھوڑا تھا' پھر بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبقت لے گئے۔ مَعلُوم ہوا کہ کثرت اور برکت میں فرق ہے۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ صدقہ میں سبقت اخلاص کی زیادتی سے ہوتی ہے نہ کثرتِ مال سے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اصل چیز اخلاص ہے۔

محمد کی محبّت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو گر خامی تو سب کچھ نامکمّل ہے

وطن:

حضرت ابوبکر الصدّیق العتیق نے زندگی بھر حضُور کی محبّت میں سب کچھ قربان کیا حتّیٰ کہ مکّۃ المکرمہ جیسا وطن جس میں مزدلفہ بھی ہے عرفات بھی ہے' مقام مِنیٰ بھی ہے' آبِ زَم زَم کا کُنواں بھی ہے' اور یونہی اسی وطن میں بیت اللہ شریف بھی ہے جس میں ایک نماز پڑھ لینے سے لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے' اور اسی وطن میں مسجدِ حرام بھی ہے جس کے مرکز میں خانہ کعبہ ہے جسکو دیکھنا ہی عبادت ہے۔ ایسے وطن کو اپنے آقا کی سرپرستی میں اپنے آقا کے نام پر قربان کیا۔

www.waseemziyai.com

اولاد:

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات پر اپنی اولاد کو بھی قربان کیا۔ایک مقام پر اپنے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اگر تم میری تلوار کی زَد میں آجاتے تو میں تمھیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دُشمن سمجھ کر کبھی بھی مُعاف نہ کرتا اور تیرا سر تیرے تَن سے جُدا کر دیتا۔ یہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِیمان لانے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

مزید برآں آپ نے اپنی پیاری بیٹی اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بارگاہِ نبوّت میں پیش کیا۔جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نِکاح مُبارک ہوا تو آپ کی عمر تقریباً چھ (6) برس تھی اور جب آپ کی رُخصتی ہوئی تو آپ کی عمر تقریباً نو (9) برس اور کچھ ایّام تھی۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بھی علم بلکہ حق الیقین تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یعنی آپ کے وصال مبارک کے بعد میری بیٹی آپ کے مال کی وارث نہ ہوگی۔ارشادِ نبوی آپ کے سامنے تھا۔

" نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَ نْبِیَاءِ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرَثُ "

(شمائل ترمذی ص۲۹، ابن ماجہ ص۲۰، بخاری)

ہم انبیاءِ کرام نہ وارث بنتے ہیں، نہ ہمارا کوئی وارث بنتا ہے۔

اور یہ بھی آپ کو یقین تھا کہ میری بیٹی جوانی کی حالت میں آپ کے سایہ اور شفقت سے محروم ہو جائے گی اور دوبارہ میری بیٹی کسی سے نکاح بھی نہ کر سکے گی۔

اِرشادِ ربّانی ہے:

" وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا "

(پارہ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت نمبر۵۳)

www.waseemziyai.com

نبی کے وصال کے بعد نبی کی ازواج سے تم نکاح نہیں کر سکتے

یونہی ارشادِ ربانی ہے:

"وَ اَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ" (پارہ ۲۱، سورہ الاحزاب، آیت ۶)

نبی کی ازواجِ مطہرات اُمتیوں کی مائیں ہیں۔

بڑے سے بڑا محب بھی محبوب پر اِس طرح کی قربانیاں نہیں دے سکتا۔

پروانے کو چراغ ، بُلبُل کو پھول بس
صِدِّیق کیلئے خُدا کا رسُول بس

جان:

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی رات اپنے آقا کی سرپرستی میں ہجرت فرما کر اپنی جان کی بھی قربانی پیش کرنے کی کوشش کی جبکہ مکۃ المکرمہ کے چاروں اطراف کو مُشرکینِ مکہ نے گھیرا ہوا تھا۔ یونہی آپ نے غار میں ایک نہیں بلکہ کئی راتیں گزار کر اور آپ کی سرپرستی میں گزار کر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کی کوشش کی۔

کوئی وقت، کوئی مقام ایسا نہ گُذرا کہ آپ نے اپنا وطن، اپنا مال اور اپنی اولاد نیز اپنی جان کو قُربان کرنے کیلئے تیار نہ رکھا ہو۔

قدرے تعارُف

نام:

آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی "عبداللہ" تھا

حدیثِ نبوی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کو دو نام بہت ہی پسند ہیں، عبداللہ اور عبدالرحمٰن۔

www.waseemziyai.com

باپ کا نام:

آپ کے والد محترم کا نام نامی اسم گرامی ''عثمان'' اور کنیت ابو قحافہ تھی۔

کُنیت:

آپ کی کنیت ابو بکر ہے۔ بکر، باکرہ، باکورہ، ہر شئے کے اوّلین حصّے کو کہتے ہیں۔ چونکہ آپ ایمان لانے، مال، وطن، اولاد، جان، معراج کی تصدیق اور باقی اُمور میں پیش پیش رہے اس لیے آپ کی کنیت ابو بکر ٹھہری، یعنی ہر کام میں اوّلیت حاصِل کرنے والا۔

لقب:

العتیق، مُحقّقین کی تحقیق کے مُطابِق۔

۱۔ آپ انتہائی خوبصورت تھے، آپ کی خوبصورتی کی بِنا پر آپ کو عتیق کہا گیا۔ اور عتیق کا لغوی معنیٰ خوبصورت اور خُوب رو بھی ہے۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آپ کمال درجہ کے حسین وجمیل تھے۔

۲۔ عتیق کا معنیٰ آزاد بھی ہے اور آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خُود عتیق فرمایا۔ اسلام کے پھیلانے میں اور اسلام کو عام کرنے میں آپ کا مرکزی کردار رہا اس لیے بھی آپ کو عتیق کہا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ بیت اللہ کے ناموں میں سے ایک نام عتیق بھی ہے جو عالمِ اِسلام کا مرکز ہے۔

۳۔ جب آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر تو عتیق ہے یعنی جہنّم کی آگ سے آزاد۔

لقب:

آپ کا دُوسرا لقب صِدّیق ہے۔

www.waseemziyai.com

دینی، دُنیاوی، ظاہری، باطنی تمام اُمُور میں آپ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تصدیق کی حتیٰ کہ شبِ معراج نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریلِ امین سے فرمایا؛ میری کون تصدیق کرے گا۔ تو جبریل امین نے عرض کی: یارسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ کے معراج کی تصدیق سب سے پہلے ابوبکر کریں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود حضرت ابوبکر کو صدّیق فرمایا جو کہ کُتُبِ احادیث میں موجود ہے۔

آپ نے اُحُد کو خطاب فرماتے ہوئے فرمایا:

"اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ نَبِیٌّ" وَ صِدِّیقٌ" وَ شَهِیْدَانِ"

(مشکوٰۃ، المناقب ص۵۶۳، بُخاری جلداوّل ص۵۲۳)

مذکورہ بالا حدیث پاک سے حضرت ابوبکر کا صدیق ہونا بھی ثابت ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غیب دان ہونا بھی ثابت ہوا کہ آپ کو علم تھا کہ حضرت عثمان اور حضرت عمر اپنے اپنے اوقات میں شہید ہونگے۔

شرف:

حضرت مُوسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام دریا کی طرف جارہے تھے' آگے دریا تھا اور پیچھے فرعون۔ فرعون کی فوج اور فرعون کی پولیس۔ آپ کے اُمتیوں نے عرض کی کہ ہم مارے گئے۔

"اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ" (پارہ۱۹، سورہ الشعراء، ص۶۱)

کہ ہم پکڑے گئے جواباً حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔

" اِنَّ مَعِیَ رَبِّی " (پارہ۱۹، سورہ الشعراء، ص۶۲)

www.waseemziyai.com

میرے ساتھ میرا رب ہے۔

جس رات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اشارۃً عرض کیا: یارسُولَ اللہ صلّی اللہ علیک وسلّم ہمارے دُشمن ہمارے سامنے ہیں، تو نبی پاک صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" یقیناً اللہ رب العزت ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ "ی" برائے واحد متکلم ہے اور "نا" برائے جمع متکلم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ ربُّ العزّت کی معیت صرف اور صرف اپنی ذات کیلئے ثابت کی۔ کیونکہ آپ کو علم تھا کہ میری قوم بعد میں گمراہ ہو جائے گی اور بچھڑے کو پوجنا شروع کر دے گی۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رب تعالیٰ کی معیت، اپنے اور ابوبکر دونوں کیلئے ثابت فرمائی کیونکہ آپ کو علم غیب تھا اور آپ کو یقین تھا کہ ابوبکر ہر حال میں میرا ہی ہے، میرا ہی رہے گا۔ حشر نشر، سفر، حضر حتیٰ کہ قبر میں بھی میری معیت میں ہی رہے گا۔

مُتَعلِّقاتِ نصُوص

متعلقاتِ نصوص چار ہیں۔

۱۔عبارتُ النّص ۔ ۲۔دِلالت النّص ۔ ۳۔اِقتضاء النّص ۔ ۴۔اِشارۃ النّص ۔

مذکورۃُ الصدر حدیث پاک سے نیز موضوع گفتگو حدیثِ پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی خلیفہ بِلافصل ہیں کیونکہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے آنے والی سائلہ بی بی سے فرمایا تھا کہ اگر میری اور آپ کی مُلاقات نہ ہو سکے تو ابوبکر سے ملاقات کر لینا۔ تمام شارحین حدیث فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک میں اشارہ ہے اس طرف کہ میرے بعد ابوبکر ہی خلیفہ ہونگے۔ اشارۃُ النّص سے آپ کی خلافت ثابت ہوئی۔ کچھ احباب نے بلکہ صحابہ نے عرض کی: یارسُولَ اللہ صلّی اللہ علیک وسلّم آپ

www.waseemziyai.com

اپنا خلیفہ نامزد کیوں نہیں کرتے تو آپ نے فرمایا۔ اگر میں اپنا خلیفہ حکماً، تحریراً نامزد کروں تو ہوسکتا ہے کوئی شخص اس کو ماننے میں ڈھیل اور تاخیر سے کام لے تو اس پر عذابِ الٰہی مُسلّط ہو جائے۔ اگرچہ آپ نے حضرت ابوبکر کو تحریراً خلیفہ نامزد نہیں کیا لیکن ہزاروں اشارات، مذکورہ بالا حدیث کی طرح واضح اشارات دیتے ہیں کہ آپ یہی چاہتے تھے کہ میرے بعد میرے خلیفہ ابوبکر ہوں۔

صلی اللہ علی حبیبہٖ محمد والہٖ وسلم

===============

www.waseemziyai.com

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول الخلق

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)
www.waseemziyai.com

رسولُ الخلق

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (پ۲۲۔السبا۔آیت۲۸)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر لیکن (اس حقیقت کو) اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ربیع النُّور:

ماہِ ربیع النور، ربیع السرور اور ربیع الاوّل کی آمد آمد ہے۔ چاہتا ہوں کہ ایسا مضمون سُپردِ قلم کروں اور احاطۂ تحریر میں لاؤں جس سے اپنے آقا علیہ السّلام کی عزّت و عظمت اور شان و شوکت بھی نُمایاں ہو اور اِیمان کی تازگی کا سبب بھی ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا۔

(القرآن۔پ۱۹۔النمل۔آیت۴۵)

اور البتہ تحقیق قومِ ثمود کی طرف ہم نے اُن کے بھائی صالح کو بھیجا۔ (علیہ السلام)

اَخ:

قرآن کریم میں لفظ ''اَخ'' کئی معانی میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ حقیقی بھائی ۲۔ علاتی بھائی

۳۔ اخیافی بھائی ۴۔ قومی بھائی

۵۔ خاندانی بھائی ۶۔ ہم وطن بھائی

۷۔ ہم مذہب بھائی ۸۔ ہم خیال بھائی

۹۔ ہم جنس بھائی

www.waseemziyai.com

اور اسی طرح ہم ایک دُوسرے کو پیر بھائی' اُستاد بھائی وغیرہ وغیرہ کے نام سے پُکارتے رہتے ہیں۔

ارشادِ خالِق تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ (پ۲۶۔الاحقاف، آیت۲۱)

اے میرے حبیب! حبیب کریم قومِ عاد کے بھائی (حضرت) ہُود کا ذِکر سُنایئے۔

ارشادِ رازق تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ۔ (پ۱۔البقرہ۔آیت ۶۷)

اے میرے حبیب! حبیبِ کریم ان لمحات کی طرف مُتوجّہ ہوں جب (حضرت) مُوسیٰ نے اپنی قوم سے اِرشاد فرمایا۔

قوم:

"اخ" کی طرح لفظ "قوم" بھی کئی معانی میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ دُرُست ہونا اور سیدھا ہونا مثلاً۔ اِقَامَةُ الصَّلٰوة۔

۲۔	ہم پیشہ	۳۔	ہم وطن
۴۔	ہم مذہب	۵۔	ہم قبیلہ
۶۔	تاجر قوم	۷۔	کافر قوم
۸۔	مُسلم قوم	۹۔	سیّد قوم وغیرہ وغیرہ

رِسالت عامہ:

مُتعدّد آیاتِ کریمہ کا مُطالعہ کرنے سے یُوں ہی مُختلف حضرات انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصّلوٰت والتسلیمات کی زندگی پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ سابقہ حضرات

www.waseemziyai.com

انبیاء کرام مختلف زُبان بولنے والوں، مختلف علاقوں میں رہنے والوں کی طرف مبعوث فرمائے گئے۔ خاص خاص علاقوں اور مخصوص مخصوص قوموں نیز مُقرّر مُقرّر اوقات تک مُرشد و رہبر بن کر تشریف لائے۔

لیکن! میرے اور آپ کے آقا علیہ السّلام ہر خاص و عام، ہر فقیر و امیر، ہر عربی و عجمی، ہر رُومی و حبشی، ہر اِنس و جِنّ بلکہ ریت کے ذرّوں، درختوں کے پتوں اور پانی کے قطروں کی طرف بھی نبی اور رسُول بن کر تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو! میں تم سب کے لیے زمین و آسمان کے خالِق و مالِک کی طرف سے رُشد و ہدایت کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ اب تم تمام کے لیے ہدایت اور فلاح کا ایک ہی راستہ ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ۔ (پ۱۳۔ یوسف۔ آیت ۱۰۸)

آپ فرما دیجئے یہ میرا راستہ ہے، مَیں تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف بُلاتا ہوں۔

آپ کی رسالت عامہ اور رحمت عامہ نہ کسی قوم سے مخصوص ہے اور نہ کسی زمانہ میں محدود۔ جس طرح اللہ رب العزت کی ربوبیت عالمگیر ہے اسی طرح آپ کی رسالت بھی جہانگیر ہے۔

ارشادِ ذُوالجلال والاکرام ہے۔

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔

(پ۹۔ الاعراف۔ آیت ۱۵۷)

آپ فرما دیجئے اے لوگو! بے شک میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسُول بن کر آیا ہوں۔

ارشادِ نبوی ہے:

www.waseemziyai.com

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللّٰہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ بِسِتٍّ۔ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ۔ وَ اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَھُوْرًا۔ وَ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ۔ (مشکوۃ شریف۔ص۵۱۲، مسلم کتاب المساجد جلد ا، ص ۱۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ ربُّ العزّت نے مجھے تمام انبیاء پر چھ (۶) اُمور میں فضیلت عطا فرمائی۔

۱۔ مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا۔ (یعنی قلیل الفاظ میں کثیر معانی کو بیان کرنا)

۲۔ رعب سے میری مدد کی گئی۔

۳۔ میرے لیے مالِ غنیمت حلال کیا گیا۔

۴۔ میرے لیے تمام رُوئے زمین مسجد قرار دی گئی۔ نیز زمین کو طاہر مُطہّر بنایا گیا۔

۵۔ مجھے تمام کائنات کی طرف رسُول بنا کر بھیجا گیا۔

۶۔ مجھے تمام انبیاء کرام کے آخر میں بھیج کر سلسلۂ نبوّت ختم کیا گیا۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:

کریم السجایا جمیل الشیم
نبی البرایا شفیع الامم

(بوستانِ سعدیؔ، درنعت سرورِ کائنات۔ص۸)

میرے آقا علیہ السلام شریفانہ عادات اور کریمانہ خصائل کے مالک ہیں، تمام کائنات کے نبی اور تمام اُمتوں کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ ''بریہ'' واحد ''برایا'' جمع ''اُمت'' واحد ''اُمم'' جمع۔

کل کلاں شفاعتِ عظمیٰ اور شفاعتِ کبریٰ کا سہرا آپ ہی کی پیشانیٔ اقدس پر سجے گا۔

www.waseemziyai.com

ارشادِ محبوبِ خدا ہے

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

(مشکوۃ شریف۔باب فضائل سیّد المرسلین۔ص ۵۱۱)

میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔

سیّد:

قوم کا سیّد اور سردار وہ ہوتا ہے جس کی طرف قوم مصائب و تکالیف کے وقت بھاگے اور وہ اُن کی تکالیف دفع کرے۔

معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشکل کشا، حاجت روا، دافع البلاء بھی ہیں لیکن آپ کی قیادت، سیادت اور امامت کا پتہ کل قیامت کو ہی ظاہر ہوگا جب کوئی بھی آپ کی سروری اور سرداری کا انکار نہیں کر سکے گا۔

ارشادِ جانِ کائنات ہے:

وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً۔

(مشکوۃ شریف۔باب فضائل سیّد المرسلین۔ص ۵۱۲)

باقی انبیاء کرام اپنی خاص قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے اور میں تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

ارشادِ روحِ کائنات ہے۔

وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تَحْتَہٗ اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَہٗ۔

(الحدیث۔مشکوۃ شریف۔باب فضائل سیّد المرسلین۔ص ۵۱۳)

کل قیامت کے دن اللہ ربّ العزت کی حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا آدم اور اُنکے علاوہ تمام لوگ اُسی کے نیچے ہوں گے۔

www.waseemziyai.com

شیخ سعدی فرماتے ہیں:

شفیع الوریٰ خواجۂ بعث و نشر
امام الہدیٰ صدر دیوان حشر

(بُوستانِ سعدی، درنعت سرورکائنات۔ ص۹)

مخلوقِ خُدا کی شفاعت کرنے والے' بعث ونشر یعنی قیامت کے خواجہ وسردار' مرکزِ ہدایت، صدر دیوانِ حشر' قیامت کے دن کے صدر۔

تَوَجُّہ:

ذرا انہاک! اللہ ربُّ العزّت نے جب اپنی رُبوبیت کا اعلان فرمایا تو فرمایا۔

" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ " تمام تعریفات اللہ ربّ العزّت کے لیے ہیں۔ اللہ جَلَّ شانُہٗ اپنی ذات، صفات اور کمالات میں " وَحْدَہٗ لَا شَرِيْكَ " ہے۔ جو کہ تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اور جب اپنے حبیبِ مُکرّم کی رحمتِ عامہ کا تذکرہ فرمایا' تو فرمایا اور خوب فرمایا۔

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (پ۱۷۔ الانبیاء۔ آیت ۱۰۷)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لیے۔

عالم:

ماسِواء اللہ کو " عالَم " کہا گیا اور عالَم کی جمع " عالمین " ہے اور " عالمین " جمع مذکر سالم کا صیغہ ہے جو کہ " معرف با لام " ہے۔ عُلَماء نحاۃ خُوب جانتے ہیں کہ جب جمع مذکر سالم کا صیغہ معرف با لام ہو۔ تو وہ استغراق کے لیے ہوتا ہے۔ اللہ اکبر کبیرا! اب معنی یوں ہوگا کہ اللہ سُبحانہ وتعالیٰ کائنات کے ذرّہ ذرّہ کے لیے رب ہے اور اس کے حبیب' حبیبِ لبیب! کائنات کے ذرّہ ذرّہ کے لیے نبیٔ رحمت ہیں۔

www.waseemziyai.com

شیخ سعدی فرماتے ہیں:

خدایت ثنا گفت و تبجیل کرد

زمیں بوسِ قدرِ تو جبریل کرد

(بوستان سعدی، درنعت سرور کائنات، ص ۱۰)

یارسولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! آپ کے رب، ربِّ کریم نے جوکہ محمود ہے آپ کی ثناء اور حمد فرمائی اور آپ کی تعظیم کا اعلان کیا' نیز جبریلِ امین نے آپ کی قدم بوسی کی۔ نیز شیخ فرماتے ہیں۔

بلند آسمان پیش قدرت خجل

تو مخلوق و آدم ہنوز آب و گِل

(بوستانِ سعدیؔ۔ ص ۱۰)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آسمان کی بُلندیاں آپ کے مقام ومرتبہ کے سامنے شرمسار ہیں۔ آپ تو اس وقت بھی مخلوق تھے جبکہ حضرت آدم ابھی پانی اور مٹی کے درمیان درمیان تھے۔

ارشادِ ذُوالمنن ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا۔

(پ ۱۸۔ الفرقان۔ آیت ۱)

بابرکت ہے وہ ذات جس نے قُرآنِ پاک کو نازل فرمایا اپنے (محبوب) بندہ پرتا کہ وہ بن جائے سارے جہانوں کوڈرانے والا۔

نذیر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کمالیہ میں سے ایک صفت ''نذیر'' بھی

www.waseemziyai.com

ہے۔اس مقام پر رُوئے سخن مُشرکین، کُفّار، مُنافقین نیز معاندین کی طرف ہے اس لیے آپ کی صفتِ ''نذیر'' کا اس مقام پر ذِکر کیا گیا۔آپ کی نبوّت ورِسالت زمین وزماں اور مکین ومکاں کی حدود سے پاک ہے۔اللہ تعالیٰ کے سوا کائنات کی بلندیوں اور پستیوں میں جو کچھ ہے سب کے لیے آپ رسول ہیں' اور جب تک یہ عالم برقرار رہے گا آپ کی رسالت کا پرچم لہراتا رہے گا۔ان شاء اللہ العزیز

اللہ الوھاب کا فرمانِ دِلنشین ہے:

وَمَا اَرْسَلْنَامِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ۔

(پ۱۳۔ابراہیم۔آیت۴)

اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ احکام الٰہی کو کھول کھول کر بیان کرے۔

غور! قابل غور نکتہ یہ ہے جب بھی کوئی رسول کسی قوم کی طرف مبعوث ہوا تو اُسی قوم کی زُبان میں اُس پر وحی نازل ہوئی تاکہ افہام وتفہیم میں آسانی رہے۔نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پہلے جتنے بھی حضرات انبیاء کرام تشریف لائے کسی مخصوص قوم یا مخصوص علاقہ کے لیے تشریف لائے لیکن ہمارے آقا علیہ السّلام پُورے عالم کے لیے ہادی اور پُوری کائنات کے لیے رہبر بن کر تشریف فرما ہوئے۔

اِرشادِ مالکُ المُلک ہے۔

وَمَااَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا۔

(پارہ۲۲،سورہ السباء،آیت۲۸)

آپ علیہ السّلام کا ارشادِ گرامی ہے:

اُرْسِلَ كُلُّ نَبِيٍّ اِلٰى اُمَّتِهٖ بِلِسَانِهَا وَاَرْسَلَنِيَ اللّٰهُ اِلٰى كُلِّ اَحْمَرَ وَ اَسْوَدَ مِنْ خَلْقِهٖ۔ (الحدیث)

www.waseemziyai.com

ہر نبی اپنی اُمّت کی طرف ان کی زُبان میں مبعوث کیا گیا اور اللہ ربّ العزّت نے مجھے اپنی مخلوق میں سے ہر سُرخ و سیاہ کی طرف مبعوث فرمایا۔ اور حُکم ہوا کہ آپ اس عالمی دعوت کا آغاز اپنے خاندان سے کریں۔

وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ۔ (پ۱۹۔ الشعراء۔ آیت ۲۱۴)

اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایا کریں۔

پھر فرمایا گیا۔ آپ اپنی تبلیغ کے دائرہ کار کو اپنے شہر اور گردونواح کے علاقہ میں وسیع کریں۔

وَلِتُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰى وَ مَنۡ حَوۡلَهَا۔ (پ ۷۔ الانعام۔ آیت ۹۲)

آپ ڈرائیں مکّہ والوں کو اور اُن کو جو اس کے اِرد گِرد ہیں۔

پھر حُکمِ باری تعالیٰ ہوا کہ گھر والوں اور شہر والوں کو ڈرانے کے بعد دُنیا کے گوشہ گوشہ اور کونہ کونہ میں یہ پیغام پہنچادیں۔ عالمی دعوت کی ابتداء گھر والوں مکّۃ المکرّمہ والوں اور مضافات مکّۃ المکرّمہ والوں سے شروع ہونا تھی اس لیے قرآنِ پاک عربی زُبان میں نازل فرمایا گیا۔

اختتام:

مذکورۃُ الصدر آیہ کریمہ میں ''کافّۃ'' سے مُراد ''جامع'' ہے اور آیہ کریمہ کا مفہوم یہ ہوا۔ اے میرے حبیب! حبیبِ لبیب! آپ بکھرے ہوئے لوگوں کو جمع کرنے والے اور مُنتشر شیرازہ کو یکجا کرنے والے ہیں۔ بقول دیگر ''کآفّۃ'' کا معنی ہے روکنے والا۔ اور آیہ کریمہ کا مفہوم یہ ہے۔ اے میرے حبیب' حبیبِ لبیب' آپ جِنّ و اِنس کے نبی ہیں اور جِنّ و اِنس کو دُنیا میں کفرو عصیان سے روکنے والے ہیں اور آخرت میں آپ اُنہیں دوزخ میں گرنے سے روکیں گے۔ (مظہری)

www.waseemziyai.com

بقولِ آخر "کافۃ" کا معنی جمیع اور تمام ہے اور یہی معنی مشہور معروف، متعارف، موزوں اور مناسب ہے۔ آیۂ کریمہ کا معنی یہ ہوا۔ اے میرے حبیب! حبیبِ لبیب! ہم نے آپ کو تمام کائنات کے لیے اصلِ کائنات، جانِ کائنات اور رُوحِ کائنات بنا کر بھیجا۔ اور اسی ترجمہ کی قُرآنِ پاک کی دُوسری آیہ کریمہ تائید کرتی ہے۔ اور وہ یُوں ہے۔

"قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا"۔

(پ۹، سورہ اعراف، آیت ۱۵۸)

"اَلْقُرْآنُ یُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضاً"۔ "کآفۃ"

مفعول مطلق کی صفت ہے اور عبارت یُوں ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رِسَالَۃً کَآفَّۃً"

"ھا" کآفۃ میں "ھا" یا تو مبالغہ کے لیے ہے یا پھر بفحوائے تاکید زائدہ ہے جس طرح کہ عَلَّامہ فہامہ میں۔

دُعا:

اللہ ربُّ العالمین آپ کے وسیلۂ جلیلہ سے آپ ہی کی رحمتِ تامہ، عامہ سے حصّۂ وافر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

==========

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

www.waseemziyai.com

رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم

قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔

(پ۹۔الاعراف۔آیت ۱۵۸)

تُم فرماؤ اے لوگو! مَیں تُم سب کی طرف اللہ کا رسُول ہوں۔(کنزالایمان)۔

رسُول:

بکثرت احباب اس بات پر مُتَّفِق ہیں کہ نبی اور رسُول میں کوئی فرق نہیں' اور مُحَقِّقِین کی ایک تحقیق یہ ہے کہ نبی عام ہے اور رسُول خاص ہے جس طرح کہ حیوان عام اور انسان خاص ہے' جس طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر انسان حیوان ہے مگر ہر حیوان انسان نہیں۔اسی طرح یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہر رسُول نبی ہے لیکن ہر نبی رسُول نہیں۔بالفاظِ دیگر! نبی عام ہے' رسُول خاص ہے اور "مُرسل" خاص الخاص۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

ہمارے رسُول' رسُولِ مُحترم' ہمارے نبی' نبی مُحتشَم' اللہ جَلَّ شانُہٗ کے فضل و کرم سے نبی بھی ہیں اور رسُول بھی نیز مُرسل بھی۔

ناس:

"ناسِ" اسمِ جنس ہے اور اس کا اصل اِنسان ہے۔

"قُلْ" "قُلْ صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل امر حاضر" معلوم ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب فعل یفعل (نَصَرَ یَنْصُرُ) قول ہے۔(اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰه)(آلایہ) مقولہ ہے کون نہیں جانتا؟ کہ انّ حروف از حروف مُشبّہ بالفعل ہے اور برائے تحقیق ہے جس طرح ولی کے لیے موزوں اور مناسب ہے کہ وہ اپنی ولایت کو چُھپائے اور صیغہ راز میں رکھے' اسی طرح نبی اور رسول پر فرض ہے کہ وہ اپنی نبوّت و رِسالت کا اعلان بہ بانگِ دُھل فرمائے۔

www.waseemziyai.com

ریت کے تودوں، پہاڑ کے ٹیلوں، طائف کے بازاروں، صفا و مروہ کے پہاڑوں پر اعلانِ نبوّت و رِسالت فرمائے۔ اور مذکورہ بالا آیت میں ''قل'' امر کا صیغہ ہے جو کہ برائے وجُوب ہے۔ اب معنیٰ یوں ہوگا' اے میرے حبیب! حبیبِ کریم اعلان فرمادیجئے کہ میں یقیناً رسُولُ اللہ ہوں اور تم تمام کی طرف رسُول بن کر آیا ہوں اور میری رسالت ''رسالتِ عامہ'' ہے اور جن و اِنس سب کے لیے۔

الانتباہ:

راقم الحروف حافظ محمد اشرف جلالی اشرفی کے علم میں یہ بات آئی کہ بعض احمق' جاہل' بلکہ اجھل النّاس اور بدذوق لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ہی شخصیت کو ''رسُولُ اللہ'' بھی کہا جائے اور ''رسُولُ الخلق'' بھی۔

حقیقت:

حقیقت حال یہ ہے کہ جب حیثیت بدل جاتی ہے تو شئے کا حکم بھی بدل جاتا ہے۔ مَثلاً زید ایک ہی ذات ہے' وہ خالد کا باپ بھی ہوسکتا ہے اور بکر کا بیٹا بھی۔ یُوں ہی وہ صِدِّیق کا بھائی بھی ہوسکتا ہے اور زینب کا شوہر بھی' اس طرح وہ بیک وقت ایک آدمی کا دوست بھی ہوسکتا ہے اور ایک آدمی کا دُشمن بھی۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ احکم الحاکمین جبّار اور قہّار بھی ہے نیز رحیم اور کریم بھی۔ نبیٔ رحمت کافروں کے لیے نذیر بھی ہیں اور اپنے خادموں اور غُلاموں کے لیے بشیر بھی۔

فرمانِ مُنتقم ہے:

وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ۔

(پ۲۶۔الفتح۔آیت۲۹)

اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دِل۔ (کنزالایمان)

جس سے معلوم ہوا کہ حیثیت بدل جانے سے شئے کا حکم بدل جاتا ہے' جب ہم آپ کو "رسول اللہ" کہتے ہیں تو رسول سے اور معنیٰ مراد ہوتا ہے' اور جب ہم آپ کو "رسول الخلق" کہتے ہیں تو رسول سے اور معنیٰ مراد ہوتا ہے۔ راقم الحروف نے گذشتہ تحریر میں متعدد آیاتِ کریمہ اور چند ایک احادیثِ مبارکہ بطورِ استشہاد زینتِ قرطاس کیں کہ آپ علیہ السلام کو "رسول الخلق" کے الفاظ سے یاد کرنا جائز اور درست ہے اور زیرِ نظر تحریر میں پھر متعدد آیات کریمہ سپردِ قلم کی جارہی ہیں کہ آپکو "رسول اللہ" کے الفاظ سے یاد کرنا بھی باعثِ برکت ہے۔ علاوہ ازیں لفظ "نبی" اور لفظ "رسول" پر بھی غور کرلیا جائے تو یقین ہو جاتا ہے کہ آپ کو "نبی اللہ" یا "نبی الخلق" اور "رسول اللہ" یا "رسول الخلق" کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

نبی:

نبی کا معنیٰ ہوتا ہے پیغام رساں۔ پیغام رساں کے لیے ضروری ہے کہ اس کا دونوں طرف برابر رابطہ ہو۔ یوں ہی "رسول" کا معنی ہوتا ہے "فیضان رساں" تو فیضان رساں کے لیے بھی ضروری ہوتا ہے کہ اُس کا مُرسِل (سین کے کسرہ کے ساتھ) اور مُرسَل الیہ (سین کے فتحہ کے ساتھ) تعلق ہو۔ جب ہم آپ کو "رسول اللہ" کہتے ہیں تو اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ آپ "مُرسَل من اللہ" ہیں کہ آپ کو اللہ ربّ العزّت کی طرف سے بھیجا گیا اور جب ہم آپ کو "رسول الخلق" کہتے ہیں تو اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ آپ "مُرسل الی الخلق" ہیں کہ آپ کو کائنات کی طرف بھیجا گیا ہے۔

تعریف:

اگر ہم نبی اور رسول کی شرعی تعریف بھی احاطۂ تحریر میں لے آتے ہیں تو مسئلہ کی صورتِ حال نمایاں ہو جاتی ہے۔

www.waseemziyai.com

هُوَ اِنْسَان" بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَی الْخَلْقِ لِتَبْلِیْغِ الْاَحْکَامِ۔

(شرح عقائد وغیرہ)

نبی سے مُراد وہ عظیم الشّان، عظیم القدر، عظیم المرتبت اِنسان ہے جس کو اللہ جَلَّ وعلا اپنی مخلُوق تک اپنے احکام پہنچانے کے لیے مبعُوث فرمائے۔ مذکُورہ بالا تعریف سے یہ ثابت ہوا کہ خالِق اور مخلُوق کے درمیان نُبُوّت ورِسالت واسطۂ کُبریٰ اور وسیلہ عُظمیٰ ہے۔

ملاحظہ ہو ارشادِ نبوی! وَاللّٰهُ يُعْطِي وَاَنَا قَاسِم"

(متفق علیہ، مشکوٰۃ کتابُ العلم، پہلی فصل)

اللہ ربُّ العزّت مُعطی (عطا کرنے والا) اور میں قاسِم (تقسیم کرنے والا) ہوں

وُہ ہے مُعطی ، یہ ہیں قاسِم

دیتا رب ہے ، دِلاتے یہ ہیں

آئیں! ذرا قُرآنِ مجید کی سیر کرتے چلیں!

۱۔ اللہ جَلَّ وعلا کا فرمانِ دِلنشیں ہے۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ

(پ۲۶، الحجرات، آیت ۷)

اور جان لو! کہ تُم میں اللہ کے رسُول ہیں۔ (کنزالایمان)

اگر تم جھُوٹ بولو گے تو اللہ تعالیٰ کے خبردار کرنے سے وہ تمہارا افشاءِ حال کر کے تمہیں رُسوا کر دیں گے۔ (خزائن العرفان)

۲۔ اللہ المجیب الرقیب کا فرمانِ ذیشان ہے۔

فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ (پ۳۰۔ الشمس۔ آیت ۱۳)

تو اُن سے رسُولُ اللہ نے فرمایا۔ (کنزالایمان)

www.waseemziyai.com

اس آیۂ کریمہ میں رسولُ اللہ سے مُراد حضرت صالح علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ و السّلام ہیں۔(خزائن العرفان)

۳۔ اِرشادِ الواحِدُ الاَحَد ہے۔

وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

(پ۲۲۔الاحزاب،آیت۵۳)

اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو۔(کنزالایمان)

اور کوئی کام ایسا کرو جو خاطرِ اقدس پر گراں ہو۔(خزائن العرفان)

۴۔ اللہ المقدم المؤخر کا فرمان ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

(پ۲۱۔الاحزاب۔آیت۲۱)

بے شک تمہیں رسولُ اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (کنزالایمان)

ان کی اچھی طرح اِتباع کرو اور دینِ اِلٰہی کی مدد کرو اور رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ساتھ نہ چھوڑو اور مصائب پر صبر کرو اور رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سُنّتوں پر چلو۔ یہی بہتر ہے۔(خزائن العرفان)

۵۔ اللہ الظاہر الباطن کا فرمان ہے۔

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔

(پ۲۲۔الاحزاب۔آیت۴۰)

ہاں! اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔(کنزالایمان)

اور سب رسول ناصح شفیق اور واجبُ التوقیر و لازم الطاعت ہونے کے لحاظ سے اپنی امت کے باپ کہلاتے ہیں' بلکہ ان کے حُقُوق حقیقی باپ کے حقوق سے بہت زیادہ ہیں۔ لیکن اس سے اُمّتِ حقیقی اولاد نہیں ہو جاتی اور حقیقی اولاد کے تمام احکام وراثت وغیرہ اس

www.waseemziyai.com

کے لیے ثابت نہیں ہوتے۔ نیز آپ آخرُالانبیاء کہ نبوّت آپ پرختم ہوگئی‘ آپ کی نبوّت کے بعد کسی کو نبوّت نہیں مِل سکتی‘ حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوّت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعتِ محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پُر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ حضُور کا آخرالانبیاء ہونا قطعی ہے‘ نصِ قُرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث جو حدِتواتر تک پہنچتی ہیں اُن سب سے ثابت ہے کہ حضُورﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں لہٰذا جو حضُور کی نبوّت کے بعد کسی اور کو نبوّت مِلنا ممکن جانے وہ ختمِ نبوّت کا مُنکر اور کافر خارج از اِسلام ہے۔ (خزائن العرفان)

۶۔ اللہ الغنی المغنی کا فرمانِ ذیشان ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْلَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

(پ۲۷۔المنفقون۔آیت۵)

اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ! رسول اللہ تمہارے لیے معافی چاہیں۔ (کنزالایمان)

معافی چاہنے کے لیے (خزائن العرفان)

۷۔ اللہ النور الہادی کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

(پ۲۶۔الحجرات۔آیت۳)

بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس۔ (کنزالایمان)

براہِ ادب و تعظیم۔ (خزائن العرفان)

شانِ نزول:

”يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ“ کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق و عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بعض اور صحابہ نے بہت احتیاط

www.waseemziyai.com

لازم کر لی۔ اور خدمت اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض معروض کرتے ان حضرات کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان)

۸۔ اللہ الحق الوکیل کا فرمان عالیشان ہے۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

(پ۱۰۔التوبہ۔آیت۸۱)

پیچھے رہ جانیوالے اس پر خوش ہوئے کہ وہ رسول کے پیچھے بیٹھ رہے۔

(کنزالایمان)

اور غزوہ تبوک میں نہ گئے۔ (خزائن العرفان)

۹۔ اللہ الودود المجید کا ارشاد پاک ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ (پ۲۶۔الفتح۔آیت۲۹) محمد اللہ کے رسول ہیں۔

اختتام:

درجنوں نہیں سینکڑوں آیاتِ کریمہ اور سینکڑوں نہیں ہزاروں احادیثِ مُبارکہ اور ہزاروں نہیں لاکھوں اقوالِ صحابہ، اقوالِ تابعین اور اقوال تبع تابعین اس بات پر شاہد ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل چاہیئے کہ ہم روزانہ صبح و شام کلمۂ طیبہ کا وِرد کرتے رہتے ہیں اور پڑھتے رہتے ہیں۔

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ" "رَّسُوْلُ اللّٰهِ" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ علیہ السّلام کو چاہے آپ "رسُولُ اللہ" کہیں کوئی حرج نہیں، کوئی مضائقہ نہیں۔

دُعا: اللہ جَلَّ شانُہٗ وعَمَّ نوالُہٗ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے حبیبِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وسیلۂ جلیلہ سے دین و دُنیا کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے، ہمارے ظاہر اور باطن کو بہتر فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سیدالمرسلین

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا سیدی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.waseemziyai.com

یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ لَقِیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ اَخْبِرْنِیْ عَنْ صِفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فِی التَّوْرٰۃِ قَالَ اَجَلْ وَ اللّٰہِ اِنَّہٗ لَمَوْصُوْفٌ فِی التَّوْرٰۃِ بِبَعْضِ صِفَتِہٖ فِی الْقُرْاٰنِ یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا۔ (مشکوۃ، باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۲، مسلم)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا تو میں نے کہا: مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ صفات سناؤ جو تورات شریف میں مذکور ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ہاں، اللہ ربُّ العزّت کی قسم! تورات شریف میں آپ کی وہی صفات بیان کی گئی ہیں جو قرآن پاک میں موجود ہیں۔ مثلاً اے غیب کی خبر دینے والے یقیناً ہم نے آپ کو شاہد، مُبَشِّر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

''شاہد'':

دُنیائے عرب اس بات پر مُتَّفِق ہے کہ شاہد کے مُتَعَدّد معانی میں سے ایک معنی محبوب بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا ذکر سابقہ اُمّتوں، سابقہ حضرات انبیاء کرام کی زُبانوں پر موجود تھا اور یوں ہی سابقہ آسمانی صحائف اور کُتُب سماویہ اور قرآنِ پاک میں بار بار اعلان فرمایا، یقیناً ہم نے آپ کو کائنات کے ذرّے ذرّے کا ہی نہیں بلکہ اپنا بھی محبوب بنایا۔

الانتباہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذاتی ناموں ''محمد'' یا ''احمد'' سے نہیں پکارا بلکہ القاب اور وصفی ناموں کے ساتھ یاد فرمایا، جبکہ باقی حضرات انبیاء کرام کو ان کے ذاتی ناموں کے ساتھ پکارا ور فرمایا ''یآدم''، ''یا ابراہیم''،

www.waseemziyai.com

"یا موسیٰ"، "یا عیسیٰ"، "یا یحییٰ"، "یا زکریا"، وغیرہ وغیرہ علی نبینا و علیھم الصلوٰت والتسلیمات

اوصاف:

اللہ ربّ العزّت نے قرآنِ کریم میں ایک بار آپ کو "یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ" کے ساتھ یاد فرمایا۔ (پ۲۹۔ سورۃ المزمل آیت ۱)

اور ایک بار اللہ ربّ العزّت نے آپ کو۔ "اَلْمُدَّثِّرُ" کے ساتھ یاد کیا۔

(پ۲۹ سورۃ المدثر آیت ۱)

اور دو بار اللہ ربّ العزت نے آپ کو "یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ" کے ساتھ یاد فرمایا اور فرمایا۔

"یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ"

اے رسولِ محترم! ہر اس چیز کو جو آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے نازل کی گئی اس کی تبلیغ فرمائیں۔ (پ۶ المائدہ آیت ۶۷)

یُوں ہی ارشادِ ربّانی ہے:

یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ"۔

(پ۶ المائدہ آیت ۴۱)

اے محبوب! نہ غمگین کریں آپ کو جو کُفر میں تیز رفتار ہیں۔

اللہ ربّ العزت نے آپ کو قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں تیرہ بار "یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ" کے ساتھ یاد فرمایا۔

ارشادِ ربانی ہے:

"یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ"

(پ۱۰ الانفال۔ آیت ۶۴)

www.waseemziyai.com

اے نبی مکرّم! اللہ ربّ العزّت اور آپ کے فرمانبردار اور پیروکار مومن آپ کے لیے کافی ہیں۔

اس آیہ کریمہ میں "مِنْ" بیان کے لیے ہے یعنی جتنے بھی آپ کے صحابہ ہیں وہ تمام کے تمام مخلص ہیں اور آپ کے پیروکار ہیں۔

شانِ نزول:

یہ آیہ کریمہ مُرادِ مُصطفیٰ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِیمان لانے کے بعد نازل ہوئی اور آپ کے ایمان سے پہلے حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت زید بن حارثہ، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت فاطمہ بنت خطاب، حضرتِ اُمّ الفضل، حضرت خدیجہ، حضرتِ اُبوعبیدہ ابنِ جراح، حضرتِ اسماء بنتِ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنھم ایمان لاچکے تھے۔ ایمان لانے والوں میں حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چالیسواں نمبر تھا۔

نوٹ:

اللہ ربّ العزّت عقل عطا فرمائے یا مُنہ کالا فرمائے ان لوگوں کا جو صحابہ پر طعن کرتے ہیں۔ یُوں ہی ان لوگوں کا جو انبیاء کرام اور اَولیاءِ عُظّام سے دُور رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیسا پیارا جُملہ ہے کہ اللہ ربّ العزّت اپنے حبیب کو ارشاد فرما رہا ہے کہ آپ کسی کی کوئی پرواہ نہ کریں، آپ کا اللہ آپ کو کافی ہے۔ یُونہی آپ کے صحابہ آپ سے مُخلص اور آپ کے وفادار ہیں اگرچہ تعداد میں وہ کم ہیں لیکن آپ کے لیے وہی کافی ہیں۔

"وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ" یہ پُورا جُملہ مرفوع منصوب اور مجرور ہوسکتا ہے اور محلاً ہی مرفوع منصوب اور مجرور ہوگا۔

www.waseemziyai.com

مرفوع:

اسمِ جلالت ''اللہ'' معطوف علیہ مذکورہ بالا جملہ محلاً مرفوع معطوف معطوف علیہ اور معطوف کا حکم ایک ہونے کی وجہ سے معنی یہ ہوگا اللہ ربّ العزّت اور آپکے صحابہ آپ کو کافی ہیں۔

منصوب:

مذکورہ بالا جملہ سے پہلے واؤ بمعنیٰ ''مع'' ہے اور پورا جملہ مفعول معہٗ ہے۔ اب معنیٰ یوں ہوگا اے نبیٔ محترم! آپ کو اللہ ربّ العزّت کافی ہے، ساتھ ہی آپ کے صحابہ۔

مجرور:

حَسْبُكَ، میں ''ك'' ضمیر مجرور متّصل مجرور محلاً مضاف الیہ برائے ''حَسْبُ'' معطوف علیہ اور باقی جملہ معطوف۔ اب معنی یوں ہوگا کہ اے نبی مکرّم اللہ ربُّ العزّت آپ کے لیے اور آپ کے صحابہ کے لیے کافی ہے۔

۲۔ ارشاد ربانی ہے۔

''يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ''

(پارہ ۱۰، الانفال۔ آیت ۶۵)

اے نبیٔ محتشم! مومنوں کو جہاد کے لیے برانگیختہ کریں۔ جہاد ایک بہترین عبادت ہے اور تا قیامت رہنے والی عبادت ہے اور اسی کے ساتھ تحفّظ مشروط ہے۔

۳۔ ارشادِ ربّانی ہے۔

''يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰى''

(پارہ ۱۰، سورہ الانفال، آیت ۷۰)

اے نبی محتشم! ان لوگوں سے فرمادیجئے جو تمہارے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

www.waseemziyai.com

یہ آیۂ کریمہ جنگِ بدر کے موقعہ پر نازل ہوئی جب غزوۂ بدر کے مقام پر ستر ۷۰ مُشرک قتل ہوئے اور ستر ۷۰ ہی قید ہوئے۔

۴۔ ارشادِ ربّانی ہے۔

"یٰاَیُّھَاالنَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَ الْمُنَافِقِیْنَ"

(پارہ ۱۰، سورہ التوبہ، آیت ۷۳)

اے نبی کریم! جہاد کیجئے کافروں اور مُنافِقوں کے ساتھ۔ کافروں کے ساتھ جہاد بالسیّف اور مُنافِقوں کے ساتھ جہاد باللّسان۔

مزید تحقیق:

سن ۱۹۷۷ میں "تحریک نظامِ مُصطفیٰ" اپنے عُروج پر تھی۔ راقم الحُروف اپنے شَیخ شیخ الشیوخ حافظ الحدیث پیر سیّد جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب سے مُلتمس ہوا اور عرض کی کہ آپ کی تحریک میں کئی بدعقیدہ اور بدمذہب لوگ شریک ہیں۔ العاقل تکفیہ الاشارہ۔ تو آپ نے فوراً فرمایا: امام فخر الدین کی تحقیق کے مُطابق "واوٗ" بمعنیٰ "مع" ہے اور مُنافِقین مفعول معہ ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کافروں کے ساتھ جہاد کرو اور منافقین کو ساتھ لگالو۔

۵۔ اِرشادِ ربّانی ہے:

"یٰاَیُّھَاالنَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ" (پ ۲۱، سورہ الاحزاب، آیت ۱)

اے نبی مُحتشم! حسبِ سابق اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔

"اِتَّقِ" امر کا صیغہ ہے۔ صیغۂ امر جس طرح ایجاب کے لیے آتا ہے اسی طرح ابقاء کے لیے بھی آتا ہے۔ الحاصل جس طرح آپ تقویٰ پر ہیں اسی طرح تقویٰ پر ہی رہنا۔

علامہ جلال الدین نے "اِتَّقِ" کی تفسیر "دُم" سے کی ہے جس کا مادہ دوام ہے۔

www.waseemziyai.com

۶۔ ارشادربانی ہے۔

"یٰاَیُّھَاالنَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَ اجِكَ" (پ۲۱ الاحزاب آیت ۲۸)

اے نبی کریم! آپ اپنی بیویوں سے فرمادیجئے۔

۷۔ ارشادربانی ہے۔

"یٰاَیُّھَاالنَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاھِدًا" (پ۲۲ الاحزاب آیت ۴۵)

اے نبی مُحتشم! ہم نے آپ کو "شاہد" بنا کر بھیجا۔ اپنی اُمّت کے حق میں گواہی دینے والے، سابقہ اُمّتوں کے خلاف گواہی دینے والے اور اللہ ربُّ العزّت کی وحدانیت کا گواہ بننے والے۔

۸۔ ارشادِ ربانی ہے:

"یٰاَیُّھَاالنَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ"۔

(پ۲۲ الاحزاب آیت ۵۶)

اے نبی کریم! ہم نے حلال کردی ہیں آپ کے لیے آپ کی ازواج جن کے مہر آپ نے ادا کردیئے ہیں۔

اسلام نے شرطِ عدل کے ساتھ مردوں کو چار شادیاں کرنے کی اور اللہ تعالیٰ نے خاص حکمتوں کے پیشِ نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چار سے زیادہ ازواج کی اجازت مرحمت فرمائی۔

۹۔ ارشادربانی ہے۔

"یٰاَیُّھَاالنَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ"۔

(پارہ ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت ۵۸)

اے نبی مُحترم! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور تمام اُمّت کی مومنہ عورتوں سے فرمادیجئے کہ پردہ کا اہتمام کریں۔

www.waseemziyai.com

۱۰۔ ارشادِ ربّانی ہے:

"یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ" (پارہ ۲۸، سورہ الممتحنہ، آیت ۱۲)

اے نبی کریم! جب آپ کے پاس مومنہ عورتیں بیعت کے لیے حاضر ہوں تو چند شرائط کے ساتھ اُن کی بیعت کرلیں۔ مثلاً وہ شرک نہ کریں، قتل نہ کریں، چوری نہ کریں وغیرہ وغیرہ۔

۱۱۔ ارشادربانی ہے:

"یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ" (پارہ ۲۸، سورہ الطلاق، آیت ۱)

اے نبی کریم! جب تم عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو۔

یہ آیہ کریمہ اگرچہ بظاہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مشیر ہے لیکن مُراد آپ کے اُمّتی ہی ہیں۔

۱۲۔ ارشادربانی ہے:

"یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ" (پ۲۸ التحریمہ آیت ۱)

اے نبی رؤف! آپ کیوں حرام قرار دیتے ہیں ان چیزوں کو جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر حلال قرار دی ہیں۔

۱۳۔ ارشادربّانی ہے۔

"یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ" (پ۲۸ التحریمہ آیت ۹)

اس آیت کریمہ کا ترجمہ، تفسیر اور توضیح گزر چکی ہے۔

الحاصل:۔

اللہ ربُّ العزّت نے "نَادَاہُ جَلَّ وَ عَلَا بِوَصْفِهٖ دُوْنَ اِسْمِهٖ تَعْظِیْمًا"

(روح المعانی)

www.waseemziyai.com

اپنے محبوب کی تعظیم وتکریم اور اظہار شان کے لیے وصفِ نبوّت سے یاد فرمایا اور نام لے کر ندِاء نہیں دی۔ نام کی بجائے منصبی لقب سے یاد فرمایا۔ محبّت بھرے انداز سے خطاب کا یہی انداز اور طریقہ ہی اپنانا چاہیئے بلکہ اللہ ربُّ العزّت نے مجھے اور آپ کو بلکہ پُوری اُمّتِ مُسلِمہ کو ارشاد فرمایا۔

"لَاتَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضاً"

(پارہ ۱۸، سورہ النور، آیت ۶۳)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس طرح نہ پُکارو جس طرح تُم آپس میں ایک دُوسرے کو پُکارتے ہو۔ یعنی "لَاتَقُوْلُوْا يَا مُحَمَّدُ" کہ یا محمد نہ کہو۔

"بَلْ قُوْلُوْا يَانَبِیَّ اللّٰه یارسولَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" بلکہ کہو "یَانَبِیَّ اللّٰه ، یَارَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم"

اللہ ربّ العزّت ہمیں اپنے ڈر اور اپنے محبوب کی محبّت سے مالا مال فرمائے۔

آمین ثم آمین

=============

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعمت عظمیٰ

www.waseemziyai.com

مرکز العلوم الاسلامیہ

نعمتِ عظمیٰ

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتیٰ وَ جَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔

(مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۳، الترمذی جلد دوم، ابواب المناقب ص ۲۰۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کچھ احباب نے عرض کی: آپ کیلئے نبوّت کب ثابت ہوئی؟ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: جبکہ آدم علیہ السّلام رُوح اور جسم کے درمیان تھے۔

وصف:

جب کوئی خُوبی فاعل میں پائی جارہی ہو تو اُسے وصف کہتے ہیں اور جب کوئی خوبی مفعول میں پائی جارہی ہو تو اسے صفت کہتے ہیں جبکہ مقصد اور مآل دونوں کا ایک ہی ہے۔

وُجودِ مسعود:

اللہ ربُّ العزّت نے ریت کے ذرّوں، پانی کے قطروں اور درخت کے پتوں بلکہ زمین و آسمان، جِنّ واِنس، حُوروں، فرشتوں اور ہر شئے سے پہلے آپ کو پیدا فرمایا۔

قانون:

قانون یہ ہے ہر حال سے پہلے محل کا، یُونہی ہر عرض سے پہلے جوہر کا، اور اسی طرح ہر صفت سے پہلے موصُوف کا پایا جانا ضروری ہے۔ نبوّت اور رِسالت ایک صفت ہے اور ایک وصف ہے جس سے پہلے موصوف کا ہونا ضروری ہے۔ آپ کا یہ اِرشاد کہ میں اُس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السّلام مکمّل طور پر اِنسانی شکل میں مُتشکل نہ تھے ثابت کرتا ہے کہ آپ کا وجُودِ مُبارک اُس وقت بھی موجود تھا۔ شیخِ مُحقّق ارشاد فرماتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُورِی (اشعة اللمعات)

یہ حدیث صحیح ہے۔ عقلاً نقلاً ثابت ہوا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اللہ ربُّ العزّت نے کائنات کے ذرّہ ذرہ سے پہلے پیدا فرمایا۔

ازالہُ وہم :

بعض احباب دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ میں اللہ کے عِلم میں نبی تھا' نہ کہ نفس الامر اور حقیقت میں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح تو ہر چیز اللہ ربّ العزّت کے علم میں تھی یہ مقام' مقامِ مَدح ہے پھر اس میں آپ کی کیا خصُوصیات

ازالہُ وہم :

بعض احباب کا یہ کہنا ہے کہ نبی کے لیے انسان ہونا ضروری ہے کیونکہ نبی کی تعریف یہ ہے۔

هُوَاِنْسَان" بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِتَبلِیْغِ الْاَحْکَامِ

نبی وہ ہوتا ہے جس کو اللہ ربُّ العزّت اپنے احکام' اپنے بندوں تک پہنچانے کے لیے بھیجتا ہے اور وہ انسان ہوتا ہے' جبکہ انسانیت کی اِبتداء حضرت آدم علیہ السّلام سے ہوئی' تو اس کا جواب یہ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ

(پارہ ۲۷، سورہ الرحمٰن، آیت ۴)

اللہ تعالیٰ نے قرآن سکھایا' انسان کو پیدا فرمایا اور اس کو بیان سکھایا۔

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ میں قرآن سکھانے کا پہلے ذِکر ہے اور انسان کو پیدا کرنے کا بعد میں ذکر ہے' اور انِسان سے مُراد حضرت آدم علیہ السّلام ہے۔ جس سے معلُوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو بعد میں پیدا فرمایا اور اپنے حبیب کو پہلے پیدا فرمایا۔

www.waseemziyai.com

کیا آپ نے غور نہیں فرمایا کہ حضرت حوّا انسان ہے مگر اولادِ آدم نہیں۔ یونہی جو مخلوق جنّت بھرنے کے لیے پیدا کی جاوے گی' اِنسان ہوگی مگر اولادِ آدم نہ ہوگی۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضرت آدم علیہ السّلام سے پہلے بھی انسانیت کی صفت سے موصُوف تھے۔ اربوں سالوں سے ملائکہ ان پر درود وسلام پڑھ رہے تھے۔ سیّدی و سیّد السّادات حضرت حافظ الحدیث فرمایا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کا انکار کفر ہے' یونہی آپ کی نورانیت کا انکار گُمراہی وضلالت ہے بلکہ حق یہ ہے کہ آپ مکمّل طور پر انسان اور مکمّل طَور پر نُور تھے۔ آپ نُورانیّت اور بشریت کا مجموعہ تھے۔ راقم الحُروف نے عرض کی کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک ذات نُورانیت اور بشریت کا مجموعہ ہو تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ مولوی جی! آپ تو قرآنِ پاک کے حافِظ ہیں' اللہ ربُّ العزّت اِرشاد فرماتا ہے:

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا

(پارہ ۸، سورہ النساء، آیت ۱۷۴)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بُرھان فرمایا جس سے مراد معجزہ ہے اور معجزہ وہ ہی ہوتا ہے جو انسانی عقل سے بَرتَر ہو۔

حضرت حافِظ الحدیث کے اُستاذ' سُلطان الاساتذہ' سُلطانُ العُلَمَاء' مَولانا سُلطان احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مذکُورۃُ الصّدر حدیثِ پاک کے ہوتے ہوئے شکُوک وشُبہات کی کوئی گُنجائش باقی نہیں رہتی کہ آپ ہی مقصودِ کائنات' اَصل کائنات اور رُوحِ کائنات ہیں۔

جان ہیں وہ جہان کی
جان نہیں تو جہان نہیں

www.waseemziyai.com

نعمتِ عُظمیٰ:

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ ربّ العزّت کی نعمت ہی نہیں بلکہ تمام نعمتوں کی اصل ہیں۔ ہزار ہا نعمتوں کا الگ الگ شُکریہ ادا کرنے کی بجائے اس نعمت کا شکریہ ادا کیا جائے تو تمام نعمتوں کا شکریہ ادا ہو جائے گا۔ اِنتہائی بدقسمت ہیں وہ لوگ جو آپ کی ولادتِ باسعادت کے موقع پر اللہ ربُّ العزّت کا شُکر بجا نہیں لاتے۔

شُکر:

ارشادِ ربّانی ہے: وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا

(پارہ۲۱، سورہ الروم، آیت ۳۶)

جب ہم لوگوں کو رحمت عطا کرتے ہیں تو وہ اس پر مسرّت اور خُوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

نعمت مِلنے پر مسرّت، راحت اور خُوشی کا اظہار انسان کی جبلت، عادت اور اصل میں داخِل ہے۔ وہ انسان، انسان ہی نہیں جو نعمت زائل ہونے پر افسوس نہ کرے اور وہ انسان انسان ہی نہیں جو نعمت مِلنے پر مسرّت اور خُوشی کا اظہار نہ کرے۔ آج وہ انسان جو آپ کی ولادتِ باسعادت کے موقع پر مسرّت اور خُوشی کا اظہار نہیں کرتا وہ دائرہ اِسلام تو درکنار دائرہ انسانیت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ

(پارہ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۷۹)

۱۔ مومن کی فرحت، مسرّت اور خُوشی مَطلُوب و مُستحسن اور محمود ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

(پارہ ۱۱، سورہ یُونس، آیت ۵۸)

www.waseemziyai.com

اے محبوب! آپ فرمادیجئے اللہ ربُّ العزّت کا فضل اور اُس کی رحمت ملنے پر انہیں چاہیئے کہ مسرّت اور خُوشی کا اظہار کریں۔

فَلْيَفْرَحُوا:

فَلْيَفْرَحُوا امر کا صیغہ ہے اور امر وُجوب کے لیے آتا ہے۔ لہٰذا مومن کی فرحت مَطلُوب اور مُستحسن ہے کیونکہ مومن، مُنعِم حقیقی پر نظر رکھتے ہوئے مسرّت کا اظہار کرتا ہے۔ وہ عیش اور آرام میں یُونہی نعمت اور رحمت ملنے پر اللہ کے فضل وکرم پر خوش ہو کر زُبان ودِل سے شُکر گزار ہوتا ہے اور مصیبت میں پھنس جائے تو صبر وتحمّل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے اور راضی برضا رہتا ہے۔

۲۔ بعض لوگ نعمت ملنے پر تکبّر اور فخر کرتے ہیں۔ اترانے لگتے ہیں اور اپنے آپ سے باہر ہو جاتے ہیں حتّٰی کہ مُحسنِ حقیقی کو بھی یاد نہیں رکھتے اور کسی وقت شامتِ اعمال کی وجہ سے کوئی مصیبت آجائے تو آس توڑ بیٹھتے ہیں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہی نعمتِ کبریٰ اور نعمتِ عُظمٰی ہیں اور آپ ہی نعمت اللہ اور رحمت اللہ ہیں۔ ارشادِ ربّانی ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پارہ ۱۷، سورہ الانبیاء، آیت ۱۰۸)

یونہی ارشادِ ربّانی ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا

(پارہ ۱۳، سورہ ابراہیم، آیت ۲۸)

کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ ربّ العزّت کی نعمت کو تبدیل کر ڈالا۔

یعنی اللہ کی نعمت کی قدر کرنے کی بجائے ناشُکری کی۔ امام بُخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکُورہ بالا آیۃ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں (مُحَمَّدٌ نِعْمَتُ اللّٰه)

www.waseemziyai.com

یعنی ''مُحَمَّدًا''، مشرکینِ مکہ، یہود ونصاریٰ اور باقی جن لوگوں نے نعمت اللہ کی ناشکری کی، ان کو چاہیئے تھا کہ وہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی قدر کرتے آپ کی تشریف آوری پر مسرّت اور خُوشی کا اظہار کرتے۔

ارشادِ ربّانی ہے:

هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (پارہ ۱۱، سورہ یونس، آیت ۵۸)

اللہ کی رحمت اور فضل مِلنے پر خُوشی کرنا، یہ دین ودُنیا کی تمام نعمتوں کو جمع کرنے سے بہتر ہے۔ عُمُومی خُوشی تو ہر وقت مناؤ خُصُوصی خُوشی اُن تاریخوں میں مناؤ جن میں یہ نعمت آئی۔ قرآنِ پاک ہر حال میں پڑھا جائے لیکن شبِ قدر اور لیلۃُ القدر میں خصُوصاً اس کا ذکر کیا جائے اور اس کی زیادہ تلاوت کی جائے۔ یونہی محافلِ میلاد کا ہمیشہ اہتمام کیا جائے لیکن ربیع الاوّل خصُوصاً بارہ ربیع الاوّل کو زیادہ اِہتمام کیا جائے۔ باالفاظِ دیگر پاکستان سے محبّت تسلسل کے ساتھ کی جائے خصُوصاً چودہ اگست کو اہتمام کے ساتھ جشن منایا جائے۔ ماہ ربیع الاوّل حضُور کی خلقت کا مہینہ نہیں بلکہ وَلادت کا مہینہ ہے۔

وجُودِ نبوی:

جس نعمت کبریٰ اور نعمتِ عُظمیٰ کا ہم ذکر کر رہے ہیں، اُس نعمت کا وجُود مُبارک اپنے ظہور کے اعتبار سے تین مختلف مراحل سے گُزرا ہے۔

پہلا مرحلہ:

حضُور کی خلقت کا ہے۔ اور خلقتِ مُحمّدی علیٰ صاحبھا الصّلوٰۃ والسّلام سے مُراد وجُودِ مُصطفوی کے اس ظہورِ اوّل کا مرحلہ ہے جب وجُودِ نبوی کو اللہ تعالیٰ نے عالمِ عدم سے عالمِ وجُود میں مُنتقل فرمایا اور اس وجودِ نبوی سے پوری کائنات کو وجُود عطا فرمایا۔

www.waseemziyai.com

ارشادِ خداوندی ہے:

قُلْ اِنَّ صَلٰوتِی وَ نُسُکِی وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِی لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِینَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذَالِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ

(پارہ۸، سورہ الانعام، آیت ۱۶۳)

آپ فرما دیجئے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا، اس اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ یعنی جو اس کارخانۂ قُدرت کا واحد کارساز اور مربّی ہے اُسی نے مجھے یہ مقام بھی عطا فرمایا ہے کہ اس ساری کائنات میں سب سے پہلے اُس کے حضُور سر جُھکانے والا مَیں ہی ہوں۔ جس وقت میں نے بارگاہِ خُداوندی میں سر جُھکایا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا، اس وقت نہ کائنات تھی اور نہ ہی کوئی اور وجود تھا جو سر جھکاتا، یا اللہ ربُّ العزّت کی ربُوبیت تسلیم کرتا۔ یُونہی ارشادِ نبوی ہے:

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِی وَ مِنْ نُوْرِی خَلَقَ جَمِیْعَ الْکَائِنَاتِ۔

(المیلادالنبوی ۲۲، مُحدِّث ابنِ جوزی۔ صاحبِ رُوح البیان اور روح المعانی پارہ ۸) میں دورانِ تفسیر فرماتے ہیں کہ جب اللہ ربّ العزّت نے اجسام کو پیدا کرنا چاہا تو سب سے پہلے جسمِ آدم علیہ السّلام کو پیدا فرمایا اور جب اللہ ربّ العزّت نے ارواح کو پیدا فرمانا چاہا تو سب سے پہلے رُوحِ مُحمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پیدا فرمایا۔ لہٰذا حضرت آدم علیہ السّلام ابُوالبشر ہیں۔ اور بایں معنیٰ ابُوالبشر ہیں کہ جسمِ انسانی کے وہ اصل ہیں اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بھی ابُوالبشر ہیں اور بایں معنیٰ ابُوالبشر ہیں کہ آپ کی رُوح تمام انسانی ارواح کی اصل ہے۔

www.waseemziyai.com

دُوسرا مرحلہ:

آپ کی ولادتِ باسعادت کا ہے جو آئمہ مُتقدمین ومتاُخرین کی رائے کے مُطابِق بارہ ربیع الاوّل کا دن ہے جب اللہ تعالٰی نے ظہور قُدسی کی برکتوں سے عالمِ اِنسانیت پر اپنی رحمتِ کاملہ کا اظہار فرمایا اور شہر مکّہ کی فضاؤں کو رشکِ جنّتِ فردوس بنادیا۔

(سُبحان اللہ ماشاء اللہ)

عیدِ نبوی کا زمانہ آ گیا
لب پہ خُوشیوں کا ترانہ آ گیا

اِرشادِ خُداوندی ہے:

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْل" (پارہ ۱۱، سورہ یونس ۱۲۸)

البتہ تحقیق آیا تمھارے پاس ایک عظیم الشّان رسُول۔

ارشادِ خُداوندی ہے:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ (پارہ ٦، سورہ المائدہ، آیت ۱۵)

تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ ربّ العزّت کی طرف سے نُور۔

نُور:

اور نُور سے مُراد آپ ہی کی ذاتِ مُبارک ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ (پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱٦۴)

البتہ تحقیق اللہ ربُّ العزّت نے مومنوں پر اِحسان فرمایا۔

نوٹ:

آنا وہ ہی ہے جو پہلے موجُود ہو۔ مذکُورہ بالا آیاتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ خلقت

www.waseemziyai.com

پہلے ہو چکی تھی اب وِلادت کا ذِکر ہو رہا ہے۔

الانتباہ:

جدید تحقیق اور مؤرخین اور مُحدِّثین کی روایات کے مُطابق وہ گھڑیاں جب آفتاب نُبوّت حضرت سیّدہ آمنہ کی گود میں جلوہ فِگن ہوا' اور حضرت عبداللہ کے گھر کو رونق بخشی' ہمارے پاکستانی نظام الاوقات کے مطابق چار بج کر بیس منٹ کا وقت تھا۔ انگریزی مہینہ اپریل کی ۲۱ تاریخ تھی اور ۵۷۱ء عیسوی تھی۔ دیسی حساب سے یکم جیٹھ بہار کی سہانی صُبح صادق تھی۔

جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دِل اَفروز ساعت پہ لاکھوں سلام

تیسرا مرحلہ:

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بِعثت مُبارکہ کا مرحلہ ہے۔ وجُودِ نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے کمالات کا یہ مرحلہ حضُور کی حیات مُقدسہ کے چالیسویں سال ظہور پذیر ہوا۔ اس طرح ان تین مراحل اور اوقات میں اللہ تعالیٰ نے حضُور کو ظہورِ کامِل کے درجے پر فائز فرمایا۔ حضُور کی خِلقت کا مرحلہ ظہورِ اوّل ہے۔ وَلادت کا مرحلہ ظہورِ ثانی ہے اور بعِثت کا مرحلہ ظہورِ ثالث ہے۔ ماہِ ربیع الاوّل کا تعلّق نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ظہورِ ثانی کے ساتھ ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (پارہ ۳۰، سورہ الاخلاص، آیت ۱)

اے محبوب فرمادیجئے اللہ ایک ہے۔

ارشادِ نبوی ہے:

قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

اے لوگو کہہ دو اللہ ربُّ العزّت کے بغیر کوئی معبود نہیں ۔ مذکُورہ بالا آیہ کریمہ اور مذکُورہ بالا حدیثِ نبوی کا تعلّق اسی تیسرے مرحلہ کے ساتھ ہے۔

مصروفیت:

پانچ فروری ۲۰۰۶ء یونہی ۱۴ فروری ۲۰۰۶ء اور اسی طرح فروری کے باقی جُمعۃُ المُبارک کے ایّام میں توہین آمیز خاکوں کے خلاف احتجاج ہوتے رہے ۔ جو راقم الحُروف کی سرپرستی میں ہوتے رہے۔حتّٰی کہ تین مارچ ۲۰۰۶ء کو ہونے والی ہڑتال بھی راقم کی سرپرستی میں ہوئی۔وقت کم تھا' کام زیادہ' چند الفاظ اور کلمات سپُردِ قلم کردیئے تا کہ غیر حاضری متصوّر نہ ہو۔

====================

www.waseemziyai.com

••••••••••••••••••••••••••••••••••••

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ حجۃ الوداع

www.waseemziyai.com

خُطبہ حَجّۃُ الوداع

عن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وآلہ وَسلَّم مَکَثَ بِالْمَدِیْنَۃِ تِسْعَ سِنِیْنَ لَمْ یَحُجَّ ثُمَّ اَذَّنَ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ فِی الْعَاشِرَۃِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَاجٌّ" فَقَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ بَشَرٌ کَثِیْرٌ "فَخَرَجْنَا مَعَہٗ'

(الحدیث مشکوٰۃ حجۃ الوداع ص ۲۲۴، مُسلم کتابُ الحج، باب حجۃ النبی ص ۳۹۴)

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نو برس مدینہ مُنوّرہ میں رہے اور حج نہ فرمایا پھر دسویں سال لوگوں میں حج کا اعلان کروایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کو تشریف لے جانے والے ہیں۔ چنانچہ بہت ہی لوگ مدینہ مُنوّرہ میں آ گئے ہم بھی آپ کے ہمراہ نِکلے۔

مُعتمرین احباب اور حاجی صاحبان قُربانی سے فراغت پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام کی محنت اور کاوش کو مقبول اور منظور فرمائے کیونکہ حج وہی ہے جو مبرور ہو۔ یُونہی عُمرہ وہی ہے جو مقبول ہو۔ اسی طرح قُربانی وہی ہے جو منظور ہو۔

خُطبہ:

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک جامع مانع خُطبہ اِرشاد فرمایا جو اسلامک ورلڈ آرڈر کی حیثیت رکھتا ہے اور وہی تا قیامت آنے والی مُشکلات اور تکالیف کا حل ہے۔

۱۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ"۔

اے لوگو! تم تمام کا ایک ہی رب ہے۔ مذہبِ مُہذّب اہلسنّت و جماعت یہ ہے کہ

www.waseemziyai.com

رب ایک ہے اور رب اپنی ذات اور صفات میں وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ ہے اور وہی رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ہے۔

۲۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِد"

اے لوگو! تم تمام کا باپ ایک ہے۔ اِرشادِ ربّانی ہے کہ

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ (پارہ۴،سورہ النساء آیت ۱)

تمہیں اللہ ربّ العزّت نے ایک ذات سے پیدا فرمایا۔ جب تمام کا باپ ایک ہے تو پھر نسل، زُبان، جغرافیہ اور بعض عارضی وجُوہات کی بِناء پر تکبّر اور فخر نہ کرنا۔

شیخ سعدیؒ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

تکبّر عزازیل راخوار کرد بزندانِ لعنت گرفتار کرد

تکبّر نے شیطان کو ذلیل کیا' لعنت کے قید خانہ میں گرفتار کیا

۳۔ آپ نے اِرشاد فرمایا اَلنَّاسُ مِنْ اٰدَمَ وَمِنْ آدَمُ تُرَابٍ۔ تمام بنی نوع انسان آدم علیہ السّلام کی اولاد ہیں اور آدم مٹّی سے تخلیق کیئے گئے۔ جب تم تمام حضرت آدم کی اولاد ہو اور حضرت آدم مٹی سے پیدا کیئے گئے تو تم فخر کس بات پر کرتے ہو؟ اور تکبر کیوں کرتے ہو؟

۴۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

فَلَيْسَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ فَضْل" وَ لَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ۔

معنوی فضیلت، مصنوعی برتری اور جُھوٹے دعوے، فانی جہان اور ختم ہو جانے والے مال کی بُنیاد پر کسی عربی کو کسی عجمی پر اور نہ ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر فضیلت حاصل ہے۔ بلکہ یُوں بھی فرمایا۔ کسی کالے کو کسی گورے پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، نسلِ انسانی کے باعث تم سب برابر ہو۔

اِلَّا بِالتَّقْوٰی۔ ساری برتریاں اور تمام فضیلتیں عمل پر مبنی ہیں۔

www.waseemziyai.com

۵۔ اور آپ نے دَورانِ خُطبہ یُوں بھی اِرشاد فرمایا۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔ (پارہ ۲۶، سورہ الحجرات، آیت ۱۳)

تم میں سے وہی آدمی زیادہ مُعزّز ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

۶۔ بعض بَدذَوق اور بَدعقیدہ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ کبھی کبھار اُمّتی عمل کے میدان میں نبی سے آگے بھی بڑھ جاتا ہے۔ حالانکہ یہ عقیدہ بِالکُل غَلَط اور حدیثِ نَبَوِی کے خلاف ہے۔

ارشادِ نبوی ہے:

اِنِّیْ لَاَتْقَاکُمْ وَاَخْشَاکُمْ (مشکوٰۃ باب الاعتصام ص ۲۷)

اے لوگو! میں تم سے زیادہ ڈرنے والا اور تم سے زیادہ مُتقی ہوں۔ لہٰذا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ ربُّ العزّت کے ہاں زیادہ مکرّم اور زیادہ مُعزّز ہیں۔

۷۔ آپ نے دورانِ خُطبہ یہ بھی ارشاد فرمایا۔

اِنَّ کُلَّ رِبًا مَوْضُوْع"

بے شک آج سے ہر قسم کا سُود اور سارا سُودی نظام منسوخ کیا جاتا ہے۔

وَلَکُمْ رُؤُسُ اَمْوَالِکُمْ (پارہ ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۷۹)

تم اصل مال کے سِوا نہ کچُھ لے سکتے ہو اور نہ کچُھ دے سکتے ہو۔ یونہی اِرشادِ خُداوندی بھی ہے۔

وَلَہٗ مَا قَدْ سَلَفَ وَاَمْرُہٗ اِلَی اللّٰہ (پارہ ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۷۵)

جو گُزر گیا سو گزر گیا باقی مُعاملہ اللہ ربّ العزّت کے سِپُرد

اَلاِنتباہ:

لوگ سمجھتے ہیں کہ غریبوں کیلئے اور قانون ہے اور امیروں کیلئے اور قانون، تعلیم یافتہ

www.waseemziyai.com

لوگوں کیلئے اور قانون ہے اور جاہل لوگوں کیلئے اور قانون' یونہی اپنوں کیلئے اور قانون ہے اور بیگانوں کیلئے اور قانون۔ میرے اور آپ کے آقا علیہ السّلام نے اَقْرِبَا پروری کی جڑ کاٹتے ہوئے فرمایا۔ اَوَّلُ رِبًا اَضَعُ مِنْ رِبَا عَبَّاسٍ۔ میں سب سے پہلے اپنے چچا عبّاس بن عبدالمطلب کے سُود کو ختم کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔

حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سینکڑوں لوگوں سے سُود لینا تھا اور آپ نے اپنے گھر سے سُود کے خاتمہ کا اعلان فرمایا۔

نوٹ:۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مالِک ومُختار ہیں۔ احکامِ شرعیہ کے مالِک ہیں اپنے اُمتیوں کے مالوں کے مالِک ہیں۔ یہی وجہ ہے آپ نے اپنے چچا حضرت عبّاس سے بِن پُوچھے آپ کا سارا سُود مُعاف فرمادیا۔ اور آپ کیوں نہ اپنے گھر سے صفائی شروع فرماتے؟ ارشادِ ربّانی ہے۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔ (پارہ۱۹، سورہ الشعراء، آیت۲۱۴)

اے میرے حبیب! آپ سب سے پہلے اپنے گھر والوں سے مُطالبہ فرمائیں کہ وہ ایمان لائیں' اور سب سے پہلے اپنے قریبیوں کو اللہ ربّ العزّت کے عذاب سے ڈرائیں۔

۸۔ آپ نے یُوں بھی ارشاد فرمایا وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ"۔ زمانہ جہالت کے خُون ختم کرنے کا اعلان کرتا ہوں' اور سب سے پہلے ایاس بن ربیعہ بن حارث کے خون کا قصاص معاف کرتا ہوں۔ اب نیا راج' نیا راجہ' نیا دَور' یہ بھی یاد رکھنا ہوگا کہ حارث نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے چچا ہیں۔ آپ نے سب سے پہلے زمانہ جہالت میں قتل ہونے والے چچا کے بیٹے کا خُون معاف کردیا۔ اور یہ دُوسری مِثال ہے کہ آپ نے "اسلامک ورلڈ آرڈر" کا اپنے گھر سے افتتاح فرمایا۔

۹۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اِرشاد فرمایا۔ اے لوگو! یہ کون سا دِن ہے؟ تو صحابہ نے عرض کی: آج کا دِن حُرمت والا دن ہے یعنی دس ذوالحج ہے۔ پھر آپ نے

www.waseemziyai.com

ارشاد فرمایا: یہ کون سا مہینہ ہے؟ صحابہ نے عرض کی یہ ذوالحج کا مہینہ ہے۔ کونسا شہر ہے؟ تو صحابہ نے عرض کی یہ البلد الحرام ہے یعنی مکّۃ المکرمہ۔ پھر آپ نے اِرشاد فرمایا کہ جس طرح آج کا دن' آج کے مہینہ میں اور اس شہر میں مُحتَرَم ہے اسی طرح آپ کے خُون آپ کے مال اور آپ کی عزّتیں مُحترم ہیں۔

شارحینِ حدیث فرماتے ہیں: مومن کے خُون، مومن کے مال' مومن کی عزّت کو حرم شریف کی حُرمت سے تشبیہ دی گئی ہے جو دائی اور باقی ہے۔ یعنی آج بھی مومن کا مال، مومن کی جان، اور مومن کی عزّت حرم شریف کی عزّت کیطرح ہے اور یہ ارشادِ نبوی انتہائی فصیح و بلیغ ہے اور وجہ تشبیہ احترام و وقار ہے۔

ارشادِ ربانی ہے: فَجَزَاۤءُهٗ جَهَنَّمُ (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۹۳)

قاتل کی سزا جہنم ہے۔ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

ارشاد نبوی ہے:

اِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَ اَمْوَالَکُمْ حَرَام" عَلَیْکُمْ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِی شَهْرِ کُمْ هٰذا فِی بَلَدِ کُمْ هٰذَا۔

تمہارے خون' تمہارے آپس کے مال تم پر یُونہی حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی' اس مہینہ اور اس شہر میں عزت ہے۔

ارشادِ نبوی ہے:

کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَام" دَمُهٗ و مَالُهٗ وعِرْ ضُهٗ

ہر مسلمان پر دُوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزّت حرام ہے۔ قاتل' کرائے کے قاتل اور باقی ظالموں کو اس بات پر دھیان دینا چاہیئے۔ شیخ ابنِ عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اِرشاد فرماتے ہیں: ہر عمل کی تصویر بدل کر انسان کے سامنے پیش کی جائے گی۔ مثلاً نماز ایک عمل ہے اور اُسے انگور کی شکل میں مومن کو پیش کیا جائے گا۔ یُونہی روزہ ایک عمل ہے

www.waseemziyai.com

اور اس عمل کو کھجور کی شکل میں مومن کو پیش کیا جائے گا' اور اسی طرح زکوٰۃ ادا نہ کرنا یہ بھی عمل ہے بے زکوٰۃ مال کو سانپ کی صُورت میں یا پھر سونے اور چاندی کی پگھلی ہوئی صورت میں انسان کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

شیخ ابن عربی فرماتے ہیں: یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو یتیم کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بھڑکتی ہوئی آگ رکھتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

هٰذا مَا كَنَزْتُمْ (پارہ ۱۰، سورہ التوبہ، آیت ۳۵)

اے زکوٰۃ نہ ادا کرنے والو! یہ سونا اور چاندی کی پگھلی ہوئی مُہریں' تمہارا وہی خزانہ ہے جو تم نے اپنی ذات کیلئے جمع کیا۔ جن کے ساتھ تمہاری پیشانیوں، تمہاری پسلیوں اور تمہاری پشتوں پر مُہریں لگائی جارہی ہیں۔

۱۰۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَآءِ ۔عورتوں کے مُعاملہ میں اللہ ربّ العزّت سے ڈرو۔ زمانہ جہالت کے لوگوں کیطرح عورت پر ظُلم وتشدّد نہ کرو۔ وہ عورتیں تمہاری ہی مائیں، بہنیں، بیٹیاں اور بیویاں ہیں۔ لِہٰذا ان سے اچھا اور بہتر سلوک کرو ارشادِ ربانی ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (پارہ ۲، سورہ البقرہ، آیت ۲۲۸)

عورتوں کے مردوں پر اسی طرح حُقُوق ہیں جس طرح مردوں کے عورتوں پر حُقُوق ہیں

۱۱۔ دورانِ حجۃ الوداع آپ نے یہ بھی اِرشاد فرمایا:

اَرِقَّائُكُمْ اَرِقَّائُكُمْ اَطْعِمُوْهَا وَاكْسُوْهُمْ۔

تمہارے زیردست یقیناً تمھارے زیردست ہی ہیں' اُن کا بھی خیال رکھنا۔ جو تم کھاؤ وہی اُنہیں کھلاؤ اور جو تم پیو وہی اُنہیں پلاؤ اور جو تم پہنو وہی اُنہیں پہناؤ۔ آخر وہ بھی تمھاری طرح اِنسان ہیں

۱۲۔ آپ نے فرمایا: اَلَا لَاتَرْجِعُوْا بَعْدِىْ ضَلَالاً

www.waseemziyai.com

خبردار! میرے بعد پھر گمراہ نہ ہو جانا۔

کیونکہ میں کتابِ ہدایت کِتَابُ اللّٰہ چھوڑ کر جا رہا ہوں اور اس پر عمل پیرا رہنا۔

۱۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَاَنْتُمْ تُسْأَلُوْنَ عَنِّیْ۔

اے صحابہ! کل قیامت کے دن تم سے میرے بارے میں سُوال کیا جائے گا تو بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟ صحابہ نے عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نَشْھَدُ

ہم گواہی دیں گے۔ اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ۔ یقیناً آپ نے تبلیغ کا حق ادا کیا۔ وَاَدَّیْتَ اور آپ کے امانت جو سپرد کی گئی آپ نے وہ امانت ادا کردی۔ وَنَصَحْتَ اور آپ نے خیر خواہی فرمائی۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُبلّغ، مُعلّم، امین، صادِق اور ناصح تھے اور ہیں۔ کیا عجیب منظر ہوگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل قیامت کے دن ہمارے اِیمان کی گواہی دیں گے اور ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ کی گواہی دیں گے۔

۱۴۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور عرض کی۔ اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ۔ اے اللہ تو بھی میرے اس عمل پر گواہ ہو جا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلمات تین بار دُہرائے۔ شارحینِ حدیث فرماتے ہیں کہ فرائض اعلانیہ ادا کرنے چاہئیں اور عملاً لوگوں کو اس پر گواہ بنانا چاہیئے جبکہ نوافل خفیہ ادا کرنے چاہئیں تا کہ رِیاء کا شُبہ پیدا نہ ہو۔

نوٹ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ کو قاضی بنا کر بھیجا اور ساتھ ہی فرمایا: اے معاذ ہو سکتا ہے آئندہ سال اس مسجد اور اس مقام پر تو میری مُلاقات نہ کر سکے۔ یونہی آپ نے حجۃ الوداع کے خُطبہ کے موقع پر اِرشاد فرمایا۔

www.waseemziyai.com

اے صحابہ! میرے انتقال کے بعد ثابت قدمی اور ہمت سے کام لینا۔

لَا یَضْرِبُ بَعْدُ کُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

ایسے نہ ہو کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو اور صاف ارشاد فرمایا کہ ہوسکتا ہے آئندہ میری اور آپ کی ملاقات نہ ہوسکے۔ کیا حال ہوگا اُن لوگوں کا جن کا عقیدہ ہی یہ ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔

ازالہ وہم:

بعض قرآن وسُنّت سے ناواقف اور دُور رہنے والوں کا یہ خیال ہے کہ معمولی سی تکلیف یا ہلکے پھلکے سفر کی بنا پر دو نمازوں کا ایک وقت میں جمع کرنا جائز اور دُرُست ہے اور یہ سراسر غلط اور جہالت پر مبنی ہے اور قرآن پاک کی صراحت کے خلاف ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا

(پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۱۰۳)

ہر نماز اپنے اپنے وقت میں فرض ہے اور اُس کو اسی کے وقت میں ادا کرنا فرض اور ضروری ہے۔ جمع صلاتین دو نمازوں کو جمع کرنے کی دو صُورتیں ہیں۔

ا۔ جمع حقیقی۔ ۲۔ جمع صوری

جمع حقیقی:

جمع حقیقی یہ ہے کہ دو نمازوں کو حقیقتاً ایک وقت میں پڑھ لیا جائے اور یہ ممنوع اور ناجائز ہے۔ مذکورہ بالا آیہ کریمہ کی اور مختلف احادیث مُبارکہ کی خلاف ورزی ہے۔

جمع صوری:

جمع صوری یہ ہے کہ دو نمازیں اپنے اپنے الگ الگ اوقات میں پڑھی جائیں اور

www.waseemziyai.com

صورتاً وہ جمع ہو جائیں۔ مثلاً ظہر کی نماز آخری وقت میں اور عصر کی نماز اِبتدائی وقت میں پڑھ لی جائیں اور یہ جمع، جمع صوری کہلاتی ہے کہ صورتاً دو نمازیں جمع ہو گئی ہیں۔ لیکن ہر نماز حقیقتاً اپنے وقت میں ادا ہوئی ہے اور یہ جائز اور دُرُست ہے۔

سُوال:

بعض احباب کا یہ کہنا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ظُہر اور عصر کو ایک وقت میں، یُونہی مغرب اور عشاء کو ایک وقت میں پڑھایا۔

الجواب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کی مُناسبت کی بِنا پر دو دو نمازوں کو جمع فرمایا، نہ کہ سفر کی بِنا پر اور نہ ہی کسی عارضی مُشکل کی بِنا پر ورنہ اہلِ مکّہ اپنی اپنی نماز اپنے وقت میں ادا کرتے کیونکہ وہ مسافر نہ تھے۔

نوٹ:۔ شیخ مُحقّق شیخ عبدالحق مُحدِّث دہلوی اِرشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم احکامِ شرعیہ کے مالِک و مُختار ہیں۔ چند ایک مِثالیں مُلاحَظہ ہوں۔

۱۔ سلام کی ابتداء کرنا سُنّت ہے جبکہ سلام کا جواب دینا فرض ہے۔ ارشادِ نبوی ہے۔ ثواب اس شخص کو زیادہ ہوگا جس نے سُنّت پر عمل کیا اور سلام میں اِبتداء کی، حالانکہ جواب دینے والا فرض پر عمل کر رہا ہے۔

۲۔ قرآن پاک پڑھنا سنت ہے جبکہ قرآن پاک سننا واجب اور فرض ہے۔ ارشادِ نبوی ہے کہ قاری کو سامع سے زیادہ ثواب ہوگا۔ حالانکہ قاری سُنّت پر عمل کر رہا ہے جبکہ سامع واجب پر عمل کر رہا ہے۔

۳۔ نماز فرض ہے اور نماز کی فرضیت قرآنِ پاک، حدیثِ پاک اور اجماعِ اُمّت سے ثابت ہے، جبکہ دُعا نفل اور مُستحَب ہے یا پھر زیادہ سے زیادہ سُنّت ہے۔ نبی کریم صلی

www.waseemziyai.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر اور عصر کو ظہر کے ابتدائی وقت میں پڑھایا جبکہ مغرب اور عشاء کو عشاء کے آخری وقت میں پڑھایا اور ارشاد فرمایا باقی لمحات اور ساعات کو دعاؤں کی صُورت میں گُزارو۔اور آپ نے فرمایا ان لمحات میں گریہ زاری' دُعا ہی تمہارے لیے باعثِ خیر اور باعثِ برکت ہے۔دُعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حرمین شریفین کی حاضِری کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

=========

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المکتوب الشریف

www.waseemziyai.com

المکتوب الشریف

ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ بَعَثَ بِهٖ مَعَ دِحْيَةَ الْكَلْبِیْ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ بُصْرٰى اِلٰى هِرَقْلَ فَقَرَأَهٗ فَاِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ" عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْيَرِيْسِيِّيْنَ وَيَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔

(الحدیث) بخاری شریف، کتاب الوحی، حدیث ۶، ص ۵)

پھر اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط مُبارک کو منگوایا' جو آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے حضرت دِحیہ کلبی کے ذریعے گورنر بصریٰ کے پاس بھیجا تھا' اور گورنر بصریٰ نے ہرقل تک پہنچایا تھا۔ اُسے پڑھا تو اُس میں تھا۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ"

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان' نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

(یہ خط) محمد کی طرف سے ہے جو اللہ کا بندہ اور اُس کا رسُول ہے' رُوم کے شہنشاہ ہرقل کے لیے ہے۔

سلام ہو اُس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اَمّا بَعْدُ! میں تمہیں اِسلام کی دعوت دیتا ہوں' اسلام قبول کرلو تو سلامت رہو گے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دُوگنا اَجر عطا فرمائے گا اور اگر پُشت پھیرو گے تو (تمہارا اور) عوام کا گناہ تم پر ہوگا۔ اے اہلِ کتاب! ایک نُقطہ کی

طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے مابین مُشترک ہے کہ نہ عبادت کریں ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں' (اے میرے حبیب) اگر وہ اس سے بھی روگردانی کریں تو اُن سے کہہ دو' گواہ رہنا ہم تو یقیناً اللہ ربُّ العزّت کی بارگاہ میں جُھکنے والے ہیں۔

خطُوط:

چھ (۶) ہجری میں صُلح حدیبیہ کے بعد واپسی کے وقت تاجدارِ کونین' سیّد الکونین والثقلین' عرب وعجم کے بے تاج بادشاہ' محبوبِ خُدا' اشرف الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مُختلف سلاطین' کئی شہنشاہوں اور بادشاہوں کو خطوط لکھنے کا ارادہ اور قصد فرمایا اور ان خطوط کے ذریعے دعوتِ اسلام اور تبلیغی ذمّہ داری کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا اِہتمام فرمایا۔

مُہر:

چند ایک تجربہ کار، جہاندیدہ صحابہ کرام نے عرض کی کہ یَارَسُولَ اللہ (صلّی اللہ علیک وسلّم) سلاطینِ عجم مُہر کے بغیر کسی خط اور تحریر کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ پھر آپ نے مُہر بنوانے کا حُکم اِرشاد فرمایا' جس میں تین (۳) کلمات تھے۔

۱۔ محمد ۲۔ رسُول ۳۔ اللہ

اکثر مُحدِّثین کی یہ رائے ہے کہ مُہر کی تین (۳) سطُور تھیں۔ نیچے والی سطر میں "محمد" درمیان والی سطر میں "رسول" اور اُوپر والی سطر میں اسمِ جلالت "اللہ" ہوتا اور وہ یُوں ہوتی

اللہ
رسول
محمد

قاصد:

ان دنوں یہ رواج تھا کہ کسی جسیم، حسین، خُوبصورت، خُوبرو، اچھے خدوخال والے

www.waseemziyai.com

اور ٹھیک ٹھاک قد و قامت والے شخص کو بطورِ قاصد سلاطین ایک دُوسرے کی طرف بھیجتے' اسی بِنا پر پیغمبرِ انقلاب اور عرب وعجم کے شہنشاہ علیہ السلام نے پیغام رسانی کے لیے سیّدنا حضرت دحیہ کلبی کو منتخب فرمایا جو کہ انتہائی خُوبصورت اور حسین وجمیل تھے اور جناب جبریلِ امین اکثر اُنہیں کی شکل وصُورت میں بارگاہِ نُبوّت میں حاضِری دیا کرتے تھے۔

مُحدّثین فرماتے ہیں کہ جب حضرت دحیہ کلبی اپنے آقا کا خط بیت المقدس کے قریب مقامِ بصریٰ لے کر پہنچے تو وہاں کی عورتیں آپ پر فریفتہ ہو گئیں اور ہر ہر گھر میں آپ ہی کے حُسن وجمال کا تذکرہ ہونے لگا۔

دحیہ:

بکسرۂ دال، بسکون حاء، بفتحۂ یاء

الانتباہ:

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جو یہ خط تحریر کروایا اور ہرقل تک پہنچوایا۔ آپ کے اس خط کی کوئی مِثال اور نظیر نہیں ملتی۔ اندازِ خطاب، جامعیت، انفرادیت ایک ایک جُملہ جوامع الکلم کا حِصّہ اور طریقۂ ارسال' نیز مزید تحریر کے آداب رہتی دُنیا تک لوگ آپ سے سیکھتے رہیں گے۔

ہرقل:

بکسرۂ ھاء، بفتحۂ راء، بسکون قاف

بصریٰ، بصرہ:

بضمۂ باء، بسکون صاد بفتحۂ راء سے مراد وہ ایک گاؤں ہے جو بیت المقدس کے مضافات میں واقع ہے اور اس سے مراد وہ بفتحۂ باء "بصرہ" شہر مراد نہیں جو بغداد شریف کے مضافات میں ہے۔

www.waseemziyai.com

چند ایک خصوصیات

۱۔ خط چاہے کسی شہنشاہ، بادشاہ، وزیر اعظم اور صدر کے نام ہی کیوں نہ ہو لیکن اس کے پرسنل سیکرٹری اور مُعتمَد کے ذریعہ اُس تک پہنچایا جاتا ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ خط بصریٰ کے گورنر حارث بن ابی شمر الغسانی کی وساطت سے ھرقل تک پہنچایا۔ اور حضرت دحیہ سے فرمایا کہ تم یہ خط بصریٰ کے گورنر تک پہنچا آؤ اور اُسے کہنا کہ وہ ھرقل تک پہنچائے۔ آج بھی اگر کوئی خط قواعد وضوابط کے مُطابق اور دفتری طریقہ کار کے موافِق افسرانِ بالا تک پہنچایا جائے تو افسران خُوش ہوتے ہیں اور اُن کے اندر ایک احساس بیدار ہوتا ہے کہ خط لکھنے والا ضرور کوئی عقلمند ہے اور نشیب وفراز سے باخبر ہے۔

عظیم:

آپ علیہ السّلام نے بصریٰ کے گورنر حارث بن ابی شمر الغسانی کو عظیم بصریٰ کے ساتھ یاد فرمایا حالانکہ وہ مذھباً عیسائی تھا اور علاوہ ازیں! سربراہِ مملکت ھرقل خُود بھی عیسائی تھا اِس طرح سبق اِرشاد فرمایا اور اپنوں بیگانوں کو خبردار فرمایا کہ آپ اگر کسی سے ہمکلامی کے خواہاں ہیں یا آپ کسی تک بطورِ تحریر پیغام ارسال کریں تو اس طرح آغاز کریں کہ اجنبی بھی اپنائیت محسوس کرے۔

۲۔ آپ علیہ السّلام نے اپنا نامہ مُبارکہ کا آغاز "تسمیہ" سے فرمایا اور سب سے پہلے یہ کلمات تحریر فرمائے۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ"

تسمیہ پڑھتے اور دیکھتے ہی ھرقل اور اس کے ساتھیوں کی آنکھیں کُھل گئیں، ہاتھوں سے طوطے اُڑ گئے، پاؤں تلے زمین نکل گئی اور ہکے بکے ہو کر رہ گئے کہ مکّۃ المکرمہ کی پاک سرزمین سے اللہ ربُّ العزّت کا نام لے کر ہمیں کس نے خط لکھا ہے؟ وہاں تو بسم

www.waseemziyai.com

اللّات اور بسم العُزّیٰ کی باتیں اور تذکار ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے پاک و مُنزّہ اور بابرکت نام سے برکت حاصل کرنے کے لیے آپ علیہ السّلام نے اپنے نامۂ مبارک کی ابتداء میں ''بسم اللہ'' ہی تحریر فرمائی۔

تسمیہ و بسم اللہ:

مُحدِّثین کرام نے تسمیہ اور بسم اللہ میں بھی فرق کیا اور فرماتے ہیں جس طرح "حَوْقَلَ" سے مراد "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم" ہے۔ اسی طرح تسمیہ سے مراد "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" ہے اور ''بسم اللہ'' سے مراد اسم جلالت لفظ ''اللہ'' سے شروع کرنا ہے چاہے کسی بھی طریقہ سے ابتداء کریں۔ ماشاء اللہ کہہ لیں یا اللہ اکبر کہہ لیں وغیرہ وغیرہ سیّدنا حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے بھی جب بلقیس کو خط لکھا تو تسمیہ سے ہی شروع فرمایا۔

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

(الآیہ) پ ۱۹، النمل، آیت ۳۰

۳۔ اللہ ربُّ العزّت کے نام نامی اسمِ گرامی کے بعد آپ نے جو کلمات تحریر فرمائے وہ یہ تھے۔ "مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" سب سے پہلے اپنا تعارُف کرایا۔

اوّلاً! تا کہ یہ شُبہ دُور کیا جائے کہ اس مکتوب کا کاتب (لکھنے والا) اور مُرسل (بھیجنے والا) کون ہے؟ آج بھی سرکاری دفاتر میں جو خطُوط وغیرہ لکھے جاتے ہیں ان میں مُرسل اور کاتب کا نام پہلے ہوتا ہے۔

ثانیاً! اس دَور میں خطوط کا رواج ہی یہ تھا کہ خطوط کا ارسال کُنندہ پہلے ہلکا پُھلکا اپنا تعارُف کرواتا۔

ثالثاً! اگرچہ آپ کسی مدرسہ، جامعہ، دارالعُلوم، دانش کدہ، درسگاہ، تربیت گاہ، سکول، کالج

www.waseemziyai.com

اور یونیورسٹی میں تشریف نہ لے گئے لیکن! دُنیا جہان کے رسم ورواج اور عُلوم وفنُون سے آپ باخبر تھے۔

بخاری شریف اور ترمذی شریف پر نظر رکھنے والے لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ جب آپ شہری مُعاملات پر گفتگو فرماتے تو شہری لوگ دیکھتے ہی رہ جاتے اور جب آپ دیہاتی رسُومات پر گفتگو فرماتے تو دیہاتیوں کے مُنہ کُھلے کے کُھلے رہ جاتے۔

تیرے آگے ہیں سب دبے لچے
فُصحاءِ عرب کے بڑے بڑے

یُونہی قومی اور بین الاقوامی لوگوں سے جب آپ گُفت وشنید فرماتے تو قومی اور بین الاقوامی نشیب وفراز سامنے رکھتے ہوئے اس طرح گفتگو فرماتے کہ لوگ دنگ رہ جاتے اور انگشت بِدَنداں۔

عبدالله ورسوله:

اپنے نام نامی اِسم گرامی کے ذِکر کے بعد اپنی دو (۲) صفات کا بھی ذکر فرمایا۔ ان میں سے پہلی صفت اپنی عبدیت ظاہر فرمائی۔

اوّلاً! عیسائیت کے عقیدۂ تثلیث کا اِبطال فرمایا۔ یہی احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ہے۔

ثانیاً! عیسائیت کو انتہائی حَسین پیرائے میں جو مقصود تھا وہ سمجھا بھی دیا حالانکہ خط کی ابھی باقاعدہ اِبتدا نہیں ہوئی اور یہی براعت استہلال ہے کہ خُطبہ میں ہی مُخاطب کو واضح اشارہ کردیا جائے کہ مضمون اس طرح کا ہوگا۔

ثالثاً! یہ بھی عیسائیت پر واضح کردیا کہ میں امام الانبیاء ہوں، سیّد المرسلین ہوں، محبوبِ خُدا ہوں، خاتم النبیین ہوں۔ بایں ہمہ! نہ اللہ ہوں، نہ اللہ کا بیٹا ہوں، نہ اللہ کا جُزو ہوں، نہ اللہ ربّ العزّت کی سلطنت میں برابر کا شریک ہوں۔

www.waseemziyai.com

بلکہ! اس کا ایک "عبد" ہوں اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں اللہ کا عبد ہوں۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ عیسیٰ کلمۃ اللہ، رُوح اللہ، عبد اللہ، اللہ کا جُزو یا اللہ کا حِصّہ یا اللہ کے بیٹے یا اللہ ہوں؟

رابعاً! آپ نے صفت "عبدیت" کو صفت "رِسالت" پر مُقدّم فرما کر عیسائیت کا ردِّ بلیغ فرمایا اور بڑی حکمت اور دانش سے ردّ فرمایا۔

عبدیت ورسالت:

مُحققین فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی صفتِ عبدیت' صفتِ رسالت سے اعلیٰ ہے۔

کیونکہ! "تَوَجُّہ الی اللہ" کا نام صفتِ عبدیت ہے اور "توجُّہ الی الخلق" کا نام صفتِ رسالت ہے۔

۴۔ اِلٰی هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ

آپ علیہ السّلام نے اپنے نامِ نامی اسمِ گرامی اور دو (۲) صفات کے ذِکر کے بعد ھرقل کا ذکر کیا اور "اِلیٰ" کے ساتھ تذکرہ فرمایا تا کہ مَعلُوم ہو جائے کہ مُرسل الیہ اور مکتوب الیہ (جس کی طرف خط لکھا گیا ہے) ھرقل ہے۔ آپ علیہ السّلام نے ھرقل کے تعارُف میں "عظیم الرُّوم" کا جُملہ مُنتخب فرمایا۔

اولاً! مَعلُوم ہوا کہ کافر کی تنقیص جائز اور دُرُست نہیں، خصُوصاً جسے دعوت الی الحق دی جارہی ہو۔

ثانیاً! کافر کی بہت زیادہ تعریف نہیں کرنی چاہیئے جس سے کُفر کی حوصلہ افزائی ہو۔

ثالثاً! کافر کو اُس کے عُہدے اور منصب کے مُطابِق کسی مُناسب لقب سے یاد کیا جائے

www.waseemziyai.com

اور یہی موزوں اور مناسب ہے۔

۵۔ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

سلامتی ہو اُس پر جو ہدایت کی اتباع کرے۔ میرے اور آپ کے آقا علیہ السّلام نے ھرقل کو "سلام علیک یا اَلسَّلَامُ علیکم" کے بجائے "سَلَامٌ" "عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی" فرمایا۔

اولاً! ھرقل چونکہ عیسائی تھا اس لئے اس فرمان، فرمانِ عالیشان میں اُس کی غلطی کی طرف اُس کو مُتَوَجِّہ فرمایا اور اشارہ دیا تم چونکہ غلطی پر ہو عیسیٰ علیہ السلام کو بجائے بندہ ماننے کے خُدا مانتے ہو یا خُدا کا جُزو مانتے ہو لہٰذا تم اس قابل نہیں کہ تمہارے لیے صراحتاً یا اشارۃً سلامتی کی دعا مانگی جائے۔

ثانیاً! آپ نے اُمّتِ مُسلمہ کو تعلیم فرمائی کہ کافر کو اَلسَّلَامُ علیکم نہ کہا جائے۔

ثالثاً! اگر کسی کافر کو مخاطب کرنا ہی ہو یا مجبوراً سلام کا جواب دینا ہی پڑے تو ایسا جُملہ مُنتخب کیا جائے جو ذُو معنیٰ ہو۔ سلامتی اور عافیت کی اُس سے بُو بھی آئے، ملاطفت اور دعوتِ اصلاح کا پہلو بھی ہو اور اجتناب اور پرہیز بھی ہو، کافر کی سلامتی کی دُعا سے۔

۶۔ اَسْلِمْ تَسْلَمْ یہ ایک انتہائی مختصر ترین سا جُملہ ہے جو مفہوم و معنیٰ کے اعتبار سے کامل، اکمل اور مکمّل ہے اور یہی ہے کُوزہ میں دریا بند کرنا۔

بظاہر صرف دو (۲) کلمات ہیں، بباطن کونین کی بھلائیوں کا ذخیرہ ہیں۔ مُحقّقینِ اُمّت نے اُس جُملہ کو "جوامع الکلم" میں شمار کیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ آپ نے فرمایا: دُنیا کی سلامتی اسی میں ہے، اسلام لے آؤ۔ تمہاری سلطنت اسی طرح قائم اور دائم رہے گی جیسی کہ اب ہے اور تمہاری آخرت کی سلامتی بھی اسی میں ہے کہ تم اَبدی عذاب اور نارِ جہنّم سے سلامت رہو گے۔

www.waseemziyai.com

۷۔ آپ علیہ السّلام نے اپنے مکتوب شریف میں دعوت وتبلیغ کے تمام اسالیب اور طریقوں کو بہت ہی حسین اور خوبصورت پیرائے میں جمع کردیا ہےاور وہ طریقے حقیقتاً "خَیْرُ الْکَلَامِ مَاقَلَّ وَ دَلَّ" کا حقیقی مِصداق ہیں۔

پہلا انداز! مُبلّغ کے لیے ضروری ہے کہ وہ دورانِ خطاب امر کا صیغہ استعمال کرے۔ ہاں! وہ صیغہ رُوکھا، سُوکھا، سڑا، جلا نہ ہو اور نہ ہی وہ مُتکلّم کے سڑیل ہونے پر دلالت کررہا ہو۔ بلکہ اس سے محبّت اور اصلاح کی چاشنی بھی واضح، ظاہر اور نُمایاں ہو اور پیار کا عرق بھی ٹپکتا ہو۔ "اَسْلِمْ تَسْلِمْ" میں صیغہ امر بھی ہے، اسلام کی تبلیغ بھی ہے اور "تَسْلِمْ" میں ترغیب اور ترہیب بھی ہے۔

دُوسرا انداز! زَجر وتوبیخ، بشیر ونذیر کا انداز بھی مبلّغ کے کلام میں موجود ہوں۔ آپ علیہ السلام نے ھرقل سے فرمایا۔ "اَسْلِمْ تَسْلِمْ یُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَیْنِ" اے ھرقل! اسلام لانے میں تیرا فائدہ ہے، تو دین وُدنیا میں سلامت رہے گا اور اللہ تعالیٰ تجھے ہر ہر قدم پر دُوہرا، دوگُنا اور ڈبل اَجر وثواب عطا فرمائے گا۔

تیسرا انداز! مُبلّغ کے لیے ضروری ہے کہ وہ مُخاطب کو مُنافع اور خساروں سے بھی مُطّلع اور باخبر کرے۔

"فَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَاِنَّ عَلَیْكَ" اے ھرقل! اگر تُو نے رُوگردانی کی تو رُوگردانی کا عذاب اور تیری وجہ سے اسلام قبول نہ کرنے والوں کا عذاب بھی تیری ہی گردن پر ہوگا۔

الانتباہ:

مُخاطب کو ہمنوا بنانے کے لیے مبلّغ پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ایسے اَقدار اور اوصاف تلاش کرے جو داعی اور مُخاطب میں مُشترک ہوں اور قدرِ اظہار ہمدردی بھی کرے۔ اسی اصُولِ دعوت کے پیشِ نظر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مذکورہ آیہ کریمہ کو اپنے خط کا

www.waseemziyai.com

حصّہ بنایا اور فرمایا: اے اہلِ کتاب! تم اور ہم دعوۂ توحید اور ترکِ شرک میں ایک دُوسرے کے مماثل ہیں اور کم از کم مُسلّمات میں سے ایک مُسلّمہ امر پر تو اِتّفاق کر لیں۔

ذرا توجّہ! اس انداز پر دعوت دینے سے مقصد یہ نہ تھا کہ ہم یکجان ہو جائیں بلکہ مقصد یہ تھا کہ مسئلہ توحید پر اِتّفاق کر لینے کے بعد باقی مسائل پر ان سے گُفتگو کی جائے۔

افسوس! افسوس! صد افسوس! اسلام میں ہر شخص مبلّغ ہے داعی الی الحق ہے۔ یُوں ہی مُقرّر اور خطیب ہے لہٰذا ہر انسان کی ذمّہ داری ہے کہ وہ دُوسروں پر رنگ چڑھائے نہ کہ خُود دُوسروں سے رنگا جائے۔ آج ہم معاشرہ کو بدلنے کے بجائے خُود بدل رہے ہیں' اوروں کو تعلیم دینے کے بجائے اوروں کی تعلیمات سے متأثر ہو رہے ہیں۔ اپنوں سے محبّت کی بجائے نفرت کرتے ہیں اور اغیار سے محبّت کرتے ہیں، غیر مُلکی مصنوعات کا استعمال کرتے ہیں اپنے مُلک کی مصنوعات کو ترک کرتے ہیں۔ صِراطِ مُستقیم کو ترک کرتے ہیں' شیطان کے سجائے ہوئے راستوں پر چلتے ہیں۔ اپنے دوستوں سے دِل لگی کرنا ہمیں تلاوتِ کلام پاک سے زیادہ محبوب ہے۔ آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی تقلید کے بجائے اغیار کی غُلامی کا پٹہ گلے میں ڈالے بڑے فخر سے زندگی کی گاڑی نارِ دوزخ کی طرف دھکیلے چلے جا رہے ہیں، خواہشاتِ نفسانی اس حد تک غالب آ چکی ہیں کہ ہم سچے جھُوٹے، کھوٹے کھرے، گورے کالے، اچھے بُرے اور حق و باطل کی تمیز بھُول گئے ہیں اور حلال و حرام، جائز و ناجائز ہر طُرق سے مال کے حُصُول کے لیے کوشاں ہیں۔ اپنے بچوں کے دلوں میں اِسلامی تعلیمات پر عمل کا جذبہ بیدار کرنے کے بجائے انگریز کی محبّت پیدا کرتے ہیں۔ اُن کے سینوں کو عشقِ مُصطفیٰ سے روشن و مُنوّر کرنے کے بجائے، اپنی اولاد کو محبّتِ رسُول سکھانے کے بجائے، اُن پر محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) رنگ چڑھانے کے بجائے ان کو مغربی تہذیب کا دِلدادہ بناتے ہیں' فیشن پرستی کی طرف مُتوجّہ کرتے ہیں۔

آئیں! سیدھے راستے پر چلنے کا عہد کریں اور خُدائے ذُوالمنن سے گذشتہ کی

www.waseemziyai.com

مُعافی چاہیں ۔مقاماتِ معاصی میں قدموں کے اُٹھانے سے مغفرت چاہیں اور ایسی توفیق چاہیں جو رُشد و ہدایت کی طرف لے جانے والی ہو، ایسا دِل طلب کریں جو حق کے ساتھ چلنے والا ہو، ایسی زُبان طلب کریں جو حق و صداقت سے آراستہ ہو، ایسی دُرستی رائے طلب کریں جو کجروی سے پاک ہو' اور طلب کریں ایسا پُختہ اِرادہ جو خواہشاتِ نفسانی پر غالب ہو' اور ایسی بصیرت طلب کریں جس سے ہم قدروں کی شناخت کا ادراک کر سکیں ۔ اے پاک پروردگار! تو اپنی راہنمائی سے فہم و ادراک سے ہماری مدد فرما۔ ہم بصد عجز و نیاز دُعا کرتے ہیں کہ یا باری تعالیٰ! ہمیں ان شرور سے بچا جو ہم نے اپنے ہاتھوں خُود پر مُسلّط کیے ہیں، ہمیں فہم و بصیرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمارے اندر تقویٰ، اِیمان، محبّتِ رسُول اور دین پر مر مِٹنے والا جذبہ عطا فرما دے۔

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین

============

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ختم نبوت

www.waseemziyai.com

خَتمِ نبوّت

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِیْ وَ مَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنیٰ بَیْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوضِعَ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِیَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوفُوْنَ بِهٖ وَ یَتَعَجَّبُوْنَ وَ یَقُوْلُوْنَ هَلاَّ وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ

(بخاری شریف، جلد اوّل، کتاب المناقِب، باب خاتم النبیین، حدیث ۳۶۷، ص ۵۰۱، مُسلم شریف، جلد ثانی، باب خاتم النبیین، کتاب الفضائل حدیث ۵۸۳۶، ص ۲۴۸۔ مشکوٰۃ شریف، باب فضائل سید المرسلین، الفصل الاوّل، ص ۵۱۱)

سیّدنا حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اِرشاد فرمایا: میری اور سابقہ حضراتِ انبیاء کرام کی مِثال ایسی ہے جیسے کہ ایک آدمی نے محل تیار کروایا' پھر یقیناً اس کو خُوب آراستہ پیراستہ کیا اور اُس کی تزئین اور آرائش کی لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ دیکھتے اور اُس کی خُوبصورتی پر تعجّب کرتے اور کہتے ایسا آراستہ اور خُوبصورت گھر مگر ایک اینٹ کی جگہ اُنہیں کھٹکتی اور بغور جائزہ لیتے کہ اس اینٹ کی جگہ کو کیوں خالی چھوڑا گیا۔

فرمایا سُنو وہ مَیں ہی نُبوّت کے مَحَل کی آخری اینٹ ہوں اور مَیں خاتم النبیین ہوں۔ بالفاظِ دیگر میری ذات سے قصرِ نبوّت مکمّل ہوا۔

خَتمِ نبوّت:

ختم نبوت پر جزم اور یقین' ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ یونہی عقیدہ۔ عقیدۂ ختم نبوت' متعدد آیاتِ کریمہ اور بے شُمار احادیثِ مُبارکہ' نیز اجماعِ اُمّت سے ثابت ہے۔ سلف و خلف' صحابہ کرام' تابعین اور تبع تابعین کے علاوہ پُوری اُمّت اسی پر

www.waseemziyai.com

قائم ہے۔ لہٰذا عقیدہ ختمِ نبوّت کا منکر کافر، مُرتد، دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہے۔ آج جو شخص مرزا پلید کو نبی مانتا ہے، مُجدِّد مانتا ہے یا پھر مصلح تسلیم کرتا ہے، وہ مرزائی ہے، کافر ہے، چاہے اُس کا قادیانی گروپ سے تعلّق ہو یا لاہوری گروپ سے۔ ناپاک مرزا کو قائدِ اہلسنّت، قائدِ ملّتِ اسلامیہ علّامہ الشاہ احمد نُورانی الصدّیقی کی ان تھک محنتوں کے نتیجہ میں ۱۹۷۴ء میں کافر قرار دیا گیا اور اسمبلی فلور پر کافر قرار دیا گیا۔

برسی:

مرزا (نام نہاد) غلام احمد قادیانی کو جہنّم میں پہنچے ہوئے تقریباً ایک سو سال گُزر گیا ہے۔ آج مرزائی قومی اور بین الاقوامی سطح پر صد سالہ تقریبات منا رہے ہیں بلکہ گلیوں اور بازاروں میں، گھروں اور دوکانوں پر خُوشیاں منا رہے ہیں۔ راقم السطُور نے یہی مُناسب جانا اور سمجھا کہ نبی آخرالزّماں کی ختمِ نبُوّت پر چند سطُور لکھی جائیں جو منطقی اور فلسفی بحثوں سے پاک ہوں تاکہ سادہ طریقہ سے نفسِ مسئلہ واضح اور نُمایاں ہو۔

۱۔ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ وَاَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِىْ (بخاری شریف، کتاب الانبیاء، حدیث ۲۶۷، ص ۴۹۱)

سیّدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اِرشاد فرمایا: بنو اسرائیل کے حضرات انبیاء کرام لوگوں پر حُکمران ہوا کرتے تھے۔ ایک نبی کا وصال ہوتا تو دُوسرا نبی اُس کا خلیفہ ہوتا، لیکن یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں

ارشادِ ربّانی ہے:

اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا

(پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۲۰)

اے میرے حبیب، حبیب کریم! یاد فرماؤ ان لمحات کو جن لمحات میں موسیٰ علیہ

www.waseemziyai.com

السلام نے اپنی قوم سے ارشاد فرمایا: اے میری قوم! یاد کرو ان لمحات کو جن میں تمہیں اللہ تعالیٰ نے رنگ برنگی نعمتوں سے مالا مال فرمایا' تم ہی میں سے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا اور تُم ہی میں سے سربراہانِ مُملکت کو مقرّر فرمایا۔

۲۔ لِیْ خَمْسَةُ اَسْمَاءَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَ اَنَا الْمَاحِیَ الَّذِیْ یَمْحُوْاللّٰهُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یَحْشُرُ النَّاسَ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ (مشکوٰۃ شریف، باب اسماء النبی ص ۵۱۵۔ مسلم شریف، جلد ثانی، کتاب الفضائل، باب فی اسماء' حدیث ۵۹۸۴، ص ۲۶۱۔ بخاری شریف، جلد اوّل، کتاب الانبیاء، حدیث ۳۴۴۷، ص ۵۰۱)

سیّدنا حضرت جُبَیر بن مُطعِم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں۔ اوّل میں محمد ہوں' دوم میں احمد ہوں' سوئم میں ماحی ہوں' اللہ تعالیٰ میری وجہ سے کُفر کو مِٹا دے گا۔ چہارم میں حاشر ہوں' تمام لوگوں کا حشر میرے قدموں میں فرمایا جائے گا۔ پنجم میں عاقب ہوں یعنی تمام حضرات انبیاء کرام سے بعد میں آنے والا ہوں۔

۳۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اَلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

(بخاری شریف، ص ۲۲، کتاب المغازی، غزوہ تبوک، حدیث ۱۵۴۲، ص ۶۳۳، مسلم شریف، جلد ثانی کتاب فضائل صحابہ، باب فضائل علی حدیث ۶۰۹۶، ص ۲۷۸، مشکوٰۃ شریف، باب مناقب علی، الفصل الاوّل' ص ۵۶۳)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی سے فرمایا: اے علی! کیا تُو اس بات پر راضی نہیں کہ تیری مجھ سے وہی نسبت ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی' سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں

www.waseemziyai.com

ف: غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی کو مدینہ مُنوّرہ میں بطورِ نائب مُقرّر فرمایا' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا میں بچّوں اور عورتوں میں باقی ماندہ زندگی گُزاروں؟

پھر آپ نے اِرشاد فرمایا:

تمہیں مَیں اپنا نائب مُقرّر کرتا ہوں۔

اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت مُوسیٰ کوہِ طُور پر تشریف لے گئے اور حضرت ہارون کو اپنا خلیفہ مُقرّر کر گئے۔ مَیں تبوک کی طرف جا رہا ہوں اور تمہیں اپنا نائب مُقرّر کیے جا تا ہوں۔

ف: بعض نادان اس حدیث پاک سے یہ تاثُر دیتے ہیں کہ حضرت علی آپ کے خلیفہ بِلافصل ہیں' حالانکہ حضرت ہارون علیہ السّلام کا حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی زندگی میں وصال ہو گیا تھا۔

ف: حضرت ہارون علیہ السّلام حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کی زندگی میں نبی تھے۔ آپ نے یہ ازالہ وہم کہ اے علی تم میرے نائب تو ہو لیکن نہ میرے زمانہ اور میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہے یا آ سکتا ہے۔

۴۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ كَافَّةً وَ خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ

کتاب المساجد

(مشکوٰۃ شریف، باب فضائل سید المرسلین' ص ۵۱۲، مسلم شریف)

سیّدنا حضرت اُبو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: مجھے تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا اور میرے ساتھ ہی تمام انبیاء کرام کا سلسلۂ نبوّت مُنقطع ہو گیا۔

www.waseemziyai.com

النَّبِیُّوْن:

صیغہ جمع مذکر سالم اسم فاعل' قانون یہ ہے کہ جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم اگر الف لام سے خالی ہوں تو جمع قلت کے معنی میں ہوتی ہیں' اور اگر یہ دونوں الف ولام سے آراستہ ہوں تو یہ دونوں جمع کثرت کا معنی دیتی ہیں اور استغراق کا فائدہ بھی۔ لہٰذا حدیث پاک کا مفہوم یہ ہوگا کہ میری آمد کے ساتھ ہی سلسلۂ نبوت مکمل ہو چکا ہے اور آئندہ کیلئے منقطع ہو چکا ہے۔

۵۔ امام ترمذی نے مستقل ایک باب باندھا ہے جس کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے:

اَنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

(جامع ترمذی، جلد۲، ص ۵۱، باب رویا المومن)

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سلسلۂ نبوت منقطع ہو چکا ہے' میرے بعد کوئی نبی کوئی رسول نہیں آسکتا۔

۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَیَاتُوْنِیْ فَیَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب الشفاعۃ، حدیث ۳۸۸، جلد اوّل، ص ۱۱۱)

لوگ میرے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اللہ کے رسول ہیں اور نبی آخر الزمان ہیں' لہٰذا آپ ہماری شفاعت اور سفارش کیجئے۔

نوٹ: حدیث پاک بہت طویل ہے جس کے چند الفاظ سپردِ قلم کئے گئے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ شفاعتِ کبریٰ کا آپ ہی افتتاح فرمائیں گے' اور اس بات میں بھی

www.waseemziyai.com

کوئی شک نہیں کہ اپنے اور بیگانے' نیک و بد' یونہی شفاعت کے قائل اور منکر مختلف حضرات انبیاء کرام کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ تمام حضرات انبیاء کرام کے وکیل اور ترجمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب کو میرے اور آپ کے آقا علیہ السلام کا در (درِ اقدس) بتائیں گے۔ اس بات میں بھی شک نہیں کہ آپ مقام محمود پر تشریف فرما ہوں گے اور ہر طرف ایک ہی نعرہ گونج رہا ہوگا' اور وہ یہ ہوگا:

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ 'اَنْتَ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ

(مسلم جلد اوّل، کتاب الایمان، باب الشفاعت، ص ۱۱۱)

۷۔ اَشْهَدُ اَنِّی سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِیْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ

(مسلم شریف، کتاب الحج، باب فضل الصلوٰۃ، حدیث ۳۳۷۶، جلد اوّل، ص ۴۴۶)

حضرت عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ فرمایا کرتے تھے کہ میں قسم اُٹھا کر کہہ سکتا ہوں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: میں یقیناً نبی آخرالزماں ہوں اور میری مسجد' آخری مسجد ہے۔

س: مرزائی اِعتراض کرتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میری مسجد آخری مسجد ہے' اس کے بعد کروڑوں مساجد بن چکی ہیں' بن رہی ہیں اور بنتی رہیں گی۔ اس پر آپ کو کوئی اعتراض نہیں' مرزا جی کی نُبوّت پر آپ کو کیا اور کیوں اعتراض ہے

ج: اہلسنّت و جماعت کی طرف سے جامع مانع اور لوہا توڑ جواب یہ ہے کہ کروڑوں نہیں' اربوں مساجد تعمیر ہوئیں' اربوں ہو رہی ہیں اور کھربوں مساجد تعمیر ہوتی رہیں گی لیکن سُنو اور غور سے سُنو! مسجدِ نبوی تعمیر نہیں ہوگی۔ یُونہی آپ کی ذات ایسی ذات ہے جو نبی آخر الزمان ہے' لہٰذا آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

www.waseemziyai.com

۸۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ

(مشکوٰۃ شریف، باب فضائل سید المرسلین، الفصل الثانی ص ۵۱۴)

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمام رسولانِ عُظّام کی قیادت کرنے والا ہوں اور قیادت کروں گا اور میں خاتم النبیّین ہوں اور یہ کوئی فخر والی بات نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔

۹۔ وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ (مشکوٰۃ شریف، باب فضائل سید المرسلین، الفصل الثانی، ص ۵۱۳)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ آخر الزماں نبیٔ غیب دان، نبیٔ عالم ما کان وما یکون نے ارشاد فرمایا: میں اللہ ربُّ العزّت کے ہاں آخری نبی لکھا ہوا تھا جبکہ آدم کا خمیر بھی مکمل نہ ہوا تھا۔

ف: بعض نادان اس حدیث پاک کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں کہ میں اس وقت اللہ تعالیٰ کے علم میں نبی تھا۔

اس بیان سے آپ کی کوئی خصوصیّت نمایاں اور واضح نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں اَن گنت اور بے شمار معلومات تھے اور ہیں بلکہ حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے:

کہ میں اس وقت باقاعدہ صفتِ نبوّت کے ساتھ موصوف تھا۔ فرشتے مجھ پر درود پاک پڑھتے تھے، جسمانی نبوّت کیلئے انسانیت شرط ہے اور انسانی سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے جبکہ رُوحانی نبوّت کیلئے انسانیت شرط نہیں۔

www.waseemziyai.com

الانتباہ:

اگر آج بھی کوئی بدقسمت آپ علیہ السّلام کو نبی آخر الزماں تسلیم نہیں کرتا تو یہ اُس کی بدقسمتی ہے۔

چند ایک احادیث بطورِ نمونہ 'ماڈل' احاطہ تحریر میں لایا ہوں ورنہ سینکڑوں کُتُبِ احادیث میں ہزارہا احادیث اس پر دال ہیں کہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی تخلیق سے پہلے بھی آپ کی ختم نبوّت کے چرچے ہوتے رہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں بھی کئی بار اعلان فرمایا کہ میں نبیِ آخر الزماں ہوں اور کل قیامت کے دِن بھی میدانِ محشر میں جب شفاعتِ کبریٰ کے طالب آپ تک پہنچیں گے تو یہی نعرہ لگائیں گے۔

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ' اَنْتَ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاء

(مسلم، جلد اوّل، کتاب الایمان، باب الشفاعت، ص ۱۱۱)

چند قرآنی آیات:

چند ایک احادیث مُبارکہ کو نقل کرنے کے بعد چند ایک آیات مُبارکہ زینتِ قرطاس کی جارہی ہیں:

۱۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (پارہ ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت ۴۰)

محمد (فداہ رُوحی) تُم مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسُول اور نبیوں میں آخری نبی ہیں۔

ف: خاتم کا معنیٰ کیا ہے؟ خاتم سے مُراد کیا ہے؟ اس میں دیابنہ اور مرزائیوں نے بے مقصد لیت ولعل کی ہے۔ قرآن پاک کے مفاہیم کو مُتعیّن کرنا زُبانِ نبوّت کا کام ہے اور زُبانِ نبوّت نے فرمایا:

www.waseemziyai.com

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

میرے بعد کوئی نبی نہیں

اور فرمایا: اَنَا الْعَاقِبُ

میں تمام انبیاء کے بعد آنے والا ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے خُود ارشاد فرمایا:

وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن ۔ محمد سب سے آخری نبی ہیں۔

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول مگر وحی بھیجی ہم نے اس کی طرف کہ بلاشبہ میرے بغیر کوئی خدا نہیں' پس میری ہی عبادت کیا کرو۔

(پارہ ۱۷، سورہ الانبیاء، آیت ۲۵)

ف: اس آیہ کریمہ میں ختمِ نُبوّت پر دلیل قائم کی جارہی ہے کہ اے میرے حبیب! آپ سے پہلے جتنے بھی حضرات انبیاء کرام میں نے بھیجے تمام کی طرف ایک پیغام بھیجا اور وہ یہ کہ میرے بغیر کوئی معبود نہیں۔ لہٰذا میری ہی عبادت کرو چونکہ آپ نبی آخر الزماں ہیں' آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لہٰذا اب توحید کے جُملہ تقاضوں پر آپ نے ہی عمل کروانا ہے۔ آپ سلسلۂ نبوّت کی آخری کڑی ہیں' لہٰذا آپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے' آپ کی محبّت اللہ کی محبت ہے' آپ کی رِضا اللہ کی رِضا ہے' آپ کی عطا اللہ کی عطا ہے' اور خُدائی اللہ کی ہے' مُصطفائی آپ کی ہے۔

۴۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

(پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۴)

وہ جو ایمان لائے اُس پر جو اُتارا گیا آپ پر اور جو اُتارا گیا آپ سے پہلے۔

ف: اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مُتّقین کی صفات میں سے ایک صفت کا ذِکر فرمایا' اور

فرمایا کہ متقین وہ لوگ ہیں جو آپ پر اور آپ سے پہلے نازل ہونے والی وحی پر ایمان لائے۔

ف: تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیہ کریمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختمِ نبوت کی بیّن دلیل ہے کیونکہ وحی جس پر ایمان لانا ضروری ہے وہ یا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہو یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے۔ اگر سلسلۂ نبوت جاری رہنا ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے بعد بھی وحی نازل ہوتی اور اس پر ایمان لانا ضروری ہوتا۔ اس صورت میں آیت مبارکہ یوں ہوتی:

وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَمَا يُنْزَلُ مِنْ بَعْدِكَ (معاذ اللّٰہ)

۴۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۳)

آج کے دن میں نے تمہاری خاطر تمہارے دین کو مکمل فرما دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کرلیا۔

ف: جب دین مکمل ہو چکا ہے اور اس کے احکام میں ردّ و بدل کی کوئی گنجائش نہ رہی تو پھر کسی دوسرے نبی کے آنے کی ضرورت بھی نہ رہی۔ بلکہ ایسی عالم گیر نبوت و رسالت کی موجودگی میں کسی اور کو "نبی" بنالینا اسلام سے بغاوت کی دلیل ہے اللہ اور اس کے رسول سے کھلم کھلا دشمنی کرنے کے مترادف ہے۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ لِتَمَامِ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ وَ كَمَالِ مَحَاسِنَ الْاَفْعَالِ

(مشکوٰۃ شریف، باب فضائل سیّد المرسلین ص ۵۱۴)

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے افعالِ حسنہ کی تکمیل اور اخلاقِ مکارمہ کی تتمیم کیلئے مبعوث فرمایا۔

www.waseemziyai.com

ف: عربوں کو گھمنڈ تھا کہ ہم مہمان نواز ہیں اور ہم باقی لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ خوش اخلاق ہے' کیونکہ ہم جدّ الانبیاء حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں۔ میرے اور آپ کے آقا نے ارشاد فرمایا: جن صفاتِ حمیدہ کے تم دعویٰ دار ہو میں اُنہی کی تکمیل اور تتمیم کے لئے کائنات کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ بالفاظِ دیگر میں نبی' نبیُ آخر الزماں ہوں' میں نے ہی قوم کو آخری پیغام دینا ہے۔

۵۔ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ

(پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۸۱)

پھر تشریف لائے تمہارے پاس ایک عظیم الشّان رسُول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور بالضرور ایمان لانا اُس پر اور ضرور بالضرور اُس کی مدد کرنا۔

ف: جو تمام انبیاء کرام پر نازل ہونے والی کتابوں پر تذکرہ اور تبصرہ فرمائے وہ وہی ہو سکتا ہے جو آخری نبی ہو' بالفاظِ دیگر جو تمام کی تصدیق کرنے والا ہو وہ وہی ہو سکتا ہے جو تمام کے بعد آنے والا ہو۔ آپ علیہ السّلام نے تمام انبیاء کرام کی تصدیق کی اور یقیناً آپ تمام کے بعد تشریف لائے۔

۶۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۱۹)

بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دین صرف اور صرف اِسلام ہے۔

ف: کون نہیں جانتا جب کوئی نیا نبی آئے گا' اس کا دین بھی نیا ہی ہو گا اور پہلے ادیان کیلئے وہ دین ناسخ ثابت ہو گا۔ دینِ اِسلام منسوخ ہو گا اور وہ دین ناسخ ہو گا۔ کیا ظُلم ہو گا کہ اللہ کا پسندیدہ دین تیسرے چوتھے نمبر پر چلا جائے گا بلکہ منسوخ ہو جائے گا اور نئے دین کا بول بالا ہوا۔

www.waseemziyai.com

۷۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ

(پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۸۵)

اور جو شخص دینِ اسلام کے بغیر کسی اور دین کو تلاش کرے گا تو وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔

بلکہ فرمایا: وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ

وہ قیامت کے دن نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

ف: دینِ اسلام، آخری دین ہے جس کے بغیر کوئی دین مقبول اور منظور نہیں۔ دینِ اسلام کے مقابلہ میں ہر دین مردود ہے۔ لہٰذا چاہے آپ کا زمانہ ہو یا بعد کا زمانہ نبوّت کا اعلان کرنے والا کافر ہے، مرتد ہے، دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

۸۔ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (پارہ ۱۰، سورہ التوبہ، آیت ۳۳)

اللہ ربُّ العزّت کی ذات، وہ ذات ہے جس نے اپنے رسُول کو ہدایات اور دینِ حق دے کر بھیجا تا کہ وہ (دینِ حق) کو تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکوں کو یہ بُرا لگے۔

ف: قیامت تک ہدایات دامنِ مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ وابستہ ہو چکی ہے۔ اب آپ کا بول بالا ہوگا۔ لہٰذا نہ کسی دین کی اب ضرورت ہے اور نہ کسی نبوّت کی حاجت ہے۔

؎ وہ جہنّم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیلُ اللہ کو بھی حاجت رسُولَ اللہ کی

۹۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

(پارہ ۱۷، سورہ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

www.waseemziyai.com

ف: اس آیۂ کریمہ میں اللہ ربُّ العزّت نے آپ کی ہمہ گیر رحمت و نبوّت کا ذکر کیا۔ جس طرح اللہ ربُّ العزّت کی ہر جگہ اُلوہیت و ربُوبیت موجود ہے' ویسے ہی محبوب کی رسالت و ہدایت ہر جگہ موجُود ہے۔ آپ کی رحمتِ تامہ اور نبُوّتِ عامہ کے ہوتے ہوئے اس اُمت' اُمّتِ محمدیہ کو کسی 'نبوّت'' کی ضرورت نہیں۔

۱۰۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا

(پارہ ۲۲، سورہ سبا، آیت ۳۰)

ہم نے آپ کو تمام انسانوں کیلئے بشارت سُنانے والا اور ڈر سُنانے والا بنا کر بھیجا۔

ف: آپ فردِ واحد' کسی ادارہ' کسی تنظیم یا کسی قوم کی طرف بحیثیت نبی تشریف نہیں لائے بلکہ آپ کا فیضانِ نبُوّت ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا' آپ سب کے لئے کافی اور سب کے لئے شافی ہیں' آپ کے ہوتے ہوئے کسی کی کیا ضرورت؟

۱۱۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۔(پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۱۰)

اے اُمّت' اُمّتِ محمدیہ! تم بہترین اُمّت ہو جو ظاہر کی گئی لوگوں کیلئے' تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو برائی سے' اور ایمان لاتے ہو اللہ تعالیٰ پر۔

ف: اس آیہ کریمہ مبارکہ میں اُمّتِ محمدیہ کا مقام ثابت کیا گیا ہے کہ یہ اُمّت تمام اُمّتوں کی سردار ہے جس سے یہ ثابت ہوا کہ ایسی قیادت' سیادت کے ہوتے ہوئے کسی لنگڑی لولی قیادت' سیادت کی کیا ضرورت ہے؟

اختتام:

راقم السطور کے قارئین راقم سے زیادہ عالِم اور زیادہ عامل ہیں۔ راقم ادنیٰ سا

www.waseemziyai.com

خطیب اور ادبی سا مدرس ہے۔ صرف اور صرف یاد دہانی کے لئے گیارہ آیاتِ کریمہ اور گیارہ احادیثِ مبارکہ قارئین کی نظر کر رہا ہوں۔ باقی مسائل اپنی اپنی جگہ مسئلہ ختم نبوّت ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ ختمِ نبوّت کے عظیم الشّان محل پر ڈاکہ ڈالنے والے ہمیں تلقین کرتے ہیں کہ آپ ختمِ نبوّت کے پلیٹ فارم پر کام نہیں کرتے۔ تمام علماءِ مشائخ سے بھرپور اپیل کرتا ہوں کہ بنیادی مسائل کو اہمیت دیں اور انہیں اُجاگر کریں۔ فتنے سر اُٹھاتے رہتے ہیں، فتنوں کی سرکوبی کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

ارشادِ نبوی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلٰثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ (بخاری شریف، جلد اوّل، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ، حدیث ۸۱۴، ص ۵۰۹، مشکوٰۃ شریف، باب الملاحم، الفصل الاوّل، ص ۴۶۵)

سیّدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: قیامِ قیامت سے پہلے تقریباً تیس دجّال اور کذّاب ہوں گے، جن میں سے ہر کذّاب اور دجّال یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی اور رسُول ہے۔" معاذ اللہ ثم معاذ اللہ"

دُعا:

دُعا ہے کہ اللہ ربُّ العزّت اپنے فضل و کرم اور اپنے حبیبِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وسیلۂ جلیلہ سے عقائدِ حقّہ، عقائدِ اہلسنّت پر رہنے کی اور اُنہی عقائد پر موت کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

============

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الشفاعۃ

www.waseemziyai.com

الشفاعة

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَ نْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه و آله وسلم اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَد" قَبْلِيْ كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً و بُعِثْتُ اِلٰى كُلِّ اَحْمَرَ وَاَسْوَدَ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَ جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ طَيِّبَةً طَهُوْرًا وَ مَسْجِدًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ صَلّٰى حَيْثُ كَانَ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَيْنَ يَدَيْ مَسِيْرَةِ شَهْرٍ وَ اُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ۔ (مسلم شریف' کتاب المساجد' ص۱۹۹' حدیث ۱۰۶۵' بخاری شریف' کتاب الصلوۃ' باب ۲۹۶' جلد اوّل' مشکوۃ شریف' باب فضائل سیّد المرسلین ص ۵۱۲)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ (۵) ایسی اشیاء عطا فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو بھی نہیں عطا فرمائی گئیں۔

۱۔ ہر نبی اپنی قوم ہی کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں ہر سُرخ اور سیاہ (مشرقی و مغربی قوموں) کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔

۲۔ مجھ سے پہلے کسی ایک کے لئے بھی مالِ غنیمت حلال نہیں کیا گیا' میرے لیے مالِ غنیمت حلال کیا گیا۔

۳۔ صرف اور صرف میرے لیے زمین کو طاہر' مُطَہِّر اور مسجد بنا دیا گیا لہٰذا جو شخص جس جگہ بھی ہو' نماز کا وقت پالے وہاں نماز پڑھ سکتا ہے۔

۴۔ میری ایسے رعب سے مدد کی گئی جو لوگوں پر ایک ماہ کی مسافت سے طاری ہو جاتا ہے۔

۵۔ اور مجھ کو شفاعت عطا کی گئی۔

www.waseemziyai.com

شفاعت:

اَلشَّفَاعَةُ! اَلسَّوَالُ فِی التَّجَاوُزِ عَنِ الذُّنُوبِ وَالْجَرَائِمِ بَیْنَھُمْ۔

(النہایہ۔ ج دوم۔ ص ۴۸۵)

شفاعت سے مُراد یہ ہے آپس میں جرائم اور معاصی سے درگزر کرنے کی درخواست کرنا' اور یہ عام ہے خواہ دُنیا کے کاموں میں ہو یا آخرت کے اُمور میں' یعنی کسی کے گناہوں اور قصوروں کی معافی چاہنا۔ کبائر میں تخفیفِ عذاب، بالکلیہ اسقاطِ عذاب یا صغائر کی معافی یا جب نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں تو دخول جنت یا درجات اور مراتب کی بلندی کے لیے کوئی مقبول بارگاہ خداوندی اللہ رب العزت کے حضور اس کی اجازت سے یا اس کی عطا کردہ وجاہت اور محبوبیت کی بنا پر کسی شخص کی شفاعت کرے۔

شان:

اللہ ربّ العزّت اپنے فضل وکرم نیز اپنے فضلِ عمیم اور احسانِ عظیم سے روزِ حشر اپنے گناہ گار بندوں کو بخش دے گا اور اپنے خاص بندوں کے درجات اور مراتب بلند فرمائے گا کیونکہ بندے اُسی کے مُجرم ہیں' وہی بخشنے والا ہے۔ اس بخشش میں اُس پر کسی کا اجارہ، دباؤ، زور نہیں' وہی تنہا اس مغفرت اور کرم گستری کا مالک ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے مقبول اور مقرب بندوں کی عزّت اور وجاہت دکھلانے کے لیے اپنے محبوب اور پسندیدہ بندوں کی شان ظاہر کرنے کے لیے اپنے خاص بندوں کی خصوصیت جتلانے کے لیے ان کو روزِ حشر یہ اعزاز بخشے گا' یہ مقام عطا فرمائے گا اور اُنہیں اجازت دے گا' اِذن مرحمت فرمائے گا کہ وہ اُس کے گناہگار بندوں کی شفاعت کریں اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اُن کی شفاعت قبول فرما کر بے حساب گُناہگاروں کو بخش دے گا۔

www.waseemziyai.com

اہلِ سنّت:

اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ دُنیا اور آخرت میں صغائر اور کبائر کی مغفرت اور تخفیفِ عذاب اور بعض کُفّار کے لیے تخفیفِ عذاب نیز مسلمانوں کے لیے رفع درجات اور رفع مَراتِب، ہر قسم کی شفاعت ثابت ہے خواہ یہ شفاعت بالاِذن ہو یا بالوجاہت ہو یا بالمحبّت

حق:

شفاعت حق اور ثابت ہے، نیز قرآنِ پاک، حدیثِ پاک اور اجماعِ اُمّت اس پر شاہد ہیں۔

ارشادِ ربُّ العالمین ہے:

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ۔ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

(پارہ ۲۵، سورہ الشوریٰ، آیت ۵)

قریب ہے کہ (جلالِ الٰہی سے) آسمان پھٹ پڑیں اپنے اُوپر سے اور (ایسا نہیں ہوتا کیونکہ) فرشتے تسبیح کرتے رہتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور بخشش طلب کرتے رہتے ہیں اہلِ زمین کے لیے۔ سُن لو! یقیناً اللہ تعالیٰ بخشش فرمانے والا، رحم فرمانے والا ہے۔

شرح:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو عزّت اور شان بخشی ہے اُس کا تقاضا تو یہ تھا کہ انسان اپنے رب کریم کی اطاعت سے سرِ مُو انحراف نہ کرتا لیکن انسان کبھی اس کی صفات کمالیہ کا انکار کرتا ہے اور کبھی اوصاف ذمیمہ کی نسبت اُس کی طرف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حلیم، کریم، غفوَر اور رحیم ہے، جو انسان کو سوچنے اور سمجھنے کی مُہلت عطا فرماتا ہے۔ مزید برآں!

www.waseemziyai.com

فرشتے اپنی پاک اور نُوری زُبانوں سے اللہ ربُّ العزّت کی تسبیح وتہلیل میں مصروف رہتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اولادِ آدم کے لیے سفارش کرتے رہتے ہیں' بالفاظِ دیگر مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے اُمّتِ محمّدیہ علی صاحبھا الصّلوٰۃ والسّلام عذاب سے محفوظ رہتی ہے اور رہے گی۔ اِنشاء اللہ

ارشادِ احکم الحاکمین ہے:

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ (الآیہ۔ پ ۲۴۔ المومن۔ آیت ۷)

کچھ وہ فرشتے ہیں جو عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور کچھ وہ فرشتے ہیں جو عرش کے اردگرد حلقہ زن ہیں وہ تسبیح کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور ایمان رکھتے ہیں اس پر

شرح:

حاملینِ عرش اور طائفینِ عرش کے اللہ ربُّ العزّت نے دو (۲) وظیفے بیان فرمائے ہیں۔

۱۔ ان کا پہلا وظیفہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید میں مصروف رہتے ہیں۔

۲۔ دوسرا وظیفہ یہ ہے کہ وہ اہلِ ایمان کی مغفرت کے لیے ہر لحہ دُعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

امام بغوی حضرت سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب مومن جنّت میں داخل ہوگا تو پُوچھے گا: میرا باپ کہاں ہے؟ میری ماں کہاں ہے؟ میرے بچے کہاں ہیں؟ میری بیوی کہاں ہے؟ اُسے بتایا جائے گا کہ اُنہوں نے تیری طرح نیک اعمال نہیں کیے' اس لیے وہ یہاں موجود نہیں۔ تو وہ جنتی جواب میں کہے گا کہ میں اپنے لیے اور ان کے لیے نیک اعمال کیا کرتا تھا پھر ارشادِ ربّانی ہوگا کہ ان لوگوں کو بھی جنّت میں داخل کردو۔

(تفسیر مظہری ہٰذا المقام)

www.waseemziyai.com

ارشادِ ذُوالجلالِ والاکرام ہے:

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ۔ (پ۴۔آل عمران۔آیت ۱۵۹)

اے حبیب! آپ انہیں معاف فرمادیں اوران کے لیے بخشش طلب کریں۔

شرح:

اللہ ربُّ العزّت نے اس آیہ کریمہ میں انتہائی عجیب وغریب انداز میں صحابہ کرام کی سفارش کی اورفرمایا: اے حبیب! جو اِن سے غلطی ہوگئی ہے معاف کردیجئے کہ میں بھی ان سے راضی ہو جاؤں۔ اللہ اکبر! کیا مقام ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کا، اور کتنا بُلند مرتبہ ہے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا، اور کتنی عظیم ہے اللہ ربُّ العزّت، غفورالرحیم کی رحمت، جو اس نے اپنے محبوب اور اس کے ذریعہ اپنی تمام مخلوق پر فرمائی۔ نبی کریم رؤف ورحیم کو وسیلہ سمجھنا اور آپ کی بارگاہ میں شفاعت کے لیے اِلتجاء کرنا بدعت، کُفراور شرک قطعاً نہیں بلکہ عین اِیمان واِسلام ہے اور قُرآنِ مجید فُرقانِ حمید کی یہی تعلیم ہے کیونکہ اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہم گُناہگاروں کے گُناہ بخشنے کے لیے، ہمارے دُکھ، درد دُور کرنے کے لیے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دُعا کو واسطہ اور وسیلہ بنایا اور بتایا۔

اللہ ربُّ العزّت کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (پارہ ۲۸۔اَلْمُمتحنہ۔آیت ۱۲)

اور اللہ تعالیٰ سے اُن کے لیے مغفرت مانگا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے۔

وضاحت:

اللہ ربُّ العزّت نے اپنے محبوب کو ارشاد فرمایا۔ اے میرے حبیب! حبیبِ کریم، جو عورتیں آپ کی مُقرّر کردہ اور بیان کردہ شرائط مان لیں اور ان اُمور کی پابندی پر آمادہ

www.waseemziyai.com

ہو جائیں تو آپ ان کو بیعت فرمالیں اور بیعت فرمانے کے بعد ان کے لیے سفارش کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے جب آپ کے مُعطّر، مُعَنبر اور مُقدّس ہاتھ اُٹھیں گے تو خالی نہیں لوٹایا جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کی دُعا کی برکت سے اور آپ کی سفارش سے اُن کے عُمر بھر کے گُناہوں کو، جن میں شرک و کُفر سرِفہرست ہیں، بخش دے گا اور اُن کے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا۔

اِرشادِ تَوّابُ العاصی ہے:

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ

(پارہ ۱۳، سورہ یوسف، آیت ۹۷)

حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے پسران نے عرض کی: اے ہمارے والدِ مُحترم! ہمارے لیے ہمارے گُناہوں کی مغفرت مانگیئے، بے شک ہم ہی قصوروار تھے، اب ہم اس کا اِعتراف بھی کرتے ہیں اور نادم بھی ہیں۔ خُدارا! بارگاہِ ربُّ العزّت میں ہمارے گُناہوں کی بخشش کے لیے سفارش کیجئے۔

ارشادِ وہاب ہے:

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۔ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

(پارہ ۱۳، سُورہ یُوسُف، آیت ۹۷)

حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں سے وعدہ فرمایا کہ میں جلد ہی تمھارے لیے اپنے رب کی بارگاہ میں مغفرت کی سفارش کروں گا۔

وعدہ:

بعض مُفَسّرِین کرام فرماتے ہیں کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ کل سحری کے وقت رات کے پچھلے پہر تہجّد کے وقت، بابرکت لمحات واوقات میں، تمہارے لیے سفارش کروں گا

www.waseemziyai.com

اور بعض مفسّرین کرام کا خیال یہ ہے کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ کل کلاں شبِ جُمعۃُ المُبارک میں آپ کے لیے سفارش کروں گا تو یقیناً اللہ ربُّ العزت تمہیں مُعاف فرمادے گا۔ کیونکہ وہ یقیناً غفور اور رحیم ہے۔ نیز اسی آیہ کریمہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مُقدّس، بابرکت لمحات اور اوقات میں' یُوں ہی بابرکت مکانات اور مقامات میں دُعا کرنا باعثِ برکت اور سبب خیر ہے۔

مزید برآں:

اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مُقرّب بندوں سے دُعا کی التماس کرنا اور پھر اُن کی برکت سے دُعا کا مُستجاب ہونا اور بڑے بڑے گُناہوں کا بخش دیا جانا قُرآنِ پاک کی اِن آیات سے ثابت ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ بالفاظِ دیگر بارگاہِ خُداوندی میں عرض کرتے ہیں۔

خدایا بحق بنی فاطمہ
کہ برقول ایماں کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کُنی ورقبول
من ودَست و دامانِ آلِ رسُول

(بوستانِ سعدی ص ۱۰)

اے اللہ! سیّدہ کائنات' سیّدہ عالَم' سیّدۃ النساء' حضرت فاطمۃُ الزّہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وساطت سے تیری بارگاہ میں عرض کرتا ہوں کہ میرا خاتمہ' خاتمہ بِالخیر فرمانا۔

چاہے تُو میری دُعا کو رَدّ کرے چاہے قبول۔ میرے ہاتھ میں آلِ رسُول کا دامن ہونا چاہیئے۔

ارشادِ ربُّ العلمین ہے:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ۔

(الآیہ۔ پ ۱۳۔ یوسف۔ آیت ۹۲)

www.waseemziyai.com

جب حضرت یُوسُف نے اپنے بھائیوں کو اعترافِ جُرم کرتے ہوئے دیکھا اور اظہارِ ندامت کرتے ہوئے سُنا تو کریمانہ طبیعت میں مزید کرم آیا اور فرمایا! کہ آج میری طرف سے کسی قسم کی گرفت نہ ہوگی بلکہ میں مزید تمھارے ساتھ شفقت فرماتے ہوئے اللہ ربُّ العزّت کی بارگاہ میں سفارش کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں نے ان کو مُعاف کر دیا' تو بھی انہیں معاف فرمادے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں معاف فرمائے گا کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے اور میری کی ہوئی سفارش رائیگاں نہیں جائے گی۔

ارشادِ ربُّ العالمین ہے

رَبِّ اغْفِرْلِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ (پارہ ۲۹، سورہ نوح، آیت ۲۸)

اس آیہ کریمہ میں اللہ ربُّ العزّت کے پاک پیغمبر حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے، اپنے عقیدتمندوں کے لیے بلکہ تمام اہلِ ایمان مردوں اور عورتوں کے لیے بخشش کی سفارش کی اور عرض کی اے اللہ! مجھے بھی معاف فرمانا' میرے ماں باپ کو بھی معاف فرمانا' اور جو بھی ایمان کی حالت میں میرے گھر میں داخِل ہو بلکہ تمام مومن مردوں اور تمام مومنہ عورتوں کو معاف فرمانا۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

شنیدم کہ درروز امید وبیم
بداں رابہ نیکاں بہ بخشد کریم
(بوستانِ سعدی ص ۱۱)

میں نے عُلَماء و مشائخ، مُفسّرین و مُحدّثین سے سُنا ہے کہ قیامت کے دن کئی گُناہگاروں کو نیکوکاروں کی وجہ سے اللہ کریم معاف فرمادے گا۔

www.waseemziyai.com

ارشادِ ربُّ العالمین ہے:

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ۔اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔(پ۱۸۔النور۔آیت۶۲)

اور مغفرت طلب کیجئے اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے۔سُبحان اللہ تعالیٰ۔ماشاءاللہ

یہ ہے مقامِ مُصطفیٰ! کہ اللہ ربُّ العزّت نے جب اپنی رحمتِ عامہ اور بخشش کا اعلان فرمایا تو ارشاد فرمایا۔اے میرے حبیب! حبیبِ کریم' میری رحمت اگرچہ رحمتِ عامہ ہے لیکن آپ ان کے لیے سفارش کیجئے تاکہ میں ان پہ راضی ہو جاؤں اور ان کو معاف کر دُوں۔

ارشاد اللہ الکریم ہے:

وَالَّذِيْنَ جَآءُ وْمِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَان۔ (الآیہ۔پ۲۸۔الحشر۔آیت۱۰)

اللہ ربُّ العزّت نے بعد میں آنے والے مسلمانوں کو ترغیب اور تلقین فرمائی۔اے بعد میں آنے والو! تمہیں مالِ فئی، مالِ غنیمت اور باقی فتوحات بلا کوشش و محنت ملی ہیں اور یہ ساری قُربانیاں السَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن، اَلْمُهَاجِرُوْن اور الْاَنْصَار کی ہیں لہٰذا تمہارا حق بنتا ہے کم از کم اُن کے لیے دُعائیں کرو اور اللہ ربُّ العزّت کی بارگاہ میں عرض کرو کہ یا اللہ! ہم پر سبقت لے جانیوالوں کی مغفرت اور بخشش فرما۔اے اللہ! ان کے درجات و مَراتِب بُلند و بالا فرما۔اللہ الکریم کا فرمانِ دِلنشین ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ

(پارہ۱۳،سورہ ابراہیم،آیت۴۱)

جَدُّ الْاَنبیا حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام بارگاہِ ربُّ العزّت میں عرض گُزار ہوئے اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور

www.waseemziyai.com

قیامت تک آنیوالے تمام مومنین کی بھی مغفرت و بخشش فرما۔

تھوڑی سی توجہ فرمانے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام اپنے ماں باپ اور تمام مومنین کے لیے بارگاہِ خداوندی میں سفارش کررہے ہیں کہ اے اللہ انہیں معاف فرمانا۔

اس آیۂ کریمہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے والدین مسلمان تھے اور آزر آپ کا چچا تھا۔

هٰذِهِ الْاٰيَةُ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّ وَالِدَيْهِ كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَ اِنَّمَا كَانَ آزَرُ عَمًّا لَهٗ۔

(مظہری)،(ھذ المقام)

ارشادِ ربُّ العٰلمین ہے:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِاَخِیْ وَ اَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ ۔ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔

(پ۹۔اعراف۔آیت ۱۵۱)

حضرت موسیٰ کلیم اللہ بارگاہِ ربُّ العزت میں عرض گزار ہیں کہ اے اللہ! مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

مذکورہ بالا آیہ کریمہ میں حضرت موسیٰ اپنے بھائی کے حق میں سفارش کررہے ہیں۔

اَللّٰه تَوَّابُ الْعَاصِیْ وَغَافِرُ الذُّنُوْب کا فرمانِ کریمانہ ہے

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْ ا اَنْفُسَهُمْ جَآ ءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّاباً رَّحِیْمًا۔ (پارہ۵،سورہ النساء، آیت ۶۴)

اگر یہ لوگ گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ کی بارگاہ میں حاضری دیں اپنے گناہوں پر اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں اور آپ اُن کی شفاعت کریں تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے۔

www.waseemziyai.com

قاعدہ:

اللہ ربُّ العزت نے اس آیہ کریمہ میں ایک قاعدہ کُلیہ بیان فرمادیا ہے کہ جب بھی گُناہوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے کوئی آدمی اپنے آپ پر ظلم کرے اور وہ توبہ کرنا چاہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ میرے محبوب کے درِاقدس پر پہنچ جائے اور میرے محبوب کے قدموں میں کھڑے ہوکر اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور میرا محبوب اس کی سفارش بھی کرے تو یقیناً میں اس کی توبہ قبول فرماؤں گا اور اُس پر رحمت بھی فرماؤں گا۔ جب گُنہگار' گُناہ کرتا ہے تو وہ اپنے آپ پر ظُلم کرتا ہے اور اللہ ربُّ العزت کے قوانین کو توڑتا ہے نیز وہ حُدُود اللہ کو پھلانگتا ہے' اُس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ ربُّ العزت سے مُعافی مانگے اور محبوب کے قدموں میں کھڑے ہوکر معافی مانگے تو یقیناً اللہ ربُّ العزت فضل وکرم اور اِحسان سے مالامال فرمائے گا۔

شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا:

کہ باشند مشتے گدایان خیل
بمہمان دارالسلامت طفیل

شیخ بارگاہِ رسالتمآب میں عرض گزار ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر مُٹھی بھر آپ کے خادم آپ کی طفیل جنت کے مہمان بن جائیں تو آپ کی شان میں کیا فرق پڑتا ہے؟

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ اِبْرَاهِیْمَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اَلْاٰیَة وَ قَالَ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ

www.waseemziyai.com

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَ بَکٰی فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَاجِبْرِيْلُ اذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَّ رَبُّكَ اَعْلَمُ فَسَلْهُ مَايُبْكِيْكَ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَاَلَه، بِمَا قَالَ وَ هُوَ اَعْلَمُ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَ جَلَّ يَا جِبْرِيْلُ اذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِیْ اُمَّتِكَ وَ لَانَسُوْئُكَ۔

(مشکوۃ شریف، باب الحوض والشفاعۃ، ص ۴۸۹، مسلم شریف، حدیث ۴۰۷، ص ۱۱۳، کتاب الایمان، باب ۷۵)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اللہ ربُّ العزّت کا یہ کلام تلاوت کیا جو حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوۃ والسّلام کے متعلّق ہے۔ اے رب! ان بتوں نے بہت سارے لوگوں کو گمراہ کیا تو جس نے میری پیروی کی وہ تو میرا ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی پھر بے شک تو بخشنے والا رحیم ہے۔ (پارہ ۱۳، سورہ ابرہیم، آیت ۳۶)

اور جناب عیسیٰ علیہ السّلام کا یہ قول بھی تلاوت کیا۔ اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انکو بخش دے تو تو غالب اور حکمت والا ہے۔

(پارہ ۷، سورہ المائدہ، آیت ۱۱۸)

پھر آپ علیہ السّلام نے ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگی اور عرض کی:

''اے اللہ! میری اُمّت کو بخش دے''

''اے اللہ! میری اُمّت کو بخش دے''

پھر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر گریہ طاری ہو گیا پھر اللہ ربُّ العزّت نے فرمایا اے جبریل! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ۔ اور اَن سے معلُوم کرو (حالانکہ اللہ تعالیٰ خُود بہتر جانتا ہے) کہ اُن پر اس قدر گریہ کیوں طاری ہے؟ حضُور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں جنابِ جبریل علیہ السّلام حاضِر ہوئے اور آپ سے معلُوم کر کے اللہ تعالیٰ کو

www.waseemziyai.com

خبر دی (حالانکہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) اللہ ربُّ العزّت نے جبریلِ امین سے کہا۔ اے جبریل! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ (فکر نہ کریں) ہم آپ کو آپ کی اُمّت کی بخشش کے مَعاملہ میں راضی کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے۔

سَنُرْضِيْكَ:

اگرچہ مشہور یہی ہے کہ ''سین'' مضارع پر داخل ہو تو تقلیل کے لیے آتا ہے لیکن اربابِ نحاۃ اور اَصحابِ فن و بلاغت بیان کرتے ہیں کہ کبھی کبھار ''سین'' مضارع پر داخل ہونے کے باوجود تحقیق کے لیے آتا ہے۔

اِنَّا:

حرف از حُرُوفِ مُشبہ بالفعل ہے جو کہ تحقیق کے لیے ہے اور تحقیق کے لیے ہی آتا ہے

مزید برآں:

کون نہیں جانتا؟ کہ کسی چیز کو زوردار انداز میں بیان کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ مُتکلّم فردِ واحد ہونے کے باوجود اپنے آپ کے لیے جمع کا صیغہ استعمال کرتا ہے بلا تشبیہ و تمثیل اللہ ربُّ العزّت نے اپنے آپ کے لیے (اِنَّا سَنُرْضِيْ) کے الفاظ ارشاد فرمائے جس کا معنیٰ یوں ہوگا: اے میرے حبیب! حبیبِ کریم! میں آپ کو آپ کی اُمّت کے مَعاملہ میں خصوصاً بخشش کے مَعامَلہ میں یقیناً یقیناً راضی کروں گا اور رنجیدہ نہیں کروں گا۔

فوائد:

مذکورہ بالا حدیث پاک سے بہت ساری چیزیں نُمایاں اور واضح ہوتی ہیں۔

ا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنی اَمّت سے بے پناہ محبّت تھی اور آپ اپنی اُمّت

www.waseemziyai.com

کے معاملات میں اِنتہائی شفقت کا مُظاہرہ فرماتے تھے اُمّت کی تکالیف، مصائب کا تصوّر کرکے آپ بے اختیار رو پڑتے۔

عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ اَنَّهَا رَأَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) فِي الْمَسْجِدِ وَ هُوَ قَاعِدُ الْقُرْفُصَاءِ قَالَتْ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجِلْسَةِ اُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ۔

(شمائل ترمذی، باب ما جاء فی جلسۃ رسول اللہ، حدیث ۱، ص ۹)

حضرت قَیلہ بنتِ مَخرَمہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مسجد میں گوٹ مارے بیٹھے دیکھا اور میں رعب کی وجہ سے کانپنے لگی۔

شارحینِ حدیث فرماتے ہیں کہ نُبی مکرّم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم چھوٹی موٹی باتوں پر غمگین نہ ہوتے تھے۔ جو حالت قیلہ بنت مخرمہ نے بیان کی یہ حالت فِکر و رنج کی تھی اور آپ کو یہی خوف لاحق ہوا تھا کہ مبادا اُمّت پر کوئی عذاب تو نہیں آ رہا۔

۲۔ اس حدیث پاک سے یہ بھی مَعلُوم ہوا کہ ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا جائز اور دُرُست ہے بلکہ ثابت از سُنّت ہے۔

۳۔ اس حدیث پاک سے مقامِ مُصطفیٰ بھی مَعلُوم ہوا۔ اگر آپ کی آنکھوں میں آنسو آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فوراً جبریل کو بھیج کر آپ کو تسلّی عطا فرماتا ہے۔ اگر آپ غمگین ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ غم زائل فرماتا ہے۔

۴۔ اگر آپ اُمّت کو عذاب میں مُبتلا دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ عذاب نہ دینے کا اعلان فرماتا ہے۔

۵۔ یہ حدیث پاک تفسیر القرآن بِالحدیث کی بہترین اور نفیس ترین مِثال ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اِرشاد فرماتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَشْفَعُ لِاُمَّتِيْ حَتّٰى يُنَادِيَ

www.waseemziyai.com

رَبِّیْ اَرَضِیْتَ یَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ نَعَمْ یَارَبِّ رَضِیْتُ۔

(روح المعانی۔المظہری۔ھذاالمقام)

کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اِرشاد فرمایا: اے علی! میں اپنی اُمّت کے لیے شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میرا رب مجھے ندا کرے گا اور پُوچھے گا اے محمد! کیا آپ راضی ہو گئے ہیں؟ میں عرض کروں گا: ہاں اے میرے رب! میں راضی ہو گیا۔

خُدا کی رِضا چاہتے ہیں دو عالَم
خُدا چاہتا ہے رِضائے محمد

حضرت امام باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مقام پر اِرشاد فرمایا: اے اہلِ عراق! تم سمجھتے ہو کہ قرآنِ پاک کی سب سے اُمّید افزا آیت یہ ہے۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعاً۔ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

(پ۲۴۔الزمر۔آیت۵۳)

تُم فرماؤ۔ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نااُمّید نہ ہو بے شک اللہ سب گُناہ بخش دیتا ہے بے شک وُہی بخشنے والا مہربان ہے۔

لیکن! ہم اہلِ بیت یہ کہتے ہیں کہ کتابِ الٰہی میں سب سے زیادہ اُمّید افزا آیت یہ ہے۔

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی۔ (پ۳۰۔الضحیٰ۔آیت۵)

اور عنقریب آپ کو آپ کا رب اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ (الترمذی، باب الشفاعۃ جلد دوم، ص ۶۶۔ ابوداؤد، جلد دوم، ص ۳۰۴، باب الشفاعۃ، مشکوٰۃ شریف، باب الحوض والشفاعۃ، ص ۴۹۴، ابن ماجۃ عن جابر، باب ذکر الشفاعۃ، حدیث ۲۱۱)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ۔ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَنْ تَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ لِاَھْلِ

www.waseemziyai.com

الْكَبَائِرِ وَاَهْلِ الْعَظَائِمِ وَاَهْلِ الدِّمَاءِ۔ (مسند امام اعظم، باب الشفاعۃ، ص ۱۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ میری شفاعت میری اُمّت کے کبائر کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے ہے۔

نوٹ:

اسی حدیث پاک کی سند ابن ماجہ نے حضرت جابر سے لی ہے یعنی حضرت انس اور حضرت جابر دونوں فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: میرے وہ اُمّتی جو سنگین جرائم اور کبائر ذنوب کے مُرتکب ہوں گے میں اُن کی شفاعت کروں گا۔
مُسندِ امامِ اعظم کی روایت کے مُطابق صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کی۔ یَارَسُولَ اللہ! آپ کس کس کی شفاعت فرمائیں گے؟ تو آپ نے اِرشاد فرمایا۔

۱۔ اہلِ کبائر کی۔

۲۔ اہلِ عظائم کی۔

۳۔ اہلِ دماء کی۔

وہ لوگ جنھوں نے کسی کا ناحق خُون کیا ہوا ہو گا اُن کی بھی شفاعت اور سفارش کروں گا۔

اہلِ کبائر:

اہلِ کبائر سے تو وہ لوگ مُراد ہیں جو گُناہ کبیرہ کے مُرتکب ہوں اُن کی شفاعت ہو گی خواہ دوزخ میں جانے سے قبل ہو یا کچھ سزا بُھگتنے کے بعد۔

اہلِ عظائم:

لغتاً عظائم کے معنی میں چند احتمالات ہیں۔

۱۔ یہ کبائر ہی کی تفسیر ہے کیونکہ یہ کوئی مزید یا مختلف معنی نہیں رکھتا۔

www.waseemziyai.com

۲۔ یا ہوسکتا ہے کہ کبائر سے مراد حُقُوقُ اللہ ہوں اور عظائم سے مُراد حقوق العباد۔

۳۔ یا پھر یہ تخصیص بعد التعمیم کی صُورت ہے کہ کبائر سے عام گُناہِ کبیرہ مُراد ہیں اور عظائم سے مراد وہ کبیرہ گناہ ہوں جو اپنے اندر بہت ہی زیادہ بے حیائی رکھتے ہیں۔ مثلاً! ترکِ نماز۔ زِنا کاری۔ لواطت وغیرہ

۴۔ یا یہ تعمیم بعد التخصیص کی شکل ہے کہ کبائر سے مراد گُناہِ کبیرہ ہیں اور عظائم سے مَراد ہر گُناہ خواہ وہ صغیرہ ہو خواہ کبیرہ کیونکہ صغیرہ بھی اللہ جَلَّ شَانُہٗ وَعَمَّ نَوالُہٗ کے مُقدّس بندوں کے نزدیک بڑے ہی ہوتے ہیں' جو اللہ کے حُکم سے ذرّہ برابر بھی انحراف کرنا اپنے لیے قیامت سمجھتے ہیں۔ مَثلاً! اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ (پارہ ۱۸، سورہ النور، آیت ۱۱)

وضاحت:

یہ حدیث پاک اس امر کو واضح کرتی ہے کہ مُرتکب گُناہِ کبیرہ مومن ہے اور مُستحقِ شفاعت ہے۔

کافر کی شفاعت نہ قُرآنِ حکیم سے ثابت ہے اور نہ ہی احادیثِ مُبارکہ سے۔ قُرآنِ مجید فرقانِ حمید میں اللہ جَلَّ شَانُہٗ کافروں کے مُتعلّق ارشاد فرماتا ہے۔

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ (پارہ ۲۹، سورہ المدثر، آیت ۴۸

تو اُنہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہ دے گی۔

یہ آیہ مُبارکہ بہ بانگِ دُھل اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ کافروں کے لیے' مُشرکوں کے لیے شفاعت کا دروازہ قطعی حتمی جزمی بند ہے۔

صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدّین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ آیہ کریمہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔ انبیا کرام، ملائکہ، شہداء، صالحین، جنہیں اللہ تعالیٰ نے شافع کیا

www.waseemziyai.com

ہے وہ ایمانداروں کی شفاعت کریں گے کافروں کی شفاعت نہ کریں گے' تو جو ایمان نہیں رکھتے اُنہیں شفاعت بھی مُیَسَّر نہ آئے گی۔

مُنکرین:

منکرینِ شفاعت یہ کہتے ہیں کہ شفاعت کے ثبُوت کی آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ یہ اُن مسلمانوں کے حق میں ہیں جنھوں نے گناہِ صغیرہ کیے ہوں' نہ کہ گناہِ کبیرہ کے مُرتکبین کے لیے۔ یہ سراسر قرآن وسنّت کے ساتھ زیادتی ہے کیونکہ صغائر باقی نیکیوں سے مُعاف ہو جاتے ہیں اور اللہ الرحمٰن خُود بخود معاف فرما دیتا ہے۔

ارشادِ ربُّ العلمین ہے:

اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ۔ (پارہ ۱۲، سورہ ہود، آیت ۱۱۴)

بے شک نیکیاں بُرائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

نیکیوں سے مراد پنجگانہ نمازیں ہیں جو اسی آیہ میں ذکر ہوئیں یا مطلق طاعتیں یا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھنا ہے۔

(خزائن العرفان)

مسئلہ:

مذکورہ بالا آیت سے مَعلُوم ہوا کہ نیکیاں' صغیرہ گناہوں کے لیے کفّارہ ہوتی ہیں خواہ وہ نیکیاں نماز ہوں یا صدقہ یا ذکر و استغفار یا اور کچھ۔ مُسلِم شریف کی حدیث میں ہے کہ پانچوں نمازیں اور جُمعہ دُوسرے جمعہ تک اور ایک روایت میں ہے کہ رمضان دُوسرے رمضان تک یہ سب کفّارہ ہیں اُن گناہوں کے لیے جو ان کے درمیان واقع ہوں جبکہ آدمی کبیرہ گناہوں سے مُجتنب ہو۔

شانِ نزول:

ایک شخص نے کسی عورت کو دیکھا اور اس سے کوئی خفیف سی حرکت بے حجابی کی سرزد

www.waseemziyai.com

ہوئی اس پر وہ نادم ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس شخص نے عرض کیا کہ صغیرہ گناہوں کے لیے نیکیوں کا کفّارہ ہونا کیا خاص میرے لیے ہے؟ فرمایا: نہیں، سب کے لیے۔

(تفسیر خزائن العرفان از صدر الافاضل)

ارشادِ ربُّ العالمین ہے:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا۔ (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۳۱)

اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں مُمانعت ہے تو تمہارے اور گُناہ ہم بخش دیں گے اور تمہیں عزّت کی جگہ داخِل کریں گے۔

سَیِّاٰتِ:

مذکورہ بالا آیہ کریمہ میں "سَیّات" سے مُراد صغائر ہیں لہٰذا مُنکرینِ شفاعت کا یہ کہنا کہ شفاعت صرف صغائر کے مُرتکبین کے لیے ہے "باطل ٹھہرا"۔

اقسام:

شفاعت کی تین (۳) اقسام ہیں۔

۱۔ شفاعت بِالوجاہت۔

۲۔ شفاعت بِالمحبّت

۳۔ شفاعت بِالاِذن۔

۱۔ شفاعت بالوجاہت:

شفاعت بالوجاہت کا معنی یہ ہے کہ جس ذات کی بارگاہ میں شفاعت کی جائے اس نے شفاعت کرنے والے کو عام افراد کے مُقابلہ میں ایسا خُصُوصی اِمتیاز اور شرف عطا

فرمایا ہو، جس امتیاز کیوجہ سے ان کو گناہ گاروں کی بخشش یا عذاب میں کمی یا پھر نیکو کاروں کے درجات و مراتب میں بلندی کی اجازت عطا کی ہو۔ اب اگر وہ ذات اس کی شفاعت قبول نہ فرمائے تو اس ذات کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا لیکن! اُس کا شفاعت قبول نہ فرمانا اس خصوصی شرف اور امتیاز عطا کرنے کے خلاف ہوگا جو اُس نے ان مقربین کو عطا فرمایا ہے۔ حضرات انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا مُقرّب بنایا ہے اور وجاہت عطا فرمائی ہے اس پر قرآنِ پاک میں کئی ایک شواہد اور دلائل موجود ہیں۔

شہادت ا:

ارشادِ احکم الحکمین ہے۔

وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ۔

(پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۴۵)

حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بارگاہِ الٰہی میں دُنیا اور آخرت میں صاحبِ جاہ و منزلت اور وجیہ و باوقار ہیں اور مُقربین میں سے ہیں۔

وجیھاً:

وَجِیْهًا ذَاجَاهٍ فِی الدُّنْیَا بِالنُّبُوَّةِ وَالْاٰخِرَةِ بِالشَّفَاعَةِ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی۔ (جلالین، ھذا المقام)

وہ باوجاہت اور باوقار ہونگے دُنیا میں، وہ یوں کہ نبوّت سے اُنہیں سرفراز فرمایا جائیں گے۔ اور باوقار ہونگے آخرت میں وہ یوں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں شفاعت اور مَراتبِ عالیہ سے مُشرّف فرمائے گا۔ "بالشفاعۃ" سے مُراد خاص اپنی اُمت کی شفاعت ہے جو ہر نبی کو حق دیا جائے گا۔ لیکن شفاعتِ کُبریٰ و عُظمیٰ خاصہ ہے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جیسا کہ بعثتِ عامہ آپ علیہ السّلام کا ہی خاصہ ہے۔

www.waseemziyai.com

شہادت ۲:

ارشادِ مالِکُ الملک ہے:

وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا۔ (پارہ ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت ۶۹)

اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والا ہے۔ (کنز الایمان)

حضرت موسیٰ علیہ السّلام صاحبِ جاہ اور صاحبِ منزلت اور مُستجابُ الدّعوات ہیں۔ (خزائن العرفان)

شہادت ۳:۔

فرمانِ ملک الوہاب ہے۔

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا۔ (پارہ ۲، سورہ البقرہ، آیت ۱۴۴)

تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اُس قبلہ کی طرف جس میں تُمہاری خُوشی ہے۔

(کنز الایمان)

مسئلہ:

اس سے مَعلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی رِضا منظور ہے اور آپ ہی کی خاطر کعبہ کو قبلہ بنایا گیا۔ (خزائن العرفان)

ماشاءاللہ سُبحان اللہ الحمدللہ

تمام حضرات انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصّلوٰت والتّسلیمات کی وجاہت مُتعدّد آیاتِ کریمہ سے ثابت ہے اور ظاہر ہو چکی ہے چند ایک کا ذِکر بطورِ اِختصار کیا گیا اور بالخُصُوص نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وجاہت قُرآن وسُنّت کی روشنی میں اظہر مِنَ الشّمس ہے۔ ان دلائل کی بُنیاد پر اہلِ سُنّت کہتے ہیں کہ شفاعت کی عُمُومی اجازت کے علاوہ انبیاء کرام علیہم السّلام بِالعُمُوم اور نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بِالخُصُوص اپنی

www.waseemziyai.com

وجاہت کی بِنا پر شفاعت فرمائیں گے۔

۲۔ شفاعت بِالْمَحَبَّت:۔

شفاعت بالمحبّت یہ ہے کہ جس ذات کی بارگاہ میں شفاعت کی جائے' شفاعت کرنے والا اُس کا محبوب ہو اور وہ اپنے محبوب کی شفاعت کو قبول کرتا ہو' اُس کی شفاعت کو مان لیتا ہو۔ اگر قبول نہ کرے نہ مانے تو اُس کو کوئی رنج نہیں ہوتا لیکن! نہ ماننا، نہ قبول کرنا اُس مقامِ محبّت کے خلاف ہے جو اُس نے محبوب کو عطا کیا ہے۔ محبّت کا تقاضا یہ ہے کہ محبوب کو راضی کرنا اور اُس سے رنج کو دُور کرنا' اس صُورت میں شفاعت کرنے والے کی شانِ محبوبیت ظاہر کرنا مقصود ہوتی ہے نہ کہ کسی خطرہ سے بچنا۔

شفاعت بِالمحبّت پر ایک نہیں بلکہ کئی شواہد اور دلائل مَوجُود ہیں۔

دلیل ۱:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه و آله وسلم اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُه' بِالْحَرْبِ وَ مَاتَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّه' فَاِذَا اَحْبَبْتُه' كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِی یَسْمَعُ بِهٖ وَ بَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَ یَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَأَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّه' وَ لَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّه' وَ مَاتَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُه' تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَاءَ تَه'۔ (بخاری شریف، کتاب الرقاق، ص ۹۶۳، باب التواضع، حدیث ۱۴۲۲۔ ص ۹۶۳، ریاض الصالحین، باب المجاہدہ، حدیث ۹۵)

حضرت اُبو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اِرشاد فرماتے ہیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: بے شک' اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے جو شخص میرے کسی ولی سے عداوت رکھے'

www.waseemziyai.com

میں اُس کو اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ اور میرے بندے کا کسی چیز کیساتھ میرا قرب حاصل کرنا فرض کی ادائیگی سے بڑھ کر مجھے محبوب نہیں۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا تَقَرُّب حاصِل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُسے محبوب بنالیتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو مَیں اُس کے کان بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ سُنتا ہے اور اُس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سَوال کرے تو مَیں اُسے عطا کرتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو مَیں اُس کو پناہ دیتا ہوں اور کسی کام میں مجھے تَرَدُّد نہیں ہوتا جس کو میں کرتا ہوں مگر مومن کی مَوت کو بُرا سمجھنے کو بُرا سمجھتا ہوں۔

مولانا روم فرماتے ہیں:

گُفتہ اُو گُفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود (مثنوی)

اِنسان کا کہا ہوا اللہ جَلَّ شانُہٗ وعَمَّ نوالُہٗ کا ہی کہا ہوا ہوتا ہے اگرچہ بندے کی زُبان سے وہ کلمات نِکلتے ہیں۔ طاقت اللہ ربُّ العزّت کی ہوتی ہے اور زُبان اِنسان کی ہوتی ہے۔ انسان اللہ ربُّ العزّت کی صفات جمالیہ، صفاتِ جلالیہ اور صفات کمالیہ کا مظہر بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تاج الاولیاء حضرت علی بن عثمان بن علی سُنّی حنفی ماتریدی ہجویری جلالی غزنوی ثم لاہوری کی مَنقبَت میں فرماتے ہیں۔

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رَہنما

فرماتے ہیں کہ حضرت علی ہجویری اللہ ربُّ العزّت کے خزانوں کو تقسیم کرنے والے ہیں

www.waseemziyai.com

اور شکستہ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے والے ہیں اور بچھڑے ہوؤں کو ملانے والے ہیں کیونکہ! آپ اللہ ربّ العزت کی نورانیت کے مظہر ہیں۔

دلیل ۲:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه و آله وسلم۔ رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّه‘۔

(مسلم شریف، باب ۹۳۵، کتاب البر والصلہ والادب، حدیث ۲۵۵۸، جلد دوم ص ۳۲۹، ریاض الصالحین، باب فضل ضعفۃ المسلمین، حدیث ۲۵۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرمانِ دلنشیں ہے کہ بہت سارے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے بال پراگندہ ہوتے ہیں' چہرہ اور کپڑے غبار آلودہ ہوتے ہیں' جن کو دروازوں سے دھکے دیئے جاتے ہیں' اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو وہ ضرور اُن کی قسم کو پورا کرتا ہے۔

دلیل ۳:

عَنْ حَارِثَةَبْنِ وَهْبٍ قَالَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه و آله وسلم اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ؟ کُلُّ ضَعِیْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَ بَرَّه‘۔

(الحدیث) مشکوۃ شریف، باب الغضب والکبر فصل اوّل، ص ۴۳۳۔ بخاری شریف، مسلم شریف، جلد دوم، ص ۳۸۲، باب جہنم، ریاض الصالحین، باب فضل ضعفۃ المسلمین، حدیث ۲۵۴

حضرت حارثہ بن وھب فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں جنّتی لوگ نہ بتاؤں؟

سُنو! بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو کمزور ہوتے ہیں اور اُنہیں کمزور سمجھا جاتا ہے اگر وہ اللہ کی قسم کھا جائیں تو اللہ اُن کی قسم پُوری کردے۔

www.waseemziyai.com

مولانا رُوم کا فرمان ہے۔

اولیاء راہست قُدرت از الہ

تیر جستہ باز گرداند ز راہ (مثنوی)

اللہ ربُّ العزّت اپنے بندوں کو یہ طاقت عطا فرماتا ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس لے آتے ہیں۔

حکیم الامت مُفتی احمد یار خاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: پہلے تو بندہ اللہ تعالیٰ کی رِضا چاہتا ہے' پھر ایک وقت وہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی رِضا چاہتا ہے۔

ما حصل:

مذکُورہ ارشاداتِ نَبوِیہ کا ما حصل یہ ہے کہ انسان آہستہ آہستہ مُحبّ سے محبوب بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ محبت کے تقاضا کو پُورا فرماتے ہوئے کمالِ شفقت فرماتا ہے۔ انسان جس طرح چاہتا ہے اسی طرح انسان کو خُدائے ذُوالمِنَن مالا مال فرما دیتا ہے۔

صالحین، شُہَداء، صِدّیقین خُصُوصاً حضرات انبیاء کرام کی طرف سے یہ کوئی اکراہ وغیرہ نہ ہوگا' نہ ہی اللہ ربُّ العزّت کی ذاتِ بابرکت کو پریشر میں لانا ہوگا' یہ محض محض اور محض اپنے محبوبین اور مُقربین پر اس کا خُصُوصی فضل وکرم اور اِحسانِ عظیم ہوگا۔

قُرآن وسُنّت کی روشنی میں دو(۲) اقسام بیان کی جا چکی ہیں۔ تیسری قسم کا تفصیلی بیان تحریر کرنے سے پہلی میری اللہ ربُّ العزّت کی بارگاہِ عالی شان میں دُعا ہے کہ اللہ احکم الحکمین و مَلِکَ المُلوک اپنے فضلِ عمیم اور کرمِ عظیم سے ہم سب کو دین و دُنیا میں مالا مال فرمائے اور محشر میں اپنے مُقربین ومحبوبین کی شفاعت سے بَہرہ وَر فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ شفیع المذنبین

=====

www.waseemziyai.com

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَکَلَّمَ بِکَلِمَۃٍ اَعَادَ هَا ثَلٰثاً حَتّٰی تُفْهَمَ عَنْهُ وَاِذَا اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ سَلَّمَ عَلَیْهِمْ سَلَّمَ عَلَیْهِمْ ثَلٰثاً۔

(مشکوۃ شریف' کتاب العلم' ص ۳۳۔ ترمذی شریف' باب کیف کان کلام رسول اللہ' حدیث ۲' ص ۱۵' بخاری شریف' کتاب العلم' باب ۲۷، حدیث ۹۴' ص ۲۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عادتِ شریفہ تھی جب آپ گفتگو فرماتے تو ایک ایک جُملہ، ایک ایک فقرہ اور ایک ایک کلمہ کو تین تین (۳) بار دُہراتے، تاکہ آپ کی کی ہوئی گُفتگو کو لوگ سمجھ پائیں اور اسی طرح آپ کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو تین (۳) دفعہ سلام فرماتے۔

تاکہ مُشکل سے مُشکل مضمون آسان ہو جائے لوگ غور و تدبُّر کے بعد اَسرار و رمُوز حاصل کر سکیں' نیز حاضرین بار بار مُتوجِّہ ہوں اور اچھی طرح محفوظ کرلیں۔

شفقت:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُقْبِلُ بِوَجْهِهٖ وَ حَدِیْثِهٖ عَلٰی اَشَرِّ الْقَوْمِ یَتَاَلَّفُهُمْ بِذٰلِکَ فَکَانَ یُقْبِلُ بِوَجْهِهٖ وَ حَدِیْثِهٖ عَلَیَّ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنِّیْ خَیْرُ الْقَوْمِ۔ (الحدیث)

(شمائل ترمذی' باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۵)

حدیث نمبر ۲:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت کا تذکرہ فرماتے ہوئے اور آپ کی شفقت پر تبصرہ فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السّلام قوم کے بدترین شخص کی طرف بھی تالیفِ قلوب کے خیال سے اپنی توجُّہ اور اپنی خصُوصی گُفتگو مبذول فرماتے تھے (جس کی وجہ سے اس کو اپنی خصُوصیت اور انفرادیت کا خیال

www.waseemziyai.com

ہوجاتا تھا) چنانچہ خود میری طرف بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہاتِ عالیہ اور کلام کا رُخ بہت زیادہ رہتا تھا حتیٰ کہ میں یہ سمجھنے لگا کہ میں ہی قوم کا بہترین شخص ہوں یہی وجہ ہے کہ آپ سب سے زیادہ میری طرف توجہ فرماتے ہیں۔

۳۔ شفاعت بالاذن:

شفاعت بالاذن یہ ہے کہ اللہ ربّ العزت اپنے بندے سے فرمائے کہ تم جس کسی کی سفارش کرنا چاہتے ہو "کرلو" یا بندہ خود بارگاہِ الٰہی میں عرض کرے۔

آئیں! ذرا احادیث مبارکہ کے مہکتے گلشن کی سیر کرتے چلیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُصَفُّ اَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمِ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَافُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِيْ اَنَا الَّذِيْ سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَ قَالَ بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِيْ وَهَبْتُ لَكَ وَ ضُوْءً فَيَشْفَعُ لَهٗ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ۔

(مشکوۃ شریف، باب الحوض والشفاعۃ (الفصل الثانی، ص۴۹۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخی لوگ صف بستہ ہونگے تو جنتیوں میں سے ایک شخص اُن پر گزرے گا تو ان میں سے ایک دوزخی کہے گا اے فلاں! کیا تو مجھے پہچانتا نہیں؟ میں وہی ہوں جس نے تجھے ایک گھونٹ پانی پلایا تھا۔ اور کوئی دوزخی کہے گا کہ میں وہی ہوں جس نے تجھے وضو کا پانی دیا تھا یہ جنتی اُن کی شفاعت کرے گا اور اللہ تعالیٰ اُنہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔

يُدْخِلُ:

بعض شارحینِ حدیث یہ فرماتے ہیں کہ "یُدخِلُ" کا فاعل اللہ ربُّ العزت ہے اور مفہوم یہ ہے کہ سفارشی کی سفارش کے بعد اللہ ربُّ العزت اپنا فضل و کرم فرمائے گا اور

www.waseemziyai.com

جہنمی کو جنت میں داخل فرمائے گا اور بعض شارحین کی یہ تحقیق ہے کہ "یدخل" کا فاعل جنتی ہے اور مفہوم یہ ہے کہ جنتی جہنمی کی سفارش کریگا اور جنتی جہنمی کو سفارش کے بعد جنت میں لے جائے گا ہر دو (۲) صورتوں میں مآل اور انجام یہی ہے کہ شفاعت حق ہے قرآن و سنّت سے ثابت ہے۔

مخفیات:

مذکور بالا حدیث پاک کا بغور جائزہ لینے سے بہت سے اُمور سامنے آتے ہیں۔

۱۔ صالحین، عَلماء اور شُہداء کی شفاعت برحق ہے۔ ملاحظہ ہو ارشادِ نبوی!

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثَلٰثَۃٌ" اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَاءُ۔

(مشکوٰۃ شریف' باب الحوض و الشفاعۃ' الفصل الثالث ص ۴۹۵' ابنِ ماجہ' باب ۷۸۴ ذکر الشفاعۃ، جلد دوم (۲)' حدیث ۲۱۱۷)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تین (۳) جماعتیں شفاعت کریں گی۔ انبیاء پھر علماء پھر شہداء ہاں! اس شفاعت سے مراد خاص شفاعت ہے ورنہ ہر نیک مسلمان گناہگار مسلمان کی شفاعت کرے گا۔ بیت اللہ، قرآنِ پاک، رمضان المبارک، مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے بچے شفاعت اور سفارش کریں گے۔ (اشعۃ اللمعات)

۲۔ مسلمان کو چاہیئے کہ کسی نیک اور صالح آدمی کی سنگت اور معیّت اختیار کرے اور یہی سنگت اور معیت دین و دُنیا میں کام آنے والی ہے۔ آئیں! قرآنِ پاک کی آیت کا مُطالعہ کرتے ہیں۔

اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ" اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ۔

(پ ۲۵۔ الزخرف۔ آیت ۶۷)

www.waseemziyai.com

گہرے سے گہرے دوست قیامت کے دِن ایک دُوسرے کے دُشمن ہوں گے مگر نیکو کار۔

خِلّت:

''خلّت'' کا معنی ہوتا ہے''گہری دوستی'' اور''خلیل'' کا معنی ہوا''گہرا دوست'' خلیل کی جمع ہے''اخلاء'' اخلاء کو معرف باللام کیا تو''الاخلاء'' ہوا۔کل قیامت کے دن محبت نفرت میں، دوستی دشمنی میں تبدیل ہو جاے گی۔ ہاں ہاں! جب دوستی کی بنیاد نیکی اور پرہیزگاری پر ہوگی تو وہ نیکی اور دوستی برقرار رہے گی نیز وہ دوستی دُنیا اور آخرت میں کام آئے گی۔

ارشادِ الٰہی کے ساتھ ساتھ ارشادِ نبوی بھی مُلاحظہ ہو!

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ۔

(مشکوۃ شریف،باب الحب فی اللہ ومن اللہ، ص ۴۲۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔انسان اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے تو ہر ایک سوچ لے کہ کس سے محبت کرنا ہے۔

مُناسب دوستوں: وست کا ہونا یہ اللہ ربُّ العزّت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔لیکن ارشادِ نبوی ہمیں اس طرف مُتوجّہ فرماتا ہے کہ دوستی کرنے سے پہلے یہ غور کر لینا چاہیئے کہ میں کس سے دوستی کر رہا ہوں۔حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ۔

اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحاً۔

www.waseemziyai.com

میں نیکوکاروں سے محبت کرتا ہوں اگرچہ اُن میں سے نہیں ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔

۳۔ انبیاء کرام، عُلَماء، شُہَداء اور صالحین کی خدمت کرنی چاہیئے اللہ تعالیٰ اس کا صلہ دُنیا اور آخرت میں عطا فرمائے گا۔ مذکُورہ بالا حدیث اسی امر کو واضح کر رہی ہے۔ جہنمی جہنمیوں کی صف میں کھڑا ہے اور جنّتی سے کہہ رہا ہے میں نے تجھے ایک گھونٹ پانی پلایا تھا۔ جہنمی جہنمیوں کی صف میں کھڑا ہو کر دُھائی دے رہا ہے اور جنتی سے اپیل کر رہا ہے کہ میں نے تجھے وُضُو کے لیے پانی مہیا کیا تھا۔ محض ایک گھونٹ پانی مہیا کرنے یا وُضو کے لیے پانی مہیا کرنے کی بُنیاد پر جنّتی جہنمی کی سفارش کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس جہنمی پر فضل و کرم فرماتے ہوئے اسے جنّت میں داخل فرمائے گا۔ سدا بہار اور ہمیشہ خدمت کرنے والوں کا کیا مقام ہوگا۔

۴۔ قیامت کے دن اللہ ربُّ العزّت انبیاء کرام، عُلَماء، شُہَداء اور صالحین کی عزّت کو یُوں نُمایاں فرمائے گا کہ جنتیوں کے راستہ میں گُناہگار مومن اس طرح صف بستہ کھڑے ہونگے جیسے امیر وغنی کے راہ میں بھکاری صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں اور اُن سے آس لگائے ہونگے کہ کوئی ہمیں پہچان لے اور چھڑا لے' ادھر جنتی آگے پیچھے سے گُزر رہے ہوں گے۔ (ھذا المقام اشعۃ اللمعات)

ارشادِ ربّانی ہے

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

(پ ۲۸۔ المنٰفقون، آیت ۸)

عزّت اللہ ربُّ العزّت کے لیے ہے اور عزّت اُس کے رسُول کے لیے ہے اور عزّت مومنوں کے لیے ہے لیکن مُنافق نہیں جانتے۔

۵۔ شفاعت سے ہم جیسے گُناہگاروں کی تقدیریں پلٹ جائیں گی اسی حدیث پاک کی

www.waseemziyai.com

روشنی میں متنِ حدیث میں آپ نے دیکھا کہ دو (۲) شخص دوزخیوں کی صف میں صف بستہ ہیں' ایک گزَرنے والے مردِ صالح نے شفاعت کی۔ شفاعت کی برکت سے جہنمی جہنمیوں کی صف سے نِکل کر جنّتی ہو گئے۔ شفاعت اور دُعا سے دَنیا میں قضا بدل جاتی ہے اور آخرت میں اللہ ربّ العزّت کی کرم نوازی حاصِل ہو جاتی ہے۔

۶۔ اسی حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے دن ہر آدمی کو اپنا ایک ایک عمل یاد ہو گا کیونکہ قیامت کے دن ایک ایک عمل کی حاجت وضرورت ہو گی۔ یہی وجہ ہے صوفیاءِ کرام اور اَولیاءِ عُظّام، عَلَمائے مِلّت اِرشاد فرماتے ہیں کوئی بھی عمل چھوٹا ہو یا بڑا یا معمولی سے معمولی اُس کو چھوٹا اور معمولی سمجھ کر ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

ارشادِ مالِکَ الملک ہے:

اور ارشادِ ملکِ روزِ جزاء ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَه، وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَه۔

(پارہ ۳۰، سورہ الزلزال، آخری آیت)

پس جو شخص رائی کے دانہ کے برابر نیکی کرے گا وہ اُس کو پالے گا اور جو شخص رائی کے دانہ کے برابر بُرائی کرے گا وہ اُس کو پالے گا۔

اہلِ سنّت و جماعت: جزاء وسزا کے بارے میں اہلِ سُنّت و جماعت کا عقیدہ مُناسب، موزوں، جائز، دُرست اور حق ہے۔ مُعتزِلہ کا یہ کہنا کہ نیک آدمی کو اچھا صلہ عطا فرمانا اور بَرے آدمی کو سزا دینا یہ اللہ تعالیٰ پر فرض ہے' یہ غلط ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالی اپنے ذمّہ کرم پر کوئی چیز لے لے' ورنہ کوئی شئے اُس پر لازم' واجب اور فرض نہیں۔ یہی حدیث پاک دیکھ لیں ایک آدمی جہنّم کا مُستحق ہے' جہنمیوں کا سا اُس کا عمل ہے' اپنے بندے کی شفاعت و سفارش پر اللہ تعالیٰ نے اُس کو جنّت میں داخِل فرما دیا۔

www.waseemziyai.com

وہ بخش دے تو اُس کا فضل

نہ بخشے تو اُس کا عدل

حضرت عطا سے فرمایا حضرت علقمہ نے: يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَوْ عَذَّبَ الْمَلَائِكَةَ الَّذِيْنَ لَمْ يَعْصُوْهُ طَرْفَةَ عَيْنٍ عَذَّبَهُمْ وَ هُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَّهُمْ (الحدیث)

(مسند امام اعظم، باب ۷، عَدَمُ خُلُوْدِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي النَّارِ ص ۱۲)

اے ابا محمد! اگر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو عذاب دے جنہوں نے ایک لمحہ کے لیے بھی اُس کی نافرمانی نہیں کی تو کیا وہ ظالم نہیں ٹھہرے گا۔

قَالَ نَعَمْ

حضرت عطا نے کہا: ہاں ہاں نہیں۔

شارحین کرام تحریر فرماتے ہیں اگر خاتمہ اچھا بھی ہو تو بھی جنّت کا ملنا عمل پر موقوف نہیں بلکہ رحمتِ الٰہی پر موقوف ہے۔ چنانچہ حضرت عطا نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ معصوم بندوں یا فرشتوں کو عذاب دے تو بھی اُس کے لیے ظُلم نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے احسانات ہر بندہ پر اس قدر زیادہ ہیں کہ وہ اُن کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔

۷۔ قیامت کے دن انسانوں کی انسانوں کے ساتھ معرفت اور جان پہچان ہوگی' یہی وجہ ہے کہ جہنّم کا مُستحق دوزخی لوگوں کی صف میں صف بستہ ہوتے ہوئے گزرنے والے جنّتی کو پہچان لے گا اور عرض کرے گا۔ "اَمَا تَعْرِفُنِيْ" کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ میں وہی شخص ہوں جس نے آپ کو ایک گھُونٹ پانی پلایا اور ایک اور شخص کہے گا میں وہی شخص ہوں کہ جس نے آپ کو وضو کے لیے پانی مہیا کیا تھا۔

امام بغوی' حضرت سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب مومن جنت میں داخل ہوگا تو پُوچھے گا: میرا باپ کہاں ہے؟ میری ماں کہاں ہے؟ میرے بچے کہاں ہیں؟ میری بیوی کہاں ہے؟ اُسے بتایا جائے گا کہ اُنہوں نے تیری طرح نیک اعمال

www.waseemziyai.com

نہیں کیے اس لیے وہ یہاں موجود نہیں۔ تو وہ جنتی جواب میں کہے گا کہ میں اپنے لیے اور ان کے لیے نیک اعمال کیا کرتا تھا۔ پھر کہا جائے گا اے فرشتو! ان لوگوں کو بھی جنّت میں داخل کرو۔ (زیرِ آیت 'مظہری)

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ۔

(پارہ ۲۴، سورہ المومن، آیت ۸)

نیز اسی آیہ کریمہ کی تفسیر میں مُفسّرین کرام فرماتے ہیں امام بغوی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم صراحۃً فرماتے ہیں کہ "صَلَحَ" سے مُراد صلاحیتِ ایمانی ہے یعنی اگر مشفوع جس کے حق میں شفاعت کی جارہی ہے وہ مومن ہو تو شافع کی شفاعت اور سفارش اُس کو فائدہ دے گی۔ نیز امام بغوی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث پاک اگرچہ موقوف ہے (کسی صحابی کی روایت کی صراحت نہیں) لیکن (آخرت کے واقعات سے تعلق رکھنے کیوجہ سے) مرفوع کے حکم میں ہے۔

اِسلامی تصوّرِ شفاعت:

ارشادِ احکم الحٰکمین ہے

وَمَآ اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَيْدِيکُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ کَثِيْرٍ۔

(پ ۲۵، الشوریٰ، آیت ۳۰)

اور جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے سبب پہنچی ہے اور وہ (کریم) درگزر فرمادیتا ہے (تمہارے) بہت سے کرتوتوں سے۔

دُوسرے مقام پر علیم وحکیم اللہ ربُّ العزّت کا فرمانِ ذیشان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ۔

(پارہ ۵، سورہ النسآء، آیت ۱۱۶)

www.waseemziyai.com

بے شک اللہ جلّ شانہٗ وعم نوالہٗ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اُس کے ساتھ شرک کیا جائے اور شرک کے علاوہ جس گناہ کو چاہتا (اپنے فضلِ عمیم وکرمِ خاص سے) مَعاف فرما دیتا ہے۔

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر نہ گناہگار کو سزا دینا واجب ہے اور نہ ہی مطیع کو جزاء دینا۔ اگر وہ معاف فرماتا ہے تو اُس کا فضل اور اگر وہ مَعاف نہیں فرماتا تو اس کا عدل ہوگا۔

قرآنِ حکیم فرماتا ہے:

فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔

(پارہ ۳، سورہ البقرۃ، آیت ۲۸۴)

وہ اللہ ربّ العزّت جسے چاہتا ہے (اپنے فضلِ خاص سے) مُعافی اور بخشش عطا فرما دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔

یہ آیات مبارکہ بہ بانگِ دُھل یہ اعلان کر رہی ہیں کہ مَعافی دینا یا نہ دینا اُس کے ذمّہ کرم پر ہے۔ شفاعت سے گناہگار کو عذابِ نار سے بری فرما کر جنّت میں داخل کرنا اُس کے لیے واجب نہیں۔ اس لیے یہ کہنا بے جا ہوگا کہ شفاعت سے معاف فرما کر گناہگار کو اس کے گناہوں پر دلیر کرنا ہے اور بد کو بدی پر آمادہ کرنا ہے۔ بد کو بدی کی سزا نہ مِلی اور مُجرم کو جُرم کی پاداش نہ بھگتنا پڑی تو یہ اللہ ربُّ العزّت کے وعدہ کے خلاف ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْھَا۔ (پارہ ۲۴، سورہ حٰم السجدۃ، آیت ۴۶)

جو بُرا عمل کرے گا اُس کا وبال اُسی پر ہوگا۔

اس قسم کے نظریات محض بے جان اور بے دلیل و بلا ثبوت ہیں اور بے بُنیاد ہیں کیونکہ یہ تو ایک حقدار کا اپنے حق سے دست بردار ہونا ہے اس لیے کہ بھلائی کے وعدہ

www.waseemziyai.com

میں خلاف کرنا عیب ہے مگر جُرموں سے درگزر فرمانا اور گناہوں کی سزا نہ دینا خلافِ وعدگی نہیں بلکہ یہ تو لائقِ تحسین ہے۔

اسلام ہمارے سامنے جو شفاعت کا نظریہ اور تصوّر پیش کرتا ہے وہ یہی ہے کہ بعض گُناہگاروں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ محضہ یا حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور دیگر مقربین کی شفاعت سے بخش دے گا (اور یہ لازمی، ضروری اور واجب نہیں کہ گُنہگار کو بھروسہ کی گنجائش پیدا ہو اس کیوجہ سے) پھر بخشش کی کئی صورتیں ہیں، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ

۱۔ کچھ عذاب بھگتنے کے بعد بخشش ہو۔

۲۔ اصل عذاب میں کمی کردی جائے۔

۳۔ بالکل مُعاف کیا ہوگا؟

کیسے ہوگا؟

واللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالْ

اصل بات اور حقیقت صرف اللہ ربُّ العزّت ہی جانتا ہے۔ بہرحال! ہم نہیں جانتے کہ ہمارا شُمار کس گروہ میں ہوگا، اس لیے ہر آن، ہر لمحہ، ہر لحظہ، ہر گھڑی، ہر ساعت ہمیں ڈرتے رہنا چاہیئے اور چاہیئے کہ ارتکاب معصیت کے وقت عذابِ الٰہی کے خوف کو دل میں جگہ دے کر معصیت سے باز رہیں اور اگر خدانخواستہ نفس کی فریب کاریوں میں بھٹک کر کوئی گُناہ سرزد ہو جائے تو آریہ سماج کی طرح مایوسی کو دِل میں جگہ نہ دیں بلکہ توبہ کریں۔

کیونکہ رحیم وکریم پروردگار قرآنِ مجید میں اعلان فرماتا ہے۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا۔

(پ۲۴، الزمر، آیت ۵۳)

(اے گُناہ کرکے اپنے آپ پر ظُلم کرنے والو)

اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہو' اللہ تعالیٰ (تمہارے) تمام گناہوں کی مغفرت و بخشش فرمادے گا۔

اس آیہ مبارکہ میں فرمایا جارہا ہے' اے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والو! آؤ اس دربارِ عالیہ کی طرف جو مایوس لوگوں کی مایوسی کو دُور فرما کر انہیں اپنی رحمت کے طفیل اُمّید کی کرن دکھاتا ہے۔

آئیں! اللہ کریم کے فضل، وسعتِ رحمت اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور دیگر مُقربین الٰہی کی شفاعت سے بخشش کے اُمّیدوار رہیں۔

اُس ذاتِ پاک نے تو محشر کو محض اسی لیے برپا کرنا ہے تاکہ وہ اپنے محبوبوں کی محبوبیت کو جہان والوں پر واضح' ظاہر اور روشن کرے۔

فقط اِتنا سبَب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ اَن کی شانِ محبوبی دِکھائی جانے والی ہے

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ رسالت مآب کی بارگاہِ عالیہ، مُقدّسہ، مُطہّرہ میں ایک نعت عرض کرتے ہیں جس کو سماعت فرما کر شفیع المذنبین آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے۔ اس نعت کا آخری شعر ضبطِ تحریر میں لایا جاتا ہے۔

وَكُنْ لِىْ شَفِيْعًا يَوْمَ لَا ذُوْشَفَاعَةٍ
سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبٍ

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس دن آپ کی شفاعت کے سِوا کسی کی شفاعت میرے کام نہیں آئے گی اُس دن آپ میری شفاعت کردیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مُسکرانا اور ان اشعار سے منع نہ فرمانا اس بات پر بین دلیل ہے کہ شفاعت برحق ہے اور وہ اللہ ربُّ العزت روزِ محشر اپنے محبوب بندوں کی

محبوبیت کی بِنا پر ان کی گُناہگاروں کے حق میں کی جانے والی شفاعت و سفارش کو قبول فرماتے ہوئے گناہگاروں کے گناہ معاف فرمادے گا اوران کے لیے دخُولِ جنّت کا حُکم صادر فرمادے گا جیسا کہ اس مضمون میں مذکُور آیات واحادیث اس بات کو اظہر من الشّمس کررہی ہیں۔

نیز قرآن مجید کی آیہ مبارکہ ہے

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (پارہ ۳۰،سورہ الضحیٰ، آیت ۵)

عنقریب آپ کوآپ کا رب اتنا رحمت فرمائے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے۔

شرح آیہ مُبارک طوالت چاہتی ہے' المختصر یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب کی رضا چاہتا ہے۔

میرے محبوب عالَم کے حاجت روا
کون جانے کہ کِتنا رُتبہ تیرا
چاہتے ہیں دو عالَم رِضائے خُدا
ربِّ عالَم کو تیری رِضا چاہیئے

اورمحبوبِ خُدا کی رِضا اسی میں ہے کہ میرا ایک اُمّتی بھی دوزخ میں نہ رہے بلکہ میرا گُناہگار سے گناہگار اُمّتی بھی جنّت میں داخِل ہوکر جنّت کی اَبدی نعمتوں سے لُطف اندوز ہو اور مزہ ولذّت حاصِل کرے۔علاوہ ازیں بے شُمار اور اَن گِنت آیات واحادیث مستعدفی الذہن ہیں مگر طوالت کی فِکر دامن گیر ہے اس لیے راقم الحرُوف نے فقط اِنہیں پر اِکتفا کیا ہے۔

آنسوؤں کی زباں ہو میری تَرجُماں

دُعا:

راقم الحرَوف بارگاہِ محبوبِ خَدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں عرض ومعروض کرتے

www.waseemziyai.com

ہوئے اِلتجاءِ عاجزانہ کرتا ہے کہ یَارَسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! آپ کا یہ گُناہگار و سیاہ کار اُمّتی جو آپ کے رُوبرو سر تو کیا نظر تک بھی اُٹھانے سے عاجز ہے یَارَسُولَ اللہ! آپ کے اس گُناہگار اُمّتی کا سر شرمندگی سے پست اور آنکھیں فرطِ ندامت سے جُھکی پڑی ہیں آپ رحمۃ اللعالمین ہیں اس گُناہگار کی سرِ حشر نہ صرف گُناہوں کی بخشش کرادیں بلکہ رحمت وکرم کی پھوار برساتے ہوئے گناہوں کے بدلے میں نیکیاں دِلادیں اور بغیر حساب و کِتاب کے جنت میں داخِلہ دلوادیں۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

اللہ رب العزت ہم سب کو آقا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شفاعت نصیب فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین

==============

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

www.waseemziyai.com

اِختیاراتِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّاوَلَہٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ السَّمَآءِ وَ وَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرَئِیْلُ وَ مِیْکَائِیْلُ وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ۔

(ترمذی شریف، جلد دوم، ص ۲۰۸، مشکوٰۃ شریف کتاب المناقب ص ۵۶۰)

حضرت ابُوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "نہیں ہوا کوئی نبی مگر اُس کے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہوتے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں سے۔ ہاں ہاں میرے آسمانی دو وزیر جبرئیل اور میکائیل ہیں اور میرے زمینی دو وزیر ابوبکر اور عمر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما"۔

مالکِ حقیقی:

ہر چیز کا مالکِ حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وُہ اپنی ذات، اپنی صفات اور اپنے کمالات میں وحدہٗ لاشریک ہے۔

اِرشادِ ربّانی ہے۔

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد

وہی اللہ ربُّ العزّت اَحکم الحاکمین ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے:

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (پارہ ۷، سورہ الانعام، آیت ۵۷)

حُکم صرف اللہ ربُّ العزّت ہی کا ہے، اس کی عطاء کے بغیر کوئی ایک ذرّہ کا مالِک نہیں۔ ہاں! اس مالکِ حقیقی نے اپنے فضل وکرم سے اپنے بعض بندوں کو اپنی چیزوں کا

www.waseemziyai.com

مالک بنایا ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے:

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ

(پارہ ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۲۸)

یقیناً زمین اور زمین کے خزانوں کا مالِک اللہ ربُّ العزّت ہے۔ ہاں! جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اس زمین اور اس کے خزانوں کا وارث بنا دیتا ہے۔

بندوں کی یہ ملکیت عطائی، عارضی اور مجازی ہوتی ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

هٰذَا عَطَآؤُنَا (پارہ ۲۳، سورہ صٓ، آیت ۳۹)

یہ ہماری عطا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ذاتی، دائمی اور حقیقی ہے۔

عطائے الٰہی کا ذِکر قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں بکثرت موجود ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ

(پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۲۶)

فرما دیجئے اے اللہ تو ہی ملک کا مالِک ہے اور تُو جسے چاہتا ہے مُلک عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے مُلک چھین لیتا ہے اور تُو جسے چاہتا ہے عزّت عطا فرماتا ہے اور تُو جسے چاہے ذلیل کرتا ہے، تیرے ہی قبضۂ قدرت میں خیر اور بھلائی ہے، بے شک تُو ہر چاہت پر قادِر ہے۔

یوں ہی ارشادِ نبوی ہے:

اُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ ۔ (البخاری، باب الاعتصام جلد دوم ص ۱۰۸۰)

www.waseemziyai.com

"مَفَاتِیْحَ" مفتاح کی جمع ہے یوں ہی "خَزَائِنْ" خزینہ کی جمع ہے اور "الارض" معرف باللام ہے۔ مَفَاتِیْح خَزَائِنْ کی طرف مضاف ہے۔ اب معنیٰ یُوں ہوگا کہ مجھے تمام زمین کے تمام خزانوں کی تمام چابیاں عطا فرمادی گئی ہیں۔

نوٹ:

بعض احباب اپنی کم علمی اور کم فہمی نیز قرآنی مُطالعَہ سے دُوری کی وجہ سے

"لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ" (پارہ ۲۴، سورہ الزمر، آیت ۶۳) سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مالِک ومُختارِکُل اور مُختارِ عام نہیں ہیں۔ حالانکہ مُفسّرین کا اس بات پر اِتفاق ہے کہ قُرآنِ پاک کی بہترین تفسیر وہ ہے جو سُنّت سے ہو۔

الحاصِل:

تمام زمین کے تمام خزانوں کی تمام چابیاں اللہ ربُّ العزّت کے مِلک اور قبضہ میں ہیں اور اللہ ربُّ العزّت نے اپنے فضل وکرم سے تمام زمین کے تمام خزانوں کی تمام چابیاں اپنے محبوب کو عطا فرمادی ہیں اور یہی سرکارِ دوعالَم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیغام اور اعلان ہے اور یہی مذہب مُہذّب اہلِ سُنّت وجماعت ہے۔

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ اور احادیثِ مُبارکہ سے یہی ثابت ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

مذکُورہ بالا حدیث پاک کا سادہ ترجمہ پڑھ اور سمجھ لینے سے پتہ چل جاتا ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم زمین وآسمان کے بادشاہ ہیں اور اللہ ربُّ العزّت کے فضل و کرم سے حاکم ہیں کیونکہ وزیر اُسی کے ہوتے ہیں جو بادشاہ اور حاکم ہو۔ دُنیا جہاں میں بلکہ ارض وسماء میں کوئی ایسا حاکم نہیں دیکھا اور پایا گیا جو کہ حاکم تو ہو لیکن بے اختیار ہو۔

www.waseemziyai.com

بالفاظِ دیگر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ کے فضل وکرم سے سید الکونین و الثقلین ہوں اور میں حاکم ہوں۔ میری حکومت کے دو صوبے ہیں ایک زمین اور ایک آسمان۔ اور میرا دار الحکومت، دار الخلافہ مدینہ منوّرہ ہے۔ میرے ایک صوبہ ''آسمان'' میں میری سرپرستی میں جبریل امین اور میکائیل کام کر رہے ہیں اور میری حکومت کے دوسرے صوبہ ''زمین'' میں ابوبکر اور عمر کام کر رہے ہیں۔

ارشادِ ربّانی ہے:

قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔

(پارہ ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۵۸)

اے حبیب! اعلان فرمادو میں تم تمام کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور یہی مفہوم ارشادِ نبوی کا ہے۔

اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّةً (مشکوٰۃ، باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۲)

جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاکم اور با اختیار حاکم نہیں مانتا' وہ اَز رُوئے قرآن وسنّت ضال اور مُضل ہی نہیں بلکہ اعتقادی مُنافق بھی ہے۔ جو اَز رُوئے شرع مجاہر کافر سے بھی بدتر ہے۔

تحکیم:

ارشادِ ربانی ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ ۔ (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۶۵)

اے میرے حبیب! آپ کے پروردگار کی قسم یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو حاکم نہ مان لیں۔

www.waseemziyai.com

فَلَا:

عَلّامَہ ابنِ جریر کا کہنا ہے کہ "لَا" پر وقفِ تام ہوگا اور یہ ماقبل کی تردید ہے یعنی وہ لوگ جو اپنے گمان کے مطابق آپ کو حاکم تسلیم نہیں کرتے' اپنے معاملات، مقدمات اور باقی اُمُور طے کرنے کروانے کے لیے طاغُوت کعب بن اشرف کے پاس' یہود و نصاریٰ کے پاس جاتے ہیں اور اُنہیں ہی حاکم مانتے ہیں۔ "فَلَا" ان کی کوئی حیثیت نہیں اور ان کا گُمان باطل ہے' مرڈود ہے۔

اکثر مُفَسِّرِین کا یہ کہنا ہے کہ "فَلَا" زائدہ ہے جس کو قسم کی عظمت بڑھانے کے لیے لایا گیا ہے۔

"وَ" واوٗ قسمیہ ہے' اب نفی میں کمال پایا جائے گا۔

"لَا یُؤْمِنُوْنَ" میں کمال ایمان کی نفی نہیں بلکہ نفسِ ایمان کی نفی ہوگی اور معنیٰ یُوں ہوگا' اے میرے حبیب! آپ کے پروردگار کی قسم' یقیناً یقیناً جو آپ کو حاکم تسلیم نہیں کرتے وہ کمالِ ایمان تو درکنار نفسِ ایمان سے بھی محروم ہیں۔ مومن ہونے کے لیے آپ کو حاکم تسلیم کرنے کی تصدیق ضروری ہے اور زبان سے اعتراف اور اقرار ضروری ہے' اور عمل سے شہادت ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے مُرادِ مُصطفیٰ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بِشر نامی مُنافق کو صرف اس لیے قتل کیا کہ اُس نے عملاً یہ ثابت نہ کیا کہ میں آپ علیہ السلام کو حاکم تسلیم کرتا ہوں بلکہ آپ کے فیصلہ پر اعتراض کیا۔

الحاصل:

مسلمان ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ آپ کو حاکم مانا جائے اور حاکم وہی ہوتا ہے جو بااختیار ہو۔ کسی کو حاکم بھی ماننا اور بے اختیار بھی ماننا یہ اُس کے ساتھ ایک مذاق ہے' اور انبیاء کرام کے ساتھ مذاق حرام ہے بلکہ کُفر ہے۔

www.waseemziyai.com

"حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ" میں تحکیم شرعی مُراد نہیں یعنی آپ کو حاکم قرار دینا اور آپ کو حاکم بنانا کیونکہ یہ تحکیم آپ کو پہلے ہی حاصِل ہے اور اللہ ربُّ العزّت نے آپ کو حاکم بنایا اور آپ کو حاکم قرار دیا' بلکہ تحکیم سے مُراد حسّی تحکیم ہے یعنی آپ کو حاکم تسلیم کرنا اور حاکم ماننا' اپنے تمام مقدمات' مُعاملات آپ کے پاس لانا اور آپ کے سپُرد کرنا۔ اللہ ربُّ العزّت ہمیں حق کہنے، حق سمجھنے، حق سمجھانے اور حق پر عمل کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

===============

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزوۂ بدر

www.waseemziyai.com

غزوۂ بدر

حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَ عُبَيْدَاللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسلمَ كُلٌّ" حَدَّثَنِي طَآئِفَةٌ مِّنَ الْحَدِيْثِ قَالَتْ فَاَقْبَلْتُ اَنَا وَ اُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ اُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ" فَقُلْتُ بِئْسَ مَا قُلْتِ تَسُبِّيْنَ رَجُلاً شَهِدَ بَدْرًا فَذَكَرَ حَدِيْثَ الْاِفْكِ۔ (بخاری، جلد دوم، ص ۵۷۳)

حجّاج بن منہال فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نمیری نے ہمیں خبر دی کہ یونس بن یزید نے بیان کیا کہ میں نے زہری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے عروہ بن زبیر' سعید بن میتب' علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سُنی۔ ہر ایک نے حدیث پاک کا کچھ حصّہ میرے سامنے بیان کیا۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدّیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور مسطح کی ماں (قضائے حاجت کیلئے) جارہی تھیں کہ اچانک مسطح کی والدہ اپنی ہی چادر میں پھسل پڑی تو اس نے پھسلتے ہوئے کہا: مسطح ہلاک ہو جائے۔ میں نے کہا تو نے برا کیا ہے۔ تو نے ایسے شخص کو گالی دی ہے جو بدر میں شریک تھا اور واقعۂ افک بیان کیا۔ (بخاری شریف' کتاب المغازی ۵۷۱)

مذکورہ بالا حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ اور صحابیات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتنی محبت تھی۔ اگر کسی عورت کے بچّے سے اللہ اور اُسکے رسول کے خلاف کوئی کلمہ نکل گیا تو وہ اپنی اولاد سے کتنی نفرت کرتے تھے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ

www.waseemziyai.com

بدری صحابہ کی باقی صحابہ پر افضلیت ثابت ہے۔

حدیث نبوی ہے:

جَآءَ جِبْرِئِیْلُ اِلَی النَّبِی صَلی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلّم فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ اَھْلَ بَدْرٍ فِیْکُمْ قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِیْنَ۔

(بخاری شریف' کتاب المغازی حدیث ۳۷۳۹،ص ۵۶۹)

جبریل امین بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بدر میں شریک ہونے والوں کو کیسا شمار کرتے ہیں۔تو آپ نے جواباً فرمایا: وہ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں۔جبریل امین نے عرض کی۔

وَ کَذٰلِکَ مَنْ شَھِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلآ ئِکَۃِ۔ (بخاری، جلد دوم ص ۵۶۹)

اسی طرح جو فرشتے بدر کی جنگ میں شریک ہوئے تھے' وہ سب فرشتوں سے افضل ہیں۔

یونہی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَکُمُ الْجَنَّۃُ۔

(بخاری' کتاب المغازی حدیث ۳۷۳۱،ص ۵۶۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! بے شک اللہ تعالیٰ اہلِ بدر کے حال پر مطلع ہے اور کہا آئندہ جو چاہو کرو تمہارے لیے جنت ثابت ہو چکی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث پاک سے اہلِ بدر کی حوصلہ افزائی کی گئی' نہ کہ انہیں گناہوں پر اُبھارا گیا اور یہ حکم صرف اہلِ بدر کیلئے خاص ہے اس میں اُن کی عزت افزائی ہے۔مراد یہ ہے کہ قیامت میں تمہارے گناہوں کے باعث تمہارا مواخذہ نہ ہوگا بلکہ تمہارے گناہ عفو و مغفرت سے مقترن نہیں۔

www.waseemziyai.com

نبی غیب دان :

مکّۃ المکرّمہ میں مُشرکینِ مکّہ' کُفارِ مکّہ مقامِ بدر کی طرف نکلنے کی تیاری کر رہے تھے' ابوجہل سرپرستی کر رہا تھا۔ مکّۃ المکرّمہ کا ایک بہت بڑا سردار چھپ چھپا رہا تھا جس کا نام اُمیّہ بن خلف تھا۔ اُس اُمیّہ بن خلف کی بیوی کریمہ بنت معمر اور ابوجہل نے پُوچھا: کیوں چھپتے پھرتے ہو۔ تم تو بہادر بھی ہو' جنگجو بھی اور لڑاکے بھی نیز مکّۃ المکرّمہ کے سردار بھی۔ تو اُمیّہ نے جواب دیا کہ میرے بچپن کے دوست سعد بن معاذ نے مجھے بتایا تھا۔

اَنَّھُمْ قَاتِلُوْکَ۔ (بخاری شریف' کتاب المغازی، جلد دوم، ص ۵۶۳)

کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُنکے ساتھی تجھے قتل کریں گے اور یہ وضاحت نہیں کی تھی کہ کہاں قتل کریں گے۔ لہٰذا میں مکّہ سے باہر نہیں جانا چاہتا۔

یہ ہے شان میرے آقا کی' مشرکین بھی آپ کے علمِ غیب کے قائل تھے اور انہیں اس بات پر یقین تھا کہ جو آپ کی زبان سے بات نکلتی ہے' وہ ہو کر رہتی ہے۔ ابوجہل اور اپنی بیوی کے اصرار پر اُمیّہ جو کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سابق مالک تھا' میدانِ بدر کی طرف نکلا اور وہیں فی النار ہوا۔

نوٹ: علاّمہ کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اَنَّھُمْ قَاتِلُوْکَ۔ میں ہُم ضمیر کا مرجع ابوجہل اور اس کے ساتھی ہیں۔ اب معنیٰ یوں ہوگا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اس سے کہو یعنی اُمیّہ سے کہ وہ ابوجہل کو چھوڑ دے کیونکہ وہ اُس کا قاتل ہے اور یہ بات حقیقت ہے کہ ابوجہل ہی اُمیّہ بن خلف کا قاتل نکلا کیونکہ وہ ہی قتل کا سبب ہے۔ اور وہ ہی اُمیّہ کو میدانِ بدر میں لے کر گیا ورنہ اُمیّہ تو قدم قدم پر پیچھے ہٹنے کی کوشش کرتا تھا۔

مذکورہ بالا حدیث پاک کا آخری جملہ یوں ہے۔

www.waseemziyai.com

حَتّٰی قَتَلَهُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ۔ یعنی اُمیہ کو اللہ تعالیٰ نے بدر میں قتل کیا۔

(بخاری، جلد دوم، ص ۵۶۳)

عقیدہ:

اہلِ سُنّت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ فاعلِ حقیقی اور مؤثرِ حقیقی صرف اور صرف اللہ ربُّ العزّت کی ذات ہے، باقی تمام ذرائع وسائل اور اسباب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے زمانہ کو مؤثرِ حقیقی اور فاعلِ حقیقی مانا وہ مُشرک ٹھہرے۔

اور ارشادِ خُداوندی ہے۔

وَمَا یُهْلِکُنَا اِلَّا الدَّهْرُ (پارہ ۲۵، سورہ الجاثیہ، آیت ۲۴)

اور نہیں ہلاک کرتا ہمیں مگر زمانہ۔

یہ عقیدہ رکھنے والے لوگ کہ زمانہ ہی مؤثرِ حقیقی ہے، وہ مُشرک اور کافر ہیں۔

غزوۂ بدر میں کامیابی کے بعد کئی صحابہ نے اپنی ماؤں، اپنی بیٹیوں، اپنی بہنوں اور اپنی بیویوں سے نیز اپنے دوست واحباب سے کہا کہ ہم نے تعداد میں قلیل ہونے کے باوجود اور نیز بظاہر بے سروسامان ہونے کے باوجود کثیر اور مسلح مُشرکین پر فتح حاصل کی، اور فتح کی نسبت اپنی طرف کی۔

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ (پارہ ۹، سورہ الانفال، آیت ۱۷)

اے صحابہ! مُشرکینِ مکہ کو تم نے قتل نہیں کیا لیکن اُن کا قاتل اللہ تعالیٰ ہے۔

مُختارِ نبی:

غزوۂ بدر کا تفصیلاً مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مُختارِ کُل اور مُختارِ عام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صحابیؓ

خاص امیر المومنین حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ حکماً اور بالقوّہ مقامِ بدر پر ہی تھے لیکن حقیقتاً اور بالفعل مدینہ مُنوّرہ میں تھے۔ پھر بھی آپ نے اِرشاد فرمایا: اے عثمان! میری بیٹی اور تیری بیوی بیمار ہے' ان کا علاج معالجہ کرو۔

اِنَّ لَکَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَھِدَ بَدْرًا وَ سَھْمَہٗ

(بخاری' کتاب المغازی' مشکوٰۃ' مناقب عثمان ص ۵۶۲)

یقیناً تیرا اَجر بھی بدری صحابہ کے برابر ہوگا' اور مالِ غنیمت میں بھی تیرا برابر حِصّہ ہوگا۔

تمام مُحدّثین' مُفسّرین' مؤرخین حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شُمار بدری صحابہ میں فرماتے ہیں۔

نویدِ فتح:

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اللہ ربُّ العزّت نے پہلے ہی وعدہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ بدر پر غزوہ بدر میں فتح عطا فرمائے گا۔

ارشادِ ربّانی۔ یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَۃَ الْکُبْرٰی۔ کی تفسیر یُوں کی گئی۔

اُذْکُرْ یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَۃَ الْکُبْرٰی۔ ھُوَ یَوْمُ بَدْرٍ۔

(پارہ ۲۵، سُورۃ الدخان، آیت ۱۶، جلالین شریف)

اے میرے محبوب! مصائب اور تکالیف پر توجّہ نہ دیں بلکہ اُس دِن کو سامنے رکھیں جس دن ہم ان کُفّار کی سخت سے سخت پکڑ فرمائیں گے۔ اَلْبَطْشَۃَ الْکُبْرٰی سے مُراد سیدنا حضرت ابنِ مسعود کے قول کے مُطابق' غزوۂ بدر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم غزوۂ بدر کے دِن دُعا فرماتے اور انتہائی عجز اور انکساری کے ساتھ عرض کرتے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْشُدُ کَ عَھْدَکَ وَوَعْدَکَ۔ (بخاری، جلد دوم، ص ۵۶۴)

اے اللہ! میں سُوال کرتا ہوں کہ تُو اپنا وعدہ اور عہد پُورا کر۔

www.waseemziyai.com

اسی دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور عرض کی۔

حَسْبُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم

(بخاری، جلد دوم، ص ۵۶۴)

آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور جو اس نے وعدہ کیا ہے وہ ہی آپ کے لیے کافی ہے۔

ملائکہ اور فرشتے صرف اور صرف صحابہ کرام کے اعزاز اور احترام کیلئے آئے اور اُنہوں نے غزوۂ بدر میں باقاعدہ شرکت کی' ورنہ کافروں کو رُوئے زمین سے مٹانے کیلئے ایک فرشتہ ہی کافی تھا' اور فرشتہ سے بڑھ کر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کیا جانے والا وعدہ ہی کافی تھا۔

غزوۂ بدر:

یہ وہ غزوہ ہے جس میں حق اور باطل' سچ اور جھُوٹ' کُفر اور اِسلام ماننے والے اور مُنکر کُھل کر سامنے آ گئے۔ یہ غزوہ تمام غزوات کی اصل ٹھہرا۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ پڑھایا۔

" فَقَالَ تو فرمایا اِنَّہٗ شَهِدَ بَدْرًا۔ (بخاری جلد دوم، ص ۵۷۱)

میں اس بات پر فخر کرتا ہوں کہ جس کی میں نے نماز جنازہ پڑھائی وُہ بدری صحابی تھا۔

غزوۂ بدر وہ غزوہ ہے جس میں ستّر (70) مُشرکین قتل ہوئے جن میں سے چوبیس (24) کو صنادید قریش کہا جاتا تھا یعنی سربراہانِ قُریش۔ اور یونہی ستّر (70) مُشرکین کو قید کرلیا گیا اور یہی وہ غزوہ ہے جس میں اُبوجہل کو حضرت عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دونوں بیٹوں معوذ اور معاذ نے قتل کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہما

www.waseemziyai.com

قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتّٰى بَرَدَ

(بخاری، جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۵۷۳)

ابوجہل کو حضرت معوذ اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کاری ضربیں لگائیں حتیٰ کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔

ان دونوں حضرات کے والد کا نام حضرت حارث تھا۔ یہ دونوں نوجوان اپنے چچا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے دائیں بائیں ہو کر کہنے لگے کہ سُنا ہے اُبوجہل، نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بُرا بھلا کہتا ہے اور ہم اُس کو قتل کر کے سانس لیں گے۔

عزّت و ذِلّت:

ایک وہ وقت تھا جب حضرت یُوسُف علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عزیزِ مصر بنے اور اُنکے بھائی عزیز و اقارب، دوست و احباب، نیم پہچان کے بعد کہنے لگے۔

ءَ اِنَّكَ لَاَنْتَ يُوسُفُ (پارہ ۱۳، سُورہ یُوسُف، آیت ۹۰)

کیا تم ہی یُوسُف ہو؟

پھر ایک وہ وقت آیا کہ اُبوجہل آخِری سانس لے رہا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

آاَنْتَ اَبُو جَهْلٍ۔ (بخاری، جلد دوم، المغازی ص ۵۶۵)

کیا تُو ہی اُبوجہل ہے۔

نوٹ:۔ اُبوجہل کا اصلی نام عُمر بن ہشام تھا اور اُس کی کنیّت اُبوالحکم تھی۔ وُہ اللہ اور اُسکے رسُول سے زندگی بھر ٹکراتا رہا۔ آخر اُبوجہل قرار دیا گیا۔ اُس کو بار بار سمجھایا گیا۔

رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ۔

www.waseemziyai.com

حِکمت اور دانائی کی بُنیاد اللہ تعالیٰ سے ڈرنے میں ہے۔

اَلْجَاھِلُ عَدُوٌّ لِّنَفْسِہٖ فَکَیْفَ یَکُوْنُ صِدِّیْقًا لِّغَیْرِہٖ۔

جاہل اپنے آپ کا دشمن ہوتا ہے، وہ غیر کا کیسے دوست بن سکتا ہے۔

آخِر وُہ بد قسمت خُود بھی ڈُوبا اور جاتے جاتے اوروں کو بھی لے ڈوبا۔

جب غزوۂ بدر شروع ہوا تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، سیّد الشھداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کی طرف سے میدان کارزار میں اُترے اور اُن کے مقابلہ میں کُفر کی طرف سے عُتبہ، شیبہ اور ولید نکلے

حضرت ابُوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں قسم اُٹھا کر کہتا ہوں۔

ھٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّھِمْ (پارہ ۱۷، سورہ الحج، آیت ۱۹)

یہ آیہ کریمہ ان چھ (6) قریش کے بارے میں نازل ہوئی جو تین، حق اور تین باطل کی طرف سے آمنے سامنے آئے۔

سماعِ مُوتیٰ:

غزوۂ بدر پر نظر رکھنے والا ادنیٰ سے ادنیٰ طالب عِلم بھی یقین سے کہہ سکتا ہے کہ اموات سُنتے ہیں۔ غزوۂ بدر ختم ہونے کے بعد نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حکم دیا کہ چوبیس سرداروں کو خبیث مخبث کنُویں میں ڈال دیا جائے اور باقی مقتولین کو کنویں کے دائیں بائیں پھینک دیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جہاد کرنے کے بعد تین دن وہاں قیام فرماتے۔ آپ تین دن کے بعد آپ خبیث مخبث کنُویں کے پاس تشریف لائے اور مُشرکین مقتولین کو اُن کے ناموں اور اُنکے آباؤ اجداد کے ناموں سے یاد فرماتے ہوئے فرمایا۔

فَھَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا (بخاری، جلد دوم، ص ۵۶۶)

کیا وہ وعدہ جو تمہارے رب نے تم سے کیا تھا وہ تم نے سچا پا لیا۔ حضرت عُمرؓ گویا ہوئے کہ یا رسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مَاتُکَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَا اَرْوَاحَ لَھَا۔

(بخاری، جلد دوم، ص ۵۶۶)

کیا آپ ان اجسام سے گفتگو کر رہے ہیں جن میں ارواح ہی نہیں تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جواباً فرمایا۔

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْھُمْ

قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے، جو میں انہیں کہہ رہا ہوں تم اُس سے زیادہ سُننے والے نہیں ہو۔ جس سے معلُوم ہوا کہ اموات سُنتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ وہ جواب دے سکیں یا نہ دے سکیں۔

مزید برآں اہلِ حق سُنتے بھی ہیں اور پکارنے والے کی پکار کا جواب بھی دیتے ہیں۔

خَبِیْثٌ مُّخَبَّث" (بخاری۔ جلد دوم، ص ۵۶۶)

جس طرح لَیْل" الَیْلُ ۔ کا معنیٰ تاریک ترین رات ہے اور جس طرح۔ ظِلّ" ظَلِیْل" ۔ کا معنیٰ خُوب گھنا سایہ ہے اِسی طرح۔ خَبِیْثٌ مُّخَبَّث" ۔ کا معنیٰ اِنتہائی بدبُودار کنُواں ہے۔

میرے شیخ، شیخ الشیوخ حافظ الحدیث پیر سیّد جلال الدّین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ عُلماء کی ذمّہ داری ہے کہ مذہبِ مُہذّب اہلسنت و جماعت کے مُسلّمہ عقائد بیان کریں اور قرآن وسُنت کی روشنی میں بیان کریں۔ کبھی کبھی یُوں بھی فرماتے کہ آج کل لوگ قُرآن وسُنّت پر بھی کان دھرنے کیلئے تیار نہیں، چہ جائے کہ مختلف کہاوتوں، قصوں اور کہانیوں پر کان رکھیں۔

راقم الحروف کے والدِ مُحترم مَولانا نُور حُسین قادری فرمایا کرتے تھے کہ کیا اچھا ہو کہ عُلمائے کرام قُرآنِ پاک کے حافِظ ہوں اور اگر بالفرض حافِظ نہ ہوں تو قُرآنِ پاک

www.waseemziyai.com

پر ان کی گہری نظر ہو اور حدیث پاک اُن کی آنکھوں کے سامنے ہوتا کہ قرآنِ پاک' حدیث پاک پڑھتے جائیں' احکام ومسائل اور فضائل بیان کرتے جائیں۔

آخر میں دُعا ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو احبابِ بدر کے نقشِ قدم پر چلنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ نیز انکے درجات اور مَراتِب بُلند و بالا فرمائے اور ان سے فُیُوض وبرکات حاصل کرنے کی ہمت اور توفیق عطاء فرمائے۔

غنیمت:

ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش حضرات انبیاء کرام تشریف لائے لیکن کسی پیغمبر کے زمانہ میں قربانی کا گوشت اور مالِ غنیمت حلال نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور اپنے حبیب کا صدقہ جنگِ بدر کے موقع پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مُجاہدین کیلئے مالِ غنیمت کو مُباح' جائز اور حلال قرار دیا۔ ارشادِ نبوی ہے۔

اَحَلَّ لَنَا الْغَنَائِمَ (مشکوٰۃ، باب قسمۃ الغنائم ص ۳۴۹)

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے غنیمتوں کو حلال قرار دیا۔

==============

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غزوۂ اُحد

www.waseemziyai.com

غزوۂ اُحد

وَعَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَ لَمْ یَغْزُوَلَمْ یُحَدِثْ بِہٖ نَفْسَہٗ مَاتَ عَلٰی شُعْبَۃٍ مِّنْ نِفَاقٍ ۔(مشکوٰۃ شریف، کتاب الجہاد، الفصل الاوّل، ص۳۳۱۔ مسلم شریف، کتاب الامارہ، باب۲۲، ص۱۴۱)
(باب، ذمُّ مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَغْزُ)

سیّدنا حضرت ابُوہُریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: وہ شخص جو مر جائے اس حالت میں کہ نہ جہاد کرے اور نہ ہی جہاد کی تمنّا کرے' اور یُونہی نہ ہی جہاد کی تیاری کرے اور نہ ہی جہاد کا تصوُّر اور اُس کا خیال اُس کے دِل و دماغ' فہم و فراست میں آئے تو وہ مرنے والا مُنافِقت پر مرا۔ ایسا آدمی ایسے مُنافِق سے مُشابہ ہوگا جو جہاد سے کسی نہ کسی بِناء پر بچنا چاہتا ہے۔

نفسہ:

اگرچہ بظاہر منصوب ہے لیکن اس سے پہلے حرفِ جار پوشیدہ ہے۔

وجہ تسمیہ:

اُحُد ایک پہاڑ ہے جو مدینہ مُنوّرہ سے شمال کی طرف ہے اور یہ جبلِ اُحد مدینہ مُنوّرہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ مَوجُودہ پیمائش کے مُطابِق ساڑھے چار کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔

راقم السطُور نے دو بار جبلِ اُحد کی زیارت کی ہے۔ کبھی جبلِ اُحد مدینہ مُنوّرہ سے تین میل دور ہوا کرتا تھا' آج جبلِ اُحد مدینہ مُنوّرہ کا محلّہ اور حِصّہ بن چُکا ہے۔ مَوجُودہ حکومت نے کرید کرید کر جبلِ اُحد کو ایک خُوبصورت وادی میں تبدیل کر دیا ہے۔ چونکہ

www.waseemziyai.com

غزوہ احُد جبلِ اُحد کے پہلو میں ہوا' اِس لئے اِس غزوہ کو غزوہ اُحد کہتے ہیں۔

واہ اُحد:

اے اُحد تیری قسمت پر قُربان' تُو تو میرے محبوب کا بھی محبوب ہے۔ تیرا مقام خُدا ہی بہتر جانتا ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَا هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ

(بخاری شریف، کتاب المغازی، باب اُحد، یحبنا حدیث ۳۸۲۲، ص ۵۸۵)

اسباب:

اَلدُّنْيَا بِالْوَسَائِلِ لَا بِالْفَضَائِلِ

یہ عالم عالمِ اسباب ہے' غزوہ اُحد کے بھی کچھ اسباب ہیں۔

آئیں بغور جائزہ لیتے ہیں۔

۱۔ غزوۂ اُحد تین ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ ایک سال پہلے غزوۂ بدر نے مُشرکین مکّہ کو بین الاقوامی تجارتی شاہراہ سے محروم کر دیا تھا۔ دو عالمی تجارتی مراکز مکّۃ المکرمہ اور شام کے سنگھم میں مدینہ مُنوّرہ واقع ہے۔ قریش کو عظیم خطرہ تھا کہ وہ وادی ''غیر ذی ذرع'' میں محدود ہو کر نہ رہ جائیں۔

۲۔ جزیرۂ عرب کے تقریباً تمام باشندے بُت پرست تھے اور بُت پرستی کا سب سے بڑا مرکز مکّۃ المکرمہ تھا۔ قُریش کی سیاسی' مذہبی' اِقتصادی' معاشی حیثیت مُسلَّم تھی۔ اب قریش کی حیثیت مُتنازع فیہ ہوگئی۔ قریش نے مقامِ اُحُد پر اپنی حیثیت کی بقاء کی جنگ لڑی۔

۳۔ آج سے ایک سال قبل مقامِ بدر پر مسلمانوں کی فتح مِثالی واقع ہوئی۔

مسلمانوں کی اس عظیم الشان فتح اور مُشرکین کی ذِلت آمیز پسپائی نے قریش کو چُور چُور اور دو چار کر دیا تھا۔ وہ نیم پاگلوں اور ہارے ہوئے جواریوں کی طرح موَت کو زِندگی پر ترجیح دینے کیلئے تیار کھڑے تھے۔

۴۔ مقامِ بدر پر مُشرکین کے ستّر مقتول اور ستّر قیدی ہوئے، جن میں اُن کے چوٹی کے سردار بھی تھے۔ باقی ماندہ لوگ اپنے آپ کو سیاسی طَور پر یتیم اور لاوارث سمجھتے تھے۔

۵۔ مکّۃ المکرّمہ کا کوئی گھر، قبیلہ، خاندان ایسا نہ رہا جہاں کسی کا باپ، کسی کا بیٹا، کسی کا بھائی، کسی کا دوست موَت نے مقامِ بدر پر ہڑپ نہ کر لیا ہو۔

۶۔ آتشِ اِنتقام ہر وقت بھڑکتی رہتی تھی، جس نے اُن کی رات کی نیند اور دِن کے آرام کو حرام کر دیا تھا۔

۷۔ نوجوان تو درکنار بچّے، بُوڑھے، مرد و زَن کی زُبان پر سال بھر ایک ہی واویلا رہا کہ محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ساری قوم کو تباہ کر دیا ہے۔ بے تاج سرداروں کو قتل اور چوٹی کے چوہدریوں کو قیدی بنا لیا ہے، جب تک ہم اُن سے اِنتقام نہ لے لیں ہمارے دلوں کو قرار اور رُوحوں کو چین نصیب نہیں ہو سکتا۔

۸۔ عرب تاجر درہم کے ساتھ درہم اور دینار کے ساتھ دینار کمایا کرتے تھے۔ اُن دِنوں اُن کے ہاں ایک ہزار اُونٹ کا سامان تھا جس کی مالیت پچاس ہزار پاؤنڈ تھی۔ وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ مال انسان کو سرکشی پر اُبھارتا ہے، یا وہ چوروں کے ہاتھ لگ جاتا ہے یا اُس پر ڈاکہ پڑ جاتا ہے، وہ ضائع ہو جاتا ہے، کُچھ نہ کُچھ ہو تو اِنسان کی نافرمان اولاد اُس کو ضائع کر دیتی ہے۔

۹۔ عربوں میں صرف ایک شخص کا قتل لڑائی کا سِلسلہ چھیڑ دیتا جو سینکڑوں برس تک ختم نہ ہوتا۔ مُشرکین کے تو درجنوں سردار اور سپہ سالار مرے اور قیدی ہوئے۔

۱۰۔ مُشرکین کو ایک غلط فہمی تھی اور ایک گھمنڈ تھا کہ اچانک بدر میں شِکست و رِیخت کا

www.waseemziyai.com

شکار ہوئے۔ اب ہم نکلتے ہیں اور کشتیاں جلا کر نکلتے ہیں۔ نوجوان گلوکارہ' فنکارہ اور اداکارہ لڑکیوں کو ساتھ لے کر نکلتے ہیں۔

الامن:

اسلام امن و آشتی اور پیار و محبت کا درس دیتا ہے۔ بانیٔ اسلام اور شمعِ رسالت کے پروانوں نے کبھی بھی کسی قوم پر جنگ مسلط کرنے کی کوشش نہیں کی۔

ارشادِ نبوی ہے:

بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا وَ يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا

(مسلم شریف، کتاب الجہاد، حدیث ۴۴۱۰، ص ۸۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب بھی اپنے صحابہ میں سے کسی شخص کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو ارشاد فرماتے: اے صحابہ! لوگوں کو خوش کرو' متنفر نہ کرو' آسانی پیدا کرو' کسی کو مشکل میں نہ ڈالو۔

ہاں' دفاع مضبوط سے مضبوط کرنے کی تلقین فرماتے اور فرماتے: بچوں کو قتل نہ کرنا' بوڑھوں کو قتل نہ کرنا' درختوں کو بے مقصد نہ کاٹنا' عورتوں کو نہ ستانا۔

کُفّار:

اسلام کو مٹانے اور شمعِ رسالت کو گل کرنے کے ناپاک منصوبے کُفّار کے شیطانی ذہن ہر وقت تیار کرتے رہتے تھے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ

(پارہ ۱۰، سورہ التوبہ، آیت ۳۲)

کُفّار چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا ہے۔

www.waseemziyai.com

فانُوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کب بجھے جسے روشن خُدا کرے

غزوۂ بدر کی رُسواء کُن شِکست کا دھبہ دھونے کیلئے کُفّار تین ہزار کا لشکرِ جرار لے کر مکّۃ المکرّمہ سے نِکلے، جن کے پاس تین ہزار اُونٹ، سات صد زرہ پوش، دوصد گھوڑ سوار، ایک درجن مستُورات وغیرہ تھے۔

کیا لگ رہا تھا؟

ایسے محسوس ہوتا تھا کہ یہ جنگ لڑنے کیلئے نہیں بلکہ ہنی مون منانے کیلئے جا رہے تھے۔ اور وہ کُفّار تعداد میں مسلمانوں کے لشکر سے پانچ گُنا زیادہ تھے۔

مسلمان:

جمعرات اور جُمعہ کی درمیانی رات ۹ شوال المکرّم ۳ ہجری کو مسجدِ نبوی میں مشاورت ہوئی کہ جنگ کیسے لڑی جائے۔ اکابر صحابہ اور رئیس المُنافقین عبداللہ بن اُبّی بن سلول کی اِتّفاقاً رائے ایک ہوئی اور وہ یہ عورتوں کو محفوظ ترین قلعوں میں بند کر دیا جائے اور مدینہ کی گلیوں میں رہ کر جنگ لڑی جائے۔ حملہ آوروں کا اینٹوں اور پتھروں سے دفاع کیا جائے۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی رائے بھی اسی طرف مائل تھی لیکن دُوسری طرف جذبۂ شہادت سے معمُور نوجوان اس بات پر اصرار کرتے رہے۔ خصُوصاً وہ صحابہ جو کسی وجہ سے غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے کہ ہمیں شہر سے باہر جا کر ہاتھوں میں ہاتھ، آنکھوں میں آنکھ ڈال کر جہاد کرنا چاہیے تا کہ ہمیں کوئی بُزدل، کمزور خیال نہ کرے اور بار بار عرض کرتے:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَا تَحْرِمْنَا الْجَنَّةَ

www.waseemziyai.com

آپ ہمیں جنت سے محروم نہ کیجئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلے دن بروز جمعۃ المبارک جہاد کے موضوع پر خطبہ ارشاد فرمایا اور نمازِ عصر کے بعد جنگی لباس میں ملبوس باہر نکلے۔ پھر کئی صحابہ نے عرض کی:

یَارَسُولَ اللہ! ہم اکابر صحابہ اور آپ کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں اور مدینہ منورہ میں ہی رہ کر جنگ لڑیں گے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اب جنگ اطراف اُحد میں ہو گی۔ یہ اللہ کے نبی کی شان کے خلاف ہے کہ وہ بار بار اپنے فیصلے تبدیل کرے۔

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ

(پارہ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۵۹)

جب آپ کوئی پختہ اور پکا ارادہ کر لیں تو پھر اللہ کی ذات پر توکّل، اعتماد اور بھروسہ کریں۔

ارشادِ نبوی ہے:

اِمْضُوا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ لَكُمُ النَّصْرُ مَا صَبَرْتُمْ

(سُبُلُ الْہُدیٰ، جلد۴، ص ۲۷۷)

اللہ کا نام لے کر نکلو، نصرتِ الٰہی تمہارا ساتھ دے گی، جب تک تم صبر کا دامن پکڑے رہو گے۔

سبق: صرف ایک جملہ میں اُمّتِ مسلمہ کے قائدین کیلئے دو نایاب قیمتی موتی۔

۱۔ اپنی رائے پر بضد نہ رہو، بلکہ اہلِ اسلام کے اکثریتی فیصلے کا احترام کرو۔ نیز اُن کے جوش جہاد کی قدر کرو۔

۲۔ جب ایک بار کوئی فیصلہ کر لو، پھر اُس پر ڈٹ جاؤ۔ بار بار فیصلہ بدلنا، فیصلہ کرنے

www.waseemziyai.com

والے کی قوّتِ فیصلہ کو مجروح کرتا ہے اور جگ ہنسائی کا سبب بنتا ہے۔

مُشکل حالات میں قُوّتِ فیصلہ ہی کامیابی کی ضامن ہوا کرتی ہے۔

چڑھائی:

کُفّار کا لشکرِ جرار چڑھائی کرتا ہوا ''الابواء'' نامی بستی کے پاس سے گُزرا۔ ہند اُپنے خاوند ابُوسفیان کو کہنے لگی ''کیا تمہیں علم نہیں کہ محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) (فداہ رُوحی و قلبی فداہ امی وابی) کی والدہ کی قبر اِدھر ہی ہے تم اُسے تلاش کرلو اُن کی نعش اپنے قبضہ میں کرلو۔ اگر جنگِ بدر کی طرح ہم دوبارہ ہار گئے اور قیدی ہوگئے تو ایک ایک ہڈی کے بدلہ میں دراہم ودنانیر کی جگہ ایک ایک قیدی آزاد کرالیں گے۔ ابُوسفیان نے اس باتَ و پسند کیا اور باقی کُفّار کو بتایا اور سب نے خوشی منائی لیکن چند دانشور اور عقلمند نیز عمر رسیدہ لوگوں نے اس امر کی مخالِفت کی۔

اَنہوں نے کہا: اگر تم نے قبروں کو کھودنے کی رسم شروع کی پھر تمہارے دُشمن تمہارے اَسلاف کی قبروں کو کھود کھود کر اَن کی تذلیل اور رُسوائی شروع کر دیں گے۔

فِتنہ کے اس دروازہ کو بند ہی رہنے دو۔

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا (پارہ ۱۳، سورہ یُوسُف، آیت ۶۴)

اللہ تعالیٰ ہی بہترین مُحافِظ اور نگہبان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی والدہ کی حُرمت کو محفوظ رکھا۔

ابوعامر راہب:

ابوعامر راہب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری سے پہلے راہبانہ زندگی گزار رہا تھا۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے آپ کے محامد و مکارم بیان کرتا رہتا' لوگوں کو بتایا کرتا اور بتاتا۔

www.waseemziyai.com

نبیِ آخرُالزّماں کے ظہور کا زمانہ بالکل قریب آچکا ہے۔ جب آپ علیہ السّلام مدینہ مُنوّرہ تشریف لائے ۔آپ کی نیک نامی اور شہرت نِصفُ النہار تک پہنچی اور ہر سو آپ کا ذِکر ہونے لگا تو وہ بھی حسد کی آگ میں جلنے لگا۔

ابو عامر یثرب کے قبیلہ اوس کا فرد تھا۔اُسے اپنے قبیلہ میں وہی مقام حاصِل تھا جو عبداللہ بن اُبَی بن سلوَل کو اپنے قبیلہ خزرج میں حاصِل تھا۔

یہ بھی پچاس یا ستّر ساتھیوں سمیت لشکرِ کُفّار میں شامل ہو گیا۔

اب کُفار کی تعداد تین ہزار ستّر ہو گئی۔دوسری طرف لشکرِ اسلام جب مدینہ مُنوّرہ سے نِکل کر مقامِ شوط پر پہنچا تو رئیسُ المُنافِقین نے کہا: ہماری بات کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ لِہٰذا وہ تین سو مُنافِقین لے کر واپس آ گیا۔مزید پچاس افراد کو اس لئے واپس بھیج دیا گیا کہ وہ ابھی نا تجربہ کار اور بچے ہیں۔

اب مسلمانوں کی تعداد چھ سو پچاس رہ گئی۔ان کُفّار جنگی سور ماؤں کو کون بتاتا کہ شمعِ رِسالت کے پروانوں سے لڑنا کوئی آسان کام نہیں۔آندھیوں میں ثابت قدم رہنا' طوفانوں کا مقابلہ کرنا' سمندر کی موجوں کے سامنے کھڑے رہنا' پہاڑوں سے ٹکر لینا بہت آسان کام ہے مگر محمد عربی کے غُلاموں سے آنکھ میں آنکھ' ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر لڑنا بہت ہی مُشکل کام ہے۔چنانچہ کُفّار نے پانی کی طرح روپیہ بہانے کے ساتھ ساتھ پورے عرب میں جنگ کا جوش اور لڑائی کا بخار پھیلانے کیلئے بڑے بڑے شاعروں کو مُنتخب کیا۔

یہی وجہ ہے کہ لڑائی اپنے عُروج پر تھی اور کُفّار کی لائی ہوئی گلوکارہ گیت گا رہی تھیں' جو خود واویلا کر رہی تھیں' چیخ چیخ کر اور چلّا چلّا کر بدر کے مقام پر مرنے اور قیدی ہونے والوں کی یاد دلا رہی تھیں اور جنگی سور ماؤں کے خُون کو جوش دلا رہی تھی اور کہہ رہی تھیں۔

www.waseemziyai.com

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِقٍ نَمْشِیْ عَلَی النَّمارِقِ

ہم معزز لوگوں کی بیٹیاں ہیں' ہم نرم اور نازک قالینوں پر چلنے والیاں ہیں۔ ہم رات کو آنے والے مسافروں کی خدمت کرنے والی ہیں۔ ہم آسمان کے ستاروں کی طرح چمک دمک رکھنے والی ہیں۔

اَلدُّرُ فِی المَخَانِقِ وَالْمِسْكُ فِی الْمَفَارِقِ

شیشے جیسے ہمارے گلے ہیں اور ہمارے گلوں میں موتی ہیں اور کستوری ہماری مانگوں میں ہے۔

اِنْ تُقْبِلُوْا نُعانِقُ اَوْ تُدْبِرُوا نُفَارِقُ

اگر تم آگے بڑھو گے تو ہم تمہیں سینے سے لگائیں گی اور تم پیچھے بھاگو گے تو ہم تم سے جدائی اختیار کر لیں گی اور ایسی جدائی جس پر ہمیں کوئی افسوس نہ ہوگا۔

دوسری طرف محبوبِ ربّ العالمین' بارگاہِ ربّ العالمین میں دست بدعا تھے

اَللّٰھُمَّ بِكَ اَجُولُ وَ بِكَ اَصُولُ وَ فِیكَ اُقَاتِلُ

حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْل ط

اے اللہ! میں تیری قوت کے ساتھ ہی دشمن پر حملہ بولتا ہوں اور تیری دی ہوئی قوت کے ساتھ ہی ان پر حملہ آور ہوتا ہوں اور تیری رضا کیلئے ان سے جنگ کرتا ہوں۔

اے اللہ! تو مجھے کافی ہے اور تو ہی میرے لئے کارساز ہے۔

تعجب:

زمین و آسمان' مکین و مکاں' حجر و شجر' بحر و بر' اپنے اور بیگانے دیکھتے ہی رہ گئے ایک ہی مقام' ایک ہی چھوٹے سے پہاڑ اور ایک ہی جگہ پر ناز اور نیاز جمع ہو گئے کفار کی عورتیں اپنی طاقت پر ناز کر رہی تھیں اور آقا علیہ السّلام مجسمۂ نیاز بنے

www.waseemziyai.com

بارگاہِ ربّ العزّت کی طرف مُتوجّہ تھے۔ ایک طرف طاقت کا مُظاہرہ تھا اور دُوسری طرف تَوکّل، اِعتماد اور بھروسہ پر اکتفا کیا جا رہا تھا۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

(پارہ ۲۸، سورہ الطلاق، آیت ۳)

جو شخص اللہ ربّ العزّت پر تَوکّل کرتا ہے اللہ اُس کیلئے کافی ہے۔

اَبُودجانہ:

گیارہ شوال بروز ہفتہ تین ہجری تھی، غزوہ اُحد شروع ہوا۔

ارشادِ نبوی ہوا:

مَنْ يَّاْخُذُ هٰذَا السَّيْفَ بِحَقِّهٖ (ضیاءُ النّبی جلد دوم، ص ۹۴۸۰

کون ہے جو اس تلوار کو پکڑے اور اس تلوار کا حق ادا کرے۔

بہت سارے صحابہ نے اپنے اپنے ہاتھ بُلند کئے حتّٰی کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ظنِ غالب اور اُمید واثق تھی کہ مَیں حضرت صفیہ کا بیٹا ہوں اور حضُور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پھوپھی کا نُورِ نظر ہوں، یہ تلوار مجھے ہی آپ عطا فرمائیں گے لیکن نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ تلوار ابُودجانہ کو پکڑائی۔ حضرت ابُودجانہ نے بڑے بڑے جنگی سورماؤں کے چھکّے چھڑا دیئے۔ ایک نہیں درجنوں نامی صحابہ دیکھتے رہے۔ حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابُودجانہ سے کچھ دیر بعد مَلاقات کی اور دورانِ مَلاقات میں نے پُوچھا: آپ نے ایک نہیں کئی سرکشوں کے پرخچے اڑائے لیکن تعجّب ہے ایک مقام پر ہند زوجہ ابُوسفیان آپ کی تلوار کی زد میں تھیں اور آپ نے جان بُوجھ کر اُسے چھوڑ دیا، آخِر کیوں؟

تو حضرت ابُودجانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

كَرِهْتُ اَنْ اَضْرِبَ بِسَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

www.waseemziyai.com

اِمْرَاَءۃً وَلَا نَاصِرَ لَهَا (ضیاء النبی جلد سوم، ص ۴۸۳)

مَیں نے اِس بات کو ناپسندیدہ جانا کہ حضور کی تلوار کے ساتھ ایک عورت کو قتل کروں، اور وہ عورت بھی اس وقت بے یار و مددگار ہو۔

شیرانِ اِسلام:

شیرانِ اسلام کی مسلسل تگ و دَو نے کُفّار کو مرنے اور بھاگنے پر مجبور کردیا۔ اپنوں اور بیگانوں میں سے کون نہیں جانتا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ صحابہ کو حکم فرمایا تھا کہ فلاں درّہ اور فلاں شگاف سے دائیں بائیں نہ ہٹنا، چاہے ہم غالب ہوں یا مَغلوب۔

جب اصحابِ درّہ و شگاف نے دیکھا کہ فتح ہمارے پاؤں چُوم رہی ہے، ہم غالب آچکے ہیں، کُفّار بھاگ رہے ہیں تو مسلمانوں نے مالِ غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا اور مسلمانوں کے وہم و خیال میں بھی نہ تھا کہ ہماری طرف کوئی مڑ کر دیکھے گا۔ لاپرواہی کے عالم میں مال جمع کرتے رہے۔ آخر کار اُسی درّہ و شگاف سے اَبوجہل کے بیٹے عکرمہ اور خالد بن ولید نے (جو ابھی تک مُسلمان نہ ہوئے تھے) تابڑتوڑ حملہ کیا۔ اب بہار خزاں سے بدل گئی، صبحِ صادق صبح کاذب ہوگئی، صاف پانی کا سرچشمہ مکدر پانی میں بدل گیا۔ حتیٰ کہ حالات یکسر بدل گئے، صحابہ کو طرح طرح کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور اَیسے ماحول میں مسلمان مسلمانوں کو قتل کرنے لگے۔

حضرت امیر حمزہ کا قتل:

اللہ اور اُس کے رَسول کے شیر، سیّد الشّہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ایک خاکستری مست اُونٹ کی طرح اُحد پہاڑ پر ٹہل رہے تھے اور دندناتے پھرتے تھے۔ آپ کے مقابلہ میں کھڑا ہونے کی کسی کو طاقت نہ تھی۔

www.waseemziyai.com

اصلاً حبشی النسل ابُودسمہ وحشی نے پُوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو بتانے والے نے بتایا کہ یہ حمزہ ہے۔اب اُس نے آپ کا پیچھا کیا۔

ہند کے باپ عُتبہ کو یونہی جُبیر بن مَطعم کے چچا طیعمہ بن عدی کو مقام بدر پر حضرت امیر حمزہ نے قتل کیا تھا۔

ہند اور جُبیر بن مَعطم نے وحشی کو تیار کیا اور کہا کہ تم حمزہ کو قتل کردو، ہم تمہیں آزاد کردیں گے اور سونے سے لاد ڈالیں گے۔وحشی نے ایک چھوٹا سا نیزہ (حربہ) استعمال کیا تو حضرت حمزہ کی ناف کے قریب آر پار ہو گیا اور آپ شہید ہوئے۔آپ کی شہادت سے پہلے ہند اور جبیر بن مطعم جب بھی وحشی کے پاس سے گزُرتے تو ششکارتے۔

یَا اَبَادَ سْمَہ اِشْفِ۔ اِسْتَشْفِ

اے وحشی خُود بھی شفا پاؤ اور ہمیں بھی شفا بخشو۔

ہند اور جُبیر بن مَعطم بعد میں مُشرف باسلام ہوئے۔

حضرت حنظلہ:

سیّدنا حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بھی اس غزوہ اُحد میں شہید ہوئے۔

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ

(پارہ ۲۵، سورہ الشوریٰ، آیت ۱۳)

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اِنعامات کیلئے مُنتخب فرمالیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنی طرف اُس کی تَوجہ فرمالیتا ہے۔سیّدنا حضرت حنظلہ صِدق و وفا کے پیکر تھے اور ابو عامر راہب کے فرزندِار جمند تھے۔کیا یہ سچ نہیں؟

یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ

(پارہ ۲۱، سورہ الروم، آیت ۱۹)

www.waseemziyai.com

میرے رب کی یہ شان ہے کہ زندہ کو مُردہ اور مُردہ کو زندہ سے ظاہر فرماتا ہے۔

ابُوعامر راہب کفّار کے لشکر میں شامل ہوا اور اُسی کا بیٹا محمد عربی کے غلاموں میں' عظیم الشّان غلاموں میں' شریک ہوا۔

جب شُہَداءِ اُحد کی نعاشوں کو تلاش کیا گیا تو حضرت حنظلہ کی نعش نہ مِل سکی' صحابہ پریشان ہوئے۔

میرے پیارے اور آپ کے پیارے آقا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

صحابہ دیکھو تو سہی آسمان سے پانی کے قطرے گر رہے ہیں اور ملائکہ میرے جان نثار خادم کو آسمان پر غُسل دے رہے ہیں۔

مسئلہ:

شہید کو غسل نہیں دیا جاتا' پھر حنظلہ کو کیوں دیا گیا؟

میرے آقا نے فرمایا: حنظلہ کی بیوی جمیلہ کے پاس جاؤ اور اسے جا کر پوچھو اور یہ معاملہ جا کر بتاؤ تو سیدہ جمیلہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کے بعد بتایا کہ ہماری کل ہی شادی ہوئی تھی اور آج کی رات' شبِ زفاف کی تھی۔

مُنادی نِدا دے رہا تھا نِکلو' رسُول اللہ کا حکم ہے' نِکلو۔ عفت شعار' پاکباز' پاکدامن سیدہ جمیلہ نے فرمایا کہ حنظلہ لبیک لبیک کہتے ہوئے غُسل کے بغیر ہی نِکل گئے میں نے مشورہ دیا کہ غَسل فرمالیں تو حنظلہ نے فرمایا: پیچھے ہٹ جاؤ' دروازے کھول دو کوئی بلانے والا بلا رہا ہے۔

؎ گُل فروشی ہے بہانہ' ہوں تلاشِ یار میں
ڈھونڈتا پھرتا ہوں اُسے ہر گُل و گلزار میں

اور فرمایا: جمیلہ! مِلیں گے' ضرور ملیں گے' پر میرے یار کے قدموں میں ملیں گے۔

www.waseemziyai.com

احتیاط:

سیّدہ جمیلہ نے اگلے دن صبح سویرے چار احباب کو بُلایا، فرمایا: گواہ بن جاؤ گذشتہ رات، شب زفاف تھی، کل کلاں کوئی یہ نہ کہے کہ جمیلہ کے گھر بیٹا کیسے پیدا ہوا؟

مُدّتِ حمل گزری، سیدہ جمیلہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم بیٹا عطا فرمایا، جس کا نام ''عبداللہ'' رکھا گیا۔

یزید پلید اور خبیث نے جب اپنی خباثت اور پلیدی کا اظہار کیا، مکۃ المکرمہ اور مدینہ مُنورہ کا بھی اِحترام پسِ پُشت ڈال دیا تو آپ اہلِ مدینہ کے لشکر کے کمانڈر تھے۔

ع......شیراں دے پُتر شیر

جانِ عالَم:

یہی وہ غزوہ اُحد ہے جس میں جانِ عالَم کو بھی ستایا گیا اور آپ پر ایک نہیں کئی بار قاتلانہ حملہ ہوا۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو قدرے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مُشابہت رکھتے تھے، مقامِ اُحد پر شہید ہوئے۔ شیطان اور شیطان کی ذُرّیت نے واویلا شروع کر دیا۔ اِنَّ مُحمدٌ قَدْ قُتِلَ۔ جانِ عالَم کو شہید کر دیا گیا ہے۔

یہ خبر سُنتے ہی صحابہ کرام غم نہیں، غموں کے سمندر میں بہہ گئے۔ کئی صحابہ نے مدینہ مُنوّرہ کا رُخ کیا اور کئی جان نثاروں کے دِل ٹوَٹ گئے اور پریشانی کے عالَم میں کہنے لگے: ''بس''

اب ہماری زِندگی کا کیا فائدہ؟ اور تیسری طرف پندرہ کے قریب صحابہ سدِ سکندری بن کر میرے آقا کے دائیں بائیں حصار بن گئے۔

www.waseemziyai.com

الانتباہ:

راقم السطور کی طرف سے قارئین کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ مبارک زخمی ہوئے، سر پر پہنے ہوئے خود کی دو تین کڑیاں بھی آپ کے خدوخال میں پیوست ہوئیں لیکن آپ کے دانت مبارک ٹوٹے نہیں تھوڑے بہت متاثر ہوئے ہیں۔

عوام کالانعام میں مشہور ہے اور بعض دفعہ ذمہ دار حضرات بھی بیان کر جاتے ہیں کہ آپ کے دانت مبارک ٹوٹ گئے۔

یاد رکھنا ہوگا کہ حضرات انبیائے کرام ظاہری، باطنی، جسمانی، روحانی، دینی، دنیاوی عیوب سے پاک ہوئے ہیں۔ جس طرح نبی خائن، کاذب "ظالم نہیں ہوتا" اسی طرح نبی لنگڑا لولہ کانا، بوڑا نہیں ہوتا۔

مباحثہ:

جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی بے بنیاد خبر پھیلنے کے بعد ابو سفیان نے تکبرانہ انداز میں سوال کیا:

اَفِی الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ

اَفِی الْقَوْمِ ابْنُ اَبِی قُحَافَۃَ

اَفِی الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ

(بخاری، باب غزوہ اُحد، حدیث ۳۷۸۷، جلد ثانی، ص ۵۷۹)

کیا قوم میں محمد ہے؟ (فِدَاً اَبِیْ وَ اُمِّیْ)

کیا قوم میں ابنِ ابی قحافہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں؟

کیا قوم میں ابنِ خطاب (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) ہے؟

www.waseemziyai.com

ہے تو بتاؤ؟

اور ساتھ ہی ابوسفیان نے اعلان کر دیا

یقیناً یہ لوگ مارے جا چکے ہیں۔

مُرادِ مصطفےٰ امیر المومنین نے اِرشاد فرمایا:

يَا عَدُوَّ اللّٰهِ اَبْقَى اللّٰهُ لَكَ مَا يُخْزِيْكَ

(بخاری، جلد ثانی، باب غزوہ احد، ص ۵۷۹)

اے اللہ کے دُشمن تو جُھوٹ بول رہا ہے ہم تینوں زندہ ہیں اور تیری رُسوائی کیلئے اللہ نے ہمیں زندہ رکھا ہے۔

پھر ابُوسفیان بولا:

لَنَا عُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ

(بخاری، جلد ثانی، باب غزوہ احد، ص ۵۷۹)

ہمارے ہاں عُزّٰی ہے (بُت) تمہارے پاس کوئی نہیں۔

حضرت عمر نے فرمایا: **اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ**

(بخاری، جلد ثانی، باب غزوہ احد، ص ۵۷۹)

اللہ ربُّ العزّت ہمارا مددگار ہے، تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

پھر ابُوسفیان نے کہا: **هٰذَا يَوْمٌ بِيَوْمِ الْبَدْرِ**

(بخاری، جلد ثانی، باب غزوہ احد، ص ۵۷۹)

چلو آج بدر کا بدلہ برابر ہو گیا۔

حضرت عمر نے فرمایا: **لَا سَوَاءَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ**

برابری کیسے ممکن ہے؟ ہمارے مقتول جنّت میں ہیں اور تمہارے مقتول جہنّم میں ہیں۔

www.waseemziyai.com

(ہنداور ابُوسفیان بعد میں دونوں مسلمان ہوئے)

پھر ابُوسفیان نے کہا: اُعْلُ هُبَلُ وَاَظْهِرْ دِيْنَكَ

ابوسفیان نے اپنی خِفت مٹاتے ہوئے اعلان کیا: اے ھُبَل! تو بُلند ہو جا' اپنے دین کو غالب کر۔

تو حضرت عمر نے فرمایا: اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ

(بخاری، جلد ثانی، غزوہ اُحد، ص۵۷۹)

اللہ ہی سب سے اعلیٰ اور بزرگ ہے۔

اُعْلُ:

صیغہ واحد مذکر' مخاطب' فعل امر حاضر معلوم' ثلاثی مجرد' ناقص' واوی' از باب فَعَلَ يَفْعُلُ (نَصَرَ يَنْصُرُ)

هُبَلُ:

منادی مبنی علی الضم یا حرفِ ندا محذوف جیسے کہ ''یُوسُفُ'' کا مُعامَلہ ہے۔

نوٹ: منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو وہ مبنی علی الضم ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا جُملہ کی ترکیب کر دی گئی' کئی ساتھی اس جُملہ کے تلفّظ میں تسامح سے کام لیتے ہیں۔

اختتام:

اپنے بیگانے' صاحبِ شعور فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مسلمان پریشان تو ہوئے اور یقیناً ہوئے لیکن شِکَست وریخت' ٹُوٹ پھُوٹ اور شکست کا شکار نہ ہوئے' بلکہ فتح یاب ہوئے۔

۱۔ مسلمانوں نے مالِ غنیمت لوٹا اور مالِ غنیمت وہی لُوٹتا ہے جو کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔

www.waseemziyai.com

پاؤں پر کمبل ڈالتے تو چہرہ ننگا ہوتا۔

اَلْقُوْا عَلٰی رِجْلَیْہِ مِنَ الْاِذْخَرِ

(بخاری شریف، غزوہ احد، حدیث ۳۸۲۱، ص ۵۸۵)

ارشادِ نبوی ہوا:

کمبل مُصعَب کے چہرے پر ڈال دو، کچھ گھاس اُن کے پاؤں پہ ڈال دو اور سپردِ خاک کردو۔

کَانَ یَجْمَعُ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ مِنْ قَتْلٰی اُحُدٍ فِی ثَوْبٍ وَّاحِدٍ

(بخاری شریف، باب غزوہ احد، حدیث ۳۸۱۹، ص ۵۸۴)

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم شہداءِ اُحد کو دفن کرتے وقت دو دو شہداء کو ایک ایک کپڑے میں لپیٹتے اور دفنا دیتے۔

دُعا:

اللہ ربُّ العزّت اپنے فضل و کرم اور سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلۂ جلیلہ سے شُہداءِ اُحُد کے نقشِ قدم پر چلنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

===========

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

www.waseemziyai.com

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

یَحْكِيْ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ ضَرَبَهٗ قَوْمُهٗ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ وَ يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

(ریاض الصالحین، باب الصبر، حدیث ۳۶، مسلم شریف' کتاب الجہاد غزوہ اُحد' ص ۱۰۸، جلد ثانی، حدیث ۴۵۳۱)

سیّدنا حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سابِقہ انبیائے کرام میں سے کسی نبی کا واقعہ بیان فرما رہے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو زدوکوب کیا' وہ اپنے چہرے سے خُون پُونچھ رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے: اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما' ان کو علم نہیں ہے۔

اِنتقام:

قُریش نے انتقامِ بدر کے جوش میں مسلمانوں کی لاشوں سے بھی بدلہ لیا' اُن کے ناک کان کاٹ لئے۔ جن میں سے سیّدنا حضرت امیر حمزہ کا ذِکر پیش پیش ہے۔ لِہٰذا اُنہیں کے حوالے سے چند سطور سپُردِ قلم کرتا ہوں۔

نام:

عم النبی یعنی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا کا نام نامی اسمِ گرامی حمزہ ہے۔

والِد کا نام:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے والِدِ مُحترم کا اسم شریف حضرت عبدالمطلب ہے ''جو کسی تعارُف کا محتاج نہیں''۔

www.waseemziyai.com

والِدہ کا نام:

سیّدنا وسیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی والِدہ محترمہ کا نام ہالہ بنتِ وہب ہے۔

کنیت:

میرے اور آپ کے نبی "نبیِ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم" کے چچا کی کنیت ابُوعمارہ ہے۔

لقب:

سیّدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی القاب ہیں، جن میں سے دو زیادہ متعارف ہیں۔

۱۔ سیّد الشہداء: یہ وہ لقب ہے جو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کو اپنی زبانِ اطہر سے عطا فرمایا۔

۲۔ آپ کا دوسرا لقب "اَسَدُ اللّٰہِ وَاَسَدُ رَسُوْلِہٖ" ہے۔ آپ علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

حَمْزَۃُ اَسَدُ اللّٰہِ وَاَسَدُ رَسُوْلِہٖ

حمزہ اللہ اور اللہ کے رسُول کا شیر ہے۔

؎ کس شیر کی آمد ہے کہ رَن کانپ رہا ہے
رَن تو رَن، چرخ کہن کانپ رہا ہے

امام بغوی سے منقول ہے کہ ہادیٔ عالَم نُورِ مجسّم، شفیعِ معظّم، رحمتِ دوعالَم نے اِرشاد فرمایا: مجھے قسم ہے اُس خُدائے ذُوالجلال کی کہ جس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے، ساتوں آسمانوں میں لکھا ہوا ہے۔

www.waseemziyai.com

حَمْزَةُ اَسَدُ اللّٰہِ وَاَسَدُ رَسُوْلِہٖ

تعلّق:

سیّدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا میرے آقا علیہ السّلام سے کئی قسم کا جسمانی اور رُوحانی رابطہ تھا۔ مندرجہ ذیل سطور میں آپ دیکھ پائیں گے، چند ایک کا ذِکر کر رہا ہوں۔

۱۔ حضرت امیر حمزہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حقیقی چچا تھے۔

۲۔ حضرت امیر حمزہ آپ علیہ السّلام کے رضاعی بھائی تھے۔

۳۔ حضرت امیر حمزہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں خالہ زاد بھائی تھے۔
حضرت حمزہ کی والِدہ ماجِدہ ہالہ بنتِ وہب تھیں اور آپ علیہ السّلام کی والِدہ ماجِدہ سیّدہ آمنہ بنتِ وہب تھیں۔ (رضی اللہ عنہما)

۴۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام کے ہم زُلف بھی تھے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ مُحترمہ حضرتِ زینب، اُمِّ عمّارہ، اُمّ المومنین حضرت میمونہ کی حقیقی ہمشیرہ تھیں۔ (رضی اللہ عنہما)

۵۔ سیّدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ آقا علیہ السّلام کے منظورِ نظر تھے۔ حضر میں، سفر میں، خُوشی میں، غمی میں جب کبھی بھی وحدت کی ضرورت پڑتی تو آپ علیہ السّلام مُواخات فرماتے یعنی دو دو صحابہ کے درمیان یا تین تین صحابہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرماتے۔ بوقت مُواخات اپنے محبوب مُتبنّیٰ حضرت زید اور اپنے محبوب چچا کے درمیان مُواخات فرماتے۔

۶۔ پہلے سپہ سالار:

اکثر مؤرخین کے نزدیک حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے اِسلامی لشکر

کا امیر ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ ہجرت کے سات ماہ بعد آپ علیہ السّلام نے ساحلِ سمندر کی طرف تیس (۳۰) افراد پر مشتمل لشکر کا آپ کو امیر مقرر کیا اور یہ (سریہ) تھا۔ غزوہ الابواء وغزوہ الودان میں بھی آپ کو ہی علَم برداری کا شرف حاصل ہوا۔

نوٹ: یہ بات فائدہ سے خالی نہ ہوگی کہ جس جنگ میں آقا علیہ السّلام بنفسِ نفیس تشریف لے گئے اُسے غزوہ کہا جاتا ہے اور غزوہ کی جمع غزوات' مغازی ہیں۔ اور جس جنگ میں آپ علیہ السّلام بنفسِ نفیس تشریف نہ لائے اُس جنگ کا نام "سریہ" ہے اور سریہ کی جمع سرایا ہے۔

۷۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ انتہائی طاقتور' جنگجو' بہادر' نہایت غیرت مند' بہت بڑے خوددار اور قد آور تھے۔ اُن کے اِسلام لانے سے قُریش کی ایذاؤں میں کسی حد تک کمی آگئی۔ طاقت کا یہ عالم تھا کہ کفر واِسلام کے عظیم معرکہ غزوہ بدر میں جن عظیم فرزندانِ توحید اور شیرانِ اِسلام نے کُفّار سے پنجہ آزمائی فرمائی تھی وہ حضرت امیر حمزہ' حضرت علی اور حضرت عبیدہ بن حارث کرم اللہ وجوھھم ہی تھے۔

اولاد:

سفیرِ اسلام' مجاہدِ اسلام' سیّدُ الشہداء' سیّدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے دو فرزند تھے۔ حضرت عمّارہ اور حضرت یعلیٰ۔ اور اسی طرح آپ کی دو بیٹیاں تھیں' حضرت اُمِ فضل اور حضرت عمامہ۔

فائدہ:

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی آپ کے بیٹے عمارہ کی وجہ سے کُنیت ابُوعمارہ تھی اور یہی زیادہ مشہور تھی۔ لیکن یہ بات بھی حقیقت ہے کہ آپ کی دُوسری کُنیت ابُویعلیٰ تھی جو شُہرت نہ پاسکی۔

www.waseemziyai.com

مؤرخین نے بڑی تفصیل سے لکھا کہ جب اُبوجہل نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو انتہائی ہلکے الفاظ سے یاد کیا تو ایک لونڈی کے بتانے پر حضرت امیر حمزہ ابُوجہل پر لپکے اور اُسے زخمی کر دیا۔ ابُوجہل نے کہا:

یَا اَبَا یَعْلٰی اِنَّ مُحَمَّدًا سَبَّ آلِھَتَنَا وَ خَالَفَ اٰبَاءَ نَا

اے ابُویعلیٰ (اے حمزہ) تو مجھے گھور گھور کے دیکھ رہا ہے حالانکہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمارے بُتوں پر طعن و تشنیع کرتا ہے اور ہمارے آباؤ اجداد کی مُخالفت کرتا ہے۔ یہ کوئی تعجّب کی بات نہیں کہ آپ کی دو کُنیت ہونے کے باوجود آپ کا نام شُہرت پا گیا۔ بالفاظِ دیگر عَلَم کنیت سے زیادہ مشہور ہوا۔

ہاں! بہت سارے مؤرخین کا خیال ہے کہ آپ کی تین بیٹیاں تھیں اور تیسری بیٹی کا نام فاطمہ ہے۔ اور بعض کی تحقیق یہ ہے کہ سیّدہ اُمِّ فضل کا ہی دُوسرا نام فاطمہ ہے یعنی نام فاطمہ اور کُنیت اُمِّ فضل ہے۔

شہادت:

سیّد الشہداء حضرت امیر حمزہ کی شہادت شاید ہی کوئی لِکھ سکا ہو یا کوئی پڑھنے والا دِل پہ ہاتھ رکھ کر پڑھ سکا ہو۔ میرے آقا علیہ السّلام جتنے آپ کی شہادت پر غمگین ہوئے اُتنے کبھی بھی غمگین نہ ہوئے۔

کرم بالائے کرم:

ارشادِ ربّانی ہے:

اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (پارہ ۸، سورہ الانعام، آیت ۱۲۲)

www.waseemziyai.com

اور کیا وہ جو تھا مُردہ پس زِندہ کیا ہم نے اُسے اور بنائی ہم نے اس کیلئے روشنی کہ چلتا ہے ساتھ اُس کے لوگوں میں مِثل اس کے ہے جو تاریکیوں میں ہے' نہیں ہے نِکلنے والا اس سے اسی ہی طرح زینت دیئے گئے کافروں کیلئے وہ کام جو وہ کرتے تھے۔

(کنزالایمان)

اس آیہ کریمہ میں اللہ ربّ العزّت نے سیّد الشہداء کی حوصلہ افزائی فرمائی اور مومنوں کی تسلّی فرمائی اور فرمایا: حمزہ ایمان لانے سے پہلے مُردہ تھا ہم نے اُسکو زِندہ کیا یعنی اِسلام جیسی عظیم نعمت سے مالا مال فرمایا اور واضح فرمایا کہ بے اِیمان مُردہ ہے اور صاحبِ اِیمان زِندہ ہے۔ جو زندگی ہم عطا کریں اُس کو مَوت بھی فنا نہیں کر سکتی' وہ مر کر بھی زندہ رہتا ہے۔ اس آیہ کریمہ میں ''میّت'' سے مُراد کُفر ہے اور ''حیات'' ۔ ے مُراد اِیمان ہے اور ''نُور'' سے مُراد قُرآن ہے۔ جائیں جا کے دیکھیں کہ اُحد پہاڑ کے دامن میں سینکڑوں نہیں ہزاروں اُن کی قبر سے فُیُوض و برکات حاصِل کر رہے ہیں۔

الانتباہ:

قُرآن مجید میں بے جان' بے علم' بے عقل' بے ہدایت اور خُشک زمین کو مَیّت فرمایا گیا ہے۔ آج بہت سارے ضال' مُضِل' خُود گُمراہ اور اَوروں کو گُمراہ کرنے والے دندناتے پھرتے ہیں۔ اَنبیاء کرام' شُہداء اور اَولیاء کی زندگی کا انکار کرتے پھرتے ہیں' نیز قُرآنِ پاک کی مَن مانی حقائق کے خلاف تفسیر کرتے ہیں اور بطورِ استدلال چند آیات کریمہ تلاوت کرتے ہیں اور وہ

كَلِمَةُ حَقٍّ اُرِيْدَ بِهِ الْبَاطِلُ

کا مِصداق ہیں۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (پارہ ۲۰، سورہ النمل، آیت ۸۰)

کا یہ مفہوم نہیں کہ مُردے قبروں میں نہیں سُنتے بلکہ اَلْمَوْتٰی سے مُراد کافر ہیں۔

جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ جو کافر ہیں وہ ہٹ دھرم ہیں' ضِدی ہیں اور اپنی آخرت تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ آپ ان کو کچھ سُنوانا بھی چاہیں تو نہیں سُنوا سکتے۔ کیونکہ اِن کی آنکھیں تو ہیں لیکن دیکھتے نہیں' اِن کے کان تو ہیں لیکن سُنتے نہیں' اِن کی زَبانیں تو ہیں لیکن حق ان کی زبان پر نہیں آتا' دل و دماغ اور فہم و فراست تو رکھتے ہیں لیکن تدبیر سے کام نہیں لیتے۔

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ (پارہ ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۷۹)

یہ تو جانوروں کی طرح ہیں

بَلْ هُمْ اَضَلُّ

بلکہ یہ تو جانوروں سے بھی بدترین ہیں

اعمام:

اعمام۔ عَم کی جمع ہے اور عَم کا معنی ہوتا ہے چچا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والدِ مُحتَرَم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ گیارہ بھائی تھے اور آپ علیہ السّلام کے دس (۱۰) چچا تھے۔ بعض اربابِ سیرت نے سیّدنا حضرت عبداللہ کے علاوہ سیدنا حضرت عبدالمطلب کے بارہ (۱۲) بیٹوں کی تعداد ذِکر کی ہے۔

اِسلام:

آپ کے چچا حضرت عبّاس اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما نے اِسلام قبُول کیا اور مَشرف باسلام ہوئے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے ایک خاص قسم کی محبّت ہے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بہت ہی طاقتور اور بہادر تھے۔ اسی بہادری کی بناء پر اُن کو حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے "اَسَدُ اللّٰہِ

www.waseemziyai.com

وَاَسَدَ الرَّسُوْلِہٖ "اللہ اور اُس کے رسُول کا شیر" کے مُعزّز و مُمتاز لقب سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے زندگی بھر خُصُوصاً غزوۂ اُحُد میں بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے۔ آپ کی طاقت کا یہ عالَم تھا کہ مُرادِ مُصطفیٰ' امیر المومنین' خلیفۃ المُسلمین حضرت عمر بن خطاب مُشرّف باسلام ہونے سے پہلے کاشانۂ نُبُوّت کی طرف بڑھے اور ایک ناپسندیدہ اِرادہ لے کر بڑھے۔ بالفاظ دیگر نُورِ مُصطفیٰ کو پھونک سے بُجھانے کیلئے نِکلے۔ شمعِ رِسالت کے پروانے بارگاہِ نُبوّت میں گویا ہوئے اور کہنے لگے: یَارَسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! عُمر آرہا ہے خُدا جانے کس اِرادہ سے آرہا ہے۔ اسی نشِست میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ مَوجُود تھے۔ آپ نے اِرشاد فرمایا: اے میرے ہم مِشن ساتھیو! آپ کوئی فِکر نہ کریں' اگر عُمر کوئی نیک اِرادہ لئے آرہا ہے تو ہم اُس کا استقبال کریں گے اور خُوش آمدید کہیں گے۔ (چشم ما روشن دلِ ماشاد) اور اگر اس کا کوئی اور ارادہ ہے تو مَیں اُس کا سَرتَن سے جُدا کروں گا۔

حضرت امیر حمزہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے صرف تین دن یا پانچ دن پہلے اِسلام لائے تھے اور ان دونوں حضرات کا "اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ" (پارہ ۱۱، سورہ التوبہ، آیت ۱۰۰) میں شمار ہوتا ہے۔ سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے تقریباً تین سال بڑے تھے۔ سیّدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سیّد العرب والعجم کے رضاعی بھائی بھی تھے کیونکہ چچا بھتیجا دونوں نے سیّدہ ثویبہ رضی اللہ عنہا کا دُودھ پیا تھا' اور کمال کی بات یہ ہے کہ سیّد الکونین مخدوم اور سیّد الشہداء حضرت امیر حمزہ اُمّتی۔ اس سے بڑھ کر یہ چیز باعثِ برکت کہ دونوں نے بچپن بھی اکٹھا گزارا' نشیب وفراز میں ایک دُوسرے کے ساتھ ساتھ رہے۔

اَزَلی سَعادَت:

سیّدنا وسیّد الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ابھی تک اِیمان نہ لائے تھے'

www.waseemziyai.com

مشرف باسلام نہ ہوئے تھے' پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ختم ہونے والی محبت فرماتے تھے اور یہی محبّت وجہ ایمان واسلام بنی۔

سیدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو دو چیزیں محبوب تھیں' اوّل سپہ گری' دوم شکار۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ صُبح سویرے شکار کیلئے نِکل جاتے' بالعُموم غروبِ آفتاب کے وقت واپس آتے اور سیدھے حرم میں ہی حاضِر ہوتے' دوست واحباب سے مِلتے' عزیز و اقارب سے علیک سلیک کرتے' بیمار پُرسی کرتے' دُکھیوں کے دُکھ سُنتے' ضرورت مندوں کی ضرورت پر غور کرتے اور حاجت مندوں کی حاجت پر تَوَجُّہ دیتے۔

ایک دن کامیاب و کامران شکاری کی طرح چاشت کے وقت واپس لوٹے۔ حرم شریف کی طرف جارہے تھے۔ رستے میں ایک کنیز نے بتایا کہ اے حمزہ! تیرے عبد اللہ بھائی کے بیٹے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کوہِ صفاء کے پہلو میں اُبوجہل نے بہت بُرا بَھلا کہا ہے حتّیٰ کہ اُس نے اُس کو زدوکوب بھی کیا ہے۔ مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اُن کے جسم سے خُون رَس رہا تھا اور وہ صبر واستقلال کے کوہ اپنے گھر کی طرف خاموشی کے ساتھ چلے گئے۔ اب حضرت حمزہ کو غُصّہ آیا اور اِحساس پیدا ہوا کہ وہ تو میرے بھتیجے بھی ہیں' رضاعی بھائی بھی ہیں' بچپن کے دوست بھی ہیں اور رشتہ دار بھی۔ سارے کاموں کو چھوڑتے ہوئے اُبوجہل کی طرف لپکے اور اُسے لہولہان کردیا۔ حمزہ پھر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے اور کہا اے بیٹا! تم یہ سُن کر خوش ہوگئے کہ مَیں نے اُبوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا: چچا! مَیں ایسی باتوں سے خُوش نہیں ہوا کرتا' ہاں تم مسلمان ہوجاؤ تو مجھے بڑی خُوشی ہوگی۔ اَزَلی رحمت نے حمزہ کو اپنے گھیرے میں گھیر لیا اور گویا ہوئے۔

اَشْهَدُ اَنَّكَ لَصَادِقٌ

مَیں دِل کی گہرائیوں سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچّے ہیں۔ پھر آپ نے چند

www.waseemziyai.com

اشعار پڑھے جن سے آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بارگاہِ خُداوندی میں عرض کی:

حَمِدْتُ اللّٰهَ حِيْنَ هَدَىٰ فُؤَادِی اِلَى الْاِسْلَامِ وَالدِّيْنِ الْحَنِيْفِ

مَیں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جب اُس نے میرے دِل کو ہدایت دی اِسلام قبول کرنے کیلئے جو دینِ حنیف ہے۔

ایک روایت کے مُطابق آپ رات بھر سوچتے رہے کہ مَیں نے بِن سوچے اِسلام کو قُبول کرلیا ہے۔ اگلے دن بارگاہِ نُبُوّت میں حاضِر ہوئے اور عرض کی: اے بیٹا! میں رات بھر پریشان رہا ہوں' اُبوجہل سے بدلہ اور اِنتقام لیتے ہوئے مَیں نے اُس کو کہہ دیا تھا اور جلدی میں

اَتَشْتِمُهٗ وَاَنَا عَلٰى دِيْنِهٖ

اے اُبوجہل! تیری کیا مجال کہ تُو میرے بھتیجے کو گالیاں نکالے حالانکہ مَیں نے اُس کا دین قبول کرلیا ہے۔ میرے اور آپ کے آقا علیہ السّلام نے اِنتہائی ٹھنڈے دل کے ساتھ کچھ ارشادات ''ارشاداتِ عالیہ'' فرمائے اور ''وَيُزَكِّيْهِمْ'' کی شان والے نبی کی نگاہِ التفات کی دیر تھی کہ سارے حجابات اُٹھ گئے' دل کی دُنیا نُورِ اِیمان سے جگمگ جگمگ کرنے لگی۔

نُورِ اَزَلی، چمکیا' دُور اندھیرا ہو گیا
کملی والا آ گیا' تھاں تھاں سویرا ہو گیا

برکات:

سیّدنا حضرت امیر حمزہ کے اسلام کی برکات اور ثمرات سے کون واقف نہیں؟ آپ کے ایمان لانے سے عالمِ کُفر پر ایک رعب طاری ہو گیا۔ جو احباب اپنے آپ کو

www.waseemziyai.com

بعض وجوہات کی بناء پر بے آسرا سمجھتے تھے اُن کو آسرا مِل گیا' مُشرکین کی طرف سے طوفانِ بدتمیزی رُک گیا۔ وہ غُصّہ جو ہر وقت کسی نہ کسی کمزور کی تلاش میں رہتا تھا' اُس غُصّہ پر بھی لرزہ طاری ہو گیا اور چند ہی دنوں کے بعد حضرت عُمر کے اِسلام لاتے ہی عالمِ اِسلام میں خوشی کی لہر دوڑ اُٹھی۔ مُسلمان دو قطاروں میں کھڑے ہو گئے۔ ایک کی قیادت حضرت عُمر کرنے لگے اور دُوسری کی سیادت حضرت حمزہ کرنے لگے۔ یہ مختصر سا جلوس لیکن پُر وقار اور شان دار جلوس حرمِ کعبہ میں داخِل ہوا اور اعلان ہونے لگا۔

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میری بیوی بیوہ ہو جائے' میرے بچّے یتیم ہو جائیں اور میرے بوڑھے ماں باپ بے آسرا ہو جائیں' وہ حرم کعبہ میں آئے اور مسلمانوں کو طواف سے روکے۔ اب ایک ہی نعرہ ہے:

اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْا وَ لَا یُعْلٰی

اِسلام غالب ہونے کیلئے آیا ہے اور مَغلُوب ہونے کیلئے نہیں آیا۔ کُفر کے بادل چھَٹ گئے' اِسلام پھلنے پھُولنے لگا۔ یہ حضرت امیر حمزہ کے اِسلام کا نتیجہ اور ثمر ہے اور اُنہی کے اِیمان کا مآل اور انجام ہے کہ آج مشرِق سے لے کر مغرِب' شمال سے لے کر جنوب تک کوئی علاقہ' کوئی وطن' کوئی گوشہ ایسا نہیں جس میں اِسلام اور اِسلام کے چاہنے والوں کا وجود نہ ہو۔ آج یہودیت' عیسائیت خائف ہے کہ کل کلاں ہمارا انجام کیا ہو گا۔ اِسلام اور قُرآن کو بدنام کرنے والے' مسلمانوں کو دہشت گرد کہنے والے' آسمان کی طرف مُنہ کر کے تھُوک رہے ہیں جو اُنہیں کے مُنہ پر پڑ رہا ہے۔ حضرت امیر حمزہ کا لگایا ہوا یہ پودا پھلتا پھُولتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت امیر حمزہ کے پیروکار غازی عِلم دین اور غازی محمد عامر چیمہ نیز غازی محمد ثاقب شکیل گجر جیسے باہمّت نوجوان پیدا کرتا رہے گا۔

انقلاب:

غزوۂ بدر' غزوۂ اُحد' غزوۂ احزاب اور باقی غزوات پر گہری نہیں سرسری نظر

www.waseemziyai.com

ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے اور قرآن' شواہد اور دلائل سے پتہ چلتا ہے کہ مشرکین نے بلکہ یہود و نصاریٰ نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ ہمارے تابڑ توڑ حملوں کا کوئی جواب دے گا اور ہمارے ظالمانہ رویہ کے خلاف کوئی دیوار بن کر کھڑا ہو جائے گا' کبھی خواب نہ دیکھا ہوگا کہ ہمارے نظریات کے خلاف بھی کوئی سیسہ پلائی دیوار کھڑی ہو سکتی ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ۔ (پارہ ۷، سورہ الانعام، آیت ۹۵)

بے شک اللہ ربّ العزت زمین کو پھاڑ کر دانہ اور گٹھلی کو زمین سے نکالنے والا ہے' اور وہی اللہ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے ظاہر کرنے والا ہے۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

آج اسلام اور مسلمانوں کا دور دورہ ہے۔ لوگ دن بدن اسلام پر تحقیق کر رہے ہیں۔ مغرب میں ہزاروں لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ اگر آج مسلمان کہیں پریشان نظر آتا ہے تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ اسلامی نظام میں' نظامِ مصطفےٰ میں کوئی کمی ہے۔ ہاں پریشانی کا سبب صرف اور صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان اسلام پر کاربند نہیں۔ مسلمان کا اللہ ربّ العزت سے رابطہ' تعلق اور ناطہ کمزور ہو چکا ہے۔ دوسری طرف یہودیت' عیسائیت کا واویلا اور شور ہے اور وہ اپنے انجام سے گھبرائے ہوئے شور مچا رہے ہیں

عرفی تو میندیش ز غوغائے رقیباں
آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا

اے عرفی رقیبوں کے شور شرابہ سے نہ گھبرا' صدا کرنے والے صدا کرتے رہتے ہیں اور کتے بھونکتے رہتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

باہمت:

سیّد الشہداء سیّدنا حضرت امیر حمزہ اِنتہائی نڈر' بے باک اور باہمت شخصیت کے مالک تھے۔

ہجرت سے سات ماہ بعد نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع ملی کہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے مکّۃ المکرّمہ واپس جارہا ہے اور قُریش کے اس قافلہ کا امیر ابُوجہل ہے' نیز قافلہ کی حفاظت کیلئے تین سو مسلح محافِظ اُس کے ہمراہ ہیں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک لشکر کا امیر اپنے مُحتَرم چچا حضرت حمزہ کو مُقرّر فرمایا۔ اپنے دستِ مُبارک سے اُن کا پرچم باندھا اور یہ پرچم سفید رنگ کا تھا۔ اور فرمایا: اے چچا! ساحِلِ سمندر پر پہنچ جاؤ اور بغور جائزہ لو۔ ساحِلِ سمندر پر دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔ ابوجہل کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ وہ حمزہ کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر بات کرسکے یا وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے۔ کچھ مقامی احباب نے بھی جنگ روکنے کیلئے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرنا شروع کردیا۔ چُنانچہ ابُوجہل اپنے آدمیوں اور قافلہ سمیت مکّۃ المکرّمہ روانہ ہوگیا اور مہاجرین حضرت حمزہ کی قیادت میں باخیر وعافیت مدینہ مُنوّرہ آگئے۔

شفاء:

سونا کُشتہ ہوکر زیادہ قیمتی ہوجاتا ہے اور بیماریوں کا علاج بن جاتا ہے۔ بالفاظِ دیگر سونا کُشتہ ہوکر ہزاروں کو شفا دیتا ہے' سونے کے کُشتے کے فوائد سے کون واقف نہیں۔ اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْهِ الْاِشَارَةُ

مومن خشیّتِ الٰہی اور عشقِ مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آگ سے کُشتہ ہوکر مجسمۂ شفاء بن جاتا ہے۔ ظاہری زندگی میں بھی لوگ اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور باطنی زندگی سے لوگ اُس کی قبر سے فیُوض وبرکات حاصل کرتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ قبولِ اسلام سے پہلے بھی سونا تھے' میرے آقا سے محبت کرتے تھے لیکن جب وہ مُشرّف باسلام ہوئے' خوفِ خدا اور عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی آگ سے کُشتہ ہوئے تو اُن کا ''فیض'' فیضِ عام ہوا۔ اسلام اور صاحبِ اِسلام' مزید باقی صحابہ' اُن پر فخر کرتے رہے اور آپ کی قبر آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ جبلِ اُحُد کے دامن میں آج بھی آپ تشریف فرما ہیں۔ حافظ' عالِم' قاری' مُحدِّث' مُفسِّر' صُوفی' اغیاث' اقطاب وغیرہ وغیرہ اس پہاڑ کے پتھروں کو دیکھنے کیلئے ترستے ہیں جس پہاڑ کے پہلو میں آپ تشریف فرما ہیں۔

شہادت:

تین ہجری میں جو بہت بڑا واقعہ رُونما ہوا۔ وہ تھا ''غزوۂ اُحُد''۔ آپ میدانِ اُحُد میں مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ بہادری کے خُوب جوہر دِکھائے۔ بیک وقت دو تلواروں سے لڑائی کرتے رہے۔

جنگ اُحُد کے دن وحشی میدانِ اُحُد میں اپنے مَذمُوم اِرادے سے چھوٹا سا نیزہ لیتے ہوئے (حربہ) آپ پر حملہ آور ہوا۔ وہ حربہ آپ کی نافِ مُبارک کے قریب جسم میں یُوں پیوست ہوا کہ جسم کو چیرتے ہوئے دُوسری طرف نِکل گیا۔ شہادت کے بعد آپ کے ہاتھ' پاؤں' ناک اور کان وغیرہ کاٹ لئے گئے اور آپ کے جسم کو ''مِثلہ'' بگاڑ دیا گیا۔

نمازِ جنازہ:

ستّر صحابہ کرام نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ کی نمازِ جنازہ ستّر بار ادا کی گئی۔ جن شُہداء کے درمیان اُلفت و محبّت زیادہ تھی' اُن کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ چُنانچہ سیّدنا حضرت امیر حمزہ اور آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن جحش کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

www.waseemziyai.com

ع......خُدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اِختتام:

جب باقی قافلہ غزوۂ اُحُد سے واپس پلٹا تو آپ کی بیٹی فاطمہ نے پوچھا: اے ابوبکر! میرے والد کہاں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: نبی علیہ السّلام سے پُوچھو۔ جب اسی بیٹی نے آپ علیہ السّلام سے پُوچھا کہ اَبو کہاں ہیں؟ پُورے قافلہ کے جسموں پر لرزہ طاری ہو گیا اور آپ علیہ السّلام نے فرمایا: اے فاطمہ! میں ہی تیرا باپ ہوں۔ حضرت فاطمہ کی چیخیں نِکل گئیں۔ اب کون بتائے کہ اللہ اور اس کے رسُول کے شیر کی بیٹی کے دل پر کیا گُزر ا ہوگا۔

دُعا:

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے حبیب کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلہ سے نیز ''اَسَدُ اللّٰہِ وَاَسَدُ الرَّسُولِہٖ'' سیّد الشہداء حضرت امیر حمزہ کے تُصدّق سے ہم جیسے گُنہگار نکمے اور بیکار لوگوں کو بھی دینِ متین کی خدمت کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ نیز غلبۂ اِسلام کیلئے کچھ کرنے کی سَعادت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

========

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنت کی شرعی حیثیت

www.waseemziyai.com

سُنّت کی شرعی حیثیت

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۵۹)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اُولی الامر کی۔

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے لیے کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں' اور نہ ہی کوئی قید اور شرط ہے۔ جبکہ اُولِی الاَمر کی اطاعت کے لیے پابندی کے ساتھ ایک قید اور ایک شرط بھی ہے' اور وہ یہ ہے کہ اُولی الامر کی اطاعت تب فرض ہے جبکہ ''مِنکُمْ'' وہ تم میں سے ہو۔

سُنّت:

سُنّت سے مُراد نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے تمام کے تمام فرامین اور افعال احوال ہیں جو مسلمانوں کے لیے قابلِ عمل ہیں۔ لہٰذا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خصوصیات سُنّت نہیں۔ نو بیویوں سے نکاح کرنا، اُونٹ پر طواف کرنا، منبر پر نماز پڑھانا' اگرچہ حضور علیہ السّلام کے افعال کریمہ ہیں لیکن ہمارے لیے سُنّت نہیں۔

فرق:

سُنّت اور حدیث کے درمیان عُموم خُصوص مُطلق کی نسبت ہے۔ ہر سُنّت حدیث ہے لیکن ہر حدیث سُنّت نہیں۔ الحمد للہ ہم اہلِ سُنّت ہیں' اہلِ حدیث نہیں۔

ارشادِ نبوی: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ دوسری فصل)
ہے' نہ کہ عَلَيْكُمْ بِحَدِيْثِي ہے۔

حیثیت:

جس طرح قرآنِ پاک سے شرعی احکام ثابت ہیں اسی طرح سُنّتِ مُطہّرہ سے

www.waseemziyai.com

بھی شرعی احکام ثابت ہیں' بلکہ دلائلِ شرع چار ہیں۔

۱۔ قرآن

۲۔ سنّت

۳۔ اجماعِ اُمّت

۴۔ قیاس

مثلاً باجرہ اور چاول میں سُود حرام ہے اور ان دونوں کی حُرمت قیاس سے ثابت ہے۔ آج کی گفتگو صرف سنّت کے حوالے سے ہو رہی ہے لہٰذا اسی پر چند ایک دلائل پیش کیئے جا رہے ہیں۔

1۔ ارشادِ ربّانی ہے۔

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَ مَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ۔

(پ ۲۸، سورہ الحشر، آیت ۷)

اس آیہ کریمہ سے پہلی آیاتِ کریمہ میں مالِ غنیمت اور مال فیٔ وغیرہ کا ذکر ہے۔ ارشادِ ربّانی ہوا:

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ۔

ہر وہ چیز جو اللہ ربُّ العزّت کا رسُول تمہیں عطاء فرمائے اُسے پکڑ لو اور ہر وہ چیز جس سے اللہ ربُّ العزّت کا رسُول تمہیں روکے اُس سے رک جاؤ۔

مَا : مَا اور مَنْ دونوں عمُوم پر دلالت کرتے ہیں۔ یوں ہی یہ دونوں لفظاً واحد اور معنیً جمع ہیں' یہی وجہ ہے کہ ان دونوں کی طرف واحد اور جمع دونوں کی ضمیریں لوٹتی رہتی ہیں۔ اب معنی یوں ہوگا کہ اللہ ربُّ العزّت کے فضل وکرم اور اُس کی عطا سے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مُختارِ کُل اور مُختارِ عام ہیں اور تمام اوامر اور نواہی کے مالِک ہیں۔

www.waseemziyai.com

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

صاحبِ جلالین فرماتے ہیں:

مِنَ الْفَیِٔ وَ غَیْرِہٖ

مَالِ فَیٔ اور اس کے علاوہ باقی تمام اُمور اور مُعاملات میں اللہ ربُّ العزّت کے رسول کو مختارِ کُل اور مُختارِ عام مان لو۔

اسی آیہ کریمہ سے بیخ کنی ہوگئی اور بُنیاد اُکھڑ گئی اُن بدقسمت لوگوں کی جو منکرینِ حدیث ہیں اور سُنّت کو شرعی احکام ثابت کرنے کے لیے حُجّت اور دلیل نہیں مانتے۔

2۔ ارشادِ ربّانی ہے:

یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ یُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔ (پ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۵۷)

اللہ ربُّ العزّت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سابقہ سماوی کُتُب میں اوصاف جمیلہ اور کمالاتِ حمیدہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وہ آمر ہوں گے اور نیکی کا حکم دیں گے' اور یُوں ہی وہ ناہی ہوں گے بُرے کاموں سے روکیں گے۔ آمر اور ناہی وہی ہوسکتا ہے جو بااختیار ہو اور اُس کا کہنا حُجّت اور دلیل ہو۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ النَّاھِی۔

ہمارے نبی کی یہ شان ہے کہ وہ آمر بھی ہیں اور ناہی بھی۔

یوں ہی اسی آیۂ کریمہ میں فرمایا کہ وہ اپنے اُمتیوں کے لیے پسندیدہ، پاکیزہ، نفیس اور عُمدہ وطیب چیزوں کو حلال قرار دیں گے اور ناپسندیدہ غلیظ، پلید اور نُقصان دہ چیزوں کو حرام قرار دیں گے۔ کسی بھی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا یہ اسی ذات کا کام ہے

www.waseemziyai.com

جس کا کہنا اور فرمان حجّت اور دلیل ہو۔

وہ جس کا فرمان فرمانِ ربّانی آفرین

ارشادِ ربّانی ہے: وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔ (پارہ ۲۷، سورہ النجم، آیت ۳)

نوٹ: ۔علماءِ اصول کا فرمان ہے کسی بھی شئے کی حِلّت یا حُرمت ثابت کرنے کے لیے ایسی دلیل کا ہونا ضروری ہے جو قطعی الدلالۃ بھی ہو اور قطعی الثبوت بھی۔ جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اشیاء کو حرام اور حلال قرار دینے والے ہیں تو یقیناً سنّت کو حجّت اور دلیل ماننا پڑے گا ورنہ قرآن وحدیث کا انکار لازم آئیگا۔

3۔ ارشادِ ربّانی ہے:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ۔ (پ۱۰، سورہ التوبہ، آیت ۲۹)

اے ایمان والو! ان لوگوں کے خلاف جہاد کرو جو اللہ ربّ العزت اور قیامت پر ایمان نہیں لاتے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کے خلاف بھی جہاد کرو جو ان چیزوں کو حرام نہیں مانتے جن کو اللہ اور اس کے رسُول نے حرام قرار دیا ہے۔

مذکورہ بالا آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جس طرح اللہ ربُّ العزّت شارع ہے اسی طرح اللہ ربّ العزّت کے حبیب، حبیبِ لبیب جنابِ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بھی شارع ہیں اور باذنِ الٰہی شارع ہیں۔

امر: قَاتِلُوْا امر کا صیغہ ہے اور اربابِ عقل ودانش جانتے ہیں۔

"اَلْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ" (نورالانوار، بحث الامر)

امر وجُوب کے لیے آتا ہے اور قَاتِلُوْا جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں پر فرض ہے اور لازم ہے کہ ان لوگوں کے خلاف جہاد کریں جو سُنّت کو دلیل اور

www.waseemziyai.com

حجّت ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ آپ کے کسی قول، کسی فعل اور کسی حال پر اعتراض کرنا کُفر ہے۔ یہ سُنّت کا انکار نہیں بلکہ قرآن پاک کا انکار ہے کون نہیں جانتا سُنّت انفرادی، اجتماعی، اخلاقی، دینی، دنیوی، دنیاوی، ظاہری، باطنی، اُخروی، جسمانی، رُوحانی، تاریخی، ثقافتی اور قانونی مُعاملات میں بلکہ ہر مُعاملہ میں ہماری رہنمائی کرتی ہے، سُنّت کے بغیر قُرآنِ پاک کا سمجھنا مُمکن ہی نہیں۔ قُرآنِ پاک کی نفیس ترین تشریح وہ ہے کہ قُرآنِ پاک کی قرآن پاک خُود تشریح کرے' اور اس کے بعد قُرآنِ پاک کی بہترین تشریح یہ ہے کہ قُرآنِ پاک کی سُنّت تفسیر کرے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ سُنّت مُحِل بھی ہے اور محرم بھی ''یُحِلُّ'' صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم ثلاثی مزید فیہ مضاعف از باب اِفعال ''یُحِلُّ'' کا اصل ہے۔ ''اِحْلَال'' جس کا معنیٰ ہے ''حلال قرار دینا'' اور ''یُحَرِّمُ'' صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب تفعیل ''یُحَرِّمُ'' کا اصل ''تحریم'' ہے جس کا معنیٰ ہے ''کسی چیز کو حرام قرار دینا''۔

فاعل: یُحِلُّ اور یُحَرِّمُ دونوں کا فاعل نبی ہے۔

يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ

(پارہ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۵۷)

کا معنیٰ یہ ہوا کہ وہ رسول جو نبی اُمّی ہے جس کا ذکر تورات میں موجود ہے' وہ پاکیزہ چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے۔ جس سے یہ بھی مَعلُوم ہوا کہ قُرآن وُسنّت جس کو حلال قرار دے' وہ انسانی عقل میں آئے یا نہ آئے پاکیزہ اور طیب ہے۔ یُوں ہی یہ بھی ثابت ہوا کہ جس چیز کو قُرآن وُسنّت حرام قرار دے' وہ انسانی عقل میں آئے یا نہ آئے وہ ناپسندیدہ اور خبیث ہے۔ فَافْهَمْ

www.waseemziyai.com

ارشادِ ربانی ہے:

وَ عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ عَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (پ۲، البقرہ، آیت ۲۱۶)

اور ہو سکتا ہے کہ تم ناپسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم پسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بُری ہو (حقیقتِ حال) اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے سامنے تمہاری پسند اور ناپسند کو دخل نہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ اپنے رب کا ہر حکم مانتے چلے جاؤ کیونکہ وہی جانتا ہے کہ تمہارے لیے کون سی چیز مفید ہے اور کون سی چیز نقصان دہ ہے۔ قرآن پاک میں درجنوں نہیں سینکڑوں بار ہمیں حکم دیا گیا، جس کا خلاصہ یہ ہے۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (پ۵، سورہ النساء، آیت ۸۰)

اللہ کا مطیع وہی ہے جو اس کے رسول کا مطیع ہو۔

اطاعتِ الٰہی اور اتباعِ قرآن کا مدّعی سراسر جھوٹا ہے جب تک اللہ کے رسول کی سنّت کا پابند نہ ہو۔

الانتباہ:

سنت کے منکر، قرآنِ کریم کے منکر ہی نہیں بلکہ تفسیر، حدیث، فقہ اور باقی علوم سے بے خبر ہونے کے ساتھ ساتھ باقی فنون سے بھی بے خبر ہیں۔ تھوڑا بہت علم سے تعلق رکھنے والا مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے کہ

"اَنَّ الْفِطْرَةَ الْاِنْسَانِیَّةَ غَیْرُ کَافِیَةٍ فِی تَمْیِیْزِ الْخَطَاءِ مِنَ الصَّوَابِ"

(مرقاۃ، فصل التصور قسمان)

سُنّت کے مُنکر نہ عَلوم سے باخبر ہیں اور نہ فنوُن سے باخبر۔ کیا یہ حق نہیں کہ سُود، مَردار، شراب، جُوا وغیرہ وغیرہ کو قرآنِ حکیم نے حرام قرار دیا اور ریچھ، بھیڑیا، شیر، کُتا وغیرہ وغیرہ کو سُنّت نے حرام قرار دیا؟

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِیَّةِ۔ (مشکوۃ شریف، ص۳۵۹ باب مایحل اکلہٗ)

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھریلو گدھوں کے کھانے کو حرام قرار دیا۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ اَکْلِ لَحْمِ الضَّبِّ۔

(مشکوۃ ص ۳۶۱، باب مایحل اکلہ' ابوداؤد جلد دوم، ص۱۷۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوہ کے گوشت کو استعمال کرنے سے منع فرمایا۔

مشہور ترین حدیثِ پاک کا ایک جُزو سپردِ قلم ہو رہا ہے جس سے مزید واضح ہو جائے گا کہ سُنّت کی کیا اہمیت ہے۔

ارشادِ نبوی ہے:

فَاِنَّ خَیْرَا الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰهِ وَ خَیْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ۔

(بخاری باب الاعتصام، جلد دوم، ص ۱۰۸۰، مشکوۃ باب الاعتصام ص ۲۷)

یقیناً بہترین کلام' کلام اللہ ہے اور بہترین طریقہ' محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے۔ ہمارے قول، فعل اور عمل میں نفس اور شیطان بھی اثر انداز ہو سکتے ہیں جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول، ہر فعل اور آپکی ہر تقریر رحمانی ہوا کرتی ہے۔

یُوں ہی ارشادِ نبوی ہے:

وَمَنْ عَصٰی مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ۔

(مشکوۃ، باب الاعتصام ص ۲۷، بخاری کتاب الاعتصام جلد دوم، ص۱۰۸۱)

www.waseemziyai.com

جس شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ رب العزت کی نافرمانی کی۔

چند ایک احادیث:

۱۔ وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا اُلْفِیَنَّ اَحَدَکُمْ مُتَّکِیًا عَلٰی اَرِیْکَۃٍ یَاْتِیْہِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِیْ مِمَّا اَمَرْتُ بِہٖ اَوْ نَھَیْتُ عَنْہُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ مَا وَجَدْنَا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ اتَّبَعْنَاہُ۔

(مشکوۃ باب الاعتصام، ص۲۹)

حضرت ابو رافع علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں تم میں سے کسی ایک کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ بیڈ پر بیٹھا ہوا ہو میرے احکام میں سے کوئی ایک حکم اس تک پہنچے اور میں نے وہ حکم دیا ہوا ہو یا اُس سے روکا ہوا ہو اور وہ کہہ دے میں نہیں جانتا، ہم نے جو کتاب اللہ میں پایا اُسی کی پیروی کریں گے۔

۲۔ وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ یْکَرُبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْآنَ وَ مِثْلَہٗ مَعَہٗ۔

(مشکوۃ باب الاعتصام، ص۲۷)

حضرت مقدام بن معدی کرب فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قرآن پاک بھی عطا کیا گیا اور اس کے ساتھ اس کی مثل بھی۔

وحی کی اقسام:

۱۔ وحی متلو

۲۔ وحی غیر متلو

www.waseemziyai.com

وحی متلو:

وحی متلو میں الفاظ اور معانی دونوں اللہ ربُّ العزّت کی طرف سے ہوتے ہیں۔

وحی غیر متلو:

وحی غیر متلو میں مفاھیم اور معانی اللہ ربُّ العزّت کی طرف سے ہوتے ہیں جب کہ الفاظ حضور کے اپنے ہوتے ہیں۔ قرآن وسنّت دونوں کے وحی ہونے میں کوئی شک اور اختلاف نہیں لہٰذا سنّت کا انکار اللہ ربُّ العزّت کا انکار ہے۔

۳۔ مذکورہ بالا حدیث پاک کا ہی حصّہ ہے۔

وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ کَمَا حَرَّمَ اللّٰہُ۔ (مشکوۃ باب الاعتصام ص۲۹)

یقیناً جن چیزوں کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حرام قرار دیا اُن کی حُرمت اُسی طرح کہ ان چیزوں کی حُرمتِ قطعی اور یقینی ہے جن کو اللہ ربُّ العزّت نے حرام قرار دیا۔

۴۔ اَلَا لَا یَحِلُّ لَکُمُ الْحِمَارُ الْاَھْلِیُّ وَ لَا کُلُّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَ لَا لُقْطَۃُ مُعَاھِدٍ اِلَّا اَنْ یَّسْتَغْنِیَ عَنْھَا صَاحِبُھَا۔

(مشکوٰۃ باب الاعتصام، ص۲۹، کتاب ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ ص۱۷۷)

خبردار! نہیں حلال تمہارے لیے پالتو گدھا اور نہ ہی نوکیلی داڑھ والا جانور اور نہ ہی ذمی کافر کا گرا ہوا مال ہاں! اگر وہ اس سے لاپرواہ ہو جائے۔ مذکورہ بالا اشیاء کو اللہ ربُّ العزّت نے حرام قرار نہیں دیا بلکہ سُنّت نے ان کو حرام قرار دیا۔ اہلِ کتاب کو چاہیئے گری ہوئی چیز پر قبضہ کرلیں اور قبضہ گروپ کہلوائیں۔ ہر قسم کا درندہ، پرندہ، چرندہ، گدھا، کتا، بلا، ہڑپ کر جائیں تا کہ ہمیں بھی یقین ہو کہ واقعی یہ اہلِ کتاب ہیں۔

www.waseemziyai.com

۵۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه آله وسلم فَقَالَ اَيَحْسَبُ اَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَظُنُّ مَا فِيْ هٰذَا الْقُرْآنِ اَلَا وَاِنِّيْ وَ اللّٰهِ قَدْ اَمَرْتُ وَ وَعَظْتُ وَ نَهَيْتُ عَنْ اَشْيَآءَ اِنَّهَا كَمِثْلِ الْقُرْآنِ اَوْ اَكْثَرُ۔ (مشکوۃ باب الاعتصام، ص۲۹)

حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کھڑے ہوکر فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص اپنے تکیہ پر ٹیک لگا کر یہ گمان کرسکتا ہے کہ اللہ ربّ العزّت نے نہیں حرام قرار دیا مگر انہیں چیزوں کو جو قرآنِ پاک میں ہیں؟ پھر فرمایا: خبردار یقیناً اللہ کی قسم میں نے کئی احکام جاری فرمائے' وعظ فرمائے اور بہت سی چیزوں سے منع فرمایا جو قرآنِ پاک کے برابر یا اس سے بھی زیادہ ہیں۔ پتہ نہیں اہلِ قرآن' سنّت سے بلکہ سنّت کے نام سے کیوں بدکتے ہیں حالانکہ مذکورہ بالا حدیثِ پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ حرام شدہ اُمور کی مقدار قرآنِ پاک کے مقابلہ میں زیادہ حدیث نبوی اور سنّت سے ثابت ہے۔

نوٹ:۔ سنّت، فرض اور واجب کے اکمال کا نام ہے صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں۔

"وَلِاَنَّهٗ اِكْمَالُ الْفَرْضِ فِيْ مَحَلِّهٖ"

فرض کو اس کے محل میں مکمل کرنیکا نام سنّت ہے۔

(ہدایہ، جلد ا ص ۱۹، باب سنن الطہارۃ)

۱۔ وضو میں چار فرائض ہیں لیکن ڈھنگ اور طور طریقہ سنّت بتائے گی۔

۲۔ غسل میں تین فرائض ہیں لیکن وضاحت اور تشریح سنّت کرے گی۔

۳۔ چور اور چورنی کا ہاتھ کاٹنا قرآن پاک سے ثابت ہے لیکن وضاحت سنت سے

www.waseemziyai.com

۴۔ قاتل قابل قصاص ہے لیکن کون سا قاتل؟ اس کی تفسیر سنت میں ہے۔

۵۔ شراب حرام ہے لیکن کن شرائط کے ساتھ؟ یہ سنت بتائے گی۔

۶۔ حج فرض کی شرائط اور باقی معلومات سنت فراہم کرے گی۔

الحاصل:

بہت سارے احکام ایسے ہیں جو قرآن پاک سے ثابت ہیں اور ان کی تفصیل سنت کے سوا ممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے۔

اللہ رب العزت اپنے حبیب کریم کے وسیلۂ جلیلہ سے ہمیں سنت اپنانے کی ہمت اور توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین

==========

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام

www.waseemziyai.com

السلام

اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّی اَدْعُوْكَ بِدَاعِيَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ وَاَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ (مشکوٰۃ: باب الکتاب الی الکفار، ص ۳۴۰، مسلم: جلد ثانی کتاب الجہاد، ص ۹۸، بخاری: جلد اوّل، کتاب الجہاد، باب دعاء النبی ص ۴۱۲)

اِسلام قبول کرلو سلامت رہو گے' اِسلام قبول کرلو اللہ تم کو دوہرا ثواب دے گا

اَسْلِمْ: صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل امر حاضر معلوم ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افعال۔

تَسْلَمْ: صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل مضارع معلوم ثلاثی مجرد صحیح از باب فَعِلَ یَفْعَلُ (عَلِمَ یَعْلَمُ)۔ اَسْلِمْ کا مادہ اِسلام اور تَسْلَمْ کا مادہ سلامتی ہے۔

تَسْلَمْ: مضارع کا صیغہ ہے اور مجزوم ہے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ چھ مقامات پر ''اِنْ'' حرفِ جازم مقدر ہوتا ہے اور اُن مقامات میں سے ایک مقام یہ ہے کہ مضارع امر کے جواب میں واقع ہو۔

تحقیق:

محققین کی تحقیق یہ ہے کہ ''اَسْلِمْ تَسْلَمْ'' جوامع الکلم میں سے ایک کلمہ ہے۔ مشہور مثال ہے

کہ فلاں شخص نے دریا کو کوزہ میں بند کردیا ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک ایک نُقطہ میں پُوری پُوری کائنات کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے۔

اَسْلِمْ تَسْلَمْ بظاہر ایک انتہائی مختصر سا جُملہ ہے لیکن مفہوم اور معنی کے اعتبار سے نہایت کامل اور اکمل اور مکمّل ہے۔

نبی آخر الزماں' نبی غیب داں' نبی کون ومکاں نے حبشہ کے بادشاہ ہرقل کو

www.waseemziyai.com

دعوتِ اِسلام دی۔ مذکورہ بالا عبارت اسی دعوت کا ایک حصّہ ہے۔ دعوت دیتے ہوئے صرف اور صرف دو کلمات اختیار فرمائے اور فرمایا کہ اِسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور ہر دَور کی ایک ضرورت ہے۔ اور فرمایا "تَسْلَمْ" اِسلام قبول کرلو اور پھر فرمایا "تَسْلَمْ" تم اسلام قبول کرنے کے بعد دُنیا و آخرت میں سلامت رہو گے۔ کیونکہ اِسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو تمام ادیان پر غالب آنے والا ہے اور تمام ادیان پر چھا جانے والا ہے، اور اسلام ہی ایسا دین ہے جو دُنیا و آخرت دونوں کی سلامتی کا ضامن ہے۔ اور فرمایا:

اسلام قبول کرلو، باعزّت رہو گے، باوقار رہو گے، سلامتی کا مینار اور امن کا پیغام بن کر رہو گے، تمہاری حکومت باقی رہے گی، تمہاری سلطنت اسی طرح قائم و دائم رہے گی جیسے کہ اب ہے۔ نیز قتل ہونے سے بچ جاؤ گے، جذیہ وغیرہ کی ادائیگی سے محفوظ رہو گے اور آخرت میں تمہیں سلامتی نصیب ہوگی۔ عذاب سے بچو گے، نارِ جہنّم سے محفوظ رہو گے۔ بالفاظ دیگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے صرف اور صرف دو کلمات میں دین و دُنیا، دُنیا و آخرت، ظاہری باطنی، جسمانی رُوحانی، چھوٹی بڑی تمام بھلائیوں کی ہر قل کو دعوت دی اور اسلام کی جامعیت پر جامع مانع خطاب فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی زبان اطہر سے ادا ہونے والا یہ جملہ اَسْلِمْ تَسْلَمْ خَیْرُ الْکَلَامِ مَاقَلَّ وَ دَلَّ کا حقیقی مِصداق ہے، اور کیوں نہ ہو؟

ارشادِ ربّانی ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (پارہ ۲۷، سورہ النجم، آیت ۳)

اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے

ارشادِ نبوی ہے:

وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَ نُصِرْتُ

www.waseemziyai.com

بِالرُّعْبِ وَ اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَهُوْرًا وَ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّةً وَ خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْن

(مشکوٰۃ شریف، باب فضائل سیّد المرسلین، ص ۵۱۲)

سیّدنا حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: مجھ کو باقی انبیاء پر چھ چیزوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی۔

۱۔ مجھے جامع الفاظ دیئے گئے۔

نوٹ: قرآنِ پاک کا ایک ایک لفظ، ایک ایک جُملہ، ایک ایک فقرہ اور ایک ایک پہرہ اپنے اندر جامعیت سموئے ہوئے ہے۔ فصاحت و بلاغت کی حدوں کو عُبُور کئے ہوئے ہے۔ ہاں فرامینِ نبوی بھی اپنی نظیر آپ ہیں اور اپنی مِثال آپ کیونکہ فرامینِ نبوی آپ علیہ السلام کی زَبان سے ادا ہوتے ہیں۔ الفاظ آپ کے اپنے ہوتے ہیں، مفہوم اللہ ربّ العزّت کی طرف سے ہوتا ہے اور اُن میں بھی انتہائی جامعیت ہوتی ہے۔

۲۔ ہیبت سے میری مدد کی گئی۔

۳۔ میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں۔

۴۔ اور میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاکیزگی کا ذریعہ بنائی گئی۔

۵۔ اور میں ساری مخلوق کی طرف سے بھیجا گیا۔

۶۔ اور مجھ سے نبی ختم کر دیئے گئے۔

ارشادِ نبوی ہے:

بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ (بُخاری جلد دوم، کتاب الاعتصام، ص ۱۰۸۰، مشکوٰۃ شریف، باب فضائل سیّد المرسلین، ص ۵۱۲)

مَیں جامع باتوں کے ساتھ بھیجا گیا۔

www.waseemziyai.com

ترجمہ:

جس طرح نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خود بُرہان اور معجزہ تھے اسی طرح آپ کی کلام اور آپ کی گفتگو بھی معجزہ تھی۔ ہر قسم کی چھوٹی موٹی کوتاہیوں سے پاک آپ کی کلام، کلامِ فیصل ہوتی یعنی فیصلہ کُن، زندگی بھر آپ کی زُبانِ اطہر پر کوئی ایسا جُملہ نہ آیا جس پر آپ کو بعد میں افسوس ہوا ہو یا اُس جُملہ کو واپس لینا پڑا ہو۔

مُحدِّثین نے ایسی ایسی کُتب تصنیف فرمائیں اور ترتیب دیں، جن سے آپ کی جامع مانع کلام کا پتہ چلتا ہے۔ مَثلاً ایک جُملہ ہے۔

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ (مشکوٰۃ ص ۴۲۳)

دین خیر خواہی کا نام ہے۔ یونہی اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

(مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان حدیث ۱، ص ۱۳)

ضابطہ حیات:

اِسلام ایک مکمّل، کامل اور اکمل ضابطہ حیات ہے، جس کے ہوتے ہوئے کسی اور سسٹم، نظام، قانون اور نظامِ حیات کی ضرورت نہیں۔ اسلام محض عبادات کا نام نہیں بلکہ عبادات، مُعاملات، سیاسیات، معاشیات، اقتصادیات اور باقی ہر طرح کی ضروریات کی راہنمائی کرتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ

(پارہ ۶، سُورہ المائدہ، آیت ۳)

آج مایُوس ہو گئے وہ لوگ جنہوں نے کُفر کیا تُمہارے دین سے (کنز الایمان)

کافروں کو اُمّید تھی کہ آج نہیں تو کل اِسلام ختم ہو جائے گا، مسلمان پھر

www.waseemziyai.com

ہمارے دین میں آجائیں گے مگر آج حجۃ الوداع کے موقع پر اُن کی اُمّید پر پانی پھر گیا' وہ اسلام کے ختم ہو جانے سے مایوس ہو گئے۔ مکّۃ المکرّمہ فتح ہو چکا ہے۔ تمام عرب میں اِسلام پھیل چُکا ہے' مُشرکین کو حج سے روک دیا گیا ہے' کُفّار کو یقین ہو گیا ہے کہ اِسلام باقی رہے گا' لہٰذا اے مسلمانو! سُنو اور غور سے سُنو۔

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ (پارہ ۲، سورہ البقرہ، آیت ۱۵۰)

لہٰذا اُن سے نہ ڈرو' مجھ سے ڈرو۔

آج مَعلُوم نہیں مسلمان یہودی سے' عیسائی سے اور باقی بد مذاہب سے کیوں ڈرتا ہے۔ اُن کے اطوار کو کیوں اپناتا ہے' اُن کے کلچر سے کیوں محبّت رکھتا ہے۔ اپنا مادری' قومی لِباس چھوڑ کر کیوں اُن کا لِباس پہنتا ہے۔ قُرآن وسُنّت کی زُبان' رسُولُ اللہ کی زُبان' عربی زُبان پر اُن کی زُبان کو کیوں ترجیح دیتا ہے؟ آج کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عربی زُبان نہ ہونے کے برابر ہے۔ اختیاری مضامین میں سے سب سے آخری مضمون کی حیثیت رکھتی ہے جبکہ انگلش اور انگریزی' میٹرک' ایف اے اور بی اے میں لازمی حیثیت اختیار کئے ہوئے ہے۔ مسلمان عورتیں یورپ کے رسم ورواج کو اپناتے ہوئے ننگے سر اور ننگے بازو چلتی پھرتی ہیں۔ آج سے چودہ پندرہ سو سال پہلے جب کُفّار و مُشرکین کا داخِلہ مکّۃ المکرّمہ میں روکا گیا تو بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سوچا کہ کاروبار کیسے ہوگا؟ لین دین میں فرق پڑے گا' منڈی میں مَندا آجائے گا تو اللہ ربُّ العزّت نے اِرشاد فرمایا:

وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اِنْ شَاءَ

(پارہ ۱۰، سورہ التوبہ، آیت ۲۸)

اگر تم غُربت سے ڈرتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے فضل وکرم سے مالا مال فرمائے گا۔

www.waseemziyai.com

آج ہم امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمن، جاپان، چائنہ سے قدم قدم پہ خائف ہیں کہ اگر یہ ناراض ہو گئے تو ہمارا کیا بنے گا؟ بنتا کیا ہے ہماری دُنیا سنور جائے گی، ہماری آخرت سنور جائے گی، ہم اپنے پاؤں پہ کھڑے ہو جائیں گے، دُنیائے کُفر ہمارے قدم چومے گی۔ ہم اللہ ربُّ العزت کے ہو جائیں گے۔ اللہ ربُّ العزت ہمارا ہو جائے گا۔ اِسلام کا بول بالا ہو گا، غلبۂ اِسلام کیلئے کام کرنا آسان ہو گا، ہر مسلمان مجاہد ہو گا، ہر مسلمان زندگی باوقار گزار دے گا، زندہ رہا تو غازی ہو گا، مر گیا تو شہید کہلائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔ (نُورالعِرفان)

جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو عالمِ کُفر میں ہلچل مچ گئی اور بادل نخواستہ وہ بھی کہنے لگے کاش! اس طرح کی کوئی آیہ کریمہ ہمارے حق میں نازل ہوتی اور ہماری کتاب کا حِصّہ ہوتی، اور جس دن یہ آیہ کریمہ نازل ہوتی ہم اُس دن کو عید کا دن تصوُّر کرتے اور عید کا دن قرار دیتے۔

مُرادِ مُصطفےٰ امیرالمومنین خلیفۃ المسلمین رضی اللہ عنہ نے اِرشاد فرمایا: سُنو! جس دن یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی، اس دِن ہماری دو عیدیں تھیں۔ ہم اس آیہ کریمہ کی اہمیت سے بے خبر نہ تھے اور نہ ہیں۔ اُس دِن جُمعہ کا دن تھا اور ہم سب عرفات میں جمع تھے۔

(بُخاری جلد ثانی، ص ۱۰۷۹)

وہ قوم جس کا ایک دین ہو، کامل دین ہو، نصِ قُرآنی اُس کی تکمیل پر شاہد ہو، اُس قوم کو دائیں بائیں چوکوں چوراہوں میں کھڑے ہو کر دیکھنے کی کیا ضرورت ہے؟

اللہ اور اُس کے رسُول نے ہماری ہر شعبہ میں ہر طرح راہنمائی فرمائی ہے، پھر یہ دین آخری دین ہے۔ سابقہ ادیان کیلئے ناسخ دین ہے۔ احکامِ شرعیہ میں کوئی ترمیم اور

www.waseemziyai.com

تنسیخ نہ ہوگی اور اس دین کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ ربّ العزّت نے اپنے ذمۂ کرم میں لے لی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي (پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۳)

اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی۔

لہٰذا اس دین میں نہ زیادتی ہوسکے گی نہ کمی

قیامت کے دن اور جنّت میں اسی دین کو بول بالا اور چرچا ہوگا۔

ارشادِ خداوندی ہے:

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۳)

اے اُمّتِ محمدیہ! ہم نے آپ کیلئے دینِ اسلام کو پسند کیا۔

تمام ادیان آسمانی یا غیر آسمانی پیروکاروں کی نظروں میں پسندیدہ تھے مگر کسی دین کا نام اسلام نہ ہوا اور نہ ہی اللہ ربّ العزّت نے کسی دین کے بارے میں یہ فرمایا کہ یہ میرا پسندیدہ دین ہے۔

ہاں! دین اسلام کے بارے میں فرمایا۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (پارہ ۳، سورہ آلِ عمران، آیت ۱۹)

اللہ ربُّ العزّت کے ہاں مُعتبَر دین، مُستند دین، صحیح دین اور پسندیدہ دین، دینِ اسلام ہے۔

محقّق جلال علیہ الرحمۃ نے ''الدین اور عنداللہ'' کے درمیان ''المرضیہ'' کو محذوف مانا ہے، جس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ ربُّ العزّت کے ہاں پسندیدہ دین، دینِ اسلام ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ

(پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۸۵)

www.waseemziyai.com

وہ شخص جو دینِ اِسلام کے بغیر کسی اور دین کا متلاشی ہو اُس کو قبول نہ کیا جائے گا۔
اِسلام کے پیروکار اور چاہنے والے مُسلم کہلاتے ہیں۔

سَعادَت:

کون نہیں جانتا کہ مسلمان کو اللہ ربُّ العزّت نے مُسلِم کا نام دیا اور یہ انتہائی سعادت اور خُوش قسمتی کی بات ہے۔ آج ہم فخر کرتے ہیں کہ میرا نام فُلاں حافِظ صاحب نے فُلاں عالم دین نے' فُلاں شیخ اور فُلاں خاندان کے سربراہ نے رکھا۔ اس فخر سے کروڑوں گُنا ہمیں اِس پر فخر کرنا چاہیئے کہ ہمیں اللہ ربُّ العزّت نے مُسلمان کے نام سے مَوسُوم فرمایا۔

ارشادِ خُداوندی ہے:

هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (پارہ ۱۷، سورہ الحج، آیت ۷۸)

اس اللہ ربُّ العزّت نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔

تَعجُّب! انتہائی تعجب اور افسوس کی بات ہے ہمارے کئی پرانے بزُرگ اور عُمر رسیدہ لوگ اکثر محافِل اور مجالس میں انگریزوں کے کارنامے بیان کرتے رہتے ہیں۔ یونہی مسلمانوں کی تذلیل اور رُسوائی کرتے رہتے ہیں' نوجوانوں اور بچوں کے اذہان و قلُوب کو خراب اور تباہ و برباد کرتے رہتے ہیں۔ حال یہ ہے کہ اُنہوں نے نہ کبھی قُرآن پاک کی تلاوت کی' نہ کبھی قُرآنِ پاک کا ترجمہ پڑھا اور نہ کبھی قُرآنی اسرار و رمُوز اور بھید پہ نظر ڈالی۔ یُونہی ہمارے نوجوان' خُصُوصاً وہ نوجوان جو بیرونی ممالک سے واپس آتے ہیں' غیروں کی نیک نامیاں اور خُوبیاں گردانتے رہتے ہیں۔

کاش! اِسلامی ممالک میں قانون کی بالادستی ہوتی' قانون اِسلامی ہوتا۔ قُرآن وسُنّت کی روشنی میں لوگ زندگی گُزارتے اور اِسلام کے فُیُوض و برکات سے مالا

مال ہوتے۔ایک بچّہ بارہ سال کے بعد ایف ایس سی کرتا ہے' پانچ سال میڈیکل کالج میں صرف کرتا ہے' پھر ڈاکٹر کہلاتا ہے۔یونہی ایک بچّہ بارہ سال کے بعد ایف ایس سی کرتا ہے' کئی سال یونیورسٹی میں صرف کرتا ہے' پھر انجینئر کہلاتا ہے۔حق تو یہ ہے کہ ایک بچّہ تین سال میں قرآنِ پاک حِفظ کرے' سالہاسال درسِ نظامی پڑھے' درسیات پر عُبُور حاصِل کرے' عالِم دین کہلائے۔مُفتی اور قاضی کے منصب پر فائز ہو پھر معلوم ہو کہ اسلام اور اسلامیات' شرع اور شرعیات' دین اور دینیات کے کیا کیا فوائد اور ثمرات ہیں۔حقیقتِ حال یہ ہے کہ ہم اللہ اور اُس کے رسُول سے دُور ہو چکے ہیں۔اللہ اور اُس کے رسُول سے کٹ چکے ہیں' جب اللہ اور اُس کے رسُول سے انسان اپنا رابطہ منقطع کر لیتا ہے تو مصیبتیں اُس کو گھیر لیتی ہیں۔اُوپر سے بھی پریشانیاں' نیچے سے بھی پریشانیاں' امام قرطبی فرماتے ہیں:

پھر حال یہ ہوتا ہے کہ آسمان سے بروقت بارش نہیں برستی اور زمین مناسب پودے نہیں اُگاتی۔یونہی حالات اس طرح بدلتے ہیں کہ موسم انسان کا ساتھ نہیں دیتا' جب بارش کی ضرورت ہو تو وہ برستی نہیں' نہ ضرورت ہو تو وہ برسنا شروع ہو جاتی ہے۔اسی طرح حکمران' ظالم حکمران حکومت کرنے لگتے ہیں۔دُوسری طرف بچّے نافرمان' نالائق ہو جاتے ہیں۔نہ باہر سے سکون ملتا ہے' نہ گھر سے۔دوست' دوستی چھوڑ جاتے ہیں' عزیز و اقارب غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔انسان عبادات اور اطاعات سے بھاگتا ہے' ہر قسم کے گناہ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔رِشوت لینا شروع کر دیتا ہے' چوری شروع کر دیتا ہے' کاروبار میں ہیرا پھیری شروع کر دیتا ہے۔خُود افراتفری کا شکار ہو جاتا ہے اور کہتا ہے؟ مساجِد میں کیا پڑا ہوا ہے؟ دینی مدارس میں کیا ہے؟ کیا کروں؟ ٹیکس چوری کرنا میری مجبوری ہے' حلال کی کمائی کریں تو کُچھ بنتا ہی نہیں وغیرہ وغیرہ

ارشادِ ربُّ العالمین ہے:

www.waseemziyai.com

فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۱۴)

ہم نے اُن سے (نصاریٰ) عہد و پیمان لیا تو وُہ بُھلا بیٹھے' بڑا حِصّہ اِن نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں' تو ہم نے ان کے آپس میں قیامت کے دن تک بیر اور بُغض ڈال دیا۔ (کنزالایمان)

آج بھی بھائیوں میں نفرت' دوستوں میں کدُورت نتیجہ ہے اس تعلّق کا جو ہم نے اللہ ربّ العزّت سے کمزور کر لیا ہے۔

ارشادِ ربّ العالمین ہے:

وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

(پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۶۴)

اور ڈال دی ہم نے اُن کے درمیان عداوت اور دُشمنی قیامت کے دِن تک۔ (کنزالایمان)

اس آیہ کریمہ میں اللہ ربُّ العزّت نے یہودیوں کی طرف سے زُبان پر آنے والے کُفریہ کلمات اور گُناہوں کی سزا کا ذِکر فرمایا' اور فرمایا: یہودیوں کا یہ کہنا ہے کہ اللہ ربُّ العزّت کا ہاتھ باندھا ہوا ہے۔ اُن کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں اور اُن پر لعنت ہو اس وجہ سے جو اُنھوں نے کہا: بلکہ اللہ ربُّ العزّت کے دونوں ہاتھ کُھلے ہوئے ہیں' وہ مالِک ومُختار ہے' جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔

ہاں! جو زیادتی کرنے والے ہیں' مَآ اُنْزِلَ پر یعنی آسمانی کتابوں پر سرکشی اور نافرمانی کرتے ہوئے' پھر فرمایا:

جو قیامت کے دن اور قیامت کے بعد ان کا عذاب ہوگا' وہ الگ ہے۔ دُنیا میں ہم نے اُن کو عذاب میں مُبتلا کر دیا ہے اور اس کی ایک صُورت یہ ہے کہ ہم اُن کے

www.waseemziyai.com

درمیان ہمیشہ کیلئے عداوت' بغاوت اور کدورت ڈال دیں گے اور رہتی دُنیا تک وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہیں گے' فتنہ اور فساد میں مُبتلا رہیں گے اور یہی عذاب ان کیلئے کافی ہے کہ زندگی بھر وہ روتے دھوتے رہیں۔

برکات:

اسلام چونکہ اللہ ربّ العزّت کے ہاں پسندیدہ دین ہے۔ یونہی اِسلام ایک مکمّل ضابطۂ حیات ہے' لہٰذا یہ نظام اِنتہائی بابرکت ہے۔ آئیں چند ایک آیاتِ کریمہ مُلاحظہ کریں۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ
وَلَاَ دْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ (پارہ۶، سورہ المائدہ، آیت ۶۵)

اور اگر اہلِ کتاب اِیمان لاتے اور پرہیز گاری اختیار کرتے تو ضرور ہم اُن کے گناہوں کو مِٹا دیتے اور ضرور اُنہیں نعمت کے باغوں میں لے جاتے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَ كَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (پارہ۶، سورہ المائدہ، آیت ۶۶)

اگر اہلِ کتاب تورات اور انجیل پر عمل کرتے' یونہی ہر اُس چیز پر عمل کرتے جو اُن کی طرف اُن کے رب کی طرف سے نازل کی گئی' البتہ اُنہیں رزق مِلتا' اُوپر سے اور اُن کے پاؤں کے نیچے سے۔ اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر انسان اپنے عقائد دُرست کر لیتا ہے' نیز اللہ ربّ العزّت کی ذات پر اعتماد کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کی نعمت سے اُسے مالا مال فرماتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

www.waseemziyai.com

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (پارہ۹،سورہ الاعراف، آیت۹۶)

اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیز گار بنتے تو ہم کھول دیتے اُن پر برکتوں کے دروازے آسمان اور زمین سے۔

اختتام:

قرآنِ حکیم میں بغور مُطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اُس دُنیا میں فساد کی جڑ جنّوں اور اِنسانوں کی طُغیانی اور سرکشی ہے۔ خُشکی اور تری میں جتنی بھی اندھیر نگریاں ہیں، اُن کی اصل بھی جِنّ و اِنس کی نافرمانی ہے۔ بغور مُطَالَعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے پچانوے چھیانوے فیصد سے زائد غلطیاں ایسی ہیں، جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مُعاف فرما دیتا ہے، کچھ غلطیوں پر گرفت فرماتا ہے تا کہ انسان کو اپنی غلطیوں کا اِحساس رہے اور انسان اپنا مُحاسبہ آپ کر سکے، بلکہ قُرآنِ پاک تو یُوں بھی فرماتا ہے

کہ کبائر اور سنگین جرام سے بچتے رہو، ہم تمہاری چھوٹی موٹی غلطیاں معاف فرماتے رہیں گے۔ اور یہ بھی ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ کوئی نہ کوئی نیکی کرتے رہو، نیکیاں بُرائیوں کو بہا کر لے جاتی ہیں۔

دُعا:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اِسلامی نظام، بابرکت نظام ہے۔ اِسلامی نظام میں خیر ہی خیر ہے اور اسلام ایک مکمّل ضابطہ حیات ہے۔ دُعا ہے اللہ ربُّ العزّت مسلمانوں کو خُصُوصاً ہم کو اِسلامی نظام کی خیر و برکت سے مالا مال فرمائے۔ نیز ہمیں غلبہ اِسلام کیلئے کام کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بحرمتِ سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القتل

www.waseemziyai.com

القتل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اَىُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوْا يَوْمٌ حَرَامٌ فَقَالَ فَاَىُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوْا بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ فَاَىُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوْا شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَ كُمْ وَ اَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فَاَعَادَهَا مِرَارًا (الحدیث)

(بخاری شریف، جلد اوّل، باب الخطبہ ایام منیٰ، حدیث ۱۶۲۳، ص ۲۳۴۔ مسلم شریف، جلد اوّل، باب حج النبی، حدیث ۲۸۴۶، ص ۳۹۷، مشکوٰۃ شریف، باب حجۃ الوداع النبی ص ۲۲۴۔ ابوداؤد شریف، جلد اوّل، ص ۲۶۹، کتاب الحج)

سیّدنا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عیدالاضحیٰ کے دِن صبح کے موقع پر ایّامِ منیٰ میں ایک تفصیلی خطبہ اِرشاد فرمایا اور فرمایا: اے لوگو! یہ تو بتاؤ کہ آج کون سادن ہے؟ تو صحابہ نے عرض کی آج کا دِن محترم دن ہے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شہر کون سا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: کہ یہ شہر انتہائی مُحترم شہر ہے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مہینہ کون سا مہینہ ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ یہ مُحترم مہینہ ہے۔ پھر آپ نے اِرشاد فرمایا: اے صحابہ! تم تمام کے خُون' تم تمام کے مال اور تم تمام کی عزّتیں اسی طرح مُحترم ہیں جس طرح کہ یہ تینوں دن' شہر اور مہینہ محترم ہیں۔

تشریح:

یہ حدیث پاک مختلف الفاظ کے ساتھ مختلف راویوں سے مروی ہے۔

۱۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اسی حدیث پاک کو سیّدنا حضرت اُبوبکرہ سے بھی

www.waseemziyai.com

روایت فرمایا جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

اَتَدْرُوْنَ اَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا ؟

اے صحابہ! کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دِن ہے؟

قُلْنَا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ

ہم نے کہا: اللہ اور اُس کے رسُول ہی بہتر جانتے ہیں۔

فَسَکَتَ۔ آپ کچھ دیر خاموش رہے۔

حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اِسْمِہٖ

حتّٰی کہ ہمیں ظنِ غالب ہو گیا کہ آپ اس دِن کا جو مشہور نام ہے اُس کے بغیر کوئی اور نام لیں گے۔

قَالَ اَلَیْسَ یَوْمَ النَّحْرِ ؟

آپ علیہ السّلام نے فرمایا: کیا یہ یومِ نحر نہیں؟

قُلْنَا بَلٰی

ہم نے عرض کی: ہاں ہاں

قَالَ اَیُّ شَھْرٍ ھٰذَا؟

آپ علیہ السّلام نے اِرشاد فرمایا: یہ کون سا مہینہ ہے؟

قُلْنَا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ

ہم نے عرض کی: اللہ اور اُس کے رسُول ہی بہتر جانتے ہیں۔

فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اِسْمِہٖ

آپ کچھ دیر خاموش رہے حتّٰی کہ ہمیں اُمیدِ واثق ہوئی کہ آپ اس کا کوئی اور ہی نام لیں گے۔

قَالَ اَلَیْسَ ذَاالْحَجَّۃِ قُلْنَا بَلٰی

www.waseemziyai.com

فرمایا: کہ کیا یہ ذوالحج کا مہینہ نہیں؟ ہم نے عرض کی: ہاں ہاں۔

قَالَ اَیُّ بَلَدٍ ھٰذَا قُلْنَا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ

آپ نے ارشاد فرمایا: صحابہ یہ کون سا شہر ہے؟ تو ہم نے عرض کی: اللہ اور اُس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اِسْمِہٖ

آپ کچھ دیر خاموش رہے اور ہم یہ سوچنے لگے کہ شاید آپ اس شہر کو کسی اور نام سے یاد فرمائیں۔

قَالَ اَلَیْسَ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ؟

فرمایا: کیا یہ البلدۃ الحرام نہیں؟

قُلْنَا بَلٰی۔ ہم نے عرض کی: ہاں ہاں۔

پھر فرمایا: تمہارے خون، تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح کہ اس شہر کی، اس مہینہ میں توہین حرام ہے۔

۲۔ یہی حدیث پاک امام بخاری نے سیدنا حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت فرمائی۔

۳۔ یہی روایت سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ تفصیل کے ساتھ کچھ یوں بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۹ ہجری میں اعلان کروایا کہ آئندہ حج کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود امیر الحج ہوں گے اور آپ حج فرمائیں گے۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیلی اور ہر سُو پھیلی۔

فرزندانِ توحید، شمعِ رسالت کے پروانے آئندہ حج کے موقع پر جمع ہونے کیلئے تیاریاں کرنے لگے۔

کیا سعادت ہے کہ فرزندانِ توحید حج کریں گے اور رحمتِ دو عالم کی سرپرستی

www.waseemziyai.com

میں حج کریں گے۔

صحابہ' وہ صحابہ جنہیں ہر صُبح عید حاصِل تھی
نبی کا قُرب اور نبی کی دید حاصِل تھی

ہزار ہا صحابہ جمع ہوئے بلکہ لاکھ سے بھی تعداد بڑھ گئی۔آپ نے ایسے عظیم الشان موقع پر عظیم الشان خطاب فرمایا اور رہتی دُنیا تک احترام انسانیت کا درس دیا۔

اور فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ اَخُوالْمُسْلِم

مسلمان مسلمان کا معانی ہے۔

الحرام: حرام کے دو معانی ہیں۔

ا۔ محترم ومکرم۔مثلاً'المسجد الحرام (عزت والی مسجد)

ب۔ ناپاک اور پلید۔مثلاً الولد الحرام (حرامی لڑکا)

الانتباہ:

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ میں دونوں معانی مراد لئے جا سکتے ہیں۔اگر ہم حرمت سے مراد محترم لیتے ہیں تو حدیثِ پاک کا مفہوم یہ ہوگا۔

اے لوگو! جس طرح تمہاری نظروں میں ذوالحج کا مہینہ "البلد الحرام" اور "یوم النحر" محترم ہیں' یونہی اللہ رب العزت کی نظر میں مومن کا مال' مومن کا خون اور مومن کی عزت محترم ہیں۔

(یہ خالق کی مخلوق سے محبت ہے)

اور اگر ہم حرمت سے مراد "شرعی حُرمت" لیتے ہیں تو مفہوم یہ ہوگا کہ جس طرح یوم النحر' بیت اللہ شریف اور ذوالحج کی توہین حرام ہے' یونہی مسلمان کی عزت کے

www.waseemziyai.com

ساتھ کھیلنا' مسلمان کا مال ہڑپ کرنا اور مسلمان کو قتل کرنا بھی حرام ہے۔

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ خنزیر اور اِنسان دونوں کا گوشت حرام ہے اور ان کی بیع بھی حرام ہے۔ خنزیر کی حُرمت کی وجہ یہ ہے۔

لِاَنَّهٗ نَجِسُ الْعَيْنِ وَحُرِمَ الْاِنْتِفَاعِ بِاَجْزَاءِ الْاٰدَمِیِّ لِکَرَامَتِهٖ اَنَّ عَدَمَ الْاِنْتِفَاعِ وَالْبَيْعِ لِکَرَامَتِهٖ فَلَا يَدُلُّ عَلٰی نَجَاسَتِهٖ (الهدایہ، جلداوّل، ص ۴۱)

خنزیر اور انسان دونوں کا گوشت کھانا حرام ہے اور دونوں کی بیع بھی حرام ہے۔ خنزیر کا کھانا اور اس کی خرید و فروخت کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ نجس العین ہے۔ اِنسان کی خرید و فروخت اور اُس کی بیع اس کی کرامت کی بِناء پر حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گُردہ بیچنا' خریدنا دونوں شرعاً حرام ہیں۔ یُونہی اِنسان کا خُون بیچنا اور خریدنا حرام ہے اور یہ انسان کی کرامت و شرافت کی بِناء پر ہے۔ یقیناً یہی وجہ ہے کہ انسان کے بالوں کی ''وِگ'' بنا کر بیچنا' خریدنا اور اُس کو سر پر لگانا قطعاً حتماً شرعاً حرام ہے۔

مسئلہ:

ڈاکٹر ایکسپرٹ ہو' اسپیشلسٹ ہو' اپنے فن کا بہت بڑا ماہر ہو' اگر وہ خُون لگانے کا مشورہ دے اور خون لگا لیا جائے عین ممکن ہے اللہ تعالیٰ مُعاف فرما دے۔

استفہام:

اربابِ فصاحت و بلاغت خُوب جانتے ہیں اور بہتر جانتے ہیں کہ استفہام کبھی کبھار انکار کیلئے ہوتا ہے اور کبھی کبھار اثبات کیلئے ہوتا ہے۔ یُونہی استفہام کبھی کبھار تقریر کیلئے ہوتا ہے اور کبھی کبھار تبکیت یعنی خاموشی کروانے کیلئے ہوتا ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا بار بار سُوال کرنا اور ہر چیز کا مُعلوم ہونے کے باوُجود سُوال کرنا محض اور محض تاکید کیلئے ہے۔

www.waseemziyai.com

اے صحابہ! سُنو غور سے سُنو! دھیان سے سُنو! مُتوجّہ ہو کر سُنو! آنکھیں کھول کر سُنو! صرف کان سے نہیں دِل و دماغ سے سُنو کہ جس طرح یہ تینوں چیزیں مُحترم ہیں اور تم اُن کا احترام کرتے ہو' یونہی مسلمان کا خُون' مسلمان کی عزّت اور مسلمان کا مال محترم ہیں۔

تشبیہ:

اصحابِ عُلُوم وفنُوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ بعض دفعہ ایک مجموعہ کی دُوسرے مجموعہ کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔اس حدیث پاک میں بھی ایک مجموعہ کی دُوسرے مجموعہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔مومن کے خُون' مومن کے مال اور مومن کی عزّت کے مجموعہ کی یوم النحر' البلد الحرام اور ماہ ذوالحج کے مجموعہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔ شفیق آقا' رحیم آقا' کریم آقا علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح یہ تینوں مجموعی طَور پر مُحترم ہیں' یُونہی یہ تینوں بھی مُحترم ہیں۔

الحاصِل:

۱۔ قتل کرنا

۲۔ مسلمان کی بے حُرمتی کرنا

۳۔ مسلمان کا مال بلاوجہ ہضم کرنا' کبائر میں سے ہیں۔

افسوس' ہائے افسوس!

چند ہفتے پہلے پاکستان کے وزیرِ اعظم سیّد محمد یُوسف رضا گیلانی کا ایک پروگرام ٹی وی پر دیکھا اور اخبار میں پڑھا کہ قاتل کی سزا' سزائے مَوت' ختم کی جا رہی ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی جمہوریت کی عَلَمبَردار ہونے کی دعویدار ہے اور پھر جمہوریت کے چمپئن سابِق وزیرِ اعظم ذوالفقار علی بھٹو کہا کرتے تھے کہ میں محض سوشلزم کا حامی نہیں'

www.waseemziyai.com

اِسلامی سوشلزم کا حامی ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اِسلام ایک مکمل، اکمل اور کامِل دین ہے اور ایک مکمّل ضابطۂ حیات ہے جس کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی بیچ پیچ کی ضرورت نہیں۔ اِسلام کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی اِزم کی ضرورت نہیں۔ سوشلزم، کمیونزم، کیپٹل ازم بیکار اور بے مقصد سسٹم ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان کی سابقہ وزیر اعظم محترمہ بینظیر بھٹو نے بھی چند سال پہلے کہا کہ اسلامی سزائیں وحشیانہ سزائیں ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ مَوجُودہ وزیر اعظم جو پیپلز پارٹی کے ہی ترجمان ہیں۔ اسلامی سزاؤں بالفاظ دیگر حُدُود و قصاص میں مداخِلت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اسی مُلک، مُلک پاکِستان کے سابِق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے بھی کبھی اسلامی روایات کو اُجاگر کرنے کا ذکر نہیں کیا بلکہ اسلام کے نام پر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی۔

میاں صاحب اپنی اِتحادی پارٹی کو کبھی تو اعلانِ مری یاد کرواتے ہیں اور کبھی اعلانِ لندن کے تذکرے اور تبصرے کرتے ہیں اور یُونہی اپنے ساتھ ہونے والے عہد و پیماں کا رونا روتے ہیں۔

کاش! کہ ہم سب مِل کر اُس عہد و پیمان کا رونا روئیں، جو عہد و پیمان ہم نے اللہ ربُّ العزّت کے ساتھ کیا ہوا ہے (رب راضی تے سب راضی)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى (پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۱۲۰)

یہود و نصاریٰ کبھی بھی آپ سے راضی نہیں ہوں گے۔ حتّٰی کہ آپ ان کے دین کی پیروی کریں۔ بالفاظ دیگر یہودی تب ہی راضی ہوگا، جب آپ یہودیت اختیار

www.waseemziyai.com

کریں گے' اور عیسائی تب ہی راضی ہوگا جب آپ عیسائیت اختیار کریں گے۔ اے میرے حبیب! آپ اعلان فرمادیں' بے شک اللہ کی طرف سے عطا کردہ اور فراہم کردہ ہی ہدایت' حقیقی ہدایت ہے اور اس کے علاوہ باقی مذہبی اور سیاسی تنظیمیں بھی خواب خرگوش میں محو ہیں۔

عُلماء ومشائخ کی بھرپور ذمہ داری ہے کہ ایسے بِل کو پاس ہونے سے تحریر' تقریر اور تصنیف کی وساطت سے روکیں' بلکہ جہاد کریں ورنہ کیا ہوا؟ (رات گئی بات گئی)

ہمارے ہاں پہلے بھی کئی قوانین غیر شرعی ہیں۔ ججز صاحبان آرام سے کہہ دیتے ہیں ٹھیک ہے کہ شرع شریف کا اپنی جگہ مقام ہے لیکن ہم پاکستانی قواعد وضوابط کے پابند ہیں اور انہی کے تحت ہم نے حلف اُٹھایا ہوا ہے۔

عفو! کوئی بھی ہو' صدر ہو' وزیر اعظم ہو' اس کو حُدُود وقصاص میں مداخلت کرنے' مُعاف کرنے اور درگزر کرنے کی اجازت نہیں۔ قاضی کے فیصلے کے بعد قاضی القضاۃ کے پاس اپیل کرنا تو جائز ہے کہ وہ قاضی کے فیصلے پر نظرثانی کرے لیکن صدر سے اپیل کرنا کہ وہ مُعاف کردے یہ حرام ہے' گُناہ ہے' اور صدر کا درگزر کرنا اور مُعاف کرنا بھی خلافِ شرع ہے۔ معاف کرنا صرف اور صرف مقتول کے ورثاء کا حق ہے۔

آیئے ذرا قرآن کا مُطالعہ کریں۔ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی خاطر چند سطور سپردِ قلم کر رہا ہوں۔ شاید کسی قاری کو یہ بات پسند آئے اور دُعا ہی کردے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ

(پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۴۵)

پس جو کوئی صدقہ کرے' ساتھ اس کے' پس وہ کفّارہ ہے واسطے اس کے۔

اس آیہ کریمہ میں حکمرانوں کیلئے بہت بڑا درس ہے اور اس میں تین اقوال ہیں

www.waseemziyai.com

۱۔ مَن سے مراد قاتل ہے

۲۔ بِہٖ میں ھا ضمیر سے مُراد قصاص ہے۔

لہٗ میں ھا ضمیر کا مرجع مَنْ ہے۔ یاد رکھنا ہوگا کہ من اور دونوں اسمائے موصُولات میں سے ہیں اور دونوں لفظاً واحد اور معناً جمع ہیں۔

آیہ کریمہ کا مفہوم یہ ہوگا۔

وہ قاتل جو اپنے آپ کو اعتراف اور اقرار کرتے ہوئے قصاص کیلئے قانون کے حوالے کر دے اور قصاصاً مار دیا جائے تو یہ قصاص اس کیلئے کفّارہ بن جائے گا۔

اب نہ دُنیا میں وہ گُنہگار مُتصوّر ہوگا اور نہ ہی قیامت کے دن اُسے سزا دی جائے گی۔ سیّدنا حضرت ماعز کی زندگی ہمارے لئے ایک نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

میرے اور آپ کے آقا علیہ السّلام نے ان کی مُعافی پر اور توبہ پر تبصرہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ اگر ماعز کی توبہ تقسیم کی جائے تو زمین و آسمان اُس سے بھر جائیں۔

۲۔ مَن سے مراد مقتول کے ورثاء ہیں۔

بِہٖ میں ھا ضمیر سے مُراد قصاص ہے۔

لہٗ میں ھا ضمیر سے مراد مقتول کے ورثاء ہیں کیونکہ ھا کا مرجع من ہے جو کہ لفظاً واحد اور معناً جمع ہے۔

اب اس آیہ کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ مقتول تو مر چُکا ہے' اس کے قصاص کا حق چونکہ صرف اور صرف مقتول کے ورثاء کو ہے۔ اگر مقتول کے ورثاء معاف کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ مقتول کے ورثاء کے گُناہوں کو معاف فرما دے گا۔ مقتول کے ورثاء کا معاف کرنا یہ اُن کے گُناہوں کا کفّارہ بن جائے گا اور یہ بات قُرآن وسُنّت سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں کو معاف فرماتا ہے اور پسند فرماتا ہے۔

۳۔ مَن سے مراد مجروح اور زخمی ہے۔

بہٖ میں ھاء ضمیر سے مُرادزخم اور مجروح ہے۔

کیونکہ ھاضمیر کا مرجع مَن ہے

اب مفہوم یہ ہوگا کہ کسی بد بخت نے بطورِ قاتل قاتلانہ حملہ کیا لیکن حملہ آور کامیاب نہ ہوا اور جس پر حملہ کیا گیا وہ بچ گیا' صرف زخمی ہوا' اس زخمی شخص نے حملہ آور قاتل کو معاف کردیا تو یہ معاف کرنا' مجروح اور زخمی کے سابقہ گُناہوں کا کفّارہ بن جائے گا۔

خلاصہ:

مذکُورہ تینوں صُورتوں سے نُمایاں اور واضح ہو گیا کہ معاف کرنا صرف اور صرف مقتول کے ورثاء کا حق ہے' کوئی دُوسرا افرد صدر ہو' وزیر اعظم ہو' قاتل کا قتل ثابت ہو جانے کے بعد مُعاف نہیں کرسکتا' یا پھر قاتل کے ناکام ہونے کے بعد مجروح اور زخمی خُود معاف کرسکتا ہے۔

قصاص:

قصاص کیلئے حاکم کے حُکم کا اِنتظار کیا جائے۔ بالفاظِ دیگر فیصل کے فیصلہ کے بعد قصاص لیا جاسکتا ہے۔ ہر شخص قصاص نہیں لے سکتا حتیٰ کہ مقتول کے ورثاء بھی قاتل کو خُود قتل نہیں کرسکتے۔

ارشادِ ربّانی ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

(پارہ ٦، سورہ المائدہ، آیت ۴۵)

اور جو نہ حکم کرے ساتھ اُس کے جو اُتارا اللہ نے' پس وہ لوگ ہی ظالم ہیں۔

(کنزالایمان)

www.waseemziyai.com

جس سے یہ ثابت ہوا کہ نازل شدہ احکام کے مطابق فیصلہ کرنا حاکم کا کام ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۴۷)

اور جو نہ فیصلہ کرے اُس پر جو اُتارا اللہ نے پس یہی لوگ بے راہ ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ

(پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۴۴)

انتقام:

اکثر لوگ انتقام کی آگ میں جل کر خُود ہی انتقام لینے پر اُتر آتے ہیں۔ یہ شرعاً جائز اور دُرست نہیں بلکہ کبیرہ گناہ ہے۔ اس طرح انسان مظلوم ہونے کے ساتھ ساتھ ظالم بھی بن جاتا ہے۔ مقتول کا وارث ہونے کے ساتھ ساتھ خُود قاتل بن جاتا ہے۔

قصاص میں مساوات کا ہونا بھی ضروری ہے۔ لہٰذا ایک آدمی کے بدلے میں صرف ایک آدمی کو قتل کیا جائے گا اور وہ بھی قاتل کو نہ کہ قاتل کے باپ کو، قاتل کے بیٹے کو یا قاتل کے بھائی کو یا قاتل کے کسی رشتہ داروں کو۔

ارشادِ ربانی ہے:

اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ۔ (پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۴۵)

بیشک جان بدلہ جان کے ہے۔ (کنز الایمان)

گذارش:

صدرِ محترم، وزیر اعظم اور ارکانِ اسمبلی و سینٹ سے بھرپور اپیل ہے کہ باقی

www.waseemziyai.com

مَعاملات کی اپنی اپنی حیثیت ہے اور ثانوی حیثیت ہے۔ مقامِ مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء کے تحفّظ اور نظامِ مصطفٰی کے نفاذ کیلئے کوشش کریں۔ حُدود و قصاص میں مداخلت نہ کریں۔ اِنسان کی عزّت' اِنسان کے مال اور اِنسان کے خُون کو مُحترم قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہر قیمت پر اِن کا تحفّظ کیا جائے۔

۱۔ مال:

مسلمان کا مال محترم ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص مسلمان کا مال چوری کرے اور مال کی مالیت دس درہم کے برابر ہو تو چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا

(پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۳۸)

چور اور چورنی پس کاٹ دو ہاتھ ان کے۔ (کنز الایمان)

۲۔ عزّت:

مومن کی عزّت انتہائی مُحترم ہے' کوئی مومن کسی مومن کی عزّت کے ساتھ نہیں کھیل سکتا۔

۱۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی طرف بدی کی نسبت کرے تو بُرائی ثابت نہ کر سکے تو میاں بیوی کے درمیان لعان ہوگا یعنی فریقین اپنی اپنی صفائی پیش کریں گے اور آخرکار میاں بیوی کے درمیان قاضی تفریق کرے گا۔

(پارہ ۱۸، سورہ النور، آیت ۶۔۷۔۸۔۹)

۲۔ اگر کوئی شخص کسی اور عورت کی طرف بُرائی سے نسبت کرے اور بُرائی پر چار گواہ پیش نہ کر سکے تو تہمت لگانے والے کو اسّی کوڑے لگائے جائیں گے۔

www.waseemziyai.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً (پارہ ۱۸، سورہ النور، آیت ۲)

وہ لوگ جو پاکباز اور پاکدامن عورتوں کی طرف بُرائی کی نسبت کریں اور چار گواہ پیش نہ کر سکیں اُنہیں اسّی کوڑے مارو اور کبھی بھی اُن کی شہادت قبول نہ کرو۔

۳۔ خوُن:

مومن کا خوُن انتہائی مُحترم ہے جس کا بہانا کبیرہ گناہ ہے اور سنگین جُرم ہے۔ شرک کے بعد ماں باپ کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے اور اس کے بعد مسلمان کو قتل کرنا سنگین جُرم ہے اور ناقابلِ معافی جرم ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا

(پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۹۲)

اور نہیں ہے دُرست کسی مومن کو یہ کہ قتل کرے کسی مومن کو۔ (کنزالایمان)

کان:

کان کی خبر جائز آ ہے اور مفہوم یہ ہے کہ کسی مومن کی شان نہیں، کسی مومن کو حق نہیں، کسی مومن کیلئے لائق نہیں اور کسی مومن کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے۔ مومن کا مصدر ایمان ہے اور ایمان کا مادہ امن ہے۔ لہٰذا مومن وہ ہے جو پُر امن اور امن پسند ہو نہ کہ دہشت گرد ہو۔ لہٰذا مومن کے قاتل کی سزا یہ ہے کہ اُس کو قتل کر دیا جائے۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں:

نکوئی با بداں کردن چناں است

کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

www.waseemziyai.com

بُروں کے ساتھ نیکی کرنا' نیکوں کے ساتھ بُرائی کرنے کے برابر ہے۔ ظالم کے ساتھ تعاون کرنا مظلوم کے ساتھ زیادتی کرنے کے مُترادف ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ

(پارہ ۶، سورہ النساء، آیت ۹۳)

اور جو قتل کرے کسی مومن کو جان کر ارادۃً پس سزا اس کی دوزخ ہے۔

قتل ہر شریعت میں ناجائز تھا' ناجائز ہے اور ہمیشہ ناجائز ہی رہے گا۔ وہ گناہ جو اَزَلی اَبَدی گُناہ ہے اور ہر شریعت میں وہ گُناہ گُناہ ہی رہا' ایسے گُناہ کے مُرتکب کو کیسے معاف کیا جا سکتا ہے۔ تمام مُفسّرین کرام نے تفصیلاً بلا اِختلاف بیان فرمایا کہ ہابیل' قابیل سے لمبا زیادہ تھا' موٹا زیادہ تھا' خوب چوڑا قد آور' خُوبصورت اور قابیل سے کئی گُنا زیادہ طاقتور تھا پھر بھی اُس نے قابیل کو قتل کرنے سے اِجتناب اور پرہیز کیا اور اسے یقین تھا کہ میں باپ کا نافرمان' شریعتِ مُطَہَّرہ کا باغی کہلاؤں گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَ قْتُلَكَ (پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۲۸)

میں نہیں ہوں پھیلانے والا ہاتھ اپنا تیری طرف تا کہ قتل کر دوں تجھے۔

(کنزالایمان)

تو چہ دانی عہد ما با ما چہ کرد
از جمالِ مصطفےٰ بیگانہ کرد

تمہیں کیا معلوم کہ ہمارے زمانہ نے ہمارا کیا حال کیا۔ جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں بیگانہ کر دیا۔

www.waseemziyai.com

قاتل کو معاف کرنا، مقتول کے ساتھ مزید زیادتی کرنے کے برابر ہے، کرایہ کے قاتلوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔

اور کل کلاں کیا انجام ہوگا جو چند سکوں کی خاطر مسلمان کے خُون کو بہانے پر تُل جاتے ہیں۔ کتنے بدقسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے طاقت کے بَل بوتے پر کرایہ کے قاتل اور خونخوار کُتّے اور بھیڑیے پالے ہوئے ہیں۔ تعجّب ہوتا ہے جب حکمرانوں کی طرف سے بھی یہی اعلان ہوتا ہے کہ قاتل کی سزا عُمر قید میں تبدیل کی جا رہی ہے۔ حالانکہ حکمرانوں کو چاہیئے کہ جرائم پیشہ لوگوں کی حوصلہ شکنی کریں تا کہ حکمرانوں کی حکومت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جائے۔

؎ اِقبال کس کے لُطف کا یہ فیضِ عام ہے
رُومی فنا ہوا، حبشی کو دوام ہے

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دورانِ خطوط حکمرانوں کو تنبیہ فرمائی اور فرمایا:

اَسْلِمْ تَسْلَمْ۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الکتاب الی الکفار، ص ۳۴۱)

اے ہرقل! اسلام کو قبول کر لے، اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری حکومت کو اور باقی تیری عبادات مُعاملات اور سیاسیات کو سلامتی عطا فرمائے گا۔

دین و دُنیا کی سلامتی اسلامی نظام کو اپنانے میں ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ (پارہ ۱۹، سورہ الفرقان، آیت ۶۸)

اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دُوسرے معبود کو نہیں پُوجتے اور اُس جان کو جس کی اللہ نے حُرمت رکھی، ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے۔ (کنزالایمان)

www.waseemziyai.com

• اللہ ربُّ العزّت نے سُورہ الفرقان کے آخری رکُوع میں اپنے وفادار بندوں کے کچھ اوصافِ حمیدہ بیان فرمائے اور ساتھ ہی کچھ اپنے بے وفا بندوں کی اوصافِ ذمیمہ بیان کیں۔ اوصافِ حمیدہ کا ذِکر کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ میرے بندے شرک نہیں کرتے اور یونہی مومن کو قتل نہیں کرتے۔ اور اُن کی ایک خُوبی یہ بھی ہے کہ وہ زِنا نہیں کرتے۔

ع ..... جن پتوں پر تکیہ تھا وہی ہوا دینے لگے

ارشادِ نبوی ہے:

اَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ

(بخاری شریف، کتاب الدیات، باب ۹۹۷، حدیث ۱۷۶۰، ص ۱۰۱۵)

سیّدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اِرشاد فرمایا: سنگین جرائم میں سے ایک جُرم شِرک ہے اور دُوسرا جُرم قتل کرنا ہے جبکہ تیسرا جُرم ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔

کیا خبر تھی کہ انقلابِ آسمان ہو جائے گا، جن لوگوں نے مُلک وملّت اور مذہب واِسلام کی خدمت کرنا تھی، وہی لوگ اِسلامی ومذہبی قوانین کے ساتھ کھیلنا چاہ رہے ہیں۔

ارشادِ نبوی ہے:

لَاتَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا یَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

(بخاری شریف، جلد دوم، باب ۹۹۷، حدیث ۱۷۶۳، ص ۱۰۱۵)

اے صحابہ! میرے بعد کافرانہ اور مُشرکانہ حرکات نہ کرنا کہ تُم میں سے بعض، بعض کی گردن اُڑاتے پھریں۔ بالفاظِ دیگر مومن کی شان کے خلاف ہے کہ وہ مومن کو قتل کرتا ہے تو شرعی ثبوت کے بعد قاتل کو بطورِ قصاص قتل کیا جائے گا اور قرار واقعی اُس کو سزا دی جائے گی۔

www.waseemziyai.com

افسوس صد افسوس، سزا دینے والے شرعی سزاؤں کو تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

؎ کیا خبر تھی کہ لے کر چراغِ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

چند ایک مسائل وفوائد:

۱۔ بلاقصور طمانچہ لگانے میں بھی قصاص ہے۔

۲۔ مقتول ایک ہو، قاتل کئی ہوں تو تمام کی سزا سزائے موت ہے۔

۳۔ شکوک وشبہات سے حدود ختم ہو جائیں گی۔

۴۔ مرد کے بدلے مرد، عورت کے بدلے عورت۔ مرد کے بدلے عورت اور عورت کے بدلے مرد کو قتل کیا جائے گا۔

۵۔ عالم ہو یا حاکم، مسائل کو حقیر جانتے ہوئے عمل نہ کرے تو کافر ہو جائے گا۔

۶۔ مسائل پر یقین رکھنے والا اور پھر عمل نہ کرنے والا عالم ہو یا حاکم یہودیت کا پیروکار ہے۔

۷۔ قاتل نے عمداً اور ارادۃً قتل کیا، قصاص کی صورت میں مقتول کے ورثاء میں سے کسی ایک وارث نے قصاص معاف کیا تو باقی ورثاء قصاص کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔
اب ان کو دیت (خون بہا) لینا ہوگا کیونکہ قاتل کا کچھ حصہ قتل کرنا ناممکن ہے

۸۔ دیت کی صورت میں اگر بعض وارثوں نے دیت معاف کر دی تو باقی وارث اپنا حصہ وصول کر سکتے ہیں۔

۹۔ دیت، مقتول کے وارثوں کا قاتل سے سو اونٹ وصول کرنا پھر سو اونٹ کی قیمت وصول کرنا ہے۔

www.waseemziyai.com

۱۰۔ رشوت کی بناء پر مفتی کا غلط فتویٰ دینا یا قاضی کا غلط فیصلہ کرنا بہت بڑا جرم ہے اور یہودیت کی پیروی کرنے کے مترادف ہے۔

۱۱۔ اِلَّا خَطَاءً (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۹۲)

مگر غلطی سے قتل ہو جانا۔

اِلَّا اس آیہ کریمہ میں اِلَّا لٰکِنْ کے معنی میں ہے تو مفہوم یہ ہوگا کہ مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ مومن کو قتل کرے لیکن خطا سے ہو جائے تو ایک الگ بات ہے۔

خطاء کی اقسام:

۱۔ خطاء فی الفعل

۲۔ خطاء فی الارادہ

ان دونوں صورتوں میں قاتل سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ قاتل کی ذمّہ داری ہوگی کہ وہ مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کرے نیز ایک مومن غلام آزاد کرے۔

خطاء فی الفعل:

خطاء فی الفعل سے مراد یہ ہے کہ شکاری نے شکار کی طرف تیر پھینکا یا پھر کسی اور مقصد کیلئے تیر پھینکا، غلطی سے کسی کو جا لگا اور وہ مر گیا۔

خطاء فی الارادہ:

خطاء فی الارادہ سے مراد ہے کہ قاتل نے کسی شخص کو جان بوجھ کر قتل کیا لیکن مرتد سمجھ کر قتل کیا، مثلاً:

کسی کو مرزائی سمجھ کر یا گستاخِ رسول سمجھ کر قتل کر دیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو مسلمان تھا۔

www.waseemziyai.com

اختتام:

ہادیٔ عالم، رحمتِ دو عالم، نورِ مجسم، شفیعِ معظم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ہر بات مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ ہے اور وحیٔ خدا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی (پارہ ۲۷، سورہ النجم، آیت ۳)

لہٰذا آپ کا پیش کردہ نظام تمام نظاموں سے بہتر ہے اور آپ کا لایا ہوا قانون تمام قانونوں سے افضل ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نظامِ مصطفیٰ ہی نجات دہندہ نظام ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

آخر میں ایک بار پھر صدر پرویز مشرف اور وزیرِ اعظم سیّد محمد یوسف رضا گیلانی سے دردمندانہ گذارش کرتا ہوں کہ جو قوانین غیر اسلامی ہیں، انہیں اسلامی ڈھانچہ میں اُتارنے کی پوری پوری کوشش کریں، اور جو اسلام کے مطابق ہیں اُن پر عمل کروانے کی کوشش کریں۔ چور کا ہاتھ نہ کاٹنا، شرابی کو کوڑے نہ لگانا، یونہی قاتل کی اصلی سزا کو کسی اور سزا میں تبدیل کرنا غیر شرعی حرکت ہے اور بہت بڑا گناہ ہے۔

دُعا:

دُعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے حبیبِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلۂ جلیلہ سے نظامِ مصطفیٰ کے لئے تگ و دو اور کوشش کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین

==========

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الخمر

www.waseemziyai.com

اَلْخَمْر

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَ هُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْاٰخِرَةِ (جامع ترمذی۔ ابواب الاشربہ جلد دوم، ص ۸، باب ۱۲۴۶، حدیث ۱۹۲۲، مشکوٰۃ شریف، باب بیان الخمر۔ ص ۳۱۷ مسلم شریف۔ کتاب الاشربہ۔ حدیث ۱۰۱۵، جلد دوم، باب ۷۰۲، ص ۱۶۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر نشہ آور چیز خمر ہے (شراب)۔ اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اور جس شخص نے دنیا میں شراب پی اور مر گیا اور اس حال میں مرا کہ وہ شراب کا عادی تھا اور اس نے توبہ نہ کی تو وہ آخرت میں شراب (طہور) نہ پیئے گا۔

ارشادِ ربانی ہے

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ۔ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ج وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ج وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ۔ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى (پارہ ۲۶، سورہ محمد، آیت ۱۵)

اُس جنت کے حالات جس کا متقین سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس میں نہریں ہیں ایسے پانی کی جس کی بُو اور مزہ نہیں بگڑتا اور نہریں ہیں ایسے دودھ کی جس کا ذائقہ نہیں بدلتا اور نہریں ہیں شراب کی جو لذت بخش ہیں پینے والوں کے لیے اور نہریں ہیں شہد کی۔

اِرشادِ ربانی ہے:

يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَ لَا تَاْثِيْمٌ

(پ ۲۷۔ الطور۔ آیت ۲۳)

www.waseemziyai.com

جنتی جنّت میں ایک دوسرے پر جھپٹیں گے جس میں نہ کوئی کلمہ لغو ہوگا اور نہ ہی گناہ۔
جنتی جنّت میں خوش خوراک، خوش مزاج ہونے کے ساتھ ساتھ خوش طبعی بھی کریں گے۔ محبّت ہوگی بے تکلفی ہوگی ایک دوسرے سے جامِ محبت کے پیالے اور شراب طہور کے پیالے چھینیں گے نہ لغو گفتگو ہوگی اور نہ ہی گناہ کا ارتکاب کریں گے۔

ارشاد ذو الجلال والاکرام ہے:

اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا۔

(پ۲۹۔الدھر۔آیت۵)

یقیناً نیک لوگ شراب کے ایسے جام پیئں گے جن میں آبِ کافور کی آمیزش ہوگی اور وہ پانی کافور سے زیادہ خوشبودار، دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔

ارشاد مالک الملک ہے:

عَیْنًا یَّشْرَبُ بِھَا عِبَادُ اللّٰہِ یُفَجِّرُوْنَھَا تَفْجِیْرًا۔ (پ29۔الدھر۔آیت6)

اللہ کے بندے جنّت میں ایسے چشموں سے پیئں گے اور جہاں چاہیں ان چشموں کو بہا کر لے جائیں گے۔

خوبی:

جنّت میں جنّتی مشروبات وغیرہ کے پاس نہ جائیں گے بلکہ ہر نعمت اُن کے قدموں میں خود حاضر ہوگی۔ نیز جنّتی کھائیں گے قضائے حاجت نہ ہوگی یوں ہی مشروبات پیئں گے پیشاب کی ضرورت پیش نہ آئے گی اسی طرح جماع ہوگا لیکن غسل فرض نہ ہوگا۔

1۔ پانی:

جو جزوِ زندگی اور ناگزیز ہے۔ جنّت میں اُس کی بھی ایک نہر ہوگی جس پر کبھی بھی جالا وغیرہ نہ پڑے گا یہ پانی اگرچہ دُنیا کے پانی کی طرح ہی ہوگا لیکن یہ اشتراک

www.waseemziyai.com

اشتراکِ لفظی ہی ہے نہ کہ اشتراکِ معنوی اور حقیقی۔

2۔ دُودھ:

جنّت کے دُودھ کی نہر دُنیا کے دُودھ سے الگ تھلگ ہو گی۔

3۔ خمر:

جنّتی خمر دُنیا کے خمر سے الگ ہو گا۔ دُنیاوی خمر پینے سے انسان کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں، جنّتی خمر پینے سے انسان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ دُنیاوی شراب پینے سے انسان کی عقل معطّل ہو جاتی ہے جبکہ جنّتی خمر پینے سے انسان کی بصارت اور بصیرت میں اضافہ ہو گا۔

4۔ شہد:

دَنیاوی شہد اگرچہ شفاء کا حامِل ہے لیکن وہ مختلف مکھیوں کے پیٹ سے حاصِل ہو تا ہے جبکہ جنّتی شہد ''الکوثر'' نہر کی ایک شاخ سے حاصِل ہو گا۔

الحاصِل:

جنّت میں کئی قسم کے چشمے ہوں گے اور جنّت میں کئی قسم کی نہریں ہوں گی، ارشادِ نبوی کے مطابق جو شخص شرابی ہو گا اور عادی شرابی ہو گا اور توبہ کے بغیر مر جائے گا وہ جنّتی نعمتوں سے محروم رہے گا اور دُور رہے گا خصوصاً جنّتی مشروبات سے اُسے دور رکھا جائیگا۔

ارشادِ نبوی ہے:

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِی الدُّنْیَا حُرِمَهَا فِی الْاٰخِرَه

(مسلم شریف، کتاب الاشربہ، حدیث ۵۱۰۵، جلد ثانی، ص ۱۶۸)

جو شخص دُنیا میں شراب پیئے گا، قیامت کے بعد آخِرت میں شرابِ طہور سے محروم رہے گا۔

www.waseemziyai.com

الانتباہ:

مُصوّرِ پاکستانؒ شاعرِ مشرق نابغۂ روزگارؒ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے ناخلف بیٹے ڈاکٹر جاوید اقبالؒ سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کوٹ لاہورؒ نے ایک مضمون لکھا جو مختلف اخبارات میں چھپا۔ مختلف جرائد، رسائل اور اخبارات نے اُس کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور ایک بار نہیں کئی بار ڈاکٹر جاوید اقبال نے اس بات کا اظہار کیا کہ شراب حرام نہیں اور یہی وجہ ہے کہ شرابی کے لیے کوئی ''حد'' مقرر نہیں۔

نجاست:

نجاست کی کئی اقسام ہیں لیکن دو (۲) اقسام مشہور ہیں۔

۱۔ نجاستِ مُخففہ۔

۲۔ نجاستِ مغلظہ۔

ان دونوں کے اپنے اپنے اَحکام ہیں جو کُتبِ فقہ میں مذکور اور موجود ہیں شراب نجس ناپاک اور پلید ہے شراب کا وہی حکم ہے جو انسان اور گدھے کے پیشاب نیز خُون اور وہ جانور جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا اُن کے پیشاب کا حکم ہے۔ صاحبِ ہدایہ نے شراب کو نجس ہی نہیں بلکہ نجاستِ مُغلظہ قرار دیا ہے اور فرماتے ہیں۔

كَالدَّمِ وَ الْبَوْلِ وَ الْخَمْرِ۔ (ہدایہ۔ جلد۔ اوّل۔ ص۴۷)

نجاستِ مغلظہ کی مِثالیں خُون، پیشاب اور شراب ہیں۔

الاستثناء:

قرآنِ پاک کا بغور مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ شراب، مردار، خون سے بھی زیادہ بدتر ہے آئیں! قرآن پاک کی ذرا سیر کرتے چلیں!

ارشادِ ربّ العالمین ہے:

www.waseemziyai.com

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ۔ (القرآن۔پ٦۔المائدۃ۔آیت٣)

تم پر مُردار اور خُون حرام قرار دیئے گئے۔

ارشادِ ربُّ العالمین ہے:

فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ

(القرآن۔پ٦۔المائدۃ۔آیت٣)

ہاں اگر کوئی شخص اضطراری حالت میں ہو تو وہ خُون اور مُردار استعمال کرے اللہ تعالیٰ اُس کو معاف فرمادے گا۔

یُوں ہی پارہ٢، سورہ البقرہ۔ آیت ١٧٣ اور اسی طرح پارہ١٤۔ سورہ النحل، آیت ١١٥ میں مَوجُود ہے کہ مردار اور خُون حرام ہیں لیکن حالتِ اضطرار میں استعمال کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادے گا۔ لیکن جس مقام پر اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام قرار دیا وہاں استثنائی حالت کا ذکر نہیں فرمایا جس کا مفہوم یہ ہوا کہ شراب حرام ہے اور ہر حال میں حرام ہے۔

حُرمت:

شراب کی حُرمت قطعی، لازمی اور یقینی ہے۔

ارشادِ خُداوندی ہے:

١۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ ”۔ (پ7۔المائدہ۔آیت90)

اے ایمان والو! شراب، جُوا، بت پرستی اور پانسے یقیناً حرام ہیں۔

٢۔ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ

یہ اُمُورِ مذکُورہ شیطان کے کاموں سے ہیں۔

www.waseemziyai.com

۳۔ فَاجْتَنِبُوْہُ۔

ان سے بچو۔

۴۔ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

تمہاری کامیابی ان سے بچنے میں ہے۔

۵۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ۔

شیطان شراب کی وساطت سے تمہارے درمیان عداوت اور دُشمنی ڈالنا چاہتا ہے۔

۶۔ وَالْبَغْضَآءَ۔

شیطان شراب کی مدد سے تمہیں ایک دُوسرے کا باغی بنانا چاہتا ہے۔

۷۔ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔

شیطان شراب کے تعاوُن سے تمہیں اللہ کے ذِکر سے روکنا چاہتا ہے۔

۸۔ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ۔

شیطان تمہیں شراب میں مدہوش کر کے نماز سے دُور رکھنا چاہتا ہے۔

۹۔ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ۔

جبار و قہار اللہ ربُّ العزّت نے آخر پر ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا بتاؤ! کیا تُم باز رہو گے؟

مُلک:

یہ مُلکِ عزیز مُلکِ پاکستان ہمارے آباؤ اجداد ہمارے مشائخ اور ہمارے اساتذہ

www.waseemziyai.com

کرام کے علاوہ ہماری ماؤں' بہنوں اور عزیز بچیوں کی لاکھوں قربانیوں کے بعد ہمیں نصیب ہوا لیکن چند ایک یحییٰ خان جیسے حکمرانوں کی شراب نوشی کیوجہ سے ہمارے ہاتھ سے نِکل گیا اور دو (۲) حِصّوں میں تقسیم ہو گیا۔ سرمایۂ اہلسنّت سُلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر آف کوٹلی لوہاراں 1970ء اور 1971ء میں مُلک کے گوشہ گوشہ میں خطاب فرماتے اور درسِ قرآن میں پیغام دیتے۔

یہ دِن دِکھائے ہیں کِس نے؟ شراب نے
خانہ خراب کر دیا ہے اس خانہ خراب نے

ادوار:

عرب شراب کے متوالے، شراب کے خوگر اور شراب کے عادی تھے اللہ الحکیم نے حِکمت سے شراب کو حرام قرار دیا۔

اوّلاً: ارشادِ حکیم ہوا:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ۔ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (پ۲۔ البقرہ۔ آیت ۲۱۹)

یَارَسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! سُوأل کرتے ہیں وہ آپ سے شراب اور جُوئے کے بارے میں آپ فرما دیجئے ان دونوں میں بہت بڑا گُناہ ہے اور لوگوں کے فائدے بھی' اور ان دونوں کا گُناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

اب کئی صحابہ کرام نے شراب کو ترک فرما دیا۔

ثانیاً:

ارشادِ حکیم ہوا۔

www.waseemziyai.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى۔

(پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۴۳)

اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جانا۔اب اکثر صحابہ نے شراب کو ترک فرمادیا۔

ثالثاً:

آیت خمر نازل ہوئی کہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں اس طرح شراب کو انڈیلا کہ کئی دن تک گلیوں سے شراب کی بدبو آتی رہی، اور آج تک حرمین شریفین میں شراب داخل نہ ہوسکی۔

حد:

جس طرح خمر اور شراب مختلف ادوار میں حرام قرار دی گئی اسی طرح حدِ خمر بھی مختلف ادوار سے گزرتے ہوئے مقرر ہوئی۔

اوّلاً:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں کبھی جوتوں، کبھی درخت کی شاخوں اور کبھی ٹہنیوں اور کبھی چھڑیوں اور کبھی کپڑے کے کوڑوں کے ساتھ حد لگائی جاتی۔(مشکوٰۃ، باب حد خمر ص ۳۱۵، کتاب الحدود، بخاری، جلد ثانی، ص ۱۰۰۲، باب حد خمر مسلم، جلد ثانی ص ۷۱، باب حد خمر۔حدیث ۴۳۴۰)

ثانیاً:

حدِ خمر چالیس (۴۰) کوڑے لگائی جاتی۔

بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلم، باب حد خمر، حدیث ۴۳۴۲، جلد ثانی، ص ۷۱

ثالثاً:۔

مرادِ مصطفیٰ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں آخر کار حتمی، لازمی اور

www.waseemziyai.com

قطعی حد مقرّر ہوئی۔

اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ اِسْتَشَارَفِی الْخَمْرِ یَشْرَبُھَا الرَّجُلُ فَقَالَ لَہٗ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ نَرٰی اَنْ تَجْلِدَہٗ ثَمَانِیْنَ۔ فَاِنَّہٗ اِذَا شَرِبَ سَکِرَ۔ وَاِذَا سَکِرَ ھَذٰی۔ وَاِذَا ھَذٰی اِفْتَرٰی فَجَلَدَ عُمَرُ فِی الْخَمْرِ ثَمَانِیْنَ۔

مؤطاامام مالک۔کتاب الاشربہ۔حدیث۲۔بخاری۔کتاب الحدود۔حدث۱۱۶۸۳ ابن ماجہ۔باب حد سکران۔حدیث ۳۴۴، مسلم شریف، جلد ثانی ،ص۷۲)

امیرالمومنین خلیفۃ المسلمین مُرادِ مُصطفٰی حضرت عُمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے شراب کے بارے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مشورہ مانگا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواباً فرمایا کہ ایسے آدمی کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں کیونکہ شرابی جب شراب پیئے گا تو وہ بے ہوش ہوگا۔اور جب بے ہوش ہوگا تو بکواس بکے گا۔اور جب بکواس بکے گا تو کسی پر بُہتان بازی کرے گا۔لِہٰذا جو مُفتری کی سزا ہے وہی شرابی کی سزا ہونی چاہیئے اور وہ اسّی (۸۰) کوڑے ہے۔

مزید! مزید برآں

فَلَمَّا کَانَ عُمَرُ اِسْتَشَارَ النَّاسَ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ اَخَفُّ الْحُدُوْدِ ثَمَانِیْنَ فَاَمَرَبِہٖ عُمَرُ۔ (مسلم شریف۔کتاب الحدود۔باب 558۔حدخمر۔ حدیث ۴۳۳۹۔۴۳۴۰،ص ۷۱، جلد دوم)

حضرت عُمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے صحابہ کرام سے حدِّ خمر کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے جواباً فرمایا کہ خفیف ترین حدّ اسّی (۸۰) کوڑے ہے۔حضرت عُمر نے اسّی (۸۰) کوڑے ہی حدِّ خمر مقرّر فرمادی۔

اجماع:

اجماع کی کئی اقسام ہیں جن میں سے افضل ترین اور اہم ترین اجماع، اجماعِ صحابہ ہے۔شراب کی حُرمت پر اجماعِ صحابہ ہے۔حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرابی کی حد کے بارے صحابہ سے مشاورت فرمائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسّی (۸۰) کوڑوں کا مشورہ دیا اور باقی صحابہ نے تائید فرمائی۔جس کے نتیجہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسّی (۸۰) کوڑے شرابی کی حد مُقرّر فرمائی۔

الحاصِل:

شراب کی حُرمت قرآنِ پاک، حدیثِ پاک اور اجماعِ صحابہ سے ثابت ہے اور شرابی کی حد اسّی (۸۰) کوڑے اجماعِ صحابہ سے ثابت ہے۔

اللہ ربُّ العزّت اپنے حبیبِ کریم کے وسیلۂ جلیلہ سے شراب اور شراب جیسی محرمات سے بچنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

==============

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحدود والقصاص

www.waseemziyai.com

الحدود والقصاص

حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ سِنَانٍ عَنْ اَبِیْ الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ اَبِیْ شَجَرَةَ كَثِيْرِ ابْنِ مُرَّةَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ اِقَامَةُ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ مَّطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِیْ بِلَادِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

(سنن ابن ماجہ، جلد دوم، ابواب الحدود، حدیث ۳۱۰، ص ۱۸۲)

صاحب ابن ماجہ' امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہمارے سامنے ہشام ابن عمار نے' وہ فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہمارے سامنے ولید بن مسلم نے' ولید بن مسلم فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہمارے سامنے سعید بن سنان نے' سعید بن سنان روایت کرتے ہیں ابوالزاہریہ سے' اور وہ روایت کرتے ہیں ابوشجرہ کثیر بن مرہ سے' اور کثیر بن مرہ روایت کرتے ہیں حضرت عبد اللہ ابن عمر سے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت کی حدود میں سے ایک حد کا قائم کرنا اللہ رب العزت کے شہروں میں چالیس (۴۰) رات کی بارش سے بہتر ہے۔

بارش:

مذکورہ بالا حدیث پاک میں بارش سے مراد مسلسل موسلادھار برسنے والی بارش مراد نہیں کہ وہ تو مضر ہے بلکہ بارش سے مراد رحمت کی بارش ہے۔

مفہوم:

مقصد یہ ہے وہ بارش جو رحمت کی بارش ہو' نہ ضرورت سے زیادہ ہو اور نہ ضرورت سے کم' بلکہ ضرورت کے مطابق ہو' خوش گوار ماحول میں ہو' اس بارش سے جو کہ

www.waseemziyai.com

عین رحمت ہے۔ بہتر ہے کہ وہ شخص جس کے حق میں حد ثابت ہو چکی ہے، اس پر حد لگائی جائے۔ حدود جرائم کی روک تھام کرتی ہیں اور یہی حدود قیام امن کا سبب ہیں۔ نیز آسمانی رحمت کے نزول کا باعث ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اَقِیْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰہِ فِی الْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ وَلَا تَاخُذْکُمْ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃُ لَائِم

(ابن ماجہ، جلد دوم، ابواب الحدود، حدیث ۳۱۴، ص ۱۸۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت کی حدود قریبی اور بعیدی لوگوں میں قائم کرو اور اللہ رب العزت کی راہ میں ملامت کرنے والوں کی ملامت تمہیں مانع نہ ہو۔

الانتباہ:

اے حاکمو! جو تمہارے شہر میں تمہارے قرب و جوار میں رہتے ہیں ان پر بھی حدود قائم کرو اور جو تم سے دور رہتے ہیں، دیہاتوں اور قصبوں میں رہتے ہیں، ان پر بھی حدود قائم کرو۔ نیز وہ لوگ جو تمہارے عزیز و اقارب ہیں اور تمہارے دوست واحباب ہیں ان پر بھی حدود قائم کرو۔ جو تمہارے دوست واحباب نہیں، تمہارے عزیز و اقارب نہیں، ان پر بھی حدود قائم کرو۔ یوں ہی جو مالدار اور چوہدری ہیں ان پر بھی حدود قائم کرو، جو مفلس اور مسکین ہیں ان پر بھی حدود قائم کرو۔ غرضیکہ کوئی بھی مجرم ہو، اس کو اس کے جرم کی سزا دینا تمہاری ذمہ داری ہے۔ اور یاد رکھو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت آڑے نہ آنے پائے۔

ارشاد ربانی ہے: وَلَا تَاخُذْکُمْ بِھِمَا رَاْفَۃٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ

(پارہ ۱۸، سورہ النور، آیت ۲)

www.waseemziyai.com

اور نہ آئے تمہیں ان دونوں پر (زانی اور زانیہ) (ذرہ بھر بھی) رحم اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملہ میں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

قیامت کے دن ایسے حاکم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا جس نے حد میں کمی کی ہوگی' اس سے پوچھا جائے گا۔

لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہے گا:

رَحْمَةً لِّعِبَادِكَ تیرے بندوں پر رحمت اور شفقت کیلئے

اسے کہا جائے گا: اَأَنْتَ اَرْحَمُ بِهِمْ مِنِّیْ

کیا تو مجھ سے زیادہ ان پر رحم کرنے والا ہے؟

فَيُؤْمَرُ بِهٖ اِلَى النَّار اسے دوزخ میں پھینک دینے کا حکم دیا جائے گا۔

پھر ایسے حاکم کو بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا جس نے مقررہ حد سے ایک کوڑہ زیادہ مارا ہوگا اُس سے اس کی وجہ پوچھی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اَأَنْتَ اَحْكَمُ بِهٖ مِنِّیْ

کیا تو مجھ سے بڑا حاکم ہے؟

میں ہی جبار اور قہار ہوں۔

فَيُؤْمَرُ بِهٖ اِلَى النَّار پس اُسے دوزخ میں پھینک دیئے جانے کا حکم دیا جائے گا۔

الحاصل:

حدود میں کمی بیشی کرنا' چاہے مقننہ کی طرف سے ہو' چاہے عدلیہ کی طرف سے ہو' چاہے انتظامیہ کی طرف سے ہو۔ اللہ رب العزت کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدود میں شفاعت اور سفارش حرام ہے۔ مشہور اور معروف فقہاء اور آئمہ اربعہ نیز محدثین و مفسرین اسی امر پر متفق ہیں۔

www.waseemziyai.com

شَفَاعَةٌ فِی الْحُدُوْدِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں ایک بااثر متمول، مالدار، باوقار، مخزومیہ، قریشیہ، فاطمہ نامی عورت نے چوری کی۔ صحابہ کرام نے اجتہاد فرمایا کہ مذکورہ بالا عورت بااثر عورت ہے، ہوسکتا ہے اس کا ہاتھ کٹ جائے تو یہ خود اور اس کے زیر اثر لوگ اسلام سے دُور ہو جائیں۔ لہٰذا یہ سفارش شفاعۃ حسنہ ہوگی، سفارش صحیحہ ہوگی۔ اسی سوچ پر صحابہ کرام نے اُسامہ بن زید کو بارگاہ نبوت میں بھیجا کہ آپ بارگاہ نبوت میں عرض کریں۔ جب حضرت اُسامہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّمِّنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ

اے اُسامہ! کیا تم اللہ کی حدود کے معاملہ میں سفارش کرتے ہو؟

پھر آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا: جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ پہلی قومیں اسی لئے ہلاک ہوئیں کہ اُن میں امیروں کیلئے الگ، غریبوں کیلئے الگ قانون تھا۔ یونہی طاقتوروں کے لئے الگ اور کمزوروں کیلئے الگ قانون تھا۔ نیز اپنوں کے لئے الگ اور بیگانوں کیلئے الگ قانون تھا۔ یہودیوں کے ہاں بنوقریظہ کیلئے الگ اور بنونظیر کیلئے الگ قانون تھا۔ آخر پر ارشاد فرمایا:

اَیْمُ اللّٰہِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَھَا

(ابن ماجہ، جلد دوم، حدیث ۳۲۰، ابواب الحدود)

اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بھی چوری کرے گی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔

یہ ہے اسلام کا پاکیزہ، بابرکت اور بے داغ نظام جسے نظام مصطفیٰ کہتے ہیں،

www.waseemziyai.com

نوٹ:

مذکورہ بالا حدیث پاک اور ارشاد نبوی قضیہ شرطیہ' متصلہ ہے جس کے دونوں حصے مقدم اور تالی ناممکن ہے اور قضیہ شرطیہ میں ایسے ہوتا رہتا ہے جس پر قرآن پاک شاہد ہے۔ مثلاً:

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ

(پارہ ۲۵، سورہ از خدف، آیت ۸۱)

یہی وجہ ہے کہ اسی حدیث پاک کا آخری جملہ یوں ہے کہ محمد بن رمح فرماتے ہیں' میں نے لیث بن سعد سے یہ کہتے ہوئے سنا۔

قَدْ اَعَاذَهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ تَسْرِقَ

اللہ تعالیٰ نے سیدۂ کائنات' سیدۂ عالم' سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا کو چوری کرنے سے محفوظ فرمایا اور حضرت لیث بن سعد یہ بھی فرماتے تھے۔

كُلُّ مُسْلِمٍ يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَّقُوْلَ هٰذَا

ہر مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ جب بھی وہ یہ حدیث پاک بیان کرے تو مذکورہ بالا کلمات دہرائے۔

حد:

حد کی جمع حدود ہے اور حدود کا لفظ سب سے پہلے اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں نازل فرمایا۔

اقسام:

حدود کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ وہ حدود جن کا ارتکاب قطعاً' لازماً' یقیناً حرام ہے۔ مثلاً: قتل' ڈاکہ' زنا' چوری

www.waseemziyai.com

اور قذف وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ وہ حدود جو اصل کے اعتبار سے حرام نہیں بلکہ ان میں تعدی اور تجاوز حرام ہے مثلاً: نکاح، یہ اصل کے اعتبار سے حرام نہیں لیکن ارکان نکاح اور شرائط نکاح سے ہٹ کر نکاح حرام ہے۔

یوں ہی چار (۴) عورتوں سے زیادہ نکاح کرنا تعدی اور تجاوز کی وجہ سے حرام ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر چیز کی کوئی نہ کوئی حد ہوتی ہے۔ جو چیز حد کے اندر رہے وہ مفید ہے ورنہ نقصان دہ۔ زمین و زماں، مکین و مکاں اور ملکوں کی بھی حدیں ہوتی ہیں، اسی طرح احکام و اعمال کی بھی حدود ہیں۔

ارشاد ربانی ہے: وَمَنْ يَتعدَ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

(پارہ ۲، سورہ البقرہ، آیت ۲۲۹)

حدود اللہ سے تجاوز کرنے والے ظالم ہیں۔

ارشاد ربانی ہے: وَيَتَعَدَ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا

(پارہ ۴، سورہ النساء، آیت ۱۴)

جو شخص اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل فرمائے گا۔

ارشاد جبار و قہار ہے: وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ

(پارہ ۲۸، سورہ اطلاق، آیت ۱)

جس نے حدود اللہ پر تجاوز کیا اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔

حدود اللہ:

اسلامی سزائیں ظالمانہ، وحشیانہ اور بہیمانہ نہیں بلکہ عین رحمت اور مجسمۂ رحمت اور باعث رحمت ہیں۔

www.waseemziyai.com

طہارت:

حدود اللہ طاہر' مطہر پانی کی طرح ہیں' خود پاک اور لوگوں کو پاک کرنے والی ہیں۔ان حدود ہی سے روح پاک' جسم پاک اور معاشرہ پاک ہو جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ صحابی رسول حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ طَھِّرْنِیْ اے اللہ کے رسول! مجھے پاک فرما دو۔

کچھ زیادہ وقفہ نہ گزرا پھر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ طَھِّرْنِیْ اے اللہ کے رسول! مجھے پاک فرما دیجئے۔

چند دن نہ گزرے تھے کہ بنو ازد کے قبیلہ غامد کی ایک عورت بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئی اور عرض کی:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ طَھِّرْنِیْ اے اللہ کے رسول! مجھے پاک فرما دو۔

(مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، ابواب الحدود فصل ۱)

جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ اور صحابیات کا یہ عقیدہ تھا کہ حدود اللہ رحمت ہی نہیں بلکہ باعث رحمت ہیں۔

ارشاد ربانی ہے

وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ (پارہ ۲، سورہ البقرہ، اایت ۱۷۹)

اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔

جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو بڑے بڑے فصحاء عرب اور بلغاء کے قدموں کے نیچے سے زمین رسک گئی' ہاتھوں سے طوطے اڑ گئے اور وہ ہاتھ ملتے ہی رہ گئے۔نیز ان کے دل و دماغ اور فہم و فراست ہل کر رہ گئے۔یوں ہی وہ سر کو پکڑ کر بیٹھ گئے اور انگلیاں چباتے ہی رہ گئے۔ایک دوسرے کو تکتے ہی رہ گئے۔انہوں نے ایسا جامع مانع جملہ کبھی سنا ہی نہ تھا۔یہ تین کلمات اور پورا نظام کائنات۔اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اسلام اور اسلامی

www.waseemziyai.com

نظام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔

رحم:

اللہ رب العزت اپنے فضل وکرم سے میری ماؤں، بہنوں اور بچیوں کو ہدایت نصیب فرمائے جو این جی اوز کے نرغے میں پھنس چکی ہیں اور اسلامی نظام کے نام سے بدکتی ہیں۔ حالانکہ اسلامی نظام اور نظام مصطفیٰ ہی غلاموں، عورتوں، اپنوں اور بیگانوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ اسلام سے پہلے عورت کی حالت جانوروں سے بھی بدتر تھی۔

انداز:

ارباب فصاحت وبلاغت اور اصحاب فنون معانی بیان اور بدیع خوب جانتے ہیں کہ گفتگو کرنے کے تین طریقے ہیں۔

ا۔ مساوات: معانی اور مفاہیم کے مطابق الفاظ لانا۔ مثلاً

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ؟ (پارہ ۲۷، سورہ الرحمٰن، آیت ۶۰)

نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔

۲۔ اطناب! چند ایک حکمتوں کی بناء پر معانی اور مفاہیم کے مقابلہ میں الفاظ زیادہ استعمال کرنا۔ مثلاً

ارشاد ربانی ہے:

مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (پارہ ۱۶، سورہ طٰہٰ، آیت ۱۷)

اے موسیٰ آپ کے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟

قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِي وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى (پارہ ۱۶، سورہ طٰہٰ، آیت ۱۸)

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی یہ میرا عصاء ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور کام ہیں۔

www.waseemziyai.com

۳۔ایجاز:

ان گنت اور بے شمار معانی اور مفاہیم ہوں۔انہیں چند ایک الفاظ میں سمو دینا۔

مثلاً وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ

یہ ہے کوزہ میں دریا بند کرنا اور یہی آیہ کریمہ ایجاز کی نفیس ترین مثال ہے۔ فصحاء عرب "اَلْقَتْلُ اَنْفٰى لِلْقَتْلِ" پر بہت بڑا فخر کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ جملہ بے نظیر اور بے مثال ہے جس کا معنیٰ یہ ہے کہ قتل کا علاج قتل ہی ہے۔

الفرق:

مذکورہ بالا آیہ کریمہ اور مذکورہ بالا محاورہ میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

۱۔ مذکورہ بالا محاورہ میں تکرار ہے جبکہ مذکورہ بالا آیہ میں تکرار نہیں۔

۲۔ مذکورہ بالا محاورہ میں صرف قتل کا علاج بتایا گیا ہے جبکہ مذکورہ بالا آیہ کریمہ میں ہر جرم کا علاج بتایا گیا ہے۔امن کے متلاشیوں کو امن کا حل اور سلامتی کے علمبرداروں کو سلامتی کا پائیدار حل بتایا گیا ہے اور سیاسی پنڈتوں کو راہ حق بتلائی گئی ہے۔اگر زندہ رہنا چاہتے ہو اور دوسروں کو زندہ رہنے کی تلقین کرتے ہو تو اس کا ایک ہی علاج ہے اور وہ قصاص ہے۔اور قصاص ہی میں زندگی ہے۔

معرفت:

معرفت خداوندی سے شرابور عرفاء کرام فرماتے ہیں کہ "بقا در فنا" کا اشارہ بھی اسی آیہ کریمہ سے ملتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ

(پارہ ۶،سورہ المائدہ،آیت ۴۵)

www.waseemziyai.com

اے اُمت محمدیہ! قصاص کا حکم صرف تم پر لاگو نہیں کیا گیا بلکہ پہلی امتوں پر بھی ہم نے فرض کیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے لیے بھی قصاص۔

منزل:

قصاص اور حدود کے احکام " مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰہِ" ہیں جنہیں " مَا اَنْزَلَ للّٰہ" سے تعبیر کیا گیا۔ آئیے ذرا پڑھیے!

ارشاد ربانی ہے

وَ مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

(پ ٦۔ سورہ المائدہ۔ آیت ۴۷)

ارشاد ربانی ہے:

وَ مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ۔

(پ ٦۔ سورہ المائدہ۔ آیت ۴۴)

ارشاد ربانی ہے:

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔

(پ ٦۔ المائدہ۔ آیت ۴۵)

۱۔ جو اللہ کے اُتارے پر حکم نہ کرے وہی لوگ فاسق ہیں۔

۲۔ جو اللہ کے اُتارے پر حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں۔

۳۔ جو اللہ کے اُتارے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ ھُمْ یُسْئَلُوْنَ (پارہ ۱۷۔ سورہ الانبیاء۔ آیت ۲۳)

اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔

www.waseemziyai.com

اللہ رب العزت خالق اور مالک حقیقی ہے جو چاہے کرے۔ وہ سب کا حاکم ہے کوئی اس کا حاکم نہیں جو اُس سے پوچھ سکے۔ ہاں وہ جس سے چاہے جو چاہے جب چاہے پوچھ سکتا ہے کیونکہ سب اس کے بندے مملوک اور محکوم ہیں۔

الانتباہ:

باقی تمام حکومتوں کے سربراہان صرف اور صرف عوام کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں جبکہ اسلامی حکومت کا سربراہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں بھی جواب دہ ہوتا ہے اور اس کے علاوہ عوام الناس کے سامنے بھی جواب دہ ہوتا ہے۔

القصاص:

قصاص پر الف لام استغراقی ہے یعنی ہر قسم کے بدلے میں زندگی ہے۔ جان کا بدلہ جان، اعضاء کا بدلہ اعضاء، مال کا بدلہ مال اور زخم کا بدلہ زخم۔

اے حاکمو! تمہارے لیے قصاص قائم کرنے میں زندگی ہے ورنہ تمہارا ملک کمزور ہی نہیں بلکہ ختم ہو کر رہ جائے گا۔

اے شاہدو! تمہاری زندگی صحیح شہادت دینے میں ہے۔

اور اے لوگو! تمہاری ظاہری، باطنی، جسمانی، روحانی، دینی، دنیاوی بقاء صرف اور صرف حدود و قصاص کے قیام میں ہے۔

بعض محققین کی یہ تحقیق ہے کہ ''القصاص'' پر الف لام برائے عہد خارجی ہے کہ ہر بدلے میں حیات نہیں۔ ایسا بھی ہوتا رہا کہ غلام کے بدلے میں آزاد کو قتل کر دیا جاتا' عورت کے بدلے میں مرد کو قتل کر دیا جاتا' ایک آدمی کے بدلے میں کئی کئی آدمیوں کو قتل کر دیا جاتا جبکہ وہ قصاص اور بدلہ باعث خیر اور باعث رحمت ہے جو اسلامی نظام اور نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہو۔ میرے شیخ، شیخ الشیوخ' حضرت حافظ الحدیث

www.waseemziyai.com

نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ جتنے بھی نظام ہیں وہ ملکوں کو چلانے کے لیے اور بظاہر لوگوں کی خیر خواہی کے لیے ہوتے ہیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ ان نظاموں کا ''ماخذ'' رسوم اور رواج ہوتا ہے جبکہ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مآخذ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع امت اور قیاس ہیں اور قیاس سے مراد بھی وہ قیاس جو قرآن وسنت کے ثمر اور نتیجہ میں ہو نہ کہ قرآن وسنت کے مقابل ہو۔ لہذا یہی نظام تمام نظاموں سے بہتر ہے۔ سوشلزم، کیمونزم، کیپیٹلزم کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں۔

حدود اِسلامی فقہ کی ایک اصطلاح ہے اور حدود کا لفظ ان سزاؤں کے لیے بولا جاتا ہے۔ جو مختلف معاشرتی جرائم روکنے کے لیے قرآن وسنت نے طے کی ہیں۔

تعزیرات:

سزاؤں کا وہ حصہ جن کے تعین اور ان میں کمی بیشی میں اسلامی حکومت، مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ کو اختیار حاصل ہے تعذیرات کہلاتی ہیں۔

حدود:

چند سزائیں جو طے شدہ ہیں، جن میں کمی بیشی یا معافی کا حکومت، مقننہ، عدلیہ انتظامیہ میں سے کسی کو شرعاً اختیار حاصل نہیں، وہ حدود کہلاتی ہیں۔

نفاذ:

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ پاکستان روز اول سے متقاضی تھا کہ اسلامی نظام کا خصوصاً حدود وقصاص کا نفاذ عمل میں لایا جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر جنرل صدر ضیاء الحق کے دور میں حدود آرڈیننس کا ایک آرڈیننس لایا گیا جو آج بھی حدود آرڈیننس کے نام سے موجود ہے۔

افسوس! اس آرڈیننس کو قومی اسمبلی اور سینٹ (ایوانِ زیریں اور ایوان بالا)

www.waseemziyai.com

پاس کرتے تو با قاعدہ ایک قانون پاس ہو جاتا۔

س:۔ کیا حدود کی تعبیر و تشریح میں فقہاء امت کی تعبیرات حرف آخر ہیں؟

ج:۔ اگر فقہاء امت کی تعبیرات حرف آخر نہیں تو میری اور تمہاری تعبیرات کی کیا حیثیت ہے۔

س:۔ حدود آرڈیننس انسان کا وضع کردہ نظام ہے' کیا اس میں ترامیم ممکن نہیں؟

ج:۔ جو آج آپ ترامیم لائیں گے کل کلاں آنے والے کہیں گے کہ ترامیم کرنے والے بھی تو انسان ہی تھے لہذا مزید ترامیم کی جائیں۔ اس طرح قانون ایک کھلونا بن کر رہ جائے گا۔

س:۔ حدود اللہ اور حدود آرڈیننس سے کئی مشکلات پیش آ رہی ہیں؟

ج:۔ یہ عدالتی سسٹم اور انتظامیہ کے پیچ در پیچ نظام کی وجہ سے ہیں۔ جسٹس (ر) دراب پٹیل، عاصمہ جہانگیر، جاوید احمد غامدی، ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی اور ان کے ہمنوا غیر ملکی آقاؤں کے اشارے پر سب کچھ کر رہے ہیں۔ وکلاء، پولیس، قومی اسمبلی کے ممبریوں ہی سینٹ کے ممبر اور اسی طرح اسلامی نظریاتی کونسل کے سفارشی ممبر حدود اللہ کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں۔

س:۔ آخر ترامیم میں حرج کیا ہے؟

ج:۔ ا۔ ایک نیا بند پنڈورا کھل کر رہ جائے گا۔

۲۔ ترامیم میں صرف انہی لوگوں کو حق ہونا چاہیے جو دین کے ماہر، فقہ اسلامی کے مفتی، شیوخ الحدیث اور اخلاص کے پیکر ہوں نہ کہ انگلش کے چار حروف جاننے اور بولنے والے۔

الانتباہ:

سیدھی سادھی عورتوں کو ورغلایا جا رہا ہے کہ تمہیں حقوق نہیں دیئے جا رہے۔

www.waseemziyai.com

کون نہیں جانتا مسئلہ رضاعت، مسئلہ حمل اور مسئلہ طلاق جیسے کئی مسائل ایسے ہیں جن میں صرف اور صرف عورت ہی کی گواہی قابل قبول ہے۔

س:۔ حدود اللہ اور حدود آرڈیننس کے ہوتے ہوئے جرائم میں اضافہ کیوں؟

ج:۔ حدود اللہ اور حدود آرڈیننس پر عمل ہی آج تک نہیں ہوا۔ نیز جرم کوئی اور ہوتا ہے اور ایف آئی آر کسی اور دفع کے تحت کاٹ دی جاتی ہے۔ مزید برآں

۱۔ قتل اور اقدام قتل جیسے سنگین جرائم کو روکنے کے لیے تعزیرات پاکستان کی دفعہ 302 موجود ہے پھر قتلوں میں اضافہ کیوں؟

۲۔ 1971ء 1970ء میں ملک عزیز دو ٹکڑے ہوا' پھر فوج کی ضرورت کیوں؟

۳۔ محکمہ اینٹی کرپشن بھی ہے اور اینٹی کرپشن قوانین بھی پھر بھی کرپشن میں اضافہ کیوں؟

۴۔ کرکٹ ٹیم، ہاکی ٹیم کے ہوتے ہوئے کئی بار پاکستان ہارا' آخر کیوں؟

۵۔ پاکستان میں عدلیہ موجود ہے پھر بھی ناانصافی کیوں؟

۶۔ پاکستان میں پولیس موجود ہے پھر بھی جرائم کیوں؟

۷۔ پاکستان میں 1973ء کا آئین موجود ہے پھر بھی لاقانونیت کیوں؟

۸۔ پاکستان میں سکولز اور کالجز موجود ہیں پھر بھی جہالت کیوں؟

۹۔ بارڈر پر رینجرز موجود ہیں پھر بھی سمگلنگ کیوں؟

۱۰۔ خزانہ سے ملک لبالب بھرا ہوا ہے پھر آخر غربت کیوں؟

۱۱۔ کئی حکمرانوں نے قانون کو تہس نہس کیا' کئی عدالتوں نے نظریہ ضرورت کے مطابق فیصلے کیے۔

الانتباہ:

اصل مسئلہ حدود اللہ یا حدود آرڈیننس کی تبدیلی کا نہیں بلکہ صحیح عملدرآمد کا ہے'

www.waseemziyai.com

اصل مسئلہ قانون کی بالادستی کا ہے' اصل مسئلہ قانون کی نظر میں مساوات کا ہے۔ قانون' قانون ہے کھلونا نہیں۔

ہمارے ہاں قانون کی حیثیت یہ ہے کہ جس کی لاٹھی اُس کی بھینس۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے کتاب وسنت کو یہودیوں کی طرح پسِ پشت ڈال دیا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَاءَ ظُهُوْرِهِمْ

(پارہ ۱۔ سورۃ البقرہ۔ آیت ۱۰۱)

کچھ اہل کتاب ایسے ہیں جن کو کتاب دی گئی اور انہوں نے کتاب کو اس طرح پس پشت ڈالا کہ وہ کتاب کو جانتے اور پہچانتے ہی نہیں۔

مسئلہ:

راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق مجرم کو جیل میں ڈالنا جائز اور درست ہے' قرآن وسنت سے یہ ثابت ہے اور اس میں مرد اور عورت کی کوئی تفریق نہیں۔ ہاں! یہ ضروری ہے کہ جلد از جلد فیصلہ کیا جائے ایسے نہ ہو کہ جیل میں ہی لوگ جل سڑ جائیں۔

آخر پہ دعا ہے اللہ رب العزت اپنے حبیب کریم کے وسیلہ جلیلہ سے شرعی حدود وقیود میں رہ کر شرع شریف کے فوائد حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجود والمدارسہ

www.waseemziyai.com

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

اَلْجُوْدُ وَالْمُدَارَسَةُ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَکَانَ اَجْوَدَ مَا یَکُوْنُ فِی رَمَضَانَ حِیْنَ یَلْقَاہُ جِبْرَائِیْلُ وَ کَانَ یَلْقَاہُ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِنْ رَّمَضَانَ فَیُدَارِسُہُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَۃِ

(مسلم شریف، کتاب الفضائل، باب ۸۱۷، حدیث ۵۸۹۰۔ بخاری شریف، ص ۳، کتاب الوحی، حدیث ۵، حدیث ۱۱، شمائل ترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ۔ مشکوٰۃ شریف، ، باب الاعتکاف، الفصل الاوّل ص ۱۸۳)

سیّد المفسّرین سیّدنا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام لوگوں سے زیادہ صاحبِ جُود وعطاء تھے اور آپ علیہ السّلام ماہ مبارک رمضان المُبارک میں سراپا جُود وسخا ہوتے' جب سیّدنا جبرائیل علیہ السّلام آپ کی مُلاقات کیلئے حاضر ہوتے' حضرت جبریلِ امین رمضان المُبارک کی ہر رات برائے مُلاقات بارگاہِ نبوّت میں حاضر ہوتے اور قرآنِ مجید کا دَور کرتے۔ یقیناً حضورِ پُرنور کا فیضانِ جُود وکرم اُمُورِ خیر میں تند وتیز ہواؤں سے بھی زیادہ ہوتا تھا۔

کیوں؟ یقیناً وہ ذات' وہ شخصیت جسے بچپن اور جوانی میں اعلانِ نبوّت سے پہلے اَلصَّادِق اور اَلْاَمِین کے القاب سے یاد کیا گیا۔ یقیناً وہ ذات جو شخصیت کے اعتبار سے "اَشْرَفُ النُّفُوس" ہو' مزاج وطبیعت کے اعتبار سے "اَعْدَلُ الْاَمْزِجَہ" ہو' فعل وعمل کے لحاظ سے "اَحْسَنُ الاَفْعَال" ہو' شکل وصُورت کے اعتبار سے "اَمْلَحُ الْاَشْکَال" ہو' ہمت کے اعتبار سے "اَشْجَعُ النَّاس" ہو' سیرت واخلاق کے اعتبار سے "اَحْسَنُ الاخلاق" ہو' گفتگو کے اعتبار سے "اصدق النّاس" ہو۔ جسم اور جسمانیت کے لحاظ سے "احسن النّاس" ہو۔

یقیناً وہ ذات جُود و سخاوت کے اعتبار سے ''اَجْوَدُالنَّاس'' ہوگی۔

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی

''کَانَ اَجْوَدَ مَایَکُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ''

مذکُورہ بالا حدیث پاک کی کوموں میں درج عبارت کے اعراب اور ترکیب کے بارے میں عُلماء و مُحدِّثین سے مُختلف اقوال منقول ہیں۔

۱۔ کان: فعل از افعال ناقصہ

اجود: مرفوع بضمہ لفظاً اسم برائے کان نیز اجود

مضاف الیہ اسم برائے کان نیز ما مصدریہ است

فی رمضان: فی حرف جار رمضان مجرور بوجہ حرف جار لیکن بظاہر منصوب بوجہ غیر مُنصرف متعلّق حاصلاً محذوف خبر برائے ''کان'' اس ترکیب کی رو سے معنی یہ ہوگا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم بہت زیادہ سخی تھے لیکن ماہِ مبارک' ماہِ رمضان میں حضُور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سخاوت بہت زیادہ ہوتی تھی۔

۲۔ کَانَ: فعل از افعال ناقصہ

ھو: ضمیر درو مستتر راجع بسوئے رسُول اللہ اسم برائے کان۔

اَجْوَدَ: منصوب بفتحہ بفظا خبر برائے مضاف با مضاف الیہ خبر برائے کان فی رمضان۔ جار با مجرور منصوب متعلق حاصلا۔ حال برائے ھو

اب معنی یوں ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ سخی تھے' خُصُوصاً رمضان المبارک کے مہینہ میں۔

۳۔ کان: فعل از اَفعالِ ناقصہ

ھو: ضمیر درو مستتر ضمیر شان

www.waseemziyai.com

اجودُ مرفوع بضمہ لفظاً اسم برائے کان نیز اجود مضاف بسوئے ما یکون' مضاف بشمول مضاف الیہ اسم برائے کان یا مضاف بشمول الیہ یعنی ہر دو مبتداء۔

فی رمضان:

متعلق حاصل خبر تیسری صورت میں معنی یوں ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی کہ آپ سخی تو تھے لیکن آپ کا بہت سخی ہونا ماہ رمضان میں ہوتا تھا۔

جود:

اجود جود سے اسم تفضیل ہے۔ جود کے معنی سخاوت و عطاء کے ہیں۔ امام راغب اصفہانی جود کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

هُوَ اِعْطاءُ مَا يَنْبَغِي لِمَنْ يَنْبَغِي

یعنی جود صرف اعطاءِ مال کا نام نہیں بلکہ جو شئے جس کیلئے مناسب ہو اُسے دے دینے کا نام جود ہے۔

مثلاً فقراء کو مال دے دینا' تشنگانِ عَلوم کو علم و فضل سے بَہرہ وَر کر دینا' گم کردہ راہ کو صحیح راہ پر گامزن کر دینا۔

الحاصل:

انسانیت کی ہر طرح سے اِحتیاجی کو دُور کرنے کا نام جُود ہے۔

(المفتاح ص ۵۵)

امام بوصیری علیہ الرحمہ بارگاہِ نبوّت میں یُوں عرض گزار ہیں:

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَ ضَرَّتَهَا

وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

'یا سیّدِی یا رَسُولَ اللہ! دُنیا اور آخرت یہ دونوں بھی آپ کسی کو عطا کر دیں تو یہ آپ کی

www.waseemziyai.com

سخاوت کا کچھ حصہ ہوگا۔ لوح وقلم میں جتنے بھی مخفیات' راز' اسرار' بھید اور عُلوم ہیں' وہ سارے کے سارے آپ کے عُلوم کا کچھ حِصّہ ہیں۔

امام بوصیری کے اسی شعر میں موجود ''جود'' کی تشریح ووضاحت کرتے ہوئے صاحبِ شرح قصیدہ بُردہ عَلّامہ خرپوتی علیٰ حاشیہ شیخ زادہ فرماتے ہیں:

اَلْجُوْدُ اِضَافَةُ مَا یَنْبَغِیْ لِمَنْ یَّنْبَغِیْ
کَمَا یَنْبَغِیْ لَا لِعِوَضٍ وَلَا لِغَرَضٍ

(شرح قصیدہ بردہ شریف، ص۲۱۹)

جود سے مراد یہ ہے کہ جو چیز جس کیلئے جس طرح مَناسب اور موزوں ہو اسی طرح کسی معاوضہ اور کسی غرض کے بغیر اُس تک پہنچانا۔

قرآن وسنّت نیز سیّد المفسّرین سیّدنا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول سے نیز عُلماءِ سلف اور خلف کی تحقیقات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبیٔ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم باذنِ الٰہی' بہ عطائے الٰہی مُشکل کُشا بھی ہیں اور حاجت روا بھی۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اَن گِنت اور بے شُمار عُلومِ غَیبیہ پر آپ کو اِطّلاع فرمائی ہوئی ہے۔ شیخ کامل عَلّامہ بدر الدین عینی بیان اللغات کے عُنوان کے ضمن میں ''جود'' کی تعریف کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حضُور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم یقیناً اجود النّاس ہیں کیونکہ آپ نے مخلوق کے ہر فرد کو اُس کی اِحتیاجی کے مُناسب عطا فرمایا۔

(عینی جلد اوّل، ص۱۲۵)

کسی نے کیا خوب کہا:

؎ بھیک مانگے جو کوئی تو اُس کو سِوا دیتے ہیں
آئے دُشمن بھی تو چادر بچھا دیتے ہیں

کون نہیں جانتا؟ نہ آپ جیسا کوئی سخی تھا' نہ آپ جیسا کوئی سخی ہے اور نہ ہی آپ جیسا کوئی

www.waseemziyai.com

سخی ہوگا' بڑے بڑے بادشاہوں کو آپ کی سخاوت شرمندہ فرماتی ہے۔ سیّدنا صِدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ جیسے تاجر اور سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جیسے غنی آپ کے وسیع دسترخوان کے ٹکڑوں پر پلتے رہے' حاتم طائی جیسے سخی بارہ دری میں بیٹھتے۔ سائل کو بارہ دروازوں سے ایک ایک روپیہ دیتے لیکن سائل کا پھر بھی پیٹ نہ بھرتا۔ میرے اور آپ کے آقا علیہ السلام نے سائل کے سوال پر سائل کو ایک ہی بار اتنا کچھ عطا فرمایا کہ دوبارہ اس کو سوال کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی۔ اللہ ربُّ العزّت نے ہمیں مانگنے کیلئے آپ کا در بتایا اور دِکھایا۔ رمضان المبارک کا ماہ مبارک ہوتا اور آپ جُود و کرم کے ابواب مفتوح فرما دیتے۔ اگر بِالفرض وافر مال نہ ہوتا تو اپنے خادمین سے' صحابہ سے قرضِ حَسَنَہ لے لے کر تقسیم فرماتے۔ ایک بار مُرادِ مُصطفےٰ سیّدنا حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! آپ اس امر کے مُکلّف نہیں ہیں۔ لِہٰذا آپ قرضِ حَسَنَہ لے لے کر کیوں خیرات اور عطیات فرماتے ہیں؟ یہ سُنتے ہی آپ کے چہرۂ انور پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے اور آپ کو یہ مقولہ ناگوار گزرا۔ دُوسری طرف ایک انصاری صحابی نے عرض کی:

اَنْفِقْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَا تَخَفْ مِن ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا

(شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ، حدیث ۱۳)

یَارَسُولَ اللہ! خرچ کیجئے' صاحبِ عرش سے کمی کا اندیشہ نہ کیجئے۔

فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ' اس پر آپ خُوب مُسکرائے۔

وہ رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا' تجھے حمد ہے خُدایا

حکیم الامّت مُفتی محمد احمد یار خاں نعیمی گُجراتی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر تحقیقِ نفیس تام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ آج بھی عاشقانِ مُصطفےٰ' شمعِ رسالت کے پروانے' محمد

www.waseemziyai.com

عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے' ماہ رمضان المبارک کی تمام ساعات اور تمام لحات میں سحری اور افطاری کے وقت تہجد اور تراویح کے وقت' خلوت اور جلوت میں' سفر اور حضر میں' پہلے دوسرے اور تیسرے عشرہ میں' طاق راتوں میں' اعتکاف میں' اللہ ربّ العزّت کی ذات' ذاتِ با برکات سے اللہ ربّ العزّت کے حبیب کو ہی مانگتے ہیں اور محبوبِ خُدا' محبوبِ کائنات سے آپ کا جُود و کرم مانگتے ہیں۔ آپ سے آپ ہی کو مانگتے ہیں۔ اجود النّاس سے جُود کا کچھ حصّہ مانگتے ہیں: احسن النّاس سے آپ کا حُسن و جمال مانگتے ہیں۔ اصدق النّاس سے صدق کی خیرات مانگتے ہیں اور اشجع النّاس سے شجاعت کا عطیہ مانگتے ہیں۔ نیز املح النّاس سے ملاحت کا دیدار مانگتے ہیں (اللہ اکبر) اللہ ربّ العزّت ہمیں بھی آپ کے حُسن و جمال کی خیرات عطا فرمائے۔ آمین

سکونِ قلب مِلا لذّتِ حیات مِلی
حبیبِ خُدا جو مِلے ساری کائنات مِلی

لا: احادیث مُبارکہ اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی بھی' کسی حال میں' کسی مکان میں "لا" نہیں فرمایا۔ کبھی سائل کو دھکا نہیں دیا' کبھی سائل کو دھتکارا نہیں اور کبھی سائل خالی ہاتھ نہیں بھیجا' سائل کو جھڑکتے بھی کیسے؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ۔ (القرآن، پارہ ۳۰، سورہ والضحیٰ)

آئیں چند ایک احادیث مُبارکہ کا مُطالعہ کرتے چلیں۔

مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ۔ حدیث ۱۰)

سیّدنا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اِرشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی بھی کسی چیز کے بارے میں کوئی سُوال نہیں کیا گیا کہ اس کے جواب

www.waseemziyai.com

میں ''لا'' فرمایا ہو۔ اور نہ ہی ''لا'' آپ کی شان کے لائق ہے۔

۱۔ آپ کا طریقہ مبارکہ یہ تھا کہ اگر مطلوبہ چیز ہوتی تو آپ سائل کو عطا فرماتے اور بخوشی عطا فرماتے' کسی غرض اور لالچ کے بغیر عطا فرماتے۔

۲۔ اگر وقتی طور پر کوئی چیز نہ ہوتی تو سائل کو اِرشاد فرماتے: بیٹھ جاؤ' انتظار کرو' تحائف اور عطایا نیز ہدایا آ رہے ہیں۔ آپ کی مُطلوبہ چیز آپ کو مِل جائے گی اور یقیناً سائل کو وہ چیز ملتی۔

۳۔ آپ سائل سے وعدہ فرما لیتے اور اِرشاد فرماتے ہیں کہ آپ کی مُطلوبہ چیز آپ کو مِلے گی۔ چند گھنٹوں یا چند دِنوں کے بعد سائل آتا' آپ حسبِ وعدہ سائل کے سُوال کو پُورا فرماتے۔

۴۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم بصارت اور بصیرت دونوں سے جب مُلاحظہ فرماتے کہ سائل انتہائی احتیاجی کی حالت میں ہے' انتہائی ضرورت مند اور حاجت مند ہے تو ارشاد فرماتے ''اِبْتَعْ عَلَيَّ فَاِذَا جَاءَنِيْ شَيْءٌ قَضَيْتُهٗ'' (الحدیث)

(شمائل ترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ، حدیث ۱۳)

جاؤ جا کر مارکیٹ سے میرے نام پر جو چاہو خرید لو میں اس کی رقم ادا کر دُوں گا۔ اور اکثر یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ ''بِهٰذَا اُمِرْتُ'' مجھے جُود و کرم کا ہی حُکم دیا گیا ہے۔

واہ کیا جُود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا

(مسلم شریف، کتاب الفضائل، باب ۸۱۹، سخاه صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث ۵۸۹۸، جلد ثانی، ص ۲۵۳)

رمضان المبارک سایہ فگن ہو رہا ہے۔ آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی سخاوت میں اضافہ ہی اضافہ ہو رہا ہے۔ آئیں دستِ تعاوُن بڑھائیں' ایک اور حدیث پاک سے

www.waseemziyai.com

بخشش محبوبِ خدا کا مزہ لوٹیں اور ایمانوں کو جلا بخشیں۔

عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَّنْسُوجَةٍ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا اَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ قَالُوْا الشَّمْلَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ نَسَجْتُهَا بِيَدَيَّ فَجِئْتُ لِاَ كْسُوَكَهَا فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَاِنَّهَا اِزَارُهٗ فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ فَقَالَ اكْسُنِيْهَا مَا اَحْسَنَهَا قَالَ الْقَوْمُ مَا اَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا ثُمَّ سَاَلْتَهٗ وَ عَلِمْتَ اَنَّهٗ لَا يَرُدُّ قَالَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا سَاَلْتُهٗ لِاَ لْبَسَهٗ اِنَّمَا سَاَلْتُهٗ لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهٗ۔

(بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب ۸۸۱، حدیث ۱۱۹، جلد اوّل، ص ۱۷۰)

سیدنا حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت بُنی ہوئی حاشیہ دار چادر لے کر بارگاہِ نبوّت علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام میں حاضر ہوئی۔ (حضرت سہل) نے صحابہ سے فرمایا: تُم جانتے ہو کہ بُردہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں' چادر۔ وہ عورت عرض گُزار ہوئی کہ مَیں نے اسے اپنے ہاتھ سے بُنا ہے تا کہ آپ کو پہناؤں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہ چادر لے لی اور آپ کو چادر کی ضرورت بھی تھی آپ نے اُسے بطور تہ بند استعمال فرمایا۔ ایک شخص نے اس چادر کی تعریف کی اور کہا کہ کتنی اچھی چادر ہے اور عرض بھی کی کہ آپ مجھے پہنا دیجئے۔ لوگوں نے کہا کہ اے سائل! تُو نے اچھا نہیں کیا آپ نے اس چادر کو پہنا اور آپ ضرورت مند بھی تھے' پھر تُو نے سُوال کیا' حالانکہ تُو جانتا بھی تھا کہ آپ سائل کے سؤال کو ردّ نہیں فرماتے۔ تو سائل نے کہا اللہ کی قسم! یقیناً مَیں نے اس لئے سُوال نہیں کیا کہ اس کو پہنوں' مَیں نے تو اِس لئے سُوال کیا ہے کہ اس چادر کو اپنا کفن بنالوں' سیّدنا حضرت سہل فرماتے ہیں آخر وہ چادر اُسی سائل کا کفن بنی۔

www.waseemziyai.com

۱۔ معلوم ہوا کہ موت سے قبل کفن تیار کرنا جائز اور درست ہے کیونکہ آپ کی موجودگی میں کفن تیار کیا گیا اور آپ نے کوئی انکار نہ کیا بلکہ علماء فرماتے ہیں: قبل از وقت کفن تیار کرنا مباح نہیں بلکہ مستحب ہے۔

۲۔ سید المفسرین سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس کا قول حسن عقیدت پر مبنی نہ تھا بلکہ حقیقت پر مبنی تھا۔ انتہائی احتیاط اور ضرورت کے باوجود آپ نے چادر سائل کے سپرد کردی۔ سید المفسرین نے مناسب اور موزوں قول فرمایا۔

كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ

۳۔ حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ تبرک حاصل کرنا جائز اور درست ہے۔ اگر منع ہوتا تو آپ علیہ السّلام ضرور انکار فرماتے۔

الانتباہ:

علماء کرام، مشائخ عظام، ذمہ داران قوم بلکہ اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام کے ہر ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ ایک دوسرے کے کام آئیں، پیاسے کو پانی پلائیں، بھوکے کو کھانا کھلائیں، ان پڑھ کیلئے تعلیم کا بندوبست کریں، بیمار کے علاج معالجہ پر توجہ دیں، بھولے ہوئے کو رستہ بتائیں، بھٹکے ہوئے کو راہ دکھلائیں، مقروض کا قرض چکانے کی کوشش کریں، پریشان حال کی پریشانی، دکھی کا دکھ درد کا درد بانٹنے کی کوشش کریں، یہ نہ ہو کہ آپ کا روزہ آپ کیلئے وبالِ جان بن جائے۔

اگر ماہِ رمضان المبارک میں غزوۂ بدر میں لڑا جا سکتا ہے، اگر ماہِ رمضان میں مکّۃ المکرمہ فتح کیا جا سکتا ہے، اور اگر رمضان المبارک میں حادثاتِ فاجعہ کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے تو یقیناً ماہ رمضان المبارک میں مومن، مومن بھائی کے کام بھی آسکتا ہے۔

حضرت علّامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

www.waseemziyai.com

اَلَّتِی اٰتَاھُمُ اللّٰہُ مِنَ النِّعَمِ الظَّاھِرَۃِ وَالْبَاطِنَۃِ

(زیرِ آیت، وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ پارہ ۱، سورہ البقرہ)

حق یہ ہے کہ انسان ہر اس چیز کو اللہ ربُّ العزّت کی راہ میں خرچ کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا فرمائی ہوئی ہے۔ چاہے اس کا ظاہری نعمت سے تعلّق ہو، چاہے باطنی نعمت سے تعلّق ہو۔ اجود النّاس نبی کے اُمّتی کا حق یہ بنتا ہے کہ ظاہری، باطنی، دینی، دُنیاوی، چھوٹی، بڑی ہر نعمت کا بانٹنے والا ہو۔ یُونہی عَلاّمہ بیضاوی زیرِ آیت:

وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ فرماتے ہیں:

مِنْ اَنْوَارِ الْمَعْرِفَۃِ یُفِیْضُوْنَ

متقین ہیں وہ لوگ جنہیں ہم نے معرفت کی انوار و تجلّیاتؒ مالا مال کر رکھا ہے اور وہ ان کا فیضان کرتے رہتے ہیں۔

اربابِ شریعت گھر گھر فقہی احکام اور شرعی مسائل پہنچانے کی کوشش کریں، یونہی اربابِ طریقت، طریقت کے اُمُور اور مُعاملات ہر کسی تک پہنچائیں۔ نیز اربابِ معرفت جن کو اللہ اور اس کے رسُول کے ساتھ لگن ہے اور جان پہچان ہے، وہ اللہ ربُّ العزّت کے بندوں کا ناطہ اور تعلّق دُنیا سے توڑ کر اللہ اور رسُول سے جوڑیں۔ حضرت داتا علی ہجویری، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی سُنّت پر عمل کریں، لاکھوں نہ سہی، ہزاروں نہ سہی، سینکڑوں نہ سہی، درجنوں ہی اللہ کے بندوں کا اللہ سے رابطہ کروا دیں۔ اور یہی ذمّہ داری اربابِ حقیقت کی ہے کہ وہ قوم کو بتائیں کہ حقیقت، حقیقت ہی ہوتی ہے۔ بقاء صرف اللہ ربُّ العزّت کی ذات ہی کیلئے ہے، باقی ہر کسی کیلئے فنا ہے۔

جُود و سخاوت:

عَلاّمہ شارح کرمانی فرماتے ہیں کہ جُود اور سخاوت میں تین وجوہ سے فرق ہے

۱۔ سخاوت مالی اعانت کا نام ہے جبکہ جُود تقسیمِ عام کا نام ہے۔ خواہ مال ہو یا علم ہدایت ہو یا اصلاحِ نفس یعنی مخلوق کی ہر طرح سے رفعِ احتیاجی کا نام جُود ہے۔

۲۔ سخاوت کسی دُنیاوی یا اُخروی غرض کے تحت ہوتی ہے' مثلاً عوام النّاس میں شُہرت یا ثوابِ آخرت یا رِضائے اِلٰہی وغیرہ وغیرہ۔

جبکہ جُود میں صاحبِ جُود بغیر کسی غرض اور طمع کے عطا و بخشش کرتا ہے۔

۳۔ جُود ایک رُوحانی قُوّت اور اِنسانی ملکہ کا نام ہے جبکہ سخاوت اُس کا ایک اثر اور نتیجہ ہے۔

''اَلْمُدَارَسَہ''

''مدارسہ'' بابِ مفاعلہ کی مصدر ہے۔ حضرت جبریلِ امین ماہ مُبارک' ماہ رمضان المُبارک میں بارگاہِ نبوّت میں حاضِر ہوتے اور نبی کریم صَلّی اللہ علیہ وسلّم سے قرآن پاک کا دَور فرماتے' جو اسی حدیث پاک کا دُوسرا حِصّہ ہے۔ حضرت جبریلِ امین رمضان المبارک کی ہر رات آپ سے مُلاقات کرتے اور قرآنِ پاک کا دَور کرتے۔ صاحبِ مشکوٰۃ نے حدیث مدارسہ کو بابُ الاعتکاف میں ذکر فرمایا' جو اس طرف اشارہ ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت جبریلِ امین رمضان المُبارک کے آخری عشرہ اور اعتکاف کے دنوں میں دَور پر خصُوصی توجّہ مرکوز فرماتے۔ رمضان المُبارک اور قرآن پاک کا آپس میں انتہائی گہرا تعلّق ہے۔ رمضان المبارک میں بہترین عبادت تلاوتِ قرآنِ حکیم ہے۔

فوائد:

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دَور اس لئے نہ فرمایا کہ کہیں آپ کو قُرآنِ پاک بھُول جانے کا خدشہ تھا اور نہ ہی حضرت جبریلِ امین اس لئے حاضِر ہوتے کہ اُن کو خطرہ ہوا کرتا تھا کہ کہیں میں بھُول نہ جاؤں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

www.waseemziyai.com

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰی۔ (پارہ ۳۰، آیت ۶، سورہ الاعلیٰ)

اے میرے حبیب! ہم آپ کو اس طرح پڑھائیں گے کہ آپ کبھی بھی نہ بُھولیں گے۔

۱۔ آپ کا دَور صرف اور صرف تعلیمِ اُمّت کیلئے تھا۔

۲۔ آپ کے دَور محفوظ ہونے کیلئے تھا۔ قُرآن پاک کی تلاوت فرماتے اور سُنتے، لُطف اندوز ہوتے، مسّرت اور خُوشی محسوس فرماتے۔

۳۔ آپ کا دَور کلام اللہ کی تلاوت کرنے اور سُننے نیز رضائے الٰہی حاصل کرنے کیلئے ہوتا تھا۔

۴۔ قُرآنِ الٰہی کے اسرار کا ہر وقت ذہن میں مُستحضر رکھنا مقصود ہوتا۔

۵۔ باہمی دَور سے اُمّتِ مُسلمہ کو باہمی دَورِ قرآن کی ترغیب دینا مقصود ہوتا۔

۶۔ حُروف کی شکل وصُورت نمایاں اور واضح ذہن میں رکھنا مقصود ہوتا۔

۷۔ ہر ہر لفظ اور ہر ہر جُملہ کا ذہن میں رکھنا مقصود ہوتا۔

نوٹ: وہ سال، جس سال میں آپ کا وصال مُبارک ہوا۔ بالفاظِ دیگر آپ نے اپنی زندگی کے آخری سال میں دوبار دَور فرمایا اور اس طرف اشارہ فرمایا کہ یہ رمضان المُبارک میری زندگی کا آخری رمضان ہے، اس کے علاوہ آپ نے ایک اور پیغام چھوڑا اور وہ یہ کہ جُوں جُوں اِنسان بُوڑھا ہوتا جائے اور بڑھاپے میں قدم رکھتا جائے تُوں تُوں اُس کو نیکی میں اضافہ کرتے جانا چاہیئے۔

الانتباہ:

اسی حدیث پاک کی توضیح فرماتے ہوئے مُحدّثین کرام فرماتے ہیں: رمضان المُبارک میں کسی اہلِ علم اہلِ فضل اور کسی صاحبِ درد کی زیارت کرنی چاہیئے اور یہ سُنّت جنابِ جبریلِ امین کی ہے۔ نیز مُحدّثین کرام فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک اور اہل اللہ کی زیارت کے وقت زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا چاہیئے۔

www.waseemziyai.com

سوال: ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپ علیہ السّلام حضرت جبریلِ امین پر قُرآن پیش فرماتے اور ایک حدیث مُبارکہ میں ہے حضرت جبریلِ امین آپ پر قُرآن پیش فرماتے۔

الجواب بعون الملک الوہاب

''مدارسہ'' دارس یدارس سے باب مفاعلہ ہے جو اشتراک عمل کا تقاضا کرتا ہے۔ لہٰذا احادیث میں کوئی تضاد نہیں، کبھی آپ علیہ السّلام قُرآنِ پاک سُنتے اور کبھی سُناتے اور یہی حال جنابِ جبریلِ امین کا تھا۔

سُوال: ''سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى'' سے اگلی آیہ مُبارکہ یُوں ہے: ''اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ'' جس سے صاف مَعلُوم ہوتا ہے کہ آپ کو کُچھ حِصّہ بُھول بھی سکتا ہے۔

الجوابِ بعون الرحمٰن الرحیم: سیّد المُفسّرِین سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یُوں رَقمطراز ہیں کہ اِلَّا ماشاء اللہ میں اِستثناء منقطع ہے۔ (تفسیر ابن عباس، الاعلیٰ)

رمضان:

نبی کَریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ ہونے کی چند وجُوہات ہیں:

۱۔ رمضان المبارک انتہائی مُقدّس اور بابرکت مہینہ ہوتا۔

۲۔ حضرت جبریلِ امین کی مُلاقات سے آپ کو مسرّت اور خُوشی محسوس ہوتی۔

۳۔ قُرآنِ پاک کے دَور کی وجہ سے آپ مسرور اور خُوش ہوتے۔

اختتام:

اُمّتِ محمدیہ کی ذمّہ داری ہے کہ جُود و کرم سے کام لیں، تحمُّل اور برداشت کا مُظاہرہ کریں، کسی ضرورت مند کی ضرورت کو پُورا کریں، اپنے آقا کی سُنّت پر عمل کریں، قُرآنِ پاک کی تلاوت کریں، حُفّاظ کرام دَور کریں، تلاوت کلام پاک سے دِلوں کا زنگ دُور کریں۔

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قربانی

www.waseemziyai.com

قُربانی

حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا وَکِیْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّم بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَقْرَنَیْنِ قَالَ وَرَاَیْتُهٗ یَذْبَحُهُمَا بِیَدِهٖ وَ رَاَیْتُهٗ وَاضِعًا قَدَمَهٗ عَلٰی صِفَاحِهِمَا قَالَ وَ سَمّٰی وَ کَبَّرَ۔ (مسلم شریف، کتاب الاضاحی ۴۹۳۷، جلد ثانی ص ۱۵۳، مشکوٰۃ ابواب العیدین ص ۱۲۷، بخاری جلد دوم، کتاب الاضاحی ص ۸۳۳)

ترجمہ: امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ میرے سامنے حدیث بیان کی قتیبہ بن سعید نے، وہ فرماتے ہیں میرے سامنے حدیث بیان کی ابوعوانہ نے، اور وہ روایت کرتے ہیں حضرت قتادہ سے، اور وہ روایت بیان کرتے ہیں حضرت انس سے، حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو گندمی رنگ کے سینگ والے مینڈھوں کی اپنے ہاتھ سے قربانی کی۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا آپ نے ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ اور میں یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ آپ نے ان کے پہلوؤں پر اپنا قدم مُبارک رکھا، بسم اللہ پڑھی اور اللہ اکبر کہا۔

وجُوب:

احناف کے ہاں قُربانی واجب ہے اور اسکے وجُوب پر قرآن وسُنّت شاہد ہیں۔ ارشادِ ربّانی ہے۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔ وَانْحَرْ امر کا صیغہ ہے۔ اَلْاَمْرُ لِلْوُجُوب لہٰذا قربانی کا ثبوت قرآن پاک میں موجود ہے۔ یونہی حدیثِ نبوی ہے ضَحُّوا، قربانی کرو۔ ضَحُّوا بھی امر کا صیغہ ہے، جس کا معنیٰ یہ ہوا کہ قربانی واجب اور لازم ہے۔ جو شخص صاحب نصاب ہو یقیناً قُربانی کرے، اگرچہ صاحبِ نصاب کے مال پر سال نہ گزرا ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ مُنوّرہ میں ہمیشہ زِندگی بھر قُربانی فرمائی اور

www.waseemziyai.com

قربانی نہ کرنے والوں کے خلاف کلماتِ وعید فرمائے۔ صحابہ، صحابیات اور ازواجِ مُطہّرات نے بھی قُربانیاں کیں۔

مسئلہ:

بوقتِ قربانی بسم اللہ کا پڑھنا لازمی اور ضروری ہے۔ بسم اللہ کے ساتھ اللہ اکبر کہنا لازمی اور ضروری نہیں بلکہ مُستحب اور کارِ خیر ہے۔ شہادتین کو جمع کرنا جائز اور دُرُست نہیں۔

۱۔ اگر کسی شخص نے بسم اللہ ومحمدٍ بوقت ذبح کہا تو مذبُوحہ جانور حرام ہو جائے گا۔ **اَلْوَاوُ لِلْجَمْعِ** کے تحت معنیٰ یہ ہوگا کہ میں اللہ ربُّ العزّت جَلّ جَلَالُہٗ اور محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دونوں کے ناموں پر ذبح کرتا ہوں۔ جبکہ یہ جائز نہیں' ارشادِ ربّانی ہے:

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ۔ (پارہ۸، سورہ الانعام، ص ۱۱۸)

صرف اسی جانور کو کھایا جائے جس پر صرف اللہ کا نام بوقت ذبح لیا جائے۔

۲۔ اگر کسی شخص نے اللہ اور اُس کے رسُول کے نام کو بغیر ''وٗ'' کے جمع کیا اور یُوں کہا بسم اللہ محمد تو ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ جبکہ جانور حرام نہ ہوگا کیونکہ اس میں اللہ اور محمد کو جمع نہیں کیا گیا اگرچہ بظاہر ساتھ ساتھ دونوں نام ہیں۔ لیکن ''وٗ'' نہ ہونے کی وجہ سے حُکم میں ایک نہ ہوں گے۔

۳۔ اگر صرف اللہ ربُّ العزّت کا نام بوقتِ ذبح لیا تو یہ جائز اور دُرُست ہے اور ایسے ہی کرنا چاہیے۔ مثلاً ذابح یہ کہے بسم اللہ یا یُوں کہہ لے بسم اللہ اللہ اکبر۔ (مُسلِم ص ۱۵۶)

مسئلہ:

صاحبِ قربانی کو چاہیے کہ وہ اگر اچھی طرح ذبح کر سکتا ہو تو وہ قُربانی کے جانور کو خُود ذبح کرے۔

ارشادِ نبوی ہے: **ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ**۔

www.waseemziyai.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں مینڈھوں کو اپنے ہاتھ سے قربان فرمایا۔ ہاں اگر خُود ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو کسی دوسرے کو ذبح کرنے کا حکم دے سکتا ہے۔ ارشادِ نبوی ہے۔

وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ۔

(مشکوٰۃ کتاب العید ص ۳۵۷، الاربعین نووی حدیث ۱۷، ابن ماجہ ص ۲۲۹)

جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔

ایک جانور کے سامنے دُوسرا جانور نہ ذبح کرنا چاہیئے اور نہ ہی ذبح ہونے والے جانور کے سامنے چھری کو تیز کرنا چاہیئے۔ ارشادِ نبوی ہے۔ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ۔ اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچانے کی ذابح کوشش کرے، ہاں چھری وغیرہ یا تیز دھار آلہ کو تیز کرنا چاہیئے۔ ارشادِ نبوی ہے۔

وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ۔

تم میں سے کوئی بھی ذابح ہو اپنی چُھری کو تیز کرے۔

الحاصل:

جانور کو بھی ہر مُمکن اذیّت سے بچانا چاہیئے۔ بہتر یہ ہے کہ صاحبِ قُربانی خواہ خود ذبح کرے یا کسی کو ذبح کی اجازت دے۔ بوقتِ ذبح قربانی کے پاس ہو۔ ارشادِ نبوی ہے۔

يَافَاطِمَةُ قُوْمِي اِلٰى اُضْحِيَتِكِ فَاشْهَدِيْهَا۔

اے فاطمہ! کھڑی ہو جاؤ اور اپنی قربانی کے پاس پہنچ جاؤ۔ (البزار، مجمع الزوائد)

آٹھ پہر سے لنگر جاری
سب ہیں تیرے در کے بھکاری

وقت:

احناف کے ہاں قُربانی کا وقت تین دن اور دو راتیں ہیں۔ ذی الحجہ کی بارہ تاریخ کو

www.waseemziyai.com

غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے جب بھی چاہے قربانی کر سکتا ہے' تیسری رات یا چوتھے دن قربانی جائز نہیں۔

ارشادِ نبوی ہے: اَلْاَضْحَیٰ یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْاَضْحَیٰ۔

قربانی بقرہ عید کے بعد دو دن تک ہے۔

(مشکوہ، باب فی الاضحیہ ص ۱۲۸' موطا امام مالک' کتاب الضحایا باب ۶، حدیث ۱۲)

اب اگر کوئی نام نہاد شہرت کا بھوکا تیرھویں کی عصر تک قربانی کو جائز قرار دیتا ہے۔ تو وہ غلطی پر ہے پاکستان عملاً سنّی، حنفی سٹیٹ ہے۔ لہٰذا سنّی، حنفی علماء کی تصریحات پر ہی عمل کرنا ہوگا۔

مسئلہ:

شہروں اور وہ قصبات جن میں نمازِ عید کا اہتمام ہوتا ہے' وہاں قربانی نمازِ عید کے بعد کی جائے۔ ارشادِ نبوی ہے۔

مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ اَوْ نُصَلِّيَ فَلْيَذْ بَحْ مَكَا نَهَا اُخْرٰى۔

(مشکوٰۃ ص ۱۶۹' کتاب الاضاحی حدیث ۴۹۴۹)

جس نے اپنی نمازِ عید یا ہماری نمازِ عید سے پہلے جانور ذبح کرلیا ہو وہ اُس کی جگہ دُوسرا جانور ذبح کرے۔

عُمر:

چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز ہے۔

۱۔ دُنبہ، مینڈھا، بھیڑ، بکرا۔

۲۔ گائے، بھینس

۳۔ اُونٹ

۴۔ بھیڑ، دنبہ کا چھ ماہہ بچہ جو چلتا پھرتا سال بھر کے جانوروں کے برابر نظر آئے۔ اُونٹ کی عمر کم ازکم پانچ سال ہونی چاہیئے۔ گائے اور بھینس کی عمر کم ازکم دو سال ہونی چاہیئے بکرے کی عمر کم ازکم ایک سال ہونی چاہیئے۔

نوٹ: سال یا سالوں سے مُرادِ اسلامی سال ہے مثلاً ایک بکرا دس ذی الحج کو پیدا ہوا۔ اگلے سال دس ذی الحج اُس کی قُربانی نہیں دی جا سکتی لیکن گیارہویں، بارہویں کو دی جا سکتی ہے' اگرچہ انگریزی سال مکمل نہیں۔ ارشادِ نبوی ہے۔

لَاتَذْبَحُوا اِلَّا مُسِنَّةً۔ صرف مسنہ ہی ذبح کرو۔

(مشکوٰۃ باب الاضحیہ ص ۱۲۷، مسلم باب ۶۸۹، حدیث ۴۹۶۷، ص ۱۵۵)

ایک سال کی بکری' دو سال کی گائے اور پانچ سال کے اونٹ کو مسنہ کہا جاتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا ہوگا۔ کہ قربانی کے جانوروں میں سال یا سالوں کا اعتبار ہے' دانت یا دانتوں کا اعتبار نہیں۔

کرم ہی کرم:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ۔

(مشکوٰۃ ص ۱۲۷، مسلم حدیث ۴۹۷۶، جلد دوم ص ۱۵۶)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک مینڈھا سینگوں والا لانے کا حُکم دیا جس کے ہاتھ پیر اور آنکھیں سیاہ ہوں اور اس کو ذبح فرمایا۔ ذبح فرمانے کے بعد عرض کی۔ اے اللہ اس مینڈھے کی قربانی کو محمد، محمد کی آل اور محمد کی امت کی طرف سے مقبول اور منظور فرما۔

۱۔ بعض شارحین کا فرمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مینڈھے کی قربانی میں اپنے آپ' اپنی آل اور اپنی تمام امّت کو شریک فرمایا۔ حالانکہ ایک مینڈھے

www.waseemziyai.com

کی قربانی میں دو آدمی بھی شریک نہیں ہو سکتے۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے اور آپ کے خصائص میں داخل ہے۔ کتنے خوش قسمت ہیں ہم کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے پیش کی جانے والی قربانی میں شریک ہیں اور یہ آپ کی ہم پر شفقتِ تامہ اور رحمتِ عامہ ہے۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احکامِ شرعیہ کا مالک بنا دیا ہے' جس طرح چاہیں حکم جاری فرما دیں۔ آپ بعطائے الٰہی مالکِ احکام ہیں۔

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے ثواب میں اپنی آل اور اپنی اُمّت کو شریک فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ انسان اپنے فرائض' اپنے واجبات اور اپنے نوافل کا ثواب دوسروں کو بخش سکتا ہے۔ ابھی ہم پیدا بھی نہ ہوئے تھے ہمارے آقا نے ہمارے نامۂ اعمال میں ثواب درج کروا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دُعا پہلے فرمائی اور قربانی بعد میں فرمائی۔ اس میں قوی دلیل ہے کہ شئے سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کیلئے دُعا کی جا سکتی ہے۔ جانور کو لٹایا گیا' اسکے پہلو پر قدم رکھا گیا' چُھری کو تیز کیا گیا' پھر دُعا کی گئی' پھر جانور کو ذبح کیا گیا۔

ہاں گائے اور اونٹ کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ان سات شُرکاء میں سے کسی ایک شریک کی نیّت گوشت بیچنے کی نہ ہو' اور نہ ہی صرف گوشت کھانے کی نیّت ہو' اور نہ ہی کوئی ایک شریک بدمذہب اور بے دین ہو۔ اگر ایک حِصّہ دار نے گوشت کھانے کی نیت کر لی یا گوشت بیچنے کی نیّت کر لی یا وہ بے دین اور بدمذہب ہوا تو باقی چھ حِصّہ داروں کی قربانی بھی ضائع ہو جائے گی۔ ارشادِ نبوی ہے۔

اَلْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجُزُوْرُ عَنْ سَبْعَةٍ (ابوداؤد، جلد دوم، ص ۳۲)

گائے سات افراد کی طرف سے ہے اور یُونہی اُونٹ بھی سات افراد کی طرف سے ہے۔ دُعائے نبوی۔

www.waseemziyai.com

اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَ اُمَّتِہٖ (مشکوٰۃ۔الاضحیہ ص ۱۲۸، ابن ماجہ الاضاحی ص ۲۲۵، ابوداؤد۔الاضحیہ جلد دوم، ص ۳۰)

اے اللہ! یہ قربانی تیری توفیق سے تجھے راضی کرنے کیلئے کر رہا ہوں' لہٰذا کسی اور مقصد کیلئے کی جانے والی قربانی قابلِ قبول نہیں۔

اختیاراتِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم):

اس بات پر پوری اُمت کا اِتفاق ہے کہ چھ ماہ کا بھیڑ، دُنبہ، مینڈھا کا بچّہ جو چلتے پھرتے سال کے جانوروں کے برابر نظر آئے' اس کی قربانی جائز اور دُرست ہے۔ حدیثِ نبوی ہے۔

اِلَّا اَنْ یَّعْسَرَ عَلَیْکُمْ فَتَذْبَحُوا جَذْعَۃً مِّنَ الضَّانِ۔ (مسلم ۴۹۶۷)

اور اس بات پر بھی پوری قوم کا اتفاق ہے کہ چھ ماہہ بکری کا بچہ چاہے وہ کتنا ہی صحت مند ہو قابلِ قربانی نہیں۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ماموں حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنھما نے نماز سے پہلے قربانی کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تو گوشت ہے' قربانی نہیں' دوبارہ قربانی کرو۔ میرے ماموں نے عرض کی: اب میرے پاس صرف بکری کا ایک بچہ ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ضَحِّ بِھَا۔ اسی کو ذبح کردو۔ وَلَا تَصْلَحُ لِغَیْرِکَ۔

تیرے سِوا کسی اور کیلئے یہ جائز نہیں۔ (مسلم، جلد دوم ص ۱۵۴، حدیث ۴۹۵۴)

گوشت:

بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حِصّے کیے جائیں۔

۱۔ اپنی ذات کیلئے

۲۔ اپنے دوست واحباب کیلئے

www.waseemziyai.com

۴۔ ضرورت منداور حاجت منداحباب کیلئے۔

اگر مکمل طور پر بھی اپنی ذات پر خرچ کرنے چاہے تو کر سکتا ہے۔

ارشادِ نبوی ہے:

نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُوْرُوْهَا

(مسلم کتاب الجنائز، مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور، پہلی فصل)

میں نے تمھیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب تم زیارت کیا کرو۔

نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْاَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثٍ فَاَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ۔

میں نے پہلے تم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا اب تمھارا جب تک جی چاہے قربانی کا گوشت رکھ لیا کرو۔

وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَ لَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا۔ (مسلم، باب ۶۹۲، ص ۱۵۹، حدیث ۴۹۹۹)

میں نے تم کو مشک کے علاوہ تمام برتنوں میں نبیذ کے استعمال سے منع کیا تھا، اب تم تمام برتنوں میں نبیذ استعمال کرو، البتہ نشہ آور چیز کو نہ پینا۔

الانتباہ:

جب سے ہندوستانی حکومت نے گائے کی حُرمت کے پیشِ نظر گائے کے ذبح سے منع کیا ہے تب سے کئی ہندو نواز، نام نہاد مسلمان، بدقسمت اور بدنصیب لوگوں نے واویلا شروع کردیا ہے کہ قربانی صرف حرم شریف میں یعنی مکۃ المکرمہ کے علاقہ میں جائز ہے، کسی اور علاقہ میں قربانی جائز نہیں۔ یہ سراسر دین سے، یونہی قربانی کی اہمیت سے، بے خبری ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکۃ المکرمہ کے علاوہ مدینہ منورہ میں قربانی فرمائی اور مسلسل فرمائی۔

www.waseemziyai.com

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ الله صلی الله علیه و آله وسلم بِالْمَدِیْنَةِ عَشْرَ سِنِیْنَ یُضَحِّی۔ (ترمذی جلد اوّل، ص ۱۸۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مدینہ منوّرہ میں دس سال قیام فرمایا اور مسلسل قربانی کرتے رہے۔

۱۔ اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو آپ کبھی کبھار بیانِ جواز کیلئے قربانی چھوڑتے اور قربانی نہ فرماتے۔

۲۔ قربانی مکّہ معظمہ میں ہی واجب نہیں بلکہ دوسرے شہروں اور دیہاتوں میں بسنے والے صاحبِ نصاب مسلمانوں پر بھی واجب ہے۔ ہندو نواز مسلمان عبرت پکڑیں۔

مزید برآں:

کُتبِ احادیث اس بات پر شاہد اور گواہ ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نمازِ عید اور قربانی ہجرت کے بعد شروع فرمائیں۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صلی الله علیه و آله وسلم یَذْبَحُ وَ یَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰی۔ (البخاری، کتاب الاضاحی ص ۸۳۳، مشکوٰۃ ص ۱۲۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدگاہ میں ذبح ونحر فرماتے۔ عیدگاہ مدینہ منورہ میں تھی نہ کہ مکہ معظمہ میں تھی۔ مکّہ معظمہ میں نہ کبھی عید پڑھی اور نہ کبھی قربانی کی۔ مکّہ معظمہ میں جتنی بھی عبادت کی گئی عید کے حوالے سے یا قربانی کے حوالے سے وہ نفل تھی۔

ازالۂ وہم:

کئی نام نہاد، روشن خیال، ہندو نواز دین اور دین کی برکات سے محروم لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ قربانی کا کوئی فائدہ نہیں، وہ رقم سکولوں، کالجوں، ہسپتالوں اور رفاہی اداروں پر خرچ کرنی چاہیئے۔ اُن کو کون بتائے کہ قُربانی کا عمل یومِ اوّل سے لے کر آج تک

www.waseemziyai.com

جاری ہے اور جاری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے جد الانبیاء حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا تھا۔

وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ (پارہ ۲۳، سورہ الصّٰفّٰت' آیت ۱۰۸)

اے ابراہیم آپ کی قربانی مقبول اور منظور ہے اور رہتی دنیا تک آپ کے اس عمل کو جاری و ساری رکھا جائے گا۔ صحابہ کرام نے بارگاہِ نبوّت میں عرض کی۔

مَا الْاَضْحٰى يَارَسُوْلَ اللّٰه (ابن ماجہ ص ۲۲۶، مشکوٰۃ ۱۲۹)

یارسُولَ اللہ! قربانی کی حقیقت کیا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ۔ تمہارے باپ ابراہیم کی سُنّت کو زندہ کرنا قربانی ہے۔ ایک طرف قربانی سے روکا جارہا ہے' دوسری طرف حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَعْطَاهُ غَنَماً يُقَسِّمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهِ ضَحَايَا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یعنی عقبہ بن عامر کو بکریاں عطا فرمائیں اور فرمایا کہ انہیں صحابہ کے درمیان تقسیم کردیا جائے تاکہ وہ قربانی کریں۔ (مسلم ۴۹۶۹' جلد دوم' ص ۱۵۵)

ایک اور حدیث پاک مُلاحظہ ہو:

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم فِيْنَا ضَحَايَا۔

(مسلم ص ۱۵۵)

کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خُود ہمارے درمیان جانوروں کو قربانی کیلئے تقسیم فرمایا۔

اِنَّ اَحَبَّ الضَّحَايَا اِلَى اللّٰهِ اَغْلَاهَا وَ اَسْمَنُهَا

یقیناً اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ قربانی وہ ہے جو زیادہ مہنگی اور زیادہ فربہ ہو۔

www.waseemziyai.com

"فرمان نبوی" ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَلثَّنِیُّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنَ الْھَرَمِ

بوڑھے جانور سے نوجوان جانور قربان کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے۔

ایک طرف بد بخت قربانی پر خرچ کرنے سے روک رہے ہیں' دُوسری طرف نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین زیادہ سے زیادہ قربانی پر خرچ کرنے کی تلقین اور ترغیب دلا رہے ہیں۔

سَمِّنُوا ضَحَایَا کُمْ۔ فربہ سے فربہ جانور قربان کرو۔

حَسِّنُوا ضَحَایَا کُمْ۔ خُوبصورت سے خُوبصورت جانور کی قربانی کرو۔

عَظِّمُوا ضَحَایَا کُمْ۔ عظیم سے عظیم جانور کی قربانی کرو۔

خوبصورت' فربہ اور عظیم جانور کی قربانی ہی قابل قبول ہے۔ حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے بیٹے ہابیل نے خُوبصورت فربہ اور تمام جانوروں سے عظیم جانور بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا۔ ارشادِ خُداوندی ہوا۔

فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِھِمَا۔

ایک کی قربانی کو قبول کرلیا گیا۔ دُوسرے بیٹے قابیل نے جلی سڑی چند بالیاں پیش کیں۔ ارشادِ خُداوندی ہوا۔

وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرْ۔ دُوسرے بیٹے کی قربانی مقبول اور منظور نہ ہوئی۔

اخلاص: قربانی کا مین مقصد اخلاص اور خلوص ہے۔ ارشادِ خُداوندی ہے۔

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔ (پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۲۷)

یقیناً اللہ ربّ العزّت مُتّقین کی قُربانیوں کو ہی قبول فرماتا ہے۔

ارشادِ خُداوندی ہے۔

www.waseemziyai.com

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْ مُهَا وَ لَا دِمَآءُ هَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔

نہیں پہنچتے اللہ تعالیٰ کو اُن کے گوشت اور نہ ان کے خون البتہ پہنچتا ہے اس کے حضور تک تقویٰ تمھاری طرف سے۔

مسائل

۱۔ خصّی جانور کی قُربانی افضل ہے۔

۲۔ خصّی ہونا کمال ہے نہ کہ نقص۔

۳۔ قربانی کے گوشت کو جسے چاہے ہبہ کرے۔غنی کو، فقیر کو، مُسلم کو اور ذمّی کو۔ بہتر یہ ہے کہ ذمی کو سوال کے بعد ہبہ کرے۔

۴۔ قربانی کی کھال اپنے استعمال میں بھی لا سکتا ہے۔

مثلاً مُصلّٰی، کوٹ، ڈول وغیرہ بنا لے، یا ضرورت مند کے سپُرد کر دے۔اس کے علاوہ کسی جامعہ یا مسجد کو براہِ راست بھی ہبہ کر سکتا ہے۔

۵۔ قربانی کے گوشت سے قصاب کو بطورِ اُجرت قُربانی کا گوشت نہیں دے سکتا۔ ہاں، مزدوری دینے کے بعد بطورِ تحفہ اُسے گوشت دے سکتا ہے۔

۶۔ قربانی کی کھال کو بیچ کر اپنے استعمال میں رقم نہیں لا سکتا۔ ہاں، قربانی کی کھال بیچ کر مدرسہ، مسجد یا کسی ضرورت مند کو ہبہ کر سکتا ہے۔

۷۔ کثیر العیال آدمی تمام کا تمام گوشت اپنے اہل و عیال کو کھلائے، یہی افضل ہے۔

۸۔ قربانی کے جانور کا ہار، جل، بال، رسی وغیرہ وغیرہ تمام صدقہ کرے۔

۹۔ سب سے بہتر قربانی اُونٹ ہے، پھر گائے کی اور اُس کے بعد بکرے کی۔

۱۰۔ جس طرح قربانی مرد پر فرض ہے اسی طرح عورت پر بھی فرض ہے بشرطیکہ عورت صاحبِ نصاب ہو۔

www.waseemziyai.com

۱۱۔ قربانی کی قیمت یا جانور بطورِ تحفہ دینا جائز نہیں۔

۱۲۔ قربانی کے جانور میں اگر کوئی عقیقہ کرنا چاہے تو وہ بھی شریک ہو سکتا ہے۔

اہم نوٹ:

گائے یا بھینس میں جب سات آدمی شریک ہوں، یہی حکم اُونٹ کا ہے، تو وہ آپس میں تخمینہ اور اندازہ سے گوشت تقسیم نہیں کر سکتے۔

قُربانی کے جانور اور عیوب

قُربانی ادا کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ جانوروں کو اچھی طرح دیکھ لیں۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَمَرَنَا رَسُولُ الله صلی الله علیه وسلم اَنْ نَّسْتَشْرِفَ

(مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حُکم دیا ہے کہ ہم قربانی کے جانوروں کو بغور دیکھ لیا کریں۔

جس جانور کے خلقتاً سینگ نہ ہوں اسکی قربانی جائز ہے۔ سینگ کا خول ٹُوٹ جائے، مغز باقی ہو تو قربانی جائز ہے۔ جس جانور کے دانت نہ ہوں، اگر وہ چارہ کھا لیتا ہے تو اُس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ اندھا، کانا، لنگڑا، جن کے عُیُوب ظاہر ہوں، قربانی جائز نہیں۔ جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں اُس کی قربانی جائز نہیں۔

============

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

المبایعہ

مرکز العلوم الاسلامیہ

www.waseemziyai.com

اَلْمُبَایَعَه

عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْبَجَلِیِّ قَالَ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ

(بخاری شریف، جلد اوّل، کتاب الایمان ص۱۲ حدیث ۵۵۔ مسلم جلد اوّل، کتاب الایمان، حدیث ۱۰۷، ص ۵۵۔ مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ، ص ۴۲۳۔ ریاض الصالحین، باب فی النصیحۃ جلد اوّل، حدیث ۱۸۴)

حضرت جریر بن عبداللہ البجلی فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شرط پر بیعت کی۔

۱۔ کہ نماز دُرستگی کے ساتھ ادا کروں گا۔

۲۔ اور اس شرط پر کہ زکوٰۃ ادا کروں گا۔

۳۔ اور اس شرط پر کہ ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔

بیعت:

قُرآن وسُنّت سے آگاہی رکھنے والے احباب' یُونہی اربابِ تصوّف بہتر اور خُوب جانتے ہیں کہ بیعت کی کیا حیثیت اور مقام ہے؟ اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ بیعت کی کئی اقسام ہیں اور ہر قسم کا قُرآن وسُنّت میں ذِکر مَوجُود ہے۔ آج اسی موضوع پر چند کلمات سپُردِ قلم کئے جا رہے ہیں تا کہ مَعلُوم ہو جائے کہ جس طرح حلوہ کھانا سُنّت ہے' کدّو شریف سے پیار باعثِ خیر اور باعثِ برکت ہے' یُونہی جہاد کرنا' ہجرت کرنا واجِب اور فرض ہے۔

چند ایک اقسام

بیعتِ اسلام:

اِسلام قبول کرتے وقت عہد وپیاں کرنا کہ میں اِسلام پر قائم اور دائم رہوں گا۔

www.waseemziyai.com

فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْاِسْلَامَ فِیْ قَلْبِی اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اِسلام کی رغبت پیدا کی تو میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضِر ہوا۔

فَقُلْتُ ۔ تو مَیں نے عرض کی۔

اُبْسُطْ یَمِیْنَکَ ۔ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیے۔

فَلِاُبَایِعَکَ ۔ میں آپ کے ہاتھ پر اِسلام کی بیعت کرتا ہوں۔

فَبَسَطَ یَمِیْنَہٗ ۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔

فَقَبَضْتُ یَدِیْ میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

قَالَ ۔ آپ نے اِرشاد فرمایا:

مَالَکَ یَا عَمْرُو ۔ نبی علیہ السّلام نے فرمایا: اے عمرو! آپ کو کیا ہوا۔

قَالَ قُلْتُ ۔ فرماتے ہیں، میں نے کہا:

اَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِطَ ۔ کچھ شرائط طے کرنا چاہتا ہوں۔

قَالَ ۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

تَشْتَرِطُ مَاذَا ، جو دِل چاہے شرائط لگالو۔

قُلْتُ ۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں: میں نے کہا:

اَنْ یُّغْفَرَلِیْ ۔ کہ میرے سابقہ گُناہ مُعاف کردیئے جائیں۔

قَالَ ۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاِسْلَامَ یَہْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ

اے عمرو! کیا تُو نہیں جانتا؟ بے شک اِسلام پچھلے تمام گُناہوں کو مٹادیتا ہے۔

(مسلم شریف، جلد اوّل، کتاب الایمان حدیث ۲۲۹، ص ۷۶)

www.waseemziyai.com

یُونہی ایک اور مقام مُلاحظہ ہو:

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ۔ سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ خندق کے دن صحابہ یُوں کہہ رہے تھے:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا

عَلَى الْاِسْلَامِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

ترجمہ: ہم تمام کے تمام صحابہ نے نبی کریم علیہ السّلام کی اِسلام پر تاحیات بیعت کی ہے' جب تک زِندہ رہیں گے یہ بیعت باقی رہے گی۔ (مسلم شریف جلد دوم، کتاب الجہاد باب غزوہ احزاب، حدیث ۴۵۶۱، ص ۱۱۳)

خاص معاہدہ:

کبھی کبھی بیعت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی خاص قوم سے کوئی خاص معاہدہ لیا جائے۔

اَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَ كَانَ شَهِدَ بَدْرًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَايِعُوْنِىْ۔ (بخاری شریف، کتاب المغازی، جلد دوم، باب شہود الملائکہ، حدیث ۳۷۴۶، ص ۵۷۰)

بدری صحابی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اب تم تمام میری بیعت کرو۔

معاہدہ:

ستّر صحابہ نے مکّۃ المکرمہ میں مُشرکین سے آنکھ بچاتے ہوئے آپ علیہ السّلام سے عہدو پیاں کیا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں' آپ کا ساتھ دیں گے۔ آپ علیہ السّلام نے

www.waseemziyai.com

ہر بارہ افراد پر ایک نقیب مُقرّر فرمایا: ان میں سے ایک حضرت عبادہ بن صامت بھی تھے۔

مُکمّل عہد و پیمان کے بعد پھر آپ نے فرمایا:

بَایِعُوْنِی۔ کہ میری بیعت کرو۔

بیعت توبہ:

بیعت توبہ یہ ہے کہ اپنے ماننے والوں سے توبہ پر بیعت لی جائے۔ مُلاحظہ ہو:

ارشادِ نبوی:

بَایِعُوْنِی عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ

(بخاری شریف، جلداوّل، کتاب الایمان، باب حلاوۃ ایمان، حدیث ۱۷، ص ۷)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اردگرد صحابہ کی ایک جماعت موُجود تھی۔

آپ نے ارشاد فرمایا: میری بیعت کرو اس شرط پر کہ نہ تُم شرک کرو گے، نہ چوری کرو گے، نہ زِنا کرو گے اور نہ ہی اپنی اولادوں کو قتل کرو گے۔

بیعتِ تلقین:

دورانِ بیعت، بیعت لینے والا تلقین اور ترغیب پر بیعت لے اور بیعت کا مقصد کسی کو کسی کام کی طرف مُتوجّہ کرنا ہو۔

حضرت جریر بن عبداللہ کا بیان ہے:

بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ (بخاری شریف، کتاب الایمان، حدیث ۵۵، جلداوّل، ص ۱۳)

ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور اس شرط پر بیعت کی کہ ہم

www.waseemziyai.com

نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے۔ اس بیعت کا مقصد نماز اور زکوٰۃ کی طرف صحابہ کو مُتوجّہ کرنا تھا۔

بیعتِ موت:

کسی کے ساتھ مرنے جینے کا عہد و پیاں کرنا کہ اکٹھے مریں گے، اکٹھے جئیں گے، آخری دَم تک ایک دُوسرے کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔

قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ

(بخاری شریف، کتاب المغازی، باب غزوہ حدیبیہ، حدیث ۳۹۰۰، جلد ثانی، ص ۵۹۹، مسلم جلد ثانی کتاب الامارہ، ص ۱۳۰)

حضرت یزید بن عُبید فرماتے ہیں، میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے کس شرط پر حدیبیہ میں آپ علیہ السلام سے بیعت کی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے موت پر بیعت کی تھی۔

بیعتِ جہاد:

بیعت کرنے والے اس شرط پر بیعت کریں کہ آپ ہماری سرپرستی فرمائیں، ہم جہاد میں بھرپُور اپنا کردار ادا کریں گے۔

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

(بخاری شریف، کتاب المغازی، باب غزوہ خندق، حدیث ۳۸۳۹، جلد دوم، ص ۵۸۸)

ہم وہ صحابہ ہیں کہ جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور اس شرط پر بیعت کی کہ جب تک ہم زندہ رہے جہاد کرتے رہیں گے۔

بیعتِ ثبات:

بیعت کرنے والا اس شرط پر بیعت کرے کہ میں کبھی بھی راہِ فرار اختیار نہیں کروں گا۔

وَلٰكِنْ بَايَعْنَاهُ عَلٰى اَنْ لَّا نَفِرَّ (الحدیث)

(مسلم کتاب الامارہ، جلد ثانی، حدیث ۴۷۰۲، ص ۱۲۹)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا آپ علیہ السّلام مقامِ حُدَیبیہ پر ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوتے ہوئے صحابہ سے بیعت لے رہے تھے اور میں درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو آپ کے سرِ انور سے ہٹا رہا تھا' اور میں نے بھی آپ کی بیعت کی اور اس شرط پر بیعت کی کہ کبھی بھی راہِ فرار اختیار نہیں کروں گا۔

بیعتِ ہجرت:

آپ نے درجنوں بار پڑھا اور سینکڑوں بار سُنا اور یقیناً سُنا۔ ایک وہ دَور تھا جس دَور میں ہجرت فرض تھی اور وہ دَور تھا فتح مکّہ سے پہلا دَور۔ فتح مکّہ کے بعد اگرچہ ہجرت باقی تو رہی' اب بھی باقی ہے لیکن اس کی فرضیت ختم ہوئی۔ جس دَور میں ہجرت فرض تھی' آپ نے صحابہ سے ہجرت پر بیعت لی۔

فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْهُ عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ قَدْ مَضَتِ الْهِجْرَةُ بِاَهْلِهَا قُلْتُ فَبِاَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ قَالَ عَلَى الْاِسْلَامِ وَالْجِهَادِ وَالْخَيْرِ

(مسلم شریف، کتاب الامارہ، باب المبایعہ، جلد دوم، ص ۱۳۰ البعد فتح المکہ حدیث ۴۷۱۲)

حضرت مُجاشع بن مسعود سُلمی فرماتے ہیں میں اپنے بھائی ابُومَعبَد کو بارگاہِ نبُوّت میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کی۔ یا رَسُولَ اللہ صَلّی اللہ علیہ وسلّم! آپ میرے بھائی کو

www.waseemziyai.com
دارالعلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

ہجرت پر بیعت کیجئے' تو آپ نے اِرشاد فرمایا: مکّۃ المکرمہ فتح ہو چکا ہے' ہجرت کی فرضیت کا دَور گزر چکا ہے' اب مَیں اِسے ہجرت پر کس طرح بیعت کروں؟ تو میں نے عرض کی: آپ کسی ایک چیز پر اس کو بیعت کرلیں' تو آپ نے فرمایا: اِسلام' جہاد اور خیر پر بیعت جاری وساری ہے' اس کو جہاد اور خیر پر بیعت کرلیتا ہوں۔

حقیقت حال:

اگر بغور جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ بُنیادی طُور پر بیعت کی دو اقسام ہیں

۱۔ بیعت علی الامارہ

۲۔ بیعت استرشاد

بیعت علی الامارہ:

یہ ہے کہ کسی شخص کو خلیفہ' امیر' وزیراعظم' صدر' بادشاہ' شہنشاہ یا پھر شاہ منتخب کرنے کیلئے بیعت کرنا۔

ارشاد نبوی ہے:

وَمَنْ بَایَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ یَدِهٖ وَ ثَمْرَةَ قَلْبِهٖ فَلْيُطِعْهُ اِنِ اسْتَطَاعَ

(مسلم شریف جلد دوم، کتاب الامارہ، ص۱۲۶)

وہ شخص جس نے کسی امام کی بیعت کی اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور دل سے اس کو قبول کیا' وہ بقدرِ استطاعت اس کی اطاعت کرے۔

بیعت استرشاد:

یہ ہے کسی صالح مرد یا مُرشد کی بیعت کرنا اور تبرُّک حاصِل کرنے کیلئے اس کے ساتھ نسبت قائم کرنا۔

ارشادِ ربُّ العالمین ہے:

www.waseemziyai.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

(پارہ ٦، سورہ المائدہ، آیت ٣٥)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اُس تک پہنچنے کیلئے وسیلہ تلاش کرو۔

توجہ: اِیمان، اعمالِ صالحہ، فرائض کی ادائیگی، اِتّباعِ سُنّت، محرمات اور مکروہات سے اِجتناب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اُس کا قُرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں۔ یُونہی صالح مرد اور کامِل مُرشد کے ہاتھ پر بیعت کرنا اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اُس کے قُرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہے کیونکہ کامِل مُرشد مسلسل نیکی کی تلقین کرتا ہے۔

کامِل مُرشد فکرِ آخرت کی دعوت دیتا ہے۔ کامِل مُرشد مُرید کی توبہ کی طرف تَوَجُّہ مَبذُول کرتا ہے۔ یونہی کامل مرد انسان کی رُوحانی تربیت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ مذکورہ بالا آیت میں ''الوسیلہ'' سے مراد، مردِ صالح اور مُرشدِ کامِل کی بیعت ہے۔

مُبارک:

بیعت ایک ایسی بابرکت اور باعثِ خیر چیز ہے جس کے پائے جانے کے بعد انسان، انسان کا اِسلامی بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ پیر بھائی بھی کہلاتا ہے۔

صحابہ کرام بیعت پر فخر کرتے تھے اور اس کے علاوہ ایک دوسرے کو مبارک بھی دیتے تھے اور اس پر مسرّت اور خُوشی کا اظہار بھی کرتے۔

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَقِيْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ فَقُلْتُ طُوْبٰى لَكَ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتَهُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔ (بخاری شریف، باب الحدیبیہ بیعت رضوان، حدیث ٣٩٠١، جلد دوم، ص ٥٩٩)

حضرت علاء بن مُسیّب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور اُن کے باپ کا

www.waseemziyai.com

فرماتا ہے میں حضرت براء بن عازب سے ملا اور میں نے کہا آپ کو مبارک ہو آپ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صُحبت بھی اختیار کی اور آپ نے آقا علیہ السّلام سے درخت کے نیچے بیعت بھی کی۔ ایک اور مقام مُلاحَظہ ہو:

اَنَّ ثَابِتَ بْنَ الْضَحَّاكِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ بَايَعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

(بخاری شریف، جلد دوم، باب الحدیبیہ بیعت رضوان حدیث ۳۹۰۲، ص ۶۰۰)

حضرت ثابت بن ضحاک بطور تحدیثِ نعمت لوگوں کے سامنے بیان فرماتے' اور فرماتے کہ اُنہوں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی درخت کے نیچے بیعت کی۔ صحابہ کا فخریہ بیان کرنا اور بیعت پر ایک دُوسرے کو مُبارک دینا' اس بات پر دلیل ہے کہ بیعت کوئی معمولی چیز نہیں' اللہ ربُّ العزّت تک پہنچنے کیلئے وسیلہ اور بہترین ذریعہ ہے

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ سے بیعتِ جہاد بھی لیا اور بیعتِ سُلوک بھی' بیعت سلوک کا دُوسرا نام بیعتِ خیر' بیعتِ اِحسان' بیعتِ اِرادت اور بیعتِ عقیدت بھی ہے۔

اقسام:

اربابِ سلوک بیان فرماتے ہیں کہ بیعت سلوک کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ بیعتِ برکت ۲۔ بیعتِ اِرادت

بیعتِ برکت:

بیعت برکت یہ ہے کہ برکت حاصل کرنے کیلئے کسی سلسلہ میں بیعت لی جائے۔ آج کل یہی بیعت ہوتی ہے اور یہ بھی نصیب ہو جائے تو بہت بڑی سعادت ہے کہ کسی صالح سے رابطہ ہو جائے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

www.waseemziyai.com

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِي صَلَاحًا

میں نیکوکاروں سے محبّت کرتا ہوں حالانکہ مَیں اُن میں سے نہیں ہوں، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی وجہ سے مجھے بھی نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ مُمکن ہے تبرکاً بیعت کرنے والوں کا شُمار بھی حقیقی سالکوں میں ہوجائے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

گِلے خُوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوب بدستم

ایک دن خُوشبودار مٹّی ایک حمام میں میرے ہاتھ میں ایک محبوب کے ہاتھ سے آئی۔

بدو گُفتم کہ مُشکی یا عبیری
کہ از بُوئے دِل آویز تو مَستم

میں نے اُسے کہا: کیا تو مُشک ہے یا عبیر ہے؟ کیونکہ میں تیری دِلکش خُوشبو سے مَست ہوں۔

بگفتا من گلے ناچیز بودم
ولیکن مُدّتے با گُل نشِستم

اُس نے کہا: میں ایک ناچیز مٹّی تھی اور مٹّی ہی ہوں لیکن کچھ وقت پُھول کے ساتھ رہی ہوں۔

جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(گُلستانِ سعدی، دیباچہ ص ۵)

www.waseemziyai.com

میرے ہم نشین کا مجھ پر اثر ہو گیا ہے' ورنہ مَیں تو وہی مٹی کی مٹی ہوں۔

ارشادِ نبوی ہے:

هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُم

(مشکوٰۃ شریف، الفصل الاوّل، باب ذکر اللہ ص ۱۹۷۔ بخاری شریف، جلد اوّل، ص ۹۴۸، باب فضل ذکر اللہ، حدیث ۱۳۴۰۔ ریاض الصالحین)

یہ وہ سعادت مند اور خوش قسمت لوگ ہیں جن کا ہم نشین' ہم مجلس بد بخت اور محروم نہیں رہتا۔ دُوسری طرف اُن سے دُور رہنے والا رحمتِ خُداوندی سے ہی دُور ہو جاتا ہے۔ پانچویں صدی کے سیّاح' مادرزاد ولی' تجربہ کار صُوفی شیخ مصلح الدّین سعدی شیرازی فرماتے ہیں:

پسرِ نوح بابداں بہ نشست
خاندان نبوتش گم شد

آدم ثانی حضرت نُوح علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا بیٹا بُروں کے ساتھ بیٹھا' خاندانِ نُبوّت کے فُیوض وبرکات سے محروم ہو گیا۔

یعنی خاندانِ نبوّت کا چشم وچراغ ہونے کے باوجود باپ سے دُور رہنے کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ذلیل خوار ہوا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون o)

سگ اصحابِ کہف روزے چند
پئے نیکاں گرفت مردم شد

(گُلستانِ سعدی، باب ۱، حکایت ۴، ص ۳۰)

اصحابِ کہف کے کُتّے نے صرف چند دِن نیکوں کی سنگت اِختیار کی اور مَردوں میں شُمار ہوا۔ (سبحان اللہ)

علاّمہ قرطبی کی تحقیق یہ ہے کہ جانوروں میں سے صرف ایک جانور جنّت میں

www.waseemziyai.com

جائے گا اور وہ اصحابِ کہف کا کُتّا ہے، جس کا نام قطمیر ہے۔

بیعتِ اِرادت:

بیعتِ اِرادت یہ ہے کہ مُرید اپنے اِرادہ اور اِختیار سے یکسر باہر ہو کر اپنے آپ کو مُرشدِ کامل، ہادیٔ برحق اور واصل بحق کے ہاتھ میں بالکلیہ سپرد کر دے جسے راہِ سلوک میں (خُود سپردگی) کہتے ہیں۔ بالفاظِ دیگر، مُردہ بدستِ زندہ

ہادیٔ عالم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام صحابہ کرام سے یہی بیعت لیتے تھے۔ مُرید پیر کو حاکم، مالک اور مُتصرّف سمجھے راہِ سلوک میں کوئی قدم شیخ کی مرضی کے بغیر نہ رکھے۔ شیخ کی کسی بات پر اِعتراض نہ کرے۔ اگر کوئی کھٹکا محسوس ہو تو فوراً اپنا دھیان حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی طرف لے جائے جن کے احکام بظاہر شرع شریف کے خلاف تھے لیکن حقیقت میں وہ عین دُرست تھے اور آپ مامورِ منَ اللہ تھے۔ بیعتِ اِرادت پر صرف ایک حدیث پاک کا مُطالعہ کریں اور اِیمانوں کو تازہ کریں۔

عَنْ اَبِی الْوَلِیدِ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ فِی الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمُکْرَہِ وَ عَلٰی اَثَرَۃٍ عَلَیْنَا وَ عَلٰی اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَھْلَہٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا کُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَکُمْ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْہِ بُرْھَانٌ وَ عَلٰی اَنْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ اَیْنَمَا کُنَّا لَا نَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ

(ریاض الصالحین، باب امر بالمعروف، حدیث ۱۸۸۔ مشکوٰۃ شریف، کتاب الامارہ ص ۳۱۹۔ مسلم شریف جلد دوم، ص ۱۲۵۔ الجہاد، بخاری شریف، کتاب الاحکام، باب کیف یبایع الامام، حدیث ۲۰۶۴، جلد دوم، ص ۱۰۶۹)

ابوالولید حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی

www.waseemziyai.com

کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی چند شرائط پر بیعت کی۔

ا۔ سمع: آپ کی ہر بات دھیان سے سُنیں گے۔

۲۔ طاعۃ: آپ کی اس طرح پیروی کریں گے جس طرح پیروی کرنے کا حق ہے۔

۳۔ العُسر: تنگدستی ہی نہیں' انتہائی تنگدستی کے باوجود ہر محاذ پر ساتھ دیں گے۔

۴۔ الیُسر: اِنتہائی خُوشحالی' اربوں نہیں بلکہ کھربوں سہولتوں کے باوُجود' ہر چیز آپ کے قدموں پر نچھاور کریں گے۔

۵۔ المَنشَط: ہم قلبی' رُوحانی' جسمانی خُوشیوں میں گھِر جانے کے باوُجود آپ کو نہیں بھُولیں گے۔

۶۔ المکرہ: ظاہری' باطنی' جسمانی' رُوحانی' دِینی' دُنیاوی پریشانیوں کے باوُجود آپ سے وابستہ رہیں گے۔

۷۔ وعَلیٰ اثرہ: آپ بے شک ہم پر کسی کو ترجیح دیں' ہم حق دار ہونے کے باوُجود کلمہ "اُف" زُبان پر نہیں لائیں گے۔

۸۔ ان لانُنَازِع: آپ کسی کو بھی ہم پر امیر مُقرّر کر دیں' ہم اُس کی امارت پر کوئی اِعتراض نہ کریں گے۔

۹۔ ان نَقُول: ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ سچ بولیں گے۔ جب بھی ہماری زبان پر کوئی کلمہ آیا' وہ کلمہ حق ہی ہوگا' اور ہم انشاء اللہ حق ہی کا پہرہ دیں گے اور حق ہی ہمارا اوڑھنا اور بچھونا ہوگا۔

۱۰۔ اَیۡنَمَا کُنَّا: ہم جہاں کہیں بھی ہوں گے' چاہے جنگل میں ہوں' چاہے گھر میں ہوں' چاہے مسافر ہوں' چاہے مقیم ہوں' احکامِ اِلٰہی کو بجالانے میں کسی بھی ملامت گر کی ملامت سے خوفزدہ نہ ہوں گے۔

اا۔ ارشادِ نبی ہوا: اِلَّآ اَنۡ تَرَوۡا کُفۡرًا بَوَاحًا۔ ہاں ہاں' اے صحابہ! حکمرانوں کی بیعت

www.waseemziyai.com

اور اطاعت کے وقت مُحتاط رہنا' اُن کی اطاعت اگرچہ تم پر فرض ہے لیکن جب تم اُن کی طرف سے کفر ہوتے دیکھو اور اُس کفر پر تمہارے پاس دلائل بھی ہوں پھر تم اُن کی اطاعت نہ کرنا۔

ے کیا کروں دِل حوصلہ پاتا نہیں
آنکھیں جس کو ڈھونڈتی ہیں وُہ نظر آتا نہیں

کاش!

کہ میرے شیخ' شیخ الشیوخ' حافظ الحدیث' ابوالمظہر' سیّد السّادات' السّیّد محمد جلال الدین شاہ صاحب جیسا کوئی مُرشد مرشدِ کامِل ہو اور گنتی کے چند اُن کے مُرید ہوں اور اُن کی بیعت' بیعتِ اِرادت ہو تو دُنیا میں انقلاب برپا ہو جائے۔ ایک بار پھر خواجۂ خواجگان' خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا دَور لَوٹ آئے اور حضرت شہنشاہِ نقشبند کا زمانہ پلٹ جائے۔ آج اس دَور میں پیشہ ور لوگ بہت زیادہ ہیں لیکن پیشوا کم ہی نظر آتے ہیں۔ راہ زَن تو ہر گلی اور بازار میں مِلتے ہیں لیکن راہبر اور راہنما کہاں سے تلاش کریں۔

مُرشد اور شرائط:

مُرشد کیلئے چند شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱۔ مُرشد مسلمان ہو' صحیح العقیدہ ہو (اہلسنّت و جماعت)

۲۔ عقائد سے واقف اور تمام احکامِ شرعیہ کا عالِم ہو' ہر پیش آمدہ مسائل کا حل پیش کر سکتا ہو۔

۳۔ عِلم کے مُطابِق عمل کرتا ہو۔ فرائض' واجبات اور سُنن پر دائمی نظر رکھتا ہو۔ محرمات اور مکروہات سے بچتا ہو۔

۴۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم تک اُس کی نِسبت مُتّصِل ہو یعنی اُس کے مشائخ کا

www.waseemziyai.com

سلسلہ آپ علیہ السّلام تک پہنچتا ہو۔ ان کے علاوہ اگر اُس کو سندِ خلافت حاصِل ہو اور بیعت کرنے کی اجازت بھی ہو تو یہ سونے پہ سہاگہ ہوگا اور بہتر ہوگا۔

مرشد کامل:

راقم الحُروف حافِظ محمد اشرف جلالی آج سے کئی سال پہلے حافظ الحدیث پیر سیّد جلال الدین شاہ صاحب کی خدمت میں حاضِر ہوا اور آپ کو قدرے مغموم پایا۔ دورانِ گفتگو جلال المِلّت والدّین ماحی بدعت، حامیٔ سُنّت، نائبِ غوثُ الوریٰ نے اِرشاد فرمایا:

ضلع جہلم کے ایک قصبہ چک جمال کے قریب "دھضیالہ" میں میری ایک سیّد کے ساتھ جان پہچان تھی۔ پہلا افسوس یہ ہے کہ میرے سیّد بھائی کا جنازہ کسی رافضی نے پڑھایا ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ میرا دوست بغیر نمازِ جنازہ کے دفن کر دیا گیا ہے اور دُوسرا افسوس یہ ہے کہ مجھے دیر سے اطلاع ہوئی ہے۔ فِقہ حنفی کے مُطابِق تین دن تین رات تک قبر پر بھی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے (بہتّر گھنٹے) اور آخری افسوس یہ ہے کہ اب میں ایصالِ ثواب کے بغیر کچھ کر بھی نہیں سکتا" اولئك آبای "مُرشد ہو تو ایسا

اَلاِعتدال:

مُرشدِ کامِل کی ذمہ داری ہے کہ آنے والوں پر زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔ آسانی سامنے رکھے اور مُشکلات سے چاہنے والوں کو بچائے۔ راقم السطور نے ۱۹۷۳ء میں بوقتِ بیعت گُذارش کی کہ میں بُنیادی طَور پر مدرس ہوں، زیادہ وظائف وغیرہ کو ٹائم نہیں دے سکتا۔ رات کو مطالعہ اور دن کو درس و تدریس تو آپ نے اِرشاد فرمایا: مولوی صاحب میں آپ کو سُنّت کے مُطابِق اپنے حلقہ میں لیتا ہوں اور سُنّت کے مُطابِق بیعت کرتا ہوں، اور پھر آپ نے اِرشاد فرمایا: نماز پڑھنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور ہر سُنّی مسلمان کا خیر خواہ رہنا، پھر آپ نے اِرشاد فرمایا: نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اسی طرح صحابہ کو بیعت فرمایا کرتے تھے۔

www.waseemziyai.com

ہمت:

بیعت پہ لکھنا عُلَمائے حقّہ اور مشائخ کیلئے کچھ کہنا سُورج کے سامنے چراغ روشن کرنے والی بات ہے۔ بہرحال شَیخ کی یہ ذمّہ داری ہے کہ مُعتَقِدین کو محبّت دے' مُتنفر نہ کرے۔ آسانی کا خیال رکھے' پریشانی کا سبَب نہ بنے۔ درجنوں نہیں سینکڑوں احادیث مُبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب بھی آپ علیہ السّلام بیعت فرماتے' تو فرماتے اے صحابہ! حسبِ اِستطاعت کئے ہوئے وعدوں کو پُورا کرنا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (پارہ ۲۸، سورہ التغابن، آیت ۱۶)

اپنی اپنی ہمت کے مُطابِق اللہ ربُّ العزّت سے ڈرو۔

حُقُوق:

جس طرح ماں باپ کے اولاد پر حقوق ہوتے ہیں' یُونہی شَیخ کے مُریدوں پر اور عقیدت مندوں کے شُیُوخ پر حقوق ہوتے ہیں۔

۱۔ شَیخ کے اِرادت مندوں پر یہ حقوق ہیں کہ اِرادت مند شَیخ کے لگائے گئے شرائط پر پُورا اُتریں۔ جن جن شرائط پر بیعت کی گئی ہے' اُن اُن شرائط پر اِرادت مند عمل کرے۔

۲۔ اِرادت مند کے شَیخ پر حُقُوق یہ ہیں کہ شَیخ اُن کے کاروبار' اُن کی مغفرت کیلئے دُعا کرے۔ مُرید سوئے ہوئے ہوں مُرشد جاگ رہا۔ مُرِید بےخبر ہوں' مُرشد باخبر ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ (پارہ ۲۸، سورہ الممتحنہ، آیت ۱۲)

اے میرے حبیب! جب آپ نے صحابیات سے چند شرائط طے کر لی ہیں' اب اُن کو بیعت کیجئے اور اُن کی مغفرت اور بخشش کیلئے دُعا کیجئے اور میری بارگاہ' بارگاہِ

www.waseemziyai.com

عالیہ میں سفارش کیجئے تا کہ اُن کا ظاہر بھی سنور جائے اور باطن بھی سنور جائے' دُنیا بھی بہتر ہو جائے اور آخرت بھی بہتر ہو جائے۔

اِختتام:

آج پُر فِتن دَور ہے۔ جس طرح بجلی کا بُحران ہے' آٹے کا بُحران ہے' یُونہی رُوحانیت کا بھی بُحران ہے۔ پیشہ ور مِلتے ہیں' پیشوا نہیں مِلتے۔ راہ زَن مِلتے ہیں' راہبر نہیں مِلتے۔ میری قارئین حضرات سے بھر پُور التجا ہے کہ تمام اہلسنّت و جماعت کو بیعتِ تبرک بلکہ بیعتِ ارادت پر آمادہ کریں اور پُوری کوشش کریں کہ کسی عالِم' شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دِلوائیں۔ رافضی' خارجی اور ملنگ ٹائپ پیروں سے لوگوں کو بچائیں۔

راقم الحُروف کی پُھوپھی زاد بہن کا بیٹا محمد اکرم نامی برخُوردار ہمہ وقت اسی کوشش میں کوشاں رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کا بھلا فرمائے۔

مشہور حدیثِ نبوی ہے: اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِهٖ

(مشکوٰہ کتاب العلم ص ۳۴، ترمذی شریف جلد ثانی، ابواب العلم، ص ۹۱)

بھلائی پر راہنمائی کرنے والے کیلئے وہی اَجر و ثواب ہے جو بھلائی کرنے والے کیلئے اجر وثواب ہے۔

دُعا:

دُعا ہے اللہ ربُّ العزّت اپنے فضل و کرم اور اپنے حبیبِ کریم کے وسیلۂ جلیلہ سے ہمیں راہِ راست پر چلنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

=======

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انابت الی اللہ

www.waseemziyai.com

اِنابتِ اِلی اللہ

وَاتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ۔ (پ۲۱، لقمٰن، آیت۱۵)

اوراس کی راہ چل جو میری طرف رجُوع لایا۔ (کنزالایمان)

یعنی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آپ کے اصحاب کی راہ، اسی کو مذہب اہلِ سُنّت و جماعت کہتے ہیں۔ (خزائن العرفان)

کسی کے ساتھ حُسنِ خلق کا مُظاہرہ کرنا، خندہ پیشانی سے پیش آنا، مُروّت واِحسان کرنا اور بات ہے لیکن کسی کی اطاعت واِتّباع کا مُعاملہ اور بات ہے۔ اتّباع فقط اُسی کی کرنی چاہیئے جو ہر طرف سے رُخ پھیر کر اللہ تعالیٰ کی طرف مُتَوَجِّہ ہو، محبّت ومُودّت کے سارے رشتے توڑ کر ایک اللہ کی محبّت اپنے دل میں بسائے اور جس کسی کے ساتھ وہ محبّت کرے فقط اسی لیے کرے کہ یہ اس کے محبوب کا محبوب اور پیارے کا پیارا ہے۔

انابت:

''انابت'' اناب ینیب سے ہے اور باب افعال سے مصدر ہے جس کا معنیٰ ہے رجُوع کرنا۔

قُرآنِ پاک میں اللہ ربُّ العزّت نے اِرشاد فرمایا کہ جولوگ میری طرف رجُوع کرنے والے ہوں، ان کی اطاعت اور اتّباع کرو۔ کافر ہو یا مسلمان، نیک ہو یا بَد آخر کار اللہ ہی کی طرف رجُوع کرتا ہے جبکہ! اولیاء کرام اور صُوفیاءِ عُظّام ہر وقت ''انابت الی الحق'' میں مُستغرق ہوتے ہیں۔

ارشادِ باری ہے: قُلۡ اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَہۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ اَنَابَ۔

(پ۱۳۔ الرعد، آیت۲۷)

تم فرماؤ بے شک اللہ جسے چاہے گُمراہ کرتا ہے اور اپنی راہ اُسے دیتا ہے جو اس

www.waseemziyai.com

کی طرف رُجوع لائے۔ (کنزالایمان)

کافر آیات اور معجزات نازل ہونے کے بعد بھی یہ کہتا رہتا ہے کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اتری؟ کوئی معجزہ کیوں نہیں آیا؟ معجزاتِ کثیرہ کے باوجود گمراہ رہتا ہے۔

(خزائن العرفان)

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَیْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کَانَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْکَ اَنَبْتُ۔ (الحدیث)

(ریاض الصالحین، باب فی الیقین والتوکل، حدیث ۷۵)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کلمات اکثر پڑھا کرتے تھے کہ یا اللہ! میں نے تیرے حکم پر سرِ تسلیم خم کیا' یا اللہ! میں تجھ پر ایمان لایا۔ یا اللہ! میں نے تجھ ہی پر بھروسہ کیا۔ یا اللہ! میں نے تیری ہی طرف رجوع کیا۔

ہدایت کوئی ارزاں اور معمولی چیز نہیں جسے بھاگتے بھاگتے کسی کی جھولی میں ڈال دیا جائے بلکہ یہ تو وہ گوہرِ نایاب ہے جو صرف اور صرف انہیں کو عطا کیا جاتا ہے جن کے دلوں میں اس کی سچی طلب ہو۔

جَدُّ الانبیاء حضرت ابراھیم علی نبینا و علیہ الصّلوٰت والسّلام اور آپ کے صحابہ بارگاہِ ایزدی میں عرض گزار ہیں۔

رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ۔

(پ۲۸۔المتحنۃ، آیت ۴)

اے ہمارے رب! ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رُجوع کیا اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔ (کنزالایمان)

www.waseemziyai.com

لہٰذا مؤمنین کو اس دُعا میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا اِتباع کرنا چاہیئے۔

(خزائن العرفان)

میرے اور آپ کے آقا علیہ السّلام کا قول اللہ ربُّ العزّت نے اپنی کتاب کتابِ عزیز میں یُوں نقل فرمایا۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّیْ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ۔

(پ۲۵، الشوریٰ، آیت ۱۰)

یہ اللہ میرا رب ہے' اسی پر میں نے بھروسہ کیا' اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ (سبحان اللہ)

میں نے اپنے تمام کام اسی کے سپرد کر دیئے ہیں اور جب بھی مجھے کوئی مُشکل پیش آتی ہے تو میری نِگاہیں اسباب اور وسائل میں نہیں اٹک جاتیں بلکہ میں خُلوصِ دل سے اسی کی بارگاہِ بیکس پناہ میں رجُوع کرتا ہوں۔ ظاہری بے سروسامانی کے باوجود اپنی منزلِ مقصود کی طرف بڑھتا چلا جارہا ہوں۔

ارشادِ رؤُف ورحیم ہے۔

اَللّٰهُ یَجْتَبِیْ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ۔

(پ۲۵، الشوریٰ، آیت ۱۳)

اللہ تعالیٰ چُن لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

فضل وکرم:

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی دو (۲) صُورتیں ہیں۔

۱۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ وہ محض اپنی مہربانی سے کسی کو اپنے قُرب اور محبّت کے لیے چُن لے۔ یہ لُطفِ عمیم انبیاء کرام، صِدّیقین اور شُہداء پر فرمایا جاتا ہے۔

www.waseemziyai.com

۲۔ دُوسری صُورت یہ ہے کہ انسان ہر طرف سے منہ پھیر کر اللہ تعالیٰ کی رِضا جوئی کے لیے اپنی ہمت وقف کر دے، جسے انابت الی الحق کہتے ہیں۔ تو پھر توفیقِ الٰہی اس کی دستگیری کرتی ہے اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اسے منزلِ مقصود تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

صاحبِ تفسیر مظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ اِرشاد فرماتے ہیں کہ صُوفیاء کرام فرماتے ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ خُود چُن لیتا ہے اور اسے اپنی ذات کی طرف کھینچ لیتا ہے وَہ اللہ تعالیٰ کی مُراد ہوتا ہے، اور وہ ہیں انبیاء کرام اور صدّیقین اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف رجُوع کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی فرماتا ہے، وہ مُرِید ہے جیسے اولیاء کرام اور اُس کے نیک بندے۔ (مظہری)

صدر الافاضل السید مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی پارہ گیارہ (۱۱) سورہ یونس آیت ۱۲ پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں انسان بَلا کے وقت بہت ہی بے صبرا ہے اور راحت کے وقت نہایت ناشکرا۔ جب تکلیف پہنچتی ہے تو کھڑے، لیٹے، بیٹھے ہر حال میں دُعا کرتا ہے۔ جب اللہ تکلیف دُور کر دے تو شُکر بجا نہیں لاتا اور اپنی حالت سابقہ کی طرف لوٹ جاتا ہے، یہ حال غافل کا ہے۔ مومن عاقل کا حال اس کے خلاف ہے، وہ مصیبت و بَلا پر صبر کرتا ہے، راحت و آسائش میں شُکر کرتا ہے، تکلیف و راحت کے جُملہ احوال میں اللہ تعالیٰ کے حضُور تضرّع وزاری اور دُعا کرتا ہے۔ اور ایک مقام اس سے بھی اعلیٰ ہے جو مومنوں میں بھی مخصوص بندوں کو حاصل ہے، جب کوئی مصیبت و بلا آتی ہے اُس پر صبر کرتے ہیں، قضاءِ الٰہی پر دِل سے راضی رہتے ہیں اور جمیع احوال پر شُکر کرتے ہیں۔ (خزائن العرفان)

حافظُ الحدیث:

راقم الحُروف نے حضرت حافظ الحدیث کی کئی بار زیارت بھی کی اور انکی

www.waseemziyai.com

تعلیمات اور فرامین کو پڑھا اور سُنا۔ اکثر خطوط کے آخر میں یہ الفاظ ہوتے "اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوَس" بس اللہ ہی کافی ہے اور اللہ کے سِواء جو کچھ ہے وُہ ہوس ہے۔ یوں ہی حضرت حافظ الحدیث چلتے پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے اکثر مندرجہ ذیل شعر پڑھتے نظر آتے

ہر کہ کارش از برائے حق بود
کار او پیوستہ بارونق بود

(پندنامہ)

جس کسی کا کام کاج اللہ ربّ العزّت کے لیے ہوتا ہے اُس کا کام ہمیشہ بارونق ہوتا ہے۔ شیخ فریدالدین عطار نے یہ شعر "دربیان عمل خالص" میں ذکر کیا اور ثابت کیا کہ ریاء سے پاک عمل اور اخلاص کی بنیاد پر ہونے والا عمل ہی انابت الی الحق ہے۔

تاجدارِ بغداد:

شہنشاہِ بغداد، غوثُ الاغیاث، قُطبُ الاقطاب، محبوبِ سُبحانی، قطبِ ربّانی سیّد عبدالقادر جیلانی قُدّس سرہٗ سے سائل نے سوال کیا کہ میں کئی ہفتوں سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں لیکن! میں نے آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی، تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میرا کوئی عمل سنّت کے خلاف تو نے دیکھا ہے؟ تو اس نے عرض کی کہ نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: یہی کرامت ہے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں: "اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ"

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی مادرزاد اولیاء کرام میں سے ہیں اور ان اصفیاء میں سے ہیں جن کو اللہ ربّ العزّت نے اپنی ذات کے لیے چُن لیا ہے اور اُن محبوبانِ الٰہیہ میں سے ہیں جو اللہ ربّ العزّت کی مُراد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پھر بھی انابت الی الحق کا یہ حال ہے کہ زندگی بھر اللہ تعالیٰ کے محبوب کی سنّت کی خلاف ورزی تو درکنار کبھی تصوّر بھی نہیں کیا۔

www.waseemziyai.com

الانتباہ:

ایک لاکھ تقریباً چوبیس ہزار انبیاء کرام دُنیا میں تشریف لائے مگر قُرآن و حدیث میں بہت تھوڑے نبیوں کے نام یا حالات مذکوُر ہیں۔ قُرآنِ مجید نے خصُوصیت کے ساتھ ان انبیاء کرام کے حالات و نام بیان فرمائے جن کے متعلق اہل کتاب نے افراط یا تفریط کر دی تھی۔ زیادتی محبت یا عداوت کی وجہ سے ان کے مُتعلق عجیب وغریب قِصّے گھڑ لیئے تھے، جن سے ان بزُرگوں کے اصلی حالات چھُپ گئے تھے، جیسے آج جاہل مسلمانوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ یا غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق عجیب عجیب روایات گھڑ لی ہیں کہ مِعراج میں حضُور انور کو غوثِ پاک نے کندھا دے کر عرش پر چڑھایا یا یہ کہ غوثِ پاک نے مَلکُ المَوت کی زنبیل چھین لی اور تمام قبض کردہ رُوحیں اُس سے چھڑا دیں یا حضُور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے شبِ مِعراج قابِ قوسین میں پہنچ کر جب پردہ اٹھا کر دیکھا تو حضرت علی پردہ کے اندر بول رہے تھے یعنی وہی خُدا تھے۔

(استغفر اللہ) (تفسیر نعیمی۔ پ ۳۔ ص ۴۷)

زیرِ آیت ۲۵۸، البقرہ، حکیم الامّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ ان بندگانِ خُدا کے مُتعلق جو کچھ کہا جائے کم ہے لیکن! مُستند، مُعتبر اور حقائق پر مبنی گفتگو کی جائے۔ ہم انابت الی اللہ پر گفتگو کر رہے تھے کہ انابت الی اللہ ہی قُربِ الٰہی کا واحد اور کامیاب ترین ذریعہ ہے۔

ذرا تَوَجُّہ! شیخ شرف الدین مصلحِ المعروف سعدی شیرازی عارف باللہ یکے از عارفانِ باللہ آج سے آٹھ (۸) نو (۹) سو سال پہلے فرما گئے ہیں۔

عبد القادر گیلانی را دیدند رحمۃ اللہ علیہ در حرم کعبہ روئے بر حصا نہادہ بود و می گفت اے خداوند ببخشائے و اگر مستوجب عقوبتم مرا روز قیامت نابینا بر انگیز تا در روئے نیکاں شرمسار نباشم۔ (گُلستانِ سعدی۔ باب دوم۔ حکایت۔ ۳)

www.waseemziyai.com

شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی کو لوگوں نے دیکھا کہ حرمِ کعبہ میں کنکریوں پر چہرہ رکھے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ! بخش دے اور اگر میں سزا کا مستحق ہوں تو مجھے روزِ قیامت اندھا اُٹھانا تاکہ نیک آدمیوں کے سامنے مجھے شرمساری اور شرمندگی نہ ہو۔

نسبت:

راقم کی چونکہ دو(۲) شخصیات حافظ الحدیث جلالُ الملّت والدّین سیّد السّادات السیّد جلال الدین شاہ صاحب اور شیخ القرآن شیخ الحدیث حضرت علّامہ غلام علی اوکاڑوی اشرفی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما سے نسبت ہے' اور دونوں ہی علمی شخصیات ہیں اس لیے کاوش کرتا ہوں کہ محض واقعات اور حکایات بیان کرنے کی بجائے قرآن وسنّت کی روشنی میں لکھا اور کہا جائے۔ اسی بِناء پر تاجدارِ بغداد پر انابت الی الحق کے ذِکر کے بعد کچھ لکھا جا رہا ہے۔

تبلیغ:

تاجدار بغداد سیّدنا سیّد عبدالقادر جیلانی' غوثِ صمدانی' محبوبِ سُبحانی ارشاد فرماتے ہیں میں نے مسلسل نو(۹) سال احادیث مُبارکہ کو پڑھا اور اس کے بعد تسلسل سے پانچ(۵) سال تک اپنے مزاج کو احادیثِ نبویہ کے مزاج کے مُطابِق اور تابع کیا اور پھر تبلیغ شروع کی۔

کرم بالائے کرم:

آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں جاگ رہا تھا' بیداری کی حالت میں تھا' نمازِ ظہر سے چند لمحات پہلے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائے اور آپ نے اِرشاد فرمایا! اے عبدالقادِر! وعظ کیا کرو' تو میں نے عرض کی کہ یارسُولَ اللہ! مَیں تو عجمی ہوں جبکہ میرے دائیں بائیں بڑے بڑے فُصحاء و بُلغاء بسیرا کئے ہوئے ہیں۔ میری عرض و

www.waseemziyai.com

معروض پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات (۷) بار میرے منہ میں لعاب مُبارک ڈالا اور نمازِ ظہر کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے چھ (۶) بار اپنا لعاب مُبارک میرے مُنہ میں ڈالا تو بعدازاں وعظ و تبلیغ کا سِلسلہ شروع ہوا۔ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں لوگ محفل ذِکر وفِکر میں آنے جانے لگے۔ ہزار ہا یہود ونصاریٰ نے آپ کے ہاتھ پر کلمہ پڑھا اور دائمی و اَبدی راحتوں کے حقدار قرار پائے۔

خُلق:

خُلق کی جمع اَخلاق ہے۔ اِنسان کی طبعی خصلتوں اور پیدائشی عادتوں کو اخلاق کا نام دیا جاتا ہے۔ اخلاق ہی انسانیت کا وہ جوہر بے بہا ہے جو درحقیقت انسان کی پستی و بُلندی کا بڑی حد تک معیار ہے۔ ایک مرتبہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحابہ کرام نے سُوال کیا۔ اے اُمّ المؤمنین! آپ حضُور اقدس صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اخلاق کے بارے میں کچھ اِرشاد فرمائیے! یہ سُن کر حضرت اُمّ المومنین نے برجستہ جواب دیا کہ "کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآنَ" آپ کا خُلق قرآنِ پاک تھا۔

مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اخلاق وشمائل اور آپ کے طبعی خصائل بالکل قرآنِ حکیم کے بتائے ہوئے "مکارمِ اخلاق" کے مُطابق تھے۔ ہر وہ قول وعمل اور ہر وہ سیرت وخصلت جس کو قرآن کریم نے قابلِ مدح وثناء اور لائقِ تحسین بتایا، رحمتِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اخلاق وعادات اُس کا بہترین نمونہ تھے۔ اور ہر وہ بُری خصلتیں جن کو کلامِ مجید نے مذموم ٹھہرایا، اُن سے رحمۃ للعالمین کا دامنِ عصمت ہر طرح پاک ومُنزّہ تھا۔ الغرض! تمام اخلاقِ شنیعہ وخصائلِ رزیلہ سے آپ مُنزّہ ومُبرّا تھے اور تمام خصائلِ حمیدہ وفضائلِ جمیلہ کے آپ جامع بلکہ ان کو منزلِ کمال پر پہنچانے والے تھے۔

www.waseemziyai.com

الحاصِل:

غوث الثقلین، کریم الطرفین سیّدنا وسیّد السّادات نے سالہا سال قرآن و سُنّت کو پڑھا اور سال ہا سال اپنی طبیعت اور مزاج کو قرآن وسُنّت کے تابع کیا پھر سلسلۂ وعظ کا آغاز فرمایا۔ بالفاظِ دیگر! اپنی طبیعت اور مزاج کو سُنّتِ نبوی کے مزاج کے مُطابق ڈھالا اور دُوسری طرف اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے مطابق نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے مزاج کو قُرآنِ کریم کے فرامین اور ارشادات کے مطابق آراستہ کیا۔

امام قرطبی فرماتے ہیں۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین اور خلیفۃ المسلمین تھے، کوئی آنے والا آیا، اس نے آپ کی طرف کئی خامیوں کی نسبت کی اور کہا کہ آپ میں بہت ساری خامیاں اور خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ آپ نے وقت ضائع کیے بغیر اور بحث مُباحثہ میں پڑنے کے بغیر ارشاد فرمایا۔

اِنْ کُنْتَ صَادِقًا فَغَفَرَ اللّٰہُ لِیْ۔

اگر تو اپنی گفتگو میں سچا ہے تو میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مُعاف فرمائے ...ر تیری موجودگی میں اور تجھے گواہ بنا کر دُعا کرتا ہوں۔

وَاِنْ کُنْتَ کَاذِبًا فَغَفَرَ اللّٰہُ لَکَ۔

اور اگر تو اپنی بات میں کاذب ہے تو میں پھر بھی دعا ہی کرتا ہوں، اور یہ دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے۔ اور مومن کی تو شان ہی یہ ہے کہ ہر وقت ہر لحظہ ہر ساعت، ہر گھڑی، ہتھ کار وَلے دل یار وَلے۔ چوبیس (۲۴) گھنٹے رات ودِن اور شام و سحر کی ہر ہر گھڑی میں اپنے حقیقی مالِک مَولا اللہ ربّ العزّت کی طرف ہی اپنی توجّہ کو مبذول رکھے اور ''انابت الی اللہ'' و ''انابت الی الحق کا حامل رہے اور نعمت کی وصولی پر

"وَاشْکُرُوْالِیْ" کا مِصداق رہے اور نعمت کے زائل ہونے پر "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن" کا مُظاہرہ کرے۔

صُوفیاء نے سچ فرمایا:

یک گیر محکم گیر
دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر سنگ ہو یا موم ہو جا

یونہی امام قرطبی ایک اور واقعہ عاطۂ تحریر میں لاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ کے دورِ خلافت میں کسی شخص نے آپ کے درباری خادم اور غُلام قنبر کو تھپڑ رسید کیا۔ قنبر آبدیدہ ہوا' چہرہ اُس کا زرد ہوا اور خدمت میں عرض گزار ہوا اور بڑے ڈھنگ سے کہنے لگا کہ آپ امیر المؤمنین اور خلیفۃ المسلمین ہیں' ایک نہیں کئی طاقتیں آپ کے ہاتھ میں ہیں' کیوں نہ فُلاں آدمی سے انتقام لیا جائے اور اُسے قرار واقعی سزا دی جائے؟ تو حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں مشورہ دیتا ہوں اُسے معاف کر دیا جائے اور معاف کرنے میں ہی عافیت اور خیر و بھلائی ہے۔ قنبر نے معاف کر دیا۔

"اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب"

معاف کرنے کے بعد پھر پُوچھا کہ ایسے شخص کو معاف کرنے کا کیا فائدہ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دشمن اور اَزَلی دشمن "شیطان" رُسوا' خوار اور ذلیل ہو گیا ہے اور اللہ الکریم راضی ہو گیا ہے اور فتنہ دَب گیا ہے۔ تُو نے اس پر کرم کیا اور اب اللہ تعالیٰ تجھ پر کرم فرمائے گا۔

خلاصہ:

اِرشاداتِ اِلٰہیہ اور فرمُوداتِ نبوِی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ اور تابعین کرام

www.waseemziyai.com

کے قول وعمل سے یہ بات اظہر من الشمس ہوجاتی ہے کہ پکے سچے سُچے کھرے اور خالص مومن کی پہچان ہی انابت الی اللہ اور انابت الی الحق ہے اور انابت ہی قوی مومن کی دلیل اور نشانی ہے۔

خُوشی مِلے تب بھی تشکّر آمیز کلمات اپنی زُبان سے ادا کرے' اور اگر تکلیف، غم، پریشانی یا کوئی مصیبت پہنچے تب بھی بِلا تاخیر بِلا سوچے سمجھے دل کی اتھاہ گہرائیوں اور گیرائیوں سے اپنے حقیقی مالِک ومَولا کا اِحسان جانے کہ اُس نے ان تکالیف کے ذریعے میرے گُناہوں کو مٹانا چاہا اور درجات کو بُلند کرنا چاہا اور یہ اس پاک پروردگار جلّ مجدُہ کی محبّت کا صریح اظہار واعلان ہے اور مومن خُوب جان لے کہ آگ میں اسی سونے کو ڈالا جاتا ہے جس کو کُندن بنانے کا اِرادہ ہو' اُسی پتھر کو بار بار تراشا جاتا ہے جس کو زیورات کی زینت بنانے کا ارادہ ہو' اسی لکڑی کو چیرا جاتا ہے جس سے آرائش وزیبائش کی مختلف بیش قیمت چیزیں کرسی' ٹیبل' ڈیکوریشن پیسز وغیرہ بنا کر گھروں، دفتروں اور دوسرے مقامات کی زینت بنانا ہو' بالکل بعینہٖ اسی طرح مومن تو خوش ہوجا تجھے صد الف صد مُبارک باد کہ تیرا مالِک ومَولا تجھے مختلف مصائب' تکالیف اور آفات میں مبتلا فرما کر تجھے اپنی بارگاہ میں درجۂ قبولیت عطا فرمانا چاہتا ہے' وہ تجھے جنّت کی ابدی راحتوں سے فیض یاب کرنا چاہتا ہے' اسی لیے بار بار وقتاً فوقتاً تکالیف دے دے کر آزماتا ہے کہ آیا میرا بندہ مقاماتِ عالیہ کے لائق ہوا ہے یا نہیں۔ اس لیے خبردار! ناشُکری کر کے مَراتب نہ کھودینا' ہر لمحہ اپنے پروردگار کا شُکریہ بجالاتے رہو اور ہر تکلیف پہلے سے زیادہ خُوش ہو جاؤ اور یہ کہتے اور پڑھتے رہو۔

مَیں ہوں مٹی کا پیالہ' عِشق کے بازار میں
آگیا ہوں میں پسَند' ہر دَم نِگاہِ یار میں

پس خُوشی وغمی، دُکھ سُکھ ہر دو حالتوں میں شُکر بجالاؤ یہی مومنِ کامِل کا شیوہ ہے۔ اس کو

www.waseemziyai.com

مضبوطی سے تھامے رہو' کامیابی تمہارے قدموں تلے ہے' اور وہ کامیابی ہے قربِ الٰہی۔

اختتام:

راقم کا زیرِ مطالعہ مضمون ''انابت الی اللہ'' اختتام کی منزل کی طرف رواں دواں ہے ۔ پس راقم ''انابت الی اللہ'' مضمون کو پڑھنے اور سننے والے سامعین و سامعات اور قارئین وقارئات سے پُرزور اپیل کرتا ہے کہ مذکورہ زیرِ مطالعہ وزیرِ نگاہ مضمون کے ماحصل کو سمجھتے ہوئے صحیح معنوں میں انابت الی اللہ اور انابت الی الحق کریں۔

آئیں! آج یہ عہد کریں کہ یا پاک پروردگار! تُو جس حال میں بھی' جیسے بھی' ہمیں رکھے ہم خوش رہیں گے۔

یہ اطاعت ہے قناعت ہے کہ چاہت ہے جلالی
ہم خوش ہیں وہ جس حال میں جیسا رکھے

اور یہی کہیں

مَولا جیویں تُوں راضی
اونویں مَیں راضی

دُعا:

اللہ جَلّ مجدہ کی بارگاہِ عالیہ میں اِلتجاء اور دُعا کرتا ہوں کہ وُہ مجھے اور آپ کو ہر حال میں یادِ الٰہی کو دل میں بسانے اور انابت الی اللہ کا مِصداق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

==============

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

www.waseemziyai.com

شیخ الشیوخ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِمٌ اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُھَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا۔ (بخاری شریف، جلد اوّل، ص ۲۰، مسلم شریف، جلد ثانی، کتاب العلم، ص ۳۴۰، مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم ص ۳۳)

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے سنا، بے شک اللہ شانہٗ وعم نوالہٗ اچانک علم کو اس طرح نہیں اُٹھائے گا کہ علم کو اُٹھالے اور اُسے (علم کو) بندوں سے چھین لے بلکہ علماء کو اُٹھا کر علم اُٹھالے گا۔ حتیٰ کہ کوئی عالم باقی نہ رہے گا، لوگ جاہلوں کو سردار (مقتداء، امام، پیشوا) بنالیں گے۔ پس اُن سے مسائل پوچھے جائیں گے اور وہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے، جس کی بدولت وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے (خود تو ڈوبیں گے ہی ساتھ اَوروں کو بھی لے ڈوبیں گے)۔

حلقہ:

علمی حلقوں میں بالخصوص مذہبی حلقوں میں علم کا اطلاق علم کے فردِ کامل ''دینی علم'' پر ہوتا ہے اور زیرِ بحث و زیرِ مطالعہ حدیثِ پاک میں بھی علم سے مراد ''دینی علم'' ہی ہے۔ نبی غیب دان، نبی عالم ماکان و مایکون نے اشارہ فرمایا کہ آہستہ آہستہ، دھیرے دھیرے علوم العربیہ والاسلامیہ اُٹھالئے جائیں گے اور اُٹھانے کا طریقہ کار یہ نہ ہوگا کہ علم کو لوگوں کے دل و دماغ، فہم و فراست اور قلوب و اذہان سے اچانک اُچک لیا جائے گا کیونکہ یہ طریقہ کار کریم کے کرم کے خلاف ہے۔ بلکہ یوں ہوگا کہ مقتدر، جید، مستند اور علم

کا مجسمہ و پیکر علماء وصال پا جائیں گے اور دارِ فانی سے دارِ بقاء کی طرف منتقل ہو جائیں گے اور اُن جید مستند اور مقتدر علماء کی جگہ نئے علماء جگہ لے لیں گے اور بعد میں آنے والے علماء علم و فضل اور تقویٰ و پرہیز گاری میں سابقہ علماء کے ہمسر اور ہم پلّہ ہونا تو درکناران کے عشرِ عشیر بھی نہ ہوں گے، جس سے علم کی چمک دمک ماند پڑ جائے گی۔ آج کے اس پُرفتن دور میں مسلمان اپنے اصل مقصدِ حیات کو بھولتے ہوئے اور پسِ پشت ڈالتے ہوئے دینی علوم کو چھوڑ کر دنیاوی علوم کے پیچھے دوڑ دھوپ کرتے نظر آتے ہیں اور تعلیمِ قرآن اور حبیب خدا، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلّم کا پکا سچا اور کھرا غلام بننے کی بجائے مسلمانوں نے اغیار کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈالتے ہوئے انگریزی زبان کو عربی زبان سے زیادہ اہمیت دے رکھی ہے۔

کچھ راہِ عمل بھی چل، روایت ہی نہ کر
اِحسان بھی کچھ مان، شکایت ہی نہ کر
آیات کے کچھ نہ کچھ معانی بھی سمجھ
قرآن کے لفظوں کی تلاوت ہی نہ کر

الحاصل:

حاصلِ کلام یہ ہے کہ قاضی، مفتی، پیشوا اور شیخ جن کے ذمّہ دینی کام ہوتے ہیں وہ جاہل ہوں گے اور دینی عہدوں پر فائز ہوں گے، مَن گھڑت مسائل بتائیں گے۔ بے علم اور جاہل حکیم و طبیب، عطائی ڈاکٹر مریض کی جان لے لیتا ہے جبکہ جاہل مفتی اور اَن پڑھ خطیب اِیمان برباد کر دیتا ہے۔ نیم حکیم خطرۂ جان، نیم مُلّا خطرۂ اِیمان، آج کا دور قحط الرّجال کا دور ہے۔ خصوصاً علومِ اِسلامیہ کے میدان میں شاید یہی وہ دور ہے جس کے بارے میں فرمانِ نبوی ہے کہ قاضی، مفتی، شیخ اور پیشوا، لیڈر و قائد جاہل ہوں گے اور وہ جہالت کا درس دیں گے۔

www.waseemziyai.com

مقامِ العُلَماء:

کون نہیں جانتا کہ اربابِ علم وفضل کا کیا مقام ہے اور اُن کی کیا شان ہے؟

اِرشادِ ربُّ العالمین ہے:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰت

(پارہ ۲۸، سورہ المجادلہ، آیت ۱۱)

اللہ ربُّ العزّت تم میں سے اِیمان والوں کے اور اُن لوگوں کے جن کو علم دیا گیا درجات بُلند فرمائے گا۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے:

يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَلَاثَةٌ اَلْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ

(سنن ابن ماجہ، باب الشفاعۃ، جلد دوم، حدیث ۲۱۱۷، کنز العمال، جلد ۱۰، ص ۱۵۱)

کل روزِ قیامت تین (۳) طبقات شفاعت کریں گے۔

۱۔ حضرات انبیاء کرام

۲۔ عُلَماء

۳۔ شُہَداء

اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجات اور بُلندی کا دارومدار صرف اور صرف اِیمان اور عِلم ہے۔ کافر بدکِردار کے مُقابلہ میں مومن باکِردار شخص کا بارگاہِ ایزدی میں بہت بُلند و بالا مقام ہے۔

مَولانا رَوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قطرہ آب وضُوء قنبرے
خوب تراز خُون ناب قیصرے

www.waseemziyai.com

یعنی قنبر جو سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا غلام تھا' اُس کے وُضُو کے پانی کا ایک قطرہ قیصر کے خُون سے زیادہ عزّت والا ہے۔

سیّدنا حضرت عبداللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سُلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اختیار دیا کہ عِلم' حکُومت اور مال میں سے ایک چیز پسند کرلو' آپ نے عِلم کو پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی برکت سے آپ کو بادشاہی اور مال بھی عطا فرمایا۔ عُلَماء فرماتے ہیں: سچّا ایمان اور صحیح عِلم اِنسان کو اَدَب و تہذیب سکھلاتا ہے اور مُتواضع بناتا ہے۔ اہلِ عِلم اور اربابِ ایمان جس قدر کمالات و مَراتِب میں ترقی کرتے ہیں' اُسی قدر جُھکتے ہیں۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ (الحدیث)

جو اللہ ربُّ العزّت کی رِضا کیلئے عاجزی اختیار کرتا ہے' اللہ ربُّ العزّت اُس کے درجات اور مَراتِب بُلند و بالا فرماتا ہے۔ مُرادِ مُصطفٰے سیّدنا حضرت عُمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں سے عُلَماء صحابہ کو اپنے پاس بٹھاتے' اگرچہ وہ نوجوان اور کم عُمر ہوتے۔ عُلَماء کرام اور صُوفیاء عُظّام فرماتے ہیں کہ مشائخ اور اُساتذہ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین کی سُنّت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے صاحبِ علم' صاحبِ بصارت و بصیرت نیز اربابِ علم اور اصحابِ فقہ کو اپنے قریب جگہ دیں' تمام کا خیال رکھیں' خُصُوصاً ان شاگردوں اور مُریدوں کو جو باصلاحیت اور باکِردار ہوں۔

ارشادِ خُداوندی ہے:

اُسْجُدُوْا اِلاٰدَمَ۔ (پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۳۴)

اے فرشتو! آدم کو سجدہ کرو۔

جب فرشتوں نے تفصیلی مکالمہ اور اپنی معروضات پیش کرنے کے بعد حضرت آدم علیہ السّلام کی وُسعتِ عِلم اور اپنے عِجز کا اِعتراف کرلیا تو پروردگارِ عالَم نے اُنہیں حکم

www.waseemziyai.com

فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو۔

مسئلہ:

شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سجدۂ عبادت قطعاً' حتماً' جذماً' لازماً کفر و شرک ہے اور سجدۂ تعظیمی اگرچہ کفر و شرک تو نہیں لیکن حرام ضرور ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں یا تو سجدۂ تعظیمی جائز تھا' یا سجدہ سے مراد جھکاؤ تھا۔

ارشادِ ربّ العالمین ہے:

رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ ذُوالْعَرْشِ (پارہ ۲۴، سورہ المومن، آیت ۱۵)

اللہ ربّ العزت اپنی مخلوق کے مراتب و درجات کو اُن کی طبعی استعداد یا محض اپنی جود و عطا سے بلند فرمانے والا ہے۔ سابقہ سطور اور آیہ کریمہ سے آپ نے یقیناً یقین کرلیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ صاحبِ علم اور صاحبِ ایمان کے درجات کو بلند و بالا فرماتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ.

(پارہ ۲۳، سورہ الزمر' آیت ۹)

فرمادیجئے کیا عالِم اور جاہِل دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے علم کی فضیلت بیان فرمائی کہ عالِم اور جاہِل برابر نہیں ہوسکتے اور یہ ممکن بھی کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک سعید دُوسرا شقی' ایک نیک بخت دُوسرا بدبخت' ایک عقلمند دُوسرا بے وقوف' ایک عالِم اور دُوسرا جاہل دونوں برابر ہوجائیں گے؟

ارشادِ نبوی ہے اور مشہور و معروف ہے:

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ (الحدیث)

(مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم، ابن ماجہ، جلد اوّل، باب ۳۸، حدیث ۲۲۹)

www.waseemziyai.com

عُلَماءِ (حَقّہ) حضرات انبیاء کرام کے صحیح جانشین اور وارث ہیں
(وراثت سے مُراد علمی وراثت ہے)

ارشادِ پروردگار ہے:

یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَاءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ (پارہ ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۶۹)

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے دانائی عطا فرماتا ہے اور جسے دانائی عطا کی گئی یقیناً اُسے بہت بڑی بھلائی عطا کی گئی۔

حِکمت:

حِکمت سے مُراد وہ علمِ نافع اور علمِ صحیح ہے جو اِتنا پُختہ، مضبوط اور طاقتور ہو کہ وہ اِنسانی اِرادہ کو حکماً عِلم خیر کی طرف مُتوجّہ کر دے۔

اَلْعِلْمُ النَّافِعُ الْمُؤَدِّی اِلَی الْعَمَلِ۔ (جلالین ہٰذہ الآیہ)

عَلاَّمہ جلال الدّین مُحقّق تحقیق کرتے ہوئے اِرشاد فرماتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ میں حِکمت سے مُراد "نافع علم" ہے اور جسے نافع علم مِل گیا اُسے دُنیا جہاں کی نعمت مل گئی۔

شیخ الشیوخ:

میرے شیخ، شیخ الشیوخ، حافظ الحدیث، جلالُ المِلّت وَالدّین بحمدہٖ تعالیٰ سرمایۂ اہلسنّت، پیکرِ علم وعمل، حاوی فروع واُصول، جامع معقول ومنقول، سیّدُ المُفسّرین، سند المُحدِّثین، شیخ الاسلام والمُسلمین، عُمدۃُ المُحققین، زُبدۃ المدققین، زینت المدرسین، رأس الفُقہاء، حامِلِ عُلوم وفنون، حافِظِ شروع ومتون، حافِظُ القُرآن اور حافِظُ الحدیث تھے۔ بیہقیِ زماں، جُنیدِ دَوراں، واقفِ عُلوم ظاہری وباطنی، مُحسنِ مِلّتِ اِسلامیہ، عُلوم آلیہ اور عُلوم عالیہ پر کامِل دسترس رکھتے تھے۔ حقیقت، معرفت، طریقت اور شریعت کے بحرِ بے کنار تھے۔ نیز بہت ساری خُصُوصیات کے ساتھ مُتّصِف اور آراستہ وپیراستہ تھے۔

www.waseemziyai.com

مُدرّس:

شیخ النحو، شیخ الصرف، ماہرِ اُمورِ فصاحت و بلاغت، اُستاذُ العُلماء، اُستاذی المکرّم جناب حافظ نذیر احمد صاحب سابِق مُدرّس جامعہ محمدیہ نُوریہ رضویہ بھکھی شریف نے ایک مُلاقات میں فرمایا کہ حضرت حافظ الحدیث بے مِثال بلکہ اپنی مِثال آپ مدرس تھے، اور یہ بھی فرمایا کہ:

۱۔ شاہ صاحب نصابِ تعلیم میں زیادہ تغیّر و تبدّل کے قائل نہ تھے۔

۲۔ آپ زیادہ سے زیادہ محنت کے قائل تھے۔

۳۔ حضرت حافظ الحدیث عبارت پڑھوانا اور دُرُست کروانا ضروری تَصُوّر فرماتے اور پابندی سے عبارت پڑھواتے۔

۴۔ ایک ہی طالب علم سے عبارت پڑھوانا پسند نہ فرماتے۔

۵۔ عبارت پڑھوانے کیلئے طُلباء کی باری کو پسند نہ فرماتے بلکہ جس سے چاہتے عبارت پڑھواتے۔

۶۔ حضرت حافِظ الحدیث فرماتے: دینی تعلیم اپنے مُبادی عُلُوم و فُنُون سمیت عبادت و اطاعت ہے اور اس کا ثمر آخرت میں اجرِ عظیم ہے۔

۷۔ طُلباء کی معقول بات پر طُلباء کی حوصلہ افزائی فرماتے۔

۸۔ اسباق پڑھانے سے پہلے مُطالَعہ کا اِلتزام فرماتے۔

۹۔ الزامی جواب کے بعد تحقیقی جواب بھی ضرور پیش فرماتے۔

۱۰۔ حسبِ ضرورت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ بڑی ذمّہ داری سے ادا فرماتے۔

۱۱۔ اکثر فرمایا کرتے: اساتذہ کو اپنا ظاہر اور باطن دُرُست رکھنا چاہیئے اور طُلباء کیلئے عملی نمونہ بننا چاہیئے۔

www.waseemziyai.com

۱۲۔ دورانِ اسباق طلباء سے بِلا تکلّف گفتگو فرماتے۔

۱۳۔ بکثرت فرماتے: اساتذہ کو ورع وتقویٰ اور خوف وخشیتِ الٰہی کا عملی نمونہ بننا ازبس ضروری ہے اور مُحدِث کے شایانِ شان بھی یہی ہے۔

۱۴۔ جب کسی بھی علم یا فن پر گُفتگو فرماتے: بالفاظِ دیگر جب سبق کی تقریر فرماتے تو انتہائی موزوں' مناسب اور جامع مانع یوں تقریر فرماتے کہ اصل عبارت حاشیہ' بین السطور' منہیہ وغیرہ وغیرہ کا مفہوم نُمایاں اور واضح ہو جاتا ہے اور نفسِ کتاب حل ہو جاتی ہے اور فرماتے اب ترجمہ کرو۔

ذرا غور! مجاہدِ تحریکِ ختمِ نبوّت' مجاہدِ تحریکِ نظامِ مُصطفےٰ سیّد محمد محفوظ احمد مشہدی صوبائی صدر مرکزی جمعیت عُلماءِ پاکستان نے کرنانہ شریف میں قاری محمد لطیف احمد جلالی کے وصال کے موقع پر اِرشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ قمر الدّین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا اصرار تھا اور بھرپُور اصرار تھا کہ حضرت حافظ الحدیث سیال شریف یُونیورسٹی کے چانسلر یا وائس چانسلر ہوں' بالفاظِ دیگر صدر مدرس ہوں' لیکن دُوسری طرف سرکار کیلانی کا حُکم اور اِرشاد ہے کہ آپ بھکھی شریف میں ہی کام کریں' اور سرکار کیلانی پیر سیّد نُور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ بھکھی شریف والا مدرسہ میرا ہی مدرسہ ہے۔ سیّد محمد محفوظ احمد مشہدی نے فرمایا کہ اگر سرکار کیلانی کا حُکم نہ ہوتا تو حضرت حافظ الحدیث سیال شریف ہی میں مدرس ہوتے۔ نیز اُستاذُ الحُفّاظ' زینتُ القُراء' قاری محمد شریف صاحب سیالوی صدر مدرس جامعہ رضویہ ضیاءُ القرآن ڈنگہ نے اسی محفل میں فرمایا کہ شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی بسا اوقات فرمایا کرتے کہ ضلع گُجرات کے ایک چھوٹے سے گاؤں بھکھی شریف میں ایک سیّد زادہ رہتا ہے وہ سیّد اِس دَور کا غوث اور قطب ہے' جس کسی نے غوث یا قطب دیکھنا ہو وہ بھکھی شریف میں چلا جائے۔

ع...... آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے

مزید قاری صاحب نے آنکھوں دیکھا حال یہ بھی بتایا کہ ایک دفعہ حضرت حافظ الحدیث سیال شریف تشریف لائے تو خواجہ قمرالدین نے آپ کو اپنی مسند پر بٹھایا اور خود بچوں اور خادموں کے ساتھ گھل مل کر بیٹھ گئے اور خادموں سے فرمایا: میں ہر سیّد کا تہہ دل سے احترام کرتا ہوں اور یہ شخصیت سیّد بھی ہے' قرآنِ پاک کے حافظ بھی' عالمِ دین بھی ہے اور بڑا تگڑا مدرس بھی۔ لہٰذا ان کا احترام مجھ پر اور زیادہ فرض ہے۔

مولانا نور حسین جلالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت حافظ الحدیث اور بحر العلوم استاذ الاساتذہ مولانا محمد نواز رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی کیلانی دونوں بندیال شریف ملک المدرسین ''عطاء محمد'' مولانا عطاء محمد بندیالوی کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضرت حافظ الحدیث نے فرمایا: ''سلم العلوم'' کا فلاں مقام پڑھیے۔ انہوں نے مطلوبہ عبارت پڑھی' پھر فرمایا بند کر دیجیے اور واپس چلے آئے۔ استفسار پر فرمایا: میرے ہاں سلم العلوم کے نسخہ میں کوئی کمی تھی جو مولانا کے نسخہ میں کمی نہ تھی' عبارت سنتے ہی میرا مسئلہ حل ہو گیا اور میں واپس آ گیا۔ یہ ہے علم کے ساتھ وفا اور تدریس کے ساتھ دیانت اور مدرس کی عظمت۔

اُولٰئِكَ اٰبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ

حضرت حافظ الحدیث طلباء کی تربیت فرماتے ہوئے یہ بھی فرماتے کہ مدرس کی ذمہ داری ہے کہ حقیقی اولاد کو روحانی اور معنوی اولاد پر ترجیح نہ دے اور یہی دیانت ہے کہ امانت اُن ہی کے سپرد کی جائے جو امانت کے اہل ہوں' جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا

(پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۵۸)

یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ امانتیں اُن کے سپرد کرو جو اُن کے اہل ہوں۔

www.waseemziyai.com

شیخ:

میرے شیخ، شیخ الشیوخ کے بارے میں غزالیِ زماں، رازیِ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آپ حافظ الحدیث اور شیخ المحدثین ہیں۔ شیخ الشیوخ حضرت حافظ الحدیث کو ہزارہا احادیث یاد تھیں۔ چند ایک احادیث پر آپ کی تقریر زیب قرطاس کر رہا ہوں۔

ا۔ عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْلَ

میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کرام کی طرح ہیں۔

آپ نے دورانِ تقریر فرمایا: جہاں کہیں بھی تشبیہ ہو، چند اُمور کا پایا جانا ضروری ہے۔

ا۔ مُشبہ

۲۔ مُشبہ بہ

۳۔ حرفِ تشبیہ

۴۔ وجہ تشبیہ

اور فرمایا: عُلَماء مُشبہ ہیں، انبیاء کرام مُشبہ بہ ہیں "ک" حرفِ تشبیہ ہے اور غرضِ تشبیہ "التبلیغ" ہے یعنی عُلَماء انبیاء کرام کی مثل صرف اور صرف تبلیغ میں ہے، نہ کہ عزت، عظمت، مرتبہ اور شرافت میں۔ اور آپ فرماتے کہ جب بھی عُلَماء کرام یہ حدیث بیان کریں تو "ای فی التبلیغ" کا اضافہ فرمائیں تا کہ کوئی غلط عقیدہ نہ اپنا لے۔

۲۔ مختلف کُتبِ احادیث کے "باب صلوٰۃ الخوف" پر جب آپ تقریر فرماتے تو آپ کی آنکھوں سے پانی ٹپک آتا اور آپ کے جسم پر لرزہ اور کپکپی طاری ہو جاتی اور فرماتے کہ صلوٰۃ الخوف پڑھنے کا جو عجیب و غریب طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضع

www.waseemziyai.com

فرمایا اُس کی حِکمت یہ ہے کہ آپ چاہتے تھے کہ میری چند سالہ ظاہری زندگی ہے۔ صحابہ کو نماز بھی مل جائے گی، جماعت بھی مِل جائے گی اور کوئی نہ کوئی امام بھی مل جائے گا مگر میرے وصال کے بعد اُنکو مجھ جیسا امام نہ مِلے گا۔ لہٰذا حالتِ جنگ میں تمام صحابہ میرے پیچھے باری باری ایک ایک رکعت پڑھ لیں۔

لطیفہ:

کُتبِ احادیث میں تفصیلاً مَوجُود ہے کہ غزوۂ اُحُد میں افواہ پھیل گئی۔

''اِنَّ مُحَمَّداً قَدْ قُتِلَ'' کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو شہید کر دیا گیا۔ اس جُملہ پر آپ نے تقریر فرماتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ آج میرے آقا و مولیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ مر کر مٹی میں مِل گئے ہیں اُن کا تَعلّق اُسی سے ہے جس نے غزوۂ اُحُد میں یہ افواہ پھیلائی تھی، اور مُسکرا کر طلباء سے فرمایا یہ تُم خُود غور کرنا کہ افواہ پھیلانے والا کون تھا؟ (استغفر اللہ)

۴۔ حدیثِ امامت:

مُرُوْا اَبَابُکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ۔ پر تقریر فرماتے ہوئے آپ نے ایک عجیب حِکمت بیان فرمائی اور فرمایا: میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تین بار فرمایا کہ اُبوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں، لیکن اُنہوں نے تین بار عرض کی: یَارَسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! اُبوبکر نرم دِل ہیں، ہوسکتا ہے وہ آپ کے مُصلّٰی پر کھڑے ہو کر فریضہ ادا نہ کر سکیں، تو آپ علیہ السّلام نے اِرشاد فرمایا: اے عائشہ! تیرا وہی حال ہے جو صواحبِ یُوسُف کا تھا۔ اور آپ نے فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کسی نہ کسی بہانہ سے بار بار حضرت یُوسُف علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زیارت کرنا چاہتی تھیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کسی نہ کسی بہانہ اپنے والد

www.waseemziyai.com

مُحترم کی امامت اور خلافت پکی کروانا چاہتی تھیں اور یہ عفیفہٗ کائنات کی ذہانت کا کمال ہے کہ آپ نے اپنے والدِ مُحترم کی خلافت و امامت کو پکا اور پُختہ کروایا۔

تفسیر:

جس طرح حضرت حافظ الحدیث کو حدیث پر عُبُور حاصل تھا اُسی طرح آپ کو تفسیر کے میدان میں یدِطولیٰ حاصل تھا۔ مثلاً:

وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ (پارہ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت ۴۶) کی تفسیر کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ داعی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عظیم الشّان صفات میں سے ایک صفت ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خالقِ کائنات کی مَخلُوق کو خالِق کا پیغام پہنچایا اور وہ پیغام اللہ ربُّ العزّت کے اِذن سے پہنچایا۔ آپ داعی اِلَی اللہ اور داعی باذنِ اللہ ہیں۔ اور اس اجازت کا ثمر اور نتیجہ یہ نِکلا کہ آپ کا پیغام مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک نیز تحت الثریٰ سے لے کر عرشِ علیٰ تک پہنچا۔ حضرت حافظ الحدیث یہ بھی فرماتے کہ اولاد ماں باپ کے اِذن سے' تلامذہ اُستاد کے اِذن سے' مُرید شیخ کے اِذن سے کوئی کام کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس میں برکت فرماتا ہے' اور آپ اس مذکورہ بالا آیہ کریمہ کو بطورِ دلیل پیش فرماتے۔ مُحدّثین' مشائخ' اساتذہ کا اجازت دینا اسی آیہ کریمہ سے ثابت ہے۔ مثلاً:

حضرت حافظ الحدیث آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عِلم پر گُفتگو فرما رہے تھے کہ بقول مُفتی مہر علی کسی سائل نے سُوال کیا کہ ایک بَدذَوق اور بَدعقیدہ مولوی تحقیر کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ قُرآنِ پاک میں آتا ہے:

لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ

(پارہ۱۹، سورہ النمل، آیت ۱۸)

www.waseemziyai.com

چیونٹیوں کی سربراہ اور سردار باقی چیونٹیوں سے کہہ رہی تھی، اپنی اپنی بِلوں اور سوراخوں میں داخِل ہو جاؤ۔ ایسے نہ ہو کہ حضرت سُلیمان اور اُن کے لشکری تمہیں روند جائیں اور اُنہیں علم ہی نہ ہو۔ مولوی صاحب مذکورہ آیہ کریمہ سے ثابت کررہے تھے کہ یہ تو چیونٹیوں کا بھی عقیدہ ہے کہ نبی عِلمِ غیب نہیں جانتا حضرت حافظ الحدیث مُسکرائے اور فرمایا کہ ہم اِنسان ہیں، اِنسان کے بچّے ہیں اور اِنسانوں والا ہمارا عقیدہ ہے اور ہمارا وہی عقیدہ ہے جو حضرت سُلیمان علیٰ نبینا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ پھر آپ مُسکرائے اور فرمایا: نہ ہم کیڑے مکوڑے ہیں اور نہ ہمارا کیڑوں مکوڑوں والا عقیدہ ہے۔ اللہ اکبر! کیسا اِیمان اَفروز جواب ہے۔

آپ نے فرمایا: چیونٹی کا یہ عقیدہ ہی نہ تھا کہ نبی عِلمِ غیب نہیں جانتا بلکہ چیونٹی کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں اور اُن کے ماننے والے محفوظ ہوتے ہیں، اور ثابت یہ کیا کہ ایسے لوگ دیدہ دانستہ جان بُوجھ کر کسی کو تکلیف نہیں دیتے اور نہ ہی کسی کو مصیبت میں ڈالتے ہیں۔ پھر آپ نے اِرشاد فرمایا: بصُورتِ دیگر اگر چیونٹی کا یہی عقیدہ تھا تو اس عقیدے کی اللہ کے پاک پیغمبر نے نفی فرمائی۔

ارشادِ مالِکُ الْمُلک ہے:

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا (پارہ۱۹، سورہ النمل، آیت ۱۹)

آپ چیونٹی کی یہ گُفتگو سُن کر مُسکرائے، تین فرسخ یعنی نَو میل دُور سے چیونٹی کی گُفتگو کو سُنا اور مُسکرائے۔

تربیت:

مُفتی مہر علی صاحب کا بیان کرنا ہے کہ بچپن تھا، لڑکپن تھا، مَیں طاقتور، چوڑا چکلا اور مضبوط جسم کا مالِک تھا۔ دُوسری طرف سیّد غلام مرتضٰی شاہ صاحب دُبلے پتلے، کمزور

اور نحیف تھے۔ میرا اُن سے اختلاف ہو گیا' میں نے اُن کو ایک آدھ دھکا دیا۔ انہوں نے حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سے میری شکایت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اپنے پاس طلب فرمایا اور فرمایا: مہر علی طاقتور کمزور آدمی کو دھکے دے یہ کوئی کمال والی بات نہیں' کمال تو یہ تھا کہ آپ مجھے آ کر شکایت کرتے اور مجھے بتاتے کہ سیّد غُلام مُرتضیٰ شاہ صاحب نے دُبلا پتلا' لاغر اور کمزور ہونے کے باوجُود مجھے دھکے دیئے ہیں اور میں نے طاقتور اور مضبوط ہونے کے باوجود تحمّل اور برداشت سے کام لیا ہے۔ اگر ایسے ہوتا تو مہر علی میں بہت خُوش ہوتا۔

داخِلہ:

جامعہ محمدیہ نُوریہ رِضویہ بھکھی شریف کا داخِلہ بچّوں بُوڑھوں کیلئے ہمیشہ جاری رہتا۔ اُس کی وجہ یہ نہ تھی کہ آپ اچھے مُنتظم اور اچھے کنٹرولر نہ تھے بلکہ اس کی وجہ آپ خُود بیان فرماتے کہ مَیں چاہتا ہوں کہ کوئی بھی آنے والا آئے جب بھی آئے چند دن رہے کچھ نہ کچھ لے کر جائے۔ (سُبحان اللہ) کیسا حسین خیال ہے اور کیسی پیاری سوچ ہے۔

صفات:

اُستاذُ الاساتذہ' اُستاذی المکرم حضرت مولانا حافِظ کریم بخش صاحب سابِق شیخ الفقہ جامعہ محمدیہ نُوریہ رِضویہ اِرشاد فرماتے ہیں کہ حضرت حافظ الحدیث بیک وقت کئی صفات کے ساتھ مُتّصِف تھے۔ مَثلاً:

۱۔ آپ اعلیٰ درجہ کے امام تھے اور خُود امامت فرماتے۔

۲۔ آپ بُلند پایہ خطیب تھے' مرکزی جامع مسجد میں عیدین اور جُمعۃُ المُبارک کا خُطبہ اِرشاد فرماتے۔

۳۔ مزید برآں آپ ذمہ دار اور اعلیٰ درجہ کے مُفتی تھے' کئی مُفتیانِ شرع آپ کی

طرف بوقتِ ضرورت رجوع فرماتے۔

۴ آپ اپنے دَور کے بہترین قاضی تھے۔

۵۔ بِلا مُبالَغہ حضرت حافظ الحدیث مائیہ ناز مدرس تھے اور تدریسی اُمُور سے بخوبی واقف اور آگاہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج سینکڑوں مدارس کے مدرسین آپ کے حلقۂ تلامذہ میں شامل ہیں۔

۶۔ حضرت حافظ الحدیث نفیس ترین اور موزوں ترین شیخ الحدیث تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج پوری دُنیا میں درجنوں مدارس کے شیوخ الشیوخ آپ ہی کے خوشہ چیں ہیں

۷۔ حضرت حافظ الحدیث جامعہ محمدیہ نُوریہ رِضویہ کے خُود ہی بانی اور مُہتمم بھی تھے۔ مُتعَلِّقین اور مُتوسلین نیز دائیں بائیں بسیرا کرنے والے خُوب جانتے ہیں کہ آپ کا اِنتظام واِنصرام اپنی مِثال آپ ہوتا تھا۔ آج بھی آپ کے تُصَرُّف' آپ کی گرفت' آپ کی نگرانی اور آپ کی سرپرستی وسربراہی کو ہر عام وخاص اچھے الفاظ سے یاد کرتا ہے اور ذِکر کرتا ہے۔

دین:

برادرِ اصغر قاری محمد عبدالرحمٰن جلالی کا بیان کرتا ہے کہ مناظرِ اِسلام قاری محمد عِرفان شاہ صاحب مشہدی موسوی جب حِفظ سے فارغ ہوئے تو جلالُ المِلّت والدِّین حافِظُ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اِرشاد فرمایا: محمد عِرفان اب کیا خیال ہے؟ اور آئندہ کا کیا منصوبہ ہے؟ تو عرفان شاہ صاحب عرض گُزار ہوئے' میں آئندہ سکول میں مُروّجہ تعلیم حاصِل کرنا چاہتا ہوں' تو حضرت حافظ الحدیث نے اِرشاد فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں' میں یہی پسند کروں گا کہ محمد عِرفان تُم آئندہ دینی تعلیم حاصِل کرو' حِفظ کے بعد علمِ دین حاصِل کرنا' سونے پہ سہاگہ'' ہوگا اور ساتھ ہی جلال میں اِرشاد فرمایا: مَیں تو تیرے لئے

دین کی تعلیم کو پسند کرتا ہوں' آگے تمہاری مرضی۔ اور ساتھ ہی ایسا تصرّف فرمایا کہ عرفان شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے دِل و دماغ سے مُروّجہ تعلیم کا غبار اُتر گیا اور خُداوندِ ذُوالجلال نے مجھے یہ مقام عطا فرمایا جس پر میں آج ہوں۔

امن اور اِسلام:

آج اِسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سرائی کی جارہی ہے' اِسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی (ناکام) کوشش کی جارہی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ اِسلام امن و سلامتی کا دُوسرا نام ہے۔ اِسلام تو چھوٹے موٹے جھگڑوں اور معمولی سے معمولی افراتفری سے بھی اپنے ماننے والوں کو منع کرتا اور روکتا ہے۔

ارشادِ احکم الحاکمین ہے:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا

(پارہ ۲۶، سُورہ الحجرات، آیت ۹)

اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو اُن میں صلح کراؤ۔

(کنزالایمان)

اُستاذی المکرّم' اُستاذُ العُلَماء' سند العرفاء حافِظ نذیر احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ایک نشِست میں اِرشاد فرمایا کہ حضرت حافظ الحدیث' جلالُ المِلّت والدّین' سیّدالسّادات اِرشاد فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیہ کریمہ ''وحدت'' کا درس دیتی ہے

ا۔ ''اِنْ'' بکثرت افعال پر آتا ہے' خُصُوصاً فعل مضارع پر' کبھی کبھار اسم پر بھی آتا ہے اور اس آیہ کریمہ میں ''اِنْ'' اسم پر آیا ہوا ہے جو اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ فِتنہ وفساد اور جنگ وجدال سے ہر حال میں گریز اور پرہیز کرنا چاہیئے۔ (اِلا ماشاءاللہ)

۲ ''طَآئِفَتٰنِ'' طائفہ سے مُراد چھوٹا گروہ اور فرقہ سے مُراد بڑا گروہ ہوتا ہے۔

www.waseemziyai.com

''طَـائِـفَـتَـانِ'' اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ اگر فتنہ فساد برپا ہو بھی تو چھوٹے چھوٹے گروہوں میں ہونا چاہیئے' بڑے بڑے گروہوں میں نہیں ہونا چاہیئے۔

۳۔ ''مِنْ'' تبعیضیہ ہے جو اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ اولاً' اوّلاً تو فتنہ ہونا ہی نہیں چاہیئے۔ ثانیاً اور اگر برپا ہو ہی جائے تو کچھ لوگوں تک ہی محدود ہونا چاہیے۔

۴۔ ''فَـاصـلـحـوا'' میں ''فاء'' تعقیب مع الوصل کیلیئے ہے' جس کا اشارہ اس طرف ہے کہ اگر دو طبقوں' دو گروہوں میں جنگ وجدل کا ماحول بن جائے تو تیسرے فریق کو چاہیئے کہ بغیر کسی انتظار کے اور بغیر کوئی لمحہ ضائع کیئے فوراً صلح کروا دے۔

۵۔ ''بِالعدل'' کا اشارہ اس طرف ہے کہ جس لڑائی' جس جنگ اور جس دُھواں دار فتنہ کو تم نے ختم کرنا ہے اُس کو ختم کرتے ہوئے عدل کا مُظاہرہ کرنا ہے۔

افسوس! اگر آج ہم قرآنِ پاک کی یُوں تفسیر اور علمی انداز میں گُفتگو کرتے اور فرداً فرداً تربیت کرتے تو اِسلام اور مسلمانوں کی عزّت وعظمت کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔ راقم السطور کے والدِ مُحترم مَولانا نُور حُسین قادِری برکاتی مُفتیٔ اعظم پاکِستان قبلہ سیّد صاحب کے مُرِیدِ خاص تھے۔ بایں ہمہ حضرت حافظ الحدیث کے بے حد دِلدادہ اور آپ سے بہت ہی زیادہ متأثر تھے اور آپ کی عِلمی گُفتگو کی وجہ سے متأثر تھے۔

اِختِتام:

حضرت حافظ الحدیث نام نہیں کام چاہتے تھے۔ نمُود و نمائش نہیں اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رِضا کے متلاشی تھے۔ اسباق باوُضُو پڑھاتے۔ معمولی سے معمولی ساتھی کو بھی مولوی جی اور حافِظ جی کے الفاظ سے یاد فرماتے اور فرائض کی ادائیگی کیلیئے بہت اِہتمام فرماتے۔ نوافل وغیرہ کو اپنانے کی ہر مُمکن کاوش فرماتے' نوافل کو کبھی بھی فرائض پر ترجیح نہ دیتے اور اکثر فرمایا کرتے: درس و

www.waseemziyai.com

تدریس اگرچہ فرض کفایہ ہے لیکن فرض ہے۔ لہٰذا اس کی ادائیگی میں کوتاہی نا قابلِ برداشت ہے۔ مدارس کے اساتذہ، ناظمین اور مہتممین کو اس پر بھرپور اور خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی خاص وقت صرف کرنا چاہیئے۔ آپ علیہ الرحمۃ کی شخصیت کے ہر پہلو سے سنتِ نبوی کی یاد تازہ ہو جاتی۔ اس پر سیر حاصل بحث کیلئے خاصا لمبا چوڑا وقت درکار ہے۔ بہرحال آپ کی شخصیت ہمہ جہت قابلِ عمل اور لائقِ تقلید ہے۔ (ذٰلك فضل الله يوتيه من يشاء)

دُعا:

اللہ جَلَّ شانُہٗ وَعَمَّ نَوالُہٗ کے حضور دُعا گو اور دُعا جو ہوں کہ وہ ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین

=============

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحدیث
اور
حافظ الحدیث

www.waseemziyai.com

الحدیث اور حافظ الحدیث

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِیْ بَیْتِ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَۃَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فَقُمْتُ عَنْ یَّسَارِہٖ فَاَخَذَ بِیَدِیْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِہٖ فَعَدَ لَنِیْ کَذٰلِکَ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِہٖ اِلَی الشَّقِّ الْاَیْمَنِ۔

(مشکوۃ۔ص۹۹۔تسویۃ الصف)

(بخاری، جلد اول، باب ۶۶۹، ص ۹۷، حدیث ۶۶۲، ۶۶۱، ۶۶۰۔ موطا امام محمد، باب صلوۃ اللیل، حدیث ۱۷۰۔ شمائل ترمذی، باب عبادۃ رسول اللہ، حدیث ۵، ص ۱۹)

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے گھر رات گزاری تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نماز کے لیے قیام فرمایا تو میں آپ علیہ السّلام کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ نے اپنی پُشت مُبارک کے پیچھے سے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے پُشت مُبارک کے پیچھے سے ہی دائیں طرف کھڑا کر دیا۔

میرے شیخ الشیوخ حافظ الحدیث سیّد السّادات پیر سیّد جلال الملّت والدّین جلال الدین شاہ صاحب اس حدیث پاک پر تقریر فرماتے ہوئے فرماتے کہ کسی اُمّتی کو کوئی حق حاصل نہیں کہ یہ کہے کہ یہ حضور کی دائیں طرف ہے اور یہ بائیں طرف۔

دلیل:

آپ فرماتے کہ دائیں طرف کو بائیں طرف پر فضیلت حاصل ہے۔ پیغمبر کی ایک طرف کو افضل اور دُوسری طرف کو مفضُول کہنا دُرست نہیں بلکہ یُوں کہنا چاہیئے کہ آپ نے اپنی ایک طرف سے حضرت عبداللہ ابن عباس کو دُوسری طرف لا کھڑا کیا۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں:

www.waseemziyai.com

مــذن دم بَــجُــذْ راستــی زیــنهـــار

کــه دارد فــضیــلــت یــمین بریسار

کبھی بھی سچائی کے بغیر سانس نہ لو' کیونکہ دائیں طرف بائیں طرف پر فضیلت رکھتی ہے

محبّت:

سابقہ حدیث پاک پر آپ کی تقریر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ واقعی محض حافظ الحدیث ہی نہ تھے بلکہ ایک سچّے' سُچّے عاشقِ رسُول بھی تھے۔

مِعراج:

حافِظ عبدالرسول اور مَولانا نُور حُسین جلالی دونوں نے مِل کر گزارش کی کہ آپ عشاء کی نماز کے بعد معراج کے موضوع پر کچُھ اِرشاد فرمائیں' باقی بھی تمام ساتھی سارا دِن اس انتظار میں بیٹھے رہے کہ آج شاہ صاحب کا خطاب ہوگا۔ آپ نے چند الفاظ زُبان پر لائے اور فرمایا محبّت ہی اِیمان ہے اسی کے ساتھ ہی آپ کی چیخیں نِکل گئیں اور ساتھیوں نے بھی رونا شروع کر دیا اور اسی پر خاموشی اور بس۔

مزید برآں:

دورانِ اسباق کوئی ساتھی حاضِر ہوا اور اُس نے پُوچھا کہ ظُہر کی سُنّت پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ تو آپ نے اِرشاد فرمایا: دو رکعات کے بعد " عَبْدُہٗ' وَرَسُوْلُہٗ" تک پڑھے اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے۔ سائل نے کہا۔ کیا دُرود شریف نہ پڑھے؟ آپ نے فرمایا کہ تَشَہُّد پڑھنے کے بعد کھڑا ہو جائے۔ پھر اُس نے یہی کہا کہ دُرود شریف نہ پڑھے؟ یہی تکرار ہوتا رہا' آخِرکار آپ نے فرمایا تُو سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتا۔ اگر تُو ہزار بار بھی یہ کلمات دُہراتا رہے تو مَیں نے یہ نہیں کہنا کہ دُرود پاک نہ پڑھے۔

www.waseemziyai.com

رونا:

اُستاذُ العُلَماء، شیخ الحدیث و صدر مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور مَولانا عَلَّامَہ حافِظ عبداللطیف صاحب جلالی نے ایک مُلاقات میں فرمایا کہ حضرت حافظ الحدیث جب کبھی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مصائب پر گُفتگو فرماتے تو آپ پر عجیب سی رِقّت طاری ہوجاتی جو نا قابلِ برداشت ہوتی، جس کی تفصیل مَولانا نُور حُسین جلالی یُوں فرماتے ہیں کہ حضرت حافظ الحدیث حدیث پاک پڑھا رہے تھے تو اچانک حضرت ابراہیم کے وصال کا ذِکر آ گیا، جو آپ کے نُورِ نظر اور لختِ جگر تھے، آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور دل مغموم تھا اور زُبان پر یہ کلمات تھے۔

وَاِنَّـا بِفِـرَاقِكَ يَـااِبْـرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْن (مشکوٰۃ، باب البکاء علی المیت، ص ۱۵۰۔ بخاری، باب ۸۲۶، حدیث ۱۲۱۹، جلد اول، ص ۱۷۴)

اے ابراہیم! ہم تیری جُدائی میں غمگین ہیں۔ لگا تار تین دن مذکورہ بالا عبارت پڑھی جاتی رہی اور آپ روتے رہے۔ چوتھے دِن جب یہ عبارت پڑھی گئی تو آپ نے پُرسوز آواز میں فرمایا: چلیں، آخر اسباق بھی تو پڑھنے ہیں۔

وُضو.

آپ دورانِ تدریس وُضو کا اِلتزام فرماتے، خُصُوصاً کُتُبِ احادیث پڑھاتے۔ اُستاذُ العُلَماء، شیخ الحدیث، عَلَّامہ عبداللطیف جلالی نے ایک خاص نِشست میں بتایا کہ احادیث مُبارکہ کے اسباق جاری تھے، باہر زبردست بارش ہورہی تھی، کچا پکا گھر کا صحن تھا، آپ باہر تشریف لے گئے اور پُورے اِہتمام کے ساتھ وُضو فرمایا اور فرمایا محبّت کا یہی تقاضہ ہے۔

www.waseemziyai.com

تطبیق:

مختلف احادیث میں یُوں تطبیق فرماتے کہ دیکھنے سُننے والا دیکھتا ہی رہ جاتا۔ دورانِ دورۂ حدیث کسی ساتھی نے پُوچھا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کسی کو فرمایا جہاد افضل ہے، کسی کو فرمایا ماں باپ کی خدمت افضل ہے، کسی کو فرمایا کہ حج افضل ہے، آخر کیوں؟ تو حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ احادیث مبارکہ میں کوئی تعارُض نہیں، میرے آقا ومولا سائل کا جو پہلو کمزور نظر آتا اُس کی تکمیل کی تلقین فرماتے۔

مَثَلاً کسی سائل میں ہزاروں خُوبیاں ہیں لیکن اُس کا ماں باپ کے ساتھ برتاؤ اچھا نہیں تو فرماتے تیرے لیے یہی بہترین عبادت ہے کہ تُو ماں باپ سے اچھا برتاؤ کر۔

مزید برآں:

تمام آئمہ کے آداب کا بھرپُور خیال رکھتے اور فرماتے کہ حضرت امام شافعی کیطرف سے حضرت امام اعظم پر یہ اِعتراض وارد ہوتا ہے اور ہم حضرت امام شافعی کی بارگاہ میں یہ جواب عرض کرتے ہیں تاکہ وہ ہم پر راضی ہوجائیں اور یقیناً راضی ہوں گے۔

مُحدّثین:

دورانِ اسباق پُوری کوشش فرماتے کہ کسی مُصنّف اور حدیث پر کوئی حرف نہ آئے۔ اور فرماتے کہ جو شخص امام بُخاری کی قُرآن وسُنّت کے مُطابِق پیش کردہ تشریحات، تعبیرات اور تلمیحات کا صحیح معنوں میں حل نہ تلاش کرسکتا ہو اور جواب کی بجائے امام بخاری پر برستا ہو اُس کو کوئی حق حاصِل نہیں کہ وہ بُخاری شریف پڑھائے۔ اور فرماتے کہ جس طرح تصغیر ضروری نہیں کہ حقارت کے لیے ہی ہو۔ مثلاً "یَا بُنَیَّ" میں تصغیر تو ہے لیکن برائے تحقیر نہیں بلکہ برائے اظہارِ محبّت ہے۔

اسی طرح امام بُخاری کے قول " قَالَ بَعْضُ النَّاس " پر تقریر فرماتے ہوئے

www.waseemziyai.com

فرماتے کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ امام بخاری نے امام ابُوحنیفہ کی تحقیر کا ہی اِرادہ کیا ہو بلکہ بعض سے مراد ہوسکتا ہے انہوں نے تعظیم کا ارادہ کیا ہو۔

دلیل:

آپ فرماتے ارشادِ خداوندی ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ (پ۳، البقرہ، آیت ۲۵۳)

اس آیۂ کریمہ میں دو بار لفظ بعض استعمال ہوا اور دونوں بار تعظیم کے لیے اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ ایک عظیم محدّث ایک عظیم تابعی پر بحقارت اعتراض کرے۔

النیات:

محدثین ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (بخاری، کتاب الوحی، باب ا۔ حدیث ۱) (مسند امام اعظم، باب ا، حدیث ۱) (مشکوٰۃ، کتاب الایمان۔ حدیث ۱)

یقیناً اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے

مسئلہ شریف:

کتاب الایمان، حدیث نمبر ا مذکورہ بالا کُتبِ احادیث میں سے حدیثِ نیّت کا فنِ حدیث میں وہی مقام ہے جو تسمیہ ''بسم اللہ'' کا قرآنی آیات میں مقام ہے اور یوں ہی حدیث جبریل کا فنِّ حدیث میں وہی مقام ہے جو سُورہ فاتحہ کا قُرآنی سُوَر میں مقام ہے۔ ایک دفعہ حضرت حافظ الحدیث نے حدیثِ نیّت پر تقریر فرماتے ہوئے فرمایا کہ تمام اساتذہ کرام اور طَلباء اپنی نیّتوں کو دُرُست کرلیں، دین کو دین سمجھ کر پڑھیں۔ اگر مال کمانا ہی مقصود ہے اور دُنیا حاصل کرنا ہی مقصود ہے تو پھر کالجز، سکولز اور یُونیورسٹیز اس

www.waseemziyai.com

کے علاوہ اور کافی ادارے ہیں۔ مفتی معین الدین جلالی آف ڈسکہ فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا: دین پڑھنا' دین پڑھانا اور دین پر عمل کرنا ایسے ہی ہے جیسے کہ خاردار جھاڑی پر ململ کا کپڑا ڈال کر ایک طرف سے کھینچنا شروع کر دیا جائے۔ لہٰذا دنیاوی عیش وعشرت کا تصور کیے بغیر دین پڑھیں۔ راقم الحروف کا کہنا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (پ۲۔البقرہ۔آیت ۲۱۲)

اللہ ربّ العزت کا وعدہ ہے کہ جو لوگ ایمان اور اعمال میں صادق ہیں اُنہیں لوگوں کو قیامت کے دِن فوقیت اور برتری حاصل ہوگی۔

مدارس:

دریں اثناء ایک ساتھی نے عرض کی کہ ہم نے سُنا ہے پاکستان کے وزیر اعظم ذُوالفقار علی بھٹو دینی مدارس کو قومی تحویل میں لینا چاہتے ہیں اور اُن پر حکومتی قبضہ چاہتے ہیں' تو آپ مسکرائے اور فرمایا کہ مدارس دَرودِیوار کا نام نہیں' اگر ایسا ہی ہوا تو ہم'' کیکر' ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر درسِ حدیث دیتے رہیں گے۔ انشاءاللہ۔

قَالَ اللّٰهُ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ'' کا وِرد کرتے رہیں گے۔

عقائد:

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ عقائدِ حقّہ اہلِ سُنّت و جماعت پر تفصیلاً گفتگو فرماتے۔

۱۔ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ۔ (بخاری۔باب ۳۷۔حدیث ۴۸)

(مسند امام اعظم' کتاب الایمان' حدیث ا۔مشکوٰۃ شریف' کتاب الایمان' حدیث ا۔ مسلم شریف' کتاب الایمان حدیث ا)

مَسْئُوْلُ عَنْهَا سائل اس بارے میں زیادہ جاننے والا نہیں ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرت حافظ الحدیث دورانِ تقریر فرماتے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو قیامت کا عِلم نہ تھا' وہ شرعیات سے نیز عُلوم وفُنُون سے عاری ہیں اور رحمتِ خدُاوندی سے محروم۔ آپ فرماتے: اربابِ فصاحت وبلاغت، اصحابِ عُلوم وفُنُون جانتے ہیں کہ جب مُبتدا اور خبر نیز مَوصُوف اور صفت' یُوں ہی مقیّد اور قید اور اسی طرح جب مشروط اور شرط پر حرفِ نفی داخِل ہو تو وہ خبر، صفت، قید اور شرط پر اثر انداز ہوتا ہے۔ "مَا" حرفِ نفی "اَلْمَسْئُوْلُ عَنْهَا" پر داخِل ہوا ہے جس کا اثر "بِاَعْلَمَ" پر ہوگا' جس کا مفہوم یہ ہوگا اے جبریل! قیامت کے عِلم کے سِلسلہ میں مَیں تجُھ سے زیادہ جاننے والا نہیں ہوں' ہر بات بتانے والی نہیں ہوتی اس لیے اس کو پردہ میں ہی رہنے دو' نیز آپ فرماتے کہ علم کی نفی نہیں بلکہ "اَعْلَمُ" کی نفی ہے یعنی زیادتِ علم کی۔ ورنہ آپ "خَیْرُ الْکَلَامِ مَاقَلَّ وَدَلَّ" کے تحت 'لَا اَعْلَمُ' فرماتے کہ مجھے علم نہیں۔

۲۔ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ۔ جبریل تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

حدیثِ جبریل پر تقریر فرماتے ہوئے حضرت حافِظُ الحدیث فرماتے کہ ہم نے تمام کا تمام دین اپنے آقا ومَولا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سیکھا اور آپ کا اِرشاد کہ جبریل تمہیں دین سکھانے آئے سے مُراد یہ ہے کہ جبریل تمہیں تعظیمِ مُصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم اور کاشانۂ نُبوّت کے آداب سکھانے آئے۔

۳۔ رَجُل" شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَاب۔

اچانک ایک آدمی آیا جس کے کپڑے بہت زیادہ سفید تھے۔

حدیثِ جبریل کے اس حِصّہ پر یُوں تقریر فرماتے کہ جبریل امین کو "رَجُل" کہا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ سفید لِباس میں مَلبُوس تھے اگر اس سے اُن کی نُورانیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو ہمارے آقا ومولا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جو کہ "نُوْرُ الْاَنْوَار" ہیں "رَجُلْ" کہنے سے یا سفید لباس میں ملبوس ہونے سے آپ کی نُورانیت کا انکار کیسے مُمکن ہے؟

www.waseemziyai.com

۴۔ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ۔ (حدیثِ جبریل)

"آنے والے کے بال زیادہ ہی کالے تھے" آپ فرماتے کہ جبریلِ امین کو "دَجُلْ" اور "سیاہ بالوں والا" کہا گیا۔ اگر ہم بھی کہیں کہ ہمارے آقا کا چہرہ چاند سے زیادہ خُوبصُورت اور آپ کی زُلفیں سیاہ ہیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ نہ اس میں آپ کی نُورانیت کا انکار ہے اور نہ ہی آپ کی عظمت کا۔

۵۔ میرے شیخ شیخ الشیوخ حضرت حافظ الحدیث کو تقریر کرتے ہوئے دیکھا گیا کہ آپ کے چہرے پر بشاشت ہوتی اور خُوشی سے فرماتے کہ ہمارے آقا و مولا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پہلے ہی علم تھا کہ آنے والا سائل کون ہے اس لیے فرمایا۔ "يَا عُمَرُ اَتَدْرِىْ مَنِ السَّائِل؟" اے عُمر جانتے ہو کہ سائل کون ہے؟ اور پھر خُود ہی فرمایا۔ "فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ" اے عُمر یہ جبریل تھے۔

۶۔ حضرت شاہ صاحب حدیث جبریل پر تقریر فرماتے ہوئے فرماتے کہ جبریل امین نے ایک بار عرض کی۔

"يَامُحَمَّدُ اَخْبِرْنِىْ عَنِ الْاِسْلَام" جس کے جواب میں آپ نے نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کا ذکر فرمایا اور شہادتین کا۔ دُوسری بار جبریلِ امین نے دوبارہ عرض کی "فَاَخْبِرْنِىْ عَنِ الْاِيْمَان" تو آپ نے جواب میں عبادات کا ذکر کرنے کی بجائے اللہ ربُّ العزّت، فرشتوں، کتابوں، رسُولوں، قیامت، اور قدر پر ایمان کا ذکر فرمایا جس سے معلُوم ہوا کہ احناف کا مسلک حق ہے۔

ایمان:

۱۔ عمل بالارکان۔

۲۔ تصدیق بالجنان۔

www.waseemziyai.com

۳۔ اقرار باللسان کے مجموعہ کا نام نہیں بلکہ ایمان صرف اور صرف تصدیقِ قلبی کا نام ہے۔

۔ اَحْیَانًا یَأْتِیْنِیْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ ۔ (بخاری، کتاب الوحی، حدیث۲)

کبھی کبھار وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی۔ حضرت حافظ الحدیث فرماتے یہ میرے آقا ہی کی شان ہے کہ گھنٹی میں سے بھی الفاظ اَخذ فرماتے اور فرماتے "وَقَدْ وَعَیْتُ عَنْهُ مَاقَالَ"، جبریل نے جو کچھ کہا ہوتا وہ میں نے محفوظ کرلیا ہوتا۔ حضرت حافظ الحدیث فرماتے کہ یہ بھی میرے آقا ہی کا کمال ہے۔

مقبولیت:

حضرت مولانا مُفتی معین الدین صاحب آف ڈسکہ فرماتے ہیں مَیں حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ نے مجھے فرمایا: مولوی صاحب! آپ دورۂ حدیث پڑھتے ہیں اور لائل پور پڑھتے ہیں۔ کبھی آپ کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت ہوئی؟ تو مَیں نے عرض کی کہ نہیں۔ تو شاہ صاحب نے فرمایا: مولوی صاحب کو زیارت ہوئی ہے۔ مولوی صاحب سے مراد استاذ العلماء اُستاذُ الکل صدر مدرس و شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ نُوریہ رضویہ بھکھی شریف ہیں۔ اور وہ ہیں حضرت عَلاّمہ مولانا محمد نواز صاحب نقشبندی کیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت قبلہ شاہ صاحب کے وصال مبارک اور انتقالِ پُر ملال کے بعد حضرت مولانا اُستاذُ الکُل اُستاذُ العُلَماء نے اِرشاد فرمایا کہ ہم بریلی شریف جامعہ سے ذرا ہٹ کر ایک مسجد میں رہائش پذیر تھے اور بُخاری شریف کا مُطالعہ کر رہے تھے۔ دورانِ مُطالعہ شاہ صاحب نے فرمایا: مولوی صاحب! ہم رات دن محنت کرتے رہتے ہیں' پتہ نہیں کہ انجام کیا ہوگا؟ آخِر ہم سو گئے' رات کو مَیں نے دیکھا کہ حضرت شاہ صاحب زمین پر

www.waseemziyai.com

بیٹھے زار وزار رو رہے ہیں۔ میری گزارش کے بعد حضرت شاہ صاحب نے فرمایا: مولوی صاحب! ابھی ابھی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا پریشان نہ ہوں آپ کا پڑھنا اور آپ کے اساتذہ کا پڑھانا مقبول اور منظور ہے۔ یہ ہے صاحبین کا مقام "اُولٰئِكَ آبَائِي فَجِئْنِي بِمِثْلِهِمْ"

اُستاذُ الکُل، اُستاذَ العُلَمَاء، بحرُ العُلوم مَولانا محمد نواز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نُورِ نظر قاری محمد خالد نقشبندی کیلانی کا کہنا ہے کہ میں نے قبلہ والد صاحب کو کریدا اور بار بار کریدا' والد صاحب نے ایک دفعہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ مجھے زیارت ہوئی ہے اور فرماتے 'شاہ صاحب کو ہوئی ہے اور بار بار ہوئی ہے۔ یُوں ہی شاہ صاحب کو کریدنے والے اور بار بار کریدنے والے یہی بتاتے کہ شاہ صاحب فرماتے "وڈیاں اُستاداں نُوں" مولوی صاحب نُوں، زیارت ہوئی ہے اور بار بار ہوئی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

آج کا یہ دور ہے کہ لوگ خوابوں کے شہزادے بن گئے' چپہ چپہ پہ خواب بیان کرنے لگے' حضرت شاہ صاحب نے اپنے آپ کو دین ہی کے لباس میں ملبوس رکھا۔ راقم الحروف حافظ محمد اشرف جلالی بن مولانا نور حسین قادری برکاتی نے آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا کہ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا: اگر کوئی شخص جلوت میں خلوت چاہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ مولویت اختیار کرے۔

خط:

سیّد حسین الدین شاہ صاحب آف راولپنڈی نے شیخ الحدیث حافظ غُلام نبی آف فیصل آباد کی وساطت سے حضرت شاہ صاحب کو خط لکھا کہ حافظ عبد اللطیف آف مانگٹ کو بطور مدرس ہمارے ہاں مُقرّر فرمائیں اور یہ بھی اشارہ دیا کہ ضیاءُ العُلوم تدریس کے لیے

www.waseemziyai.com

اچھی جگہ ہے۔ حضرت حافظ الحدیث نے خط پڑھتے ہی حافظ عبداللطیف کو بلایا اور فرمایا تم نے موقوف علیہ تک کُتُب پڑھی ہیں اور اچھی پڑھی ہیں لیکن دَورہ حدیث نہیں پڑھا' اتنے عُلُوم وفُنُون پڑھنے کا کیا فائدہ؟ جب کُتُب احادیث نہیں پڑھیں جو اصل مقصد ہیں۔

آرام سے دورہ حدیث پڑھو اور تسلّی سے' اچھی سے اچھی جگہیں آتی جاتی رہتی ہیں عُلُومِ عالیہ (قرآن وحدیث) کے بغیر عُلُومِ آلیہ (صرف ونحو وغیرہ) کا کیا فائدہ؟

امتحان:

امتحان' امتحان ہی ہوتا ہے۔ مُفتیٔ مُبارک پُور' مُحدِّث مُبارک پُور حافِظُ المِلّت وَالدِّین حافِظ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف دورۂ حدیث کے طلبہ کا امتحان لینے کے لیے تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا کہ چند ذہین ترین ساتھیوں کو الگ کر دیا جائے۔ مُحدّثِ اعظم مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ ساتھیوں کو الگ کر دیا' اُن میں سے سرِفہرست میرے شیخ' حافظ الحدیث پیر سیّد جلال الدین شاہ صاحب اور سیّد تنویر حُسین شاہ صاحب آف فقیر والی تھے۔

تعداد:

کُل تعداد ۷۵ تھی جن میں سے پانچ کو مُنتخب کیا گیا اور پھر دو کو سرِفہرست رکھا گیا پانچ ساتھیوں کا پون دو گھنٹے امتحان ہوا۔ آخر کار مُحدّثِ اعظم پاکستان نے فرمایا کہ ابھی امتحان مکمّل نہیں ہوا؟ مُحدِّث مُبارک پُور نے فرمایا کہ امتحان تو پہلے سُوال جواب میں ہی ہو گیا تھا' اب صرف اور صرف آپ کے شاگردوں کے ساتھ لذّتِ حدیث کی چاشنی اور سرور حاصل کر رہا ہوں اور عِلمی بحث ومُباحثہ میں راحت نصیب ہو رہی ہے۔

نتیجہ:

حضرت شاہ صاحب کو ۹۸ اور سیّد تنویر حسین شاہ صاحب کو ۹۵ نمبر دیئے گئے نیز

www.waseemziyai.com

فرمایا امتحان کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے ورنہ میں چاہتا تھا کہ سیّدین کو ۱۰۰، ۱۰۰ میں سے ۱۱۰ اور ۱۱۰ نمبر دیتا۔

سوال:

مُحدِّث مُبارک پُور نے فرمایا: شاہ جیؒ امام بُخاری کتاب الوحی کی اِبتداء میں ایک آیۂ کریمہ تحریر فرماتے ہیں۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

(پارہ ۶، سورہ النساء، آیت ۱۶۳)۔ (بخاری، کتاب الوحی۔ باب ۱)

ہم نے تمہاری طرف وحی کی جیسے ہم نے نُوح اور اُس کے بعد والے نبیوں کی طرف وحی کی۔

۱۔ وحی تو پہلے بھی انبیاء کرام کی طرف ہوئی۔

۲۔ یہ کہنا کہ ہم نے آپ کی طرف اس طرح وحی نازل کی جس طرح ہم نے حضرت نُوح اور بعد میں آنے والے انبیاء کرام کی طرف نازل کی۔ آخر کیوں؟

جواب: ۔ حضرت شاہ صاحب نے انتہائی پُراعتماد انداز میں جواب دیا۔

۱۔ سابقہ حضرات علیٰ نبینا وعلیہم الصّلوات والتسلیمات بطورِ انبیاء کرام تشریف لائے۔ حضرت نُوح علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوۃ والسّلام پہلے بطورِ رسُول تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا: اے میرے حبیب! جس طرح حضرت نُوح صرف نبی ہی نہیں بلکہ رسُول بھی ہیں اسی طرح آپ نبی بھی ہیں اور رسُول بھی۔

۲۔ حضرت نُوح سے پہلے جتنے بھی حضرات تشریف لائے وہ صرف شہادتین پر درس فرماتے رہے اور حضرت نُوح پہلے رسُول ہیں اور نبی ہیں جن پر اوامر، نواہی اور اَحکامِ شرعیہ نازل ہوئے۔ اللہ ربُّ العزّت نے فرمایا کہ جس طرح حضرت نُوح علیہ

www.waseemziyai.com

السّلام کی اُمّت کو اوامر، نواہی اور احکامِ شرعیہ کا مُکلف بنایا گیا اور جس طرح اُن کے بعد آنے والے انبیاء کی اُمّتوں کو مُکلف بنایا گیا ایسے ہی آپ کی اُمّت کو اوامر، نواہی اور احکامِ شرعیہ کا مُکلف بنایا جارہا ہے۔

۳۔ اس آیۂ کریمہ میں ختمِ نبوّت کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ ربُّ العزّت نے اِرشاد فرمایا کہ جس طرح حضرت نُوح پہلے رسُول ہیں اسی طرح آپ آخری رسُول ہیں۔

سوال: شاہ جی اِرشادِ نبوی ہے۔

وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ۔ (بخاری، کتاب الوضو، باب ۱۶۱، ص ۲۸)

ایڑیوں کے لیے نارِ جہنّم کی خرابی ہے‘ اس حدیث پاک سے فقہی مسئلہ کون سا ثابت ہوتا ہے؟

جواب:

حضرت شاہ صاحب نے جواب دیا کہ اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ دورانِ وُضو پاؤں کا مسح جائز نہیں بلکہ پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ حدیث پاک کا سیاق و سباق بتا رہا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جلدی میں تھے۔

" فَنَادٰی بِاَعْلٰی صَلٰوتِہٖ" آپ نے بلند آواز سے صحابہ کو پُکارا اور فرمایا۔

" وَيْلٌ " لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ"

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ (الحجرات، پ۲۶۔ آیت ۳)

الحاصل:

بے شمار تکالیف اور مصائب کا حضرت شاہ صاحب نے سامنا کیا‘ آخر کار کامیابی اور کامرانی نصیب ہوئی۔ ایک ہی نہیں کئی اِمتحانات میں اللہ ربُّ العزّت نے اپنے حبیبِ کریم کے وسیلۂ جلیلہ سے شاہ صاحب کو سُرخرو فرمایا۔

www.waseemziyai.com

"وَعِنْدَ الْاِمْتِحَان يُكْرَمُ الرَّجُلُ اَوْ يُهَان"

الانتباہ:

راقم الحروف نے رواں مضمون ترتیب دینے سے پہلے دو بار ڈسکہ اور ایک بار لاہور اور کئی بار گوجرانوالہ کا سفر کیا۔ دریں سفر مولانا معین الدین، مولانا عبداللطیف، مولانا نور حسین، صاحبزادہ قاری محمد خالد جلالی نقشبندی کیلانی اور سیّد نوید الحسن شاہ صاحب مدیر ماہنامہ "جلالیہ" کے علاوہ مناظر اسلام پیر سیّد مراتب علی شاہ صاحب سے رابطہ کیا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِی قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا الْفَجْرِ وَ صَعِدَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ خَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُم نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا (مشکوٰۃ باب المعجزات، ص۵۴۳ بخاری کتاب بدء الخلق، ص۴۵۳، جلد اوّل، مسلم جلد دوم کتاب الفتن حدیث ۷۱۳۹۔ ص۳۹۰)

حضرت عمرو بن اخطب انصاری فرماتے ہیں کہ ایک دن ہمیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ فجر پڑھائی اور منبر پر تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا۔ آپ منبر سے نیچے تشریف لائے، نماز ظہر پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ عصر کا وقت ہوا۔ آپ منبر سے اُترے اور نمازِ عصر پڑھائی۔ نمازِ عصر کے بعد پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ قیامت تک ہونے والے واقعات کی ہمیں خبر دی۔ حضرت عمرو بن اخطب انصاری فرماتے ہیں کہ ہم سے زیادہ جاننے والا وہی تھا جو ہم میں سے زیادہ محفوظ کرنے والا تھا۔ (سبحان اللہ)

www.waseemziyai.com

الحاصِل:

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بارہ (۱۲) تیرہ (۱۳) گھنٹوں میں تین (۳) نشستوں میں قیامت تک جو ہونے والا تھا وہ صحابہ کو بتا دیا۔ بروایت بخاری۔ حضرت عُمر تو فرماتے ہیں کہ آپ نے مخلوق کی پیدائش سے لے کر یہاں تک ہمیں باخبر فرمایا کہ جنّتی اپنے مقامات اور جہنّمی اپنے مقامات پر پہنچ گئے۔

الارشاد:

سیدی حضرت حافظ الحدیث نے اس حدیث پاک پر دورانِ تقریر اِرشاد فرمایا۔ یہی ہمارا اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تمام مَعلُومات پر واقفیت حاصِل ہے اور آپ کا عِلم، علمِ غَیب کُلّی ہے، اس پر آپ نے تفصیلاً گفتگو فرمائی۔

سُوال: مولانا نُور حُسین صاحب نے عرض کی کہ شاہ جی کئی بَدذَوق اور بدعقیدہ لوگ کہتے ہیں کہ بارہ (۱۲) تیرہ (۱۳) گھنٹوں میں کیسے ممکن ہے کہ دُنیا جہاں کی مَعلُومات فراہم کر دی جائیں؟

الجواب: حضرت شاہ صاحب نے فرمایا اور مختصراً فرمایا کہ ان بدعقیدہ لوگوں کو بتا دو کہ یہ حدیث پاک مُحدِّثین نے باب المعجزات میں درج فرمائی ہے، نہ کہ بابُ العلم میں، اور بابُ القِصص میں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ نے بارہ (۱۲) تیرہ (۱۳) گھنٹوں اور تین (۳) نشستوں میں اربوں کھربوں نہیں بلکہ ان گِنت اور بے شُمار مَعلُومات فراہم فرمائے۔

سُوال: اسی تقریر کے دوران ایک ساتھی نے عرض کی کہ وہی بدعقیدہ اور بدمذہب لوگ

www.waseemziyai.com

کہتے ہیں اس طرح تو لازم آئے گا کہ نبی اور اُمتی کے معلُومات برابر ہو جائیں۔

جواب: حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ تعلیم اور خبر میں فرق ہوتا ہے۔ حضرت عمرو بن اخطب انصاری کا فرمانا ہے "فَاَخْبَرَنَا" کہ آپ نے ہمیں خبر دی

جبکہ ارشادِ ربانی ہے: وَعَلَّمَكَ (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۱۱۳)

اللہ ربّ العزّت نے اپنے حبیب کریم کو تمام معلُومات کی تعلیم دی۔

مزید براں: بروایت بخاری حضرت عُمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کی خبر کے بعد

حَفِظَ ذَالِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَ نَسِيَهٗ مَن نَسِيَهٗ

(بخاری شریف، جلد اوّل، کتاب بدالخلق، ص ۴۵۳)

جس کو یاد رہیں اس کو یاد رہیں اور جس کو بھُول گئیں سو بھُول گئیں (خبریں)

آپ نے مزید فرمایا:

فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا کا بھی یہی مفہوم ہے کہ جس کا حافظہ زیادہ تیز تھا اس نے زیادہ یاد رکھا۔

ارشادِ نبوی ہے: اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلٰثًا قُلْنَا لِمَن قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ لِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَتِهِمْ (مشکوٰۃ باب الشفقۃ ص ۴۲۳، بخاری کتاب الایمان، باب ۴۲، جلد اوّل حدیث ۵۶۔۵۵، مسلم کتاب الایمان باب ۲۲، حدیث ۱۰۴، جلد اوّل)

حضرت تمیم داری فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین (۳) بار ارشاد فرمایا کہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے عرض کی کس کی خیر خواہی؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ ربّ العزّت، کِتاب، رَسُول، مُسلمانوں کے سربراہان اور عوام النّاس کی خیر خواہی۔

www.waseemziyai.com

حقیقت:

راقم الحروف حافظ محمد اشرف جلالی بن مولانا نور حسین قادری برکاتی عرض گزار ہے کہ نہ یہ عجز ہے نہ انکساری بلکہ حقیقت ہے کہ سالہا سال اس حدیث پاک کو پڑھایا اور بار بار پڑھایا لیکن یہ حقیقت آشکارا نہ ہوئی کہ اللہ ربّ العزّت اور رسول کی خیر خواہی سے کیا مراد ہے؟

قبر:

اللہ ربّ العزّت اربوں کھربوں رحمت کی بارشیں میرے شیخ حضرت حافظ الحدیث کی قبر پر برسائے جب آپ نے مندرجہ ذیل حدیث پاک پر تقریر فرمائی اور خوب فرمائی تو دل و دماغ روشن ہو گئے نیز فہم و فراست کی کھڑکیاں کھل گئیں اور پتہ چلا کہ اللہ ربّ العزّت اور اُس کے رسول کی خیر خواہی سے کیا مراد ہے۔

ذرا پڑھیے اور آپ بھی دل و دماغ کو روشن کیجئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ یَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُولَ اللّٰهِ اُدْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ اُدْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَیْهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنِطْعٍ فَبَسَطَه ثُم دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَجِیْءُ بِكَفِّ ذُرَّةٍ وَ یَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَ یَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِكَسْرَةٍ حَتّٰی اِجْتَمَعَ علی النِّطْعِ شَیْءٌ یَّسِیْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِكُمْ فَاَخَذُوا فِیْ اَوْعِیَتِهِمْ حَتّٰی مَا تَرَكُوْا فِی الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَؤُوْهُ (الحدیث) (مشکوٰۃ باب المعجزات، ص ۵۳۸۔ مسلم جلد اول، کتاب الایمان باب ۹، حدیث ۴۷، ص ۴۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ تبوک کے دن لوگوں کو بھوک

www.waseemziyai.com

نے گھیر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسُولَ اللہ! آپ ان لوگوں سے بچا ہوا کھانا اور پانی منگوائیے اور ان کیلئے برکت کی دُعا فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ چنانچہ آپ نے دستر خوان منگوایا جسے بچھا دیا گیا' پھر صحابہ سے بچا ہوا پانی اور کھانا منگوایا' کوئی شخص جو لانے لگا' کوئی چھوہارے اور کوئی روٹی کا ٹکڑا حتیّٰ کہ دستر خوان پر تھوڑی سی شے جمع ہو گئی' پھر آپ نے دُعائے خیر فرمائی اور فرمایا اپنے برتنوں کو بھر لو۔ صحابہ نے اپنے برتنوں کو بھر لیا۔ لشکر میں کوئی صحابی ایسا نہ رہا جس نے اپنا برتن نہ بھرا ہو' تمام صحابہ نے کھایا اور سیر ہو گئے۔ تیس ہزار صحابہ کے کھانے اور برتن بھرنے کے باوجود پھر بھی وہ کھانا بچ گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ربُّ العزّت کے بغیر کوئی معبود نہیں اور مَیں اللہ کا رسُول ہوں۔ کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو شہادتین کے ساتھ اللہ ربُّ العزّت کو ملے بشرطیکہ شک نہ کرنے والا ہو پھر وُہ جنّت سے بھی دُور رہے۔

مُسلم شریف کی روایت کے مُطابق' صحابہ کرام نے اجازت مانگی تھی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اُونٹوں کو ذبح کر لیں' گوشت کھا لیں اور چربی سے تیل تیار کر لیں۔

لَوْ اَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَاَكَلْنَا وَادَّهَنَّا

(مسلم شریف، باب ۹، حدیث ۴۷، کتاب الایمان، ص ۴۲)

خیر خواہی:

حضرت حافظ الحدیث نے مذکورہ بالا حدیث پر دَورانِ گفتگو ایک سال فرمایا:

مہر علی خیال کر اور ایک سال فرمایا: مولوی نُور حُسین ذرا سوچ تو سہی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آدابِ خُداوند کا کس طرح خیال رکھا اور اللہ ربُّ العزّت کی کس طرح خیر خواہی فرمائی۔ اگر آپ چاہتے اور جو چاہتے اور جس طرح چاہتے اللہ تعالیٰ کرم فرماتا

www.waseemziyai.com

لیکن پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم اِرشاد فرمایا: اے صحابہ! دستر خوان بچھاؤ' کھانے کے پرزے' پانی کے قطرے' جوار کے دانے' کھجور اور کھجوروں کی گٹھلیاں جمع کرو' میں دُعاءِ خیر کرتا ہوں۔

نوٹ: آپ درس دینا چاہتے تھے کہ مَعدُوم کو مَوجُود کرنا' وُجود کو عدم کی طرف لانا اور بغیر میٹریل کے شئے کو بنانا اور اسی طرح اسباب کے بغیر کسی شئے کو سامنے لانا یہ اللہ ربُّ العزّت کا کام ہے۔ اسباب تُم مہیا کرو' دُعا میں کرتا ہوں۔

اَلْبَرَکَةُ مِنَ اللّٰهِ (مشکوٰۃ باب المعجزات ص ۵۳۸)

برکت اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

حق:

بُخاری شریف باب صفۃ النبی کا مُطالعہ کرنے کے بعد پتہ چلا کہ میرے شیخ قُرآنِ پاک کی قُرآنِ پاک سے' حدیث پاک کی حدیث پاک سے تفسیر کرنا جانتے ہیں۔ باب صفۃ النبی میں درجنوں احادیث ہیں جن کا مآل اور انجام یہی ہے کہ صحابہ نے دعا کی اپیل کی اور آپ نے فرمایا: کچھ نہ کچھ لاؤ اس پر دُعاءِ خیر کرتے ہیں۔ (ماشاءاللہ)

حنفیت:

كَانَ مَعاذٌ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم الْعِشَاءَ ثُم يَرْجِعُ اِلٰى قَومِهٖ فَيُصَلِّي بِهِمِ الْعِشَاءَ وَهِيَ لَهٗ نَافِلَةٌ۔

(مشکوٰۃ ص ۱۰۳، بخاری، جلد اوّل باب ۴۵۷، حدیث ۶۷۳، ص ۹۸۔ مسلم باب ۱۷۴، کتاب الصلوٰۃ حدیث ۹۴۶، جلد اوّل، ص ۱۸۷)

حضرت معاذ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء پڑھتے' پھر اپنی قوم کی طرف تشریف لے جانے کے بعد اپنی قوم کو نماز پڑھاتے اور وہ اُن کیلئے نفل نماز ہوتی۔

www.waseemziyai.com

رِھِیَ:

اسی حدیث پاک پر دورانِ تقریر حضرت حافظ الحدیث فرماتے کہ ھِیَ کا مرجع نماز اوّل ہے کہ حضرت معاذ آپ کے پیچھے نفل پڑھتے پھر اپنی قوم کو فرض پڑھاتے اور خود بھی فرضوں کی نیّت کرتے اور آپ فرماتے کہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ عظیم الشّان' عظیم المرتبت تابعین میں سے ہیں اور ان کی تحقیق یہ ہے کہ مُتنفل کے پیچھے مُفترض کی نماز جائز نہیں۔

سوال: کسی ساتھی نے عرض کی کہ یہ بھی ممکن ہے کہ ھِیَ کا مرجع قوم کو پڑھاتے اور وہ حضرت معاذ اپنی قوم کو پڑھاتے اور وہ حضرت معاذ کی نفل نماز ہوتی اور پیچھے قوم کی فرض نماز ہوتی' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مُفترض کی مُتنفل کے پیچھے نماز جائز ہے' یہی امام شافعی کا مذہب ہے۔

جواب: اگر ھِيَ کا مرجع ثانی نماز ہو تو حضرت حافظ الحدیث نے فرمایا: پھر بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ نافلۃ سے مراد نفل نماز نہیں بلکہ نافلہ کا لغوی معنیٰ مراد ہے اور وہ ہے اضافی نماز' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تہجد فرض تھی جس کو قرآن پاک نے نافلہ فرمایا یعنی اضافی فرض۔

ارشاد ربانی ہے:

فَتَهَجَّد بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (آیت ۷۹، بنی اسرائیل، پارہ ۱۵)

اے میرے حبیب! تہجُّد پڑھیئے اور یہ آپ پر ایک اضافی فرض ہے۔ یُوں ہی حضرت معاذ پر ایک اضافی فرض تھا' خود وہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے نماز پڑھتے اور وہی جا کر قوم کو پڑھاتے۔ اس صورت میں ''نافلہ'' سے مراد اصطلاحی نفل نہیں بلکہ ایک اضافی فرض مراد ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فرض پڑھتے اور قوم کو بھی فرض ہی پڑھاتے اور دوبارہ فرضوں کی نیّت کرتے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو اجازت دی ہوئی تھی' یہ ابتدائی دَور کی بات ہے۔

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)
www.waseemziyai.com

حضرت حافظُ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بَلِّغُوا عَنِّی وَ لَوْ اٰیَۃً (البخاری، مشکوٰۃ، کتاب العلم ص۳۲)

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے پیغامات اور فرامین لوگوں تک پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی پیغام اور فرمان ہو''۔

راقم الحُروف نے کئی دن نہیں بلکہ کئی ہفتے غور و خوض کیا کہ آئندہ کس موضوع پر گُفتگو احاطہ تحریر میں لائی جائے۔ اسی دوران میری رفیقۂ حیات اُمّ عُثمان جلالی نے حضرت شیخ القرآن پر لکھنا شروع کیا تو خُود بخود فیصلہ ہوگیا کہ میں حضرت حافظ الحدیث پر کچھ لکھوں۔ حضرت حافظ الحدیث اور حضرت شیخ القرآن کا تعلّق لازم و ملزوم کا پھول اور خوشبو کا سا تھا یا یُوں کہہ لیں کہ چولی اور دامن کا سا تعلّق تھا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

الانتباہ:

مذکورہ بالا حدیث مُبارکہ میں جس علم کی اہمیت بیان کی گئی ہے اُس علم سے مُراد علمِ شرعی ہے، یہی وجہ ہے کہ شیخ فرماتے ہیں:

علم کہ راہِ حق ننماید جہل است

وہ علم جس سے اللہ تعالیٰ کا خوف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پیدا نہ ہو، وہ علم علم ہونے کے باوجود جہالت ہے۔ علم نُورِ الٰہی ہے جو بندہ کو عطا ہوتا ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں:

فَاِنَّ الْعِلْمَ نُور" مِنْ اِلٰہٖ۔

عِلم نُورِ الٰہی ہے۔

www.waseemziyai.com

یہ بھی یاد رکھنا ہوگا کہ کتاب صرف اور صرف وسیلہ ہوا کرتی ہے' اصل علم اُستاذ اور شیخ کی نظر ہے۔

مزید برآں:

اگر بندہ کو کسی بشر سے علم حاصِل ہو تو وہ علم کسبی کہلاتا ہے ورنہ وہ علم علمِ لدُنی کہلاتا ہے۔

اقسام:

علمِ لدنی کی بہت سی اقسام ہیں۔ مثلاً وحی، الہام، فراست، نیک خواب اور اچھی سوچ وغیرہ وغیرہ۔ وحی انبیاء سے خاص ہے اور الہام اَولیاءاللہ سے جبکہ فراست ہر مومن کو بقدرِ ایمان ہوتی ہے۔

حدیث نبوی ہے:

اِتَّقُو فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّه' یَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰہ (ترمذی جلد۲، ص۱۴۰، المقاصد الحسنہ ص۴۲، تفسیر جامع البیان ۷/۳۱، جز۱۴)

مومن کی بصیرت اور قلبی نظر سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نُور سے بہت کچھ دیکھ لیتا ہے۔ فراست اور الہام وہی مُعتبَر ہے جو خلافِ شرع نہ ہو۔ خلافِ شرع ہو تو وہ وسوسہ ہے اور محض وہم ہے' حضرت حافظ الحدیث جلال الملّت والدّین پر بہت کچھ اور مناسب لکھا گیا پھر بھی چند سطور حاضرِ خدمت ہیں' کیونکہ آپ کا وصال مُبارک ماہ ربیع الاوّل شریف میں ہوا۔

تلقین:

حضرت حافظ الحدیث کا مونکے شہر منڈیالہ روڈ سے گُزر رہے تھے۔ چند ایک ساتھی ساتھ تھے۔ راقم الحروف نے دائیں بائیں چند احباب کو گُزرتے دیکھا اور عادتاً ٹاٹا کہا

www.waseemziyai.com

اور یونہی "بائے بائے" کہا۔ کسی ساتھی نے عرض کی کہ حافظ صاحب کیا کہہ رہے ہیں؟ تو آپ نے فوراً فرمایا: یہ بھی ایک فیشن بن گیا ہے۔ اوّلاً تو مسلمان' مسلمان کو سلام کہتا ہی نہیں۔۔ ثانیاً کہے بھی تو عجیب الفاظ استعمال کرتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اَلسَّلام علیکم کہا کرو' اسی میں خیر اور برکت ہے۔ حدیثِ نبوی ہے۔

اَفْشُو السَّلَام سلام کو عام کرو۔ (مشکوٰۃ، کتاب الآداب ص ۳۹۷)

اِذَا اَتیٰ عَلٰی قومٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ سَلَّمَ عَلَیْھِمْ ثَلٰثاً۔

(البخاری' باب التسلیم ص ۹۲ج ۲)

جب آپ کسی قوم کے ہاں تشریف لاتے تو انہیں سلام فرماتے اور تین بار سلام فرماتے۔

ا۔ سلامِ اجازت ۲۔ سلامِ ملاقات ۳۔ سلامِ رُخصت

لقب:

جب حضرت حافظ الحدیث کا انتقال پُر ملال ہوا تو غزالیٔ زماں' رازیٔ دَوراں عَلّامہ سیّد احمد سعید کاظمی نے آپ کو حافظ الحدیث کے لقب سے مُلقب فرمایا۔

ولی را ولی می شناسد

ولی کو ولی ہی جانتا اور پہچانتا ہے۔

محرم الحرام کا مہینہ گزر چکا ہے اور ہم بار بار سُن رہے ہیں کہ قرآن پاک کے حافظ تو بہت زیادہ موجود ہیں اور رنگ برنگے قاری حضرات بھی لیکن نماز کا قاری کوئی کوئی مِلتا ہے۔ یُونہی قرآن پاک کے حافظ تو آج بھی اَن گنت اور بے شُمار ہیں لیکن حدیث کا حافِظ' حافظ الحدیث جلال الملّت والدّین سیّد جلال الدین شاہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ۔

حافظ الحدیث اس شخص کو کہا جا سکتا ہے جس کو ایک لاکھ احادیث مُبارکہ متناً' سنداً' جرحاً اور تعدیلاً یاد اور محفوظ ہوں۔

www.waseemziyai.com

شفقت:

اُستاذُ العُلَماء مُحقّقِ اہلسنّت حافِظ محمد اِحسان الحق نے آپ کی وفات کے بعد ایصال ثواب کی محفل میں بَرمَلا اعلان فرمایا کہ جب کبھی حافِظُ الحدیث مُحدّثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ہاں فیصل آباد حاضِری کیلئے جاتے تو محدّثِ اعظم پاکستان آہستہ آہستہ مسندِ تدریس سے پیچھے کھسکتے جاتے اور حضرت شاہ صاحب کو مسندِ تدریس پر بٹھاتے ہم بعد میں پُوچھتے حضرت یہ کیا ماجرا ہے؟ تو حضرت محدّثِ اعظم پاکستان فرماتے۔ شاہ صاحب اگر چہ میرے شاگرد ہیں لیکن پھر بھی وہ عالمِ دین اور آلِ رسُول ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ حافظِ قرآن بھی ہیں اس لیے میں ان کا اِحترام کرتا ہوں۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نُور کا
تُو ہے عینِ نُور تیرا سب گھرانہ نُور کا

المیراث:

حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اور میرے ساتھی مولانا محمد نواز صاحب نقشبندی کیلانی نے سراجی مُحدّثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھی۔ حضرت صاحب زبانی جامِع، مانِع، موزوں اور مُناسب تقریر فرماتے اور پھر فرماتے کہ ترجمہ کرلو اور ترجمہ مِن وعَن تقریر کے مُطابِق ہوتا اور ہمیں علم المیراث اسی وجہ سے اَزبر تھا۔ ایک تحقیق کے مُطابِق علم المیراث نِصف عِلم ہے، عدل وانصاف اسی سے قائم ہے باقی عُلُوم کا تعلّق زِندگی سے جبکہ علم المیراث کا تعلّق مَوت سے ہے، یہی علم دُنیا سے جلد اُٹھ جائے گا۔

ارشادِ نبوی ہے: تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ (مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم ص ۳۵)

www.waseemziyai.com

عِلمِ میراث سیکھو۔

نیز باقی لوگوں کو سکھاؤ۔

فَاِنّی مَقبُوض"۔

کیونکہ میں نے دُنیا سے رُخصت ہونا ہے۔

صلہ:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَ جَلَّ قَالَ اِذَا ابتَلَیتُ عَبدِی بِحَبِیبَتَیہِ فَصَبَرَ عَوَّضتُہ' مِنھُمَا الجَنَّۃَ۔ (البخاری' کتاب المرضیٰ ص ۸۴۴، ریاض الصالحین باب الصبر ص ۳۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

جب میں کسی بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں میں مُبتلا کردُوں اور وہ ان پر صبر کرے تو اُن کے عوض اُسے جنّت عطا کروں گا۔ دو چیزوں سے مُراد دو آنکھیں ہیں (یعنی وہ نابینا ہو کر صبر کرے)

حضرت محدّثِ اعظم پاکستان بار بار فرمایا کرتے تھے کہ اس حدیث پاک کے بہترین موزوں اور مناسب مِصداق حضرت قِبلہ شاہ صاحب ہیں۔

شک:

1969ء میں جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف میں ایک طالب علم کے دس روپے چوری ہو گئے۔ متاثر طالب علم نے عرض کی کہ شاہ جی میرے دس روپے کسی طالب علم نے چوری کر لیے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ طالب علم چور نہیں ہوتا' ہاں طلبہ میں کوئی چور چُھپا ہوا ہوگا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ چور کون ہے؟ تو جواب دیا گیا مجھے فُلاں پر شک ہے۔ تو آپ نے فرمایا: شک سے مقدمہ ثابت نہیں ہوتا۔ متاثر طالب علم نے بار

www.waseemziyai.com

بار کہا کہ مجھے فلاں شخص پر پکا شک ہے۔ درجنوں طلبہ موجود تھے' راقم الحروف بھی موجود تھا' کئی اساتذہ کرام بھی۔ حضرت شاہ صاحب مسکرائے اور آپ نے فرمایا: بیٹا شک کبھی بھی پکا نہیں ہوتا' تصدیق کی سات اقسام ہیں اُن میں سے پہلی قسم ظَن ہے اور ظن راجح طرف کا نام ہے اور مرجُوع طرف کو وہم کہتے ہیں۔ اگر دونوں جانبین برابر ہوں تو اسے شک کہا جاتا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

جس طرح حضرت حافظ الحدیث کو علمِ نقلیہ پر عبُور حاصِل تھا اسی طرح آپ کو عُلُومِ عقلیہ پر بھی دسترس حاصِل تھی اور آپ عُلوم وفنُون کے بے تاج بادشاہ تھے۔

مُلاقات:۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا ہے۔ اچانک حکیم الامّت مُفتی احمد یار خان بدایُونی ثم گجراتی اشرفی کی مُلاقات کا شوق پیدا ہوا۔ میں اور میرے ساتھی مولوی صاحب یعنی اُستاذُ الکُل مولانا محمد نواز صاحب جب آپ کے مکان پر پہنچے تو مفتی صاحب یکہ (تانگہ) پر تشریف فرما تھے۔ ہم نے مُلاقات کی خواہش کی تو مفتی صاحب نے فرمایا۔ تانگہ کے پیچھے بیٹھ جاؤ۔ تانگہ چلتے ہی مفتی صاحب نے اِرشاد فرمایا۔ شاہ جی یہ بتائیں کہ شئے کے اجزاء کی کتنی اقسام ہیں تو میں نے عرض کی' حضرت وجُود کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ وجُودِ ذہنی۔ ۲۔ وجُودِ خارجی ۳۔ وجُودِ نفس الامری

بِالعُمُوم اجزاء کی دو اقسام ہیں اور یہی مُتعارف ہیں

۱۔ اجزائے ذہنیہ۔ ۲۔ اجزائے خارجیہ

پھر مفتی صاحب نے فرمایا کہ اجزائے ذہنیہ اور اجزائے خارجیہ میں کیا فرق ہے؟ تو میں نے گزارش کی کہ شئے کے اجزائے ذہنیہ شئے پر حمل ہوتے ہیں۔ مثلاً حیوان اور ناطق' اِنسان کے اجزائے ذہنیہ ہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

اَلْاِنْسَانُ حَیَوَانٌ نَاطِقٌ

اور شئے کے اجزائے خارجیہ شئے پر حمل نہیں ہوتے ۔ مثلاً ہاتھ اور پاؤں انسان کے اجزائے خارجیہ ہیں لہٰذا ہم یہ نہیں کہہ سکتا ۔

اَلْاِنْسَانُ یَدٌ قَدَمٌ

بعد ازاں مفتی صاحب بہت زیادہ خوش ہوئے مُسکرائے اور ڈھیروں دُعائیں دیں اور فرمایا کہ اللہ کا شُکر ہے کہ اس گئے گزرے دَور میں منطق، فلسفہ، صرف، نحو، ہیت اور باقی عُلُوم پر دسترس رکھنے والے ماہرین موجود ہیں ۔ پھر مفتی صاحب نے اِرشاد فرمایا کہ ان فُنُون کو پڑھنے پڑھانے کا کیا فائدہ؟ تو میں نے گزارش کی ۔ عُلومِ نقلیہ کے ساتھ عُلومِ عقلیہ نیز عُلُوم کے ساتھ فُنُون حاصِل کرنے میں آخِر حرج اور نقصان بھی کیا ہے ۔ مفتی صاحب پھر مسکرائے اور فرمایا کہ میں تو دُعائیں ہی دے سکتا ہوں ۔ میری دُعائیں آپ کے ساتھ ہیں اور ساتھ رہیں گی یہی وجہ ہے کہ جامعہ محمدیہ نُوریہ رِضویہ ہمیشہ مدرسین ہی مُلک و ملّت کو فراہم کرتی رہی ۔

سوہنا جامعہ سوہنا نام
سوہنے کی نظر رب کا اِحسان

دُعا:

راقم الحُروف ایک دفعہ مالی طَور پر پریشان تھا اور عرض کی کہ شاہ جی دُعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ پریشانی ختم فرمائے لیکن آپ نے خاموشی اختیار کی ۔ پھر فقیر نے عرض کی کہ میں زبردست پریشان ہوں آپ دُعا فرمائیں ۔ پھر آپ نے فرمایا: حافظ صاحب! آرام فرمائیں، کوئی مصروفیت ہے تو چلے جائیں، وہ دُعا جو پسِ پشت کی جاتی ہے وہ زیادہ مقبول اور منظور ہوتی ہے ۔

مَیں انشاء اللہ دُعا کروں گا اور اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا ۔

www.waseemziyai.com

ارشادِ نبوی ہے:

دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ"

(مشکوٰۃ کتاب الدعوات ص ۱۹۴، مشکوٰۃ باب الدعوات جلد دوم، ص ۳۵۲، مسلم شریف کتاب الذکر والدعا باب فضل الدعا للمسلمین بظهر الغیب)

جب مسلمان بھائی اپنے مسلمان بھائی کیلئے اس کے پسِ پُشت دُعا کرتا ہے تو وہ دُعا مقبول اور منظور ہوتی ہے۔ کسی کے سامنے اُس کیلئے دُعا کرنے میں چاپلوسی، خوشامد اور ریا وغیرہ کا احتمال رہتا ہے۔ مگر پس پشت دعا میں صرف اخلاص ہی ہوگا اور بھائی کی بھائی کیلئے خیرخواہی ہی ہوگی۔

بیعت:

راقم الحروف حافظ محمد اشرف جلالی نے جب حضرت حافظ الحدیث سے بیعت کا ارادہ کیا تو عرض کی کہ حضرت میں مدرس طرز کا آدمی ہوں زیادہ وظائف وغیرہ نہیں پڑھ سکتا، کوئی آسان سا درس ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فوراً ارشاد فرمایا: مولوی جی! میں آپ کو مسنون طریقہ کے مطابق بیعت کرتا ہوں اور اس پر کاربند رہنا۔

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضِى اللّٰه عنه قَالَ بَا يَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

(مشکوٰۃ باب الشفقۃ ص ۴۲۳، بخاری، باب الدین النصیحۃ ص ۱۳، مسلم، باب الدین النصیحۃ ص ۵۵، متفق علیہ)

حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔

۱۔ نماز کی پابندی کروں گا۔

۲۔ زکوٰۃ ادا کروں

۳۔ ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا

تدریس:

حضرت حافظ الحدیث کی تدریس مُسلَّم، مقبول، اہلِ علم کے ہاں قابلِ ستائش تھی۔ مثلاً شرح مائۃ عامل پڑھاتے تو صرف، نحو اور ادبی نکات خُود بخود نُمایاں ہو جاتے اور فنی قواعد و ضوابط ازبر ہو جاتے۔ اور زنجیری طریقہ اختیار فرماتے۔

مَثَلاً بوقتِ ترکیب یوُں ترکیب کرواتے کہ اجراء بھی ہو جاتا اور بہت ساری مُشکلات آسان ہو جاتیں۔

قَـالَ زَیْـد" ترکیب قَالَ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم، ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب فَـعَـلَ یَـفْـعُـلُ، زَیْـد"، مفرد منصرف صحیح مرفوع بضمہ لفظاً فاعل برائے قال۔ قَالَ فعل اپنے فاعل سے مل کر جُملہ فعلیہ خبریہ گشت۔

اختتام:

عَلّامہ بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْن (پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۳) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ ربّ العزّت اِرشاد فرماتا ہے:

میرے بندوں کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔ علامہ بیضاوی ہی فرماتے ہیں کہ صاحبِ مال لوگوں کو چاہیئے کہ وہ علم تقسیم کریں۔ یونہی صاحبِ معرفت اور اربابِ عِرفان کو چاہیئے کہ وہ فُیوُض و برکات سے اپنے مُریدوں اور شاگردوں کو مالا مال کریں۔

حضرت حافظ الحدیث آج بھی عِلم و عِرفان لُٹا رہے ہیں اور اللہ ربُّ العزّت کے فضل و کرم سے ہم پہ دستِ شفقت رکھے ہوئے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ آپ سے فُیوُض و برکات حاصل کریں۔ آمین ثم آمین

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت شیخ القرآن
مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

www.waseemziyai.com

حضرت شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْن

(پارہ ۱۱، سورہ یونس، آیت ۶۲)

سُن لو! خبردار اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

اربابِ فصاحت و بلاغت ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۔ اگر مُخاطب اور سامع خالی الذہن ہوں تو سادہ کلام ہی کافی ہوتا ہے۔

مثلاً زَيْدٌ قَائِمٌ

۲۔ اگر مخاطب اور سامع مشکوک ہوں تو معمولی سی تاکید کافی ہوتی ہے۔

مثلاً اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ

۳۔ اگر مخاطب اور سامع انکاری ہوں تو دُوہری تاکید لانا پڑتی ہے۔

مثلاً وَاللّٰهِ اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ

۴۔ اللہ ربُّ العزّت کو علم تھا کہ مُشرکینِ مکّہ سرے سے نُبوّت کے قائل نہیں ہیں، ولایت کے قائل کس طرح ہو سکتے ہیں۔ نیز اللہ ربُّ العزّت کو یہ بھی علم تھا کہ کئی کلمہ گو اوّلیاء اللہ کے مُنکر ہونگے اور کئی اولیاء اللہ کی صفات اور کرامات کا انکار کریں گے۔ اور یہ بھی اس کے علم میں تھا کہ کئی لوگ اوّلیاء اللہ کے فُیُوض و برکات کا انکار کریں گے۔ لٰہذا اللہ تعالیٰ نے مذکُورہ بالا آیہ کریمہ کی اِبتداء میں دو حُروفِ تاکید لائے۔

۱۔ ایک حرفِ اَلَآ جو کہ حرفِ تنبیہ ہے۔ سوئے ہوئے لوگوں کو بیدار کرنے کیلئے، غافل لوگوں کو تنبیہ کرنے کیلئے نیز بے قدروں کو اولیاء اللہ کی قدر سمجھانے کیلئے لایا گیا۔

۲۔ اِنَّ حرفِ تحقیق ہے۔ مضمون کو پُختہ اور مضبوط کرنے کیلئے لایا گیا۔

دو حروفِ تحقیق لانے کے بعد پھر بتایا گیا کہ اوّلیاء اللہ کو نہ کسی قسم کا کوئی خوف

www.waseemziyai.com

ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

وَلِیٌّ:

ولی صفتِ مُشبہ کا صیغہ ہے اور فعیل کے وزن پر ہے۔ جیسے کرم سے کریم، حَسَن سے حَسین۔

فَعِیْلٌ:

کبھی فاعل کے معنیٰ میں ہوتا ہے، جیسے شَرِیفٌ بمعنیٰ شَارِفٌ صاحبِ شرافت، اب ولی کا معنیٰ ہوگا، اللہ کا قُرب اختیار کرنے والا۔ یونہی فعیل کبھی مفعول کے معنیٰ میں ہوتا ہے مثلاً جَرِیْحٌ بمعنیٰ مَجْرُوْحٌ زخمی۔ اب ولی کا معنیٰ یہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کا محبوب اور مُقرّب۔ اَولیاء اللہ وہی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں اور اللہ ربُّ العزّت اُن سے محبّت فرمانے والا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ارشادِ نبوی ہے۔

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ ۹۶۳ (بخاری کتاب الرقاق، باب التواضع، مشکوٰۃ کتاب ص ۱۹۳ الدعوات باب ذکر اللہ عزوجل والتقریب الیہ ص ۱۹۷)

آپ فرماتے ہیں کہ اللہ ربُّ العزّت نے فرمایا کہ جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے میں اُس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔

نوٹ:۔ اللہ ربُّ العزّت نے دو بدنصیبوں سے اعلانِ جنگ فرمایا کہ وہ مجھ سے جنگ کرنے کیلئے تیار ہو جائیں۔

۱۔ سودخوار۔ ۲۔ اَولیاء اللہ کا دشمن۔

عَلَیْهِمْ:

لفظ عَلَیْهِمْ اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ حضرات اولیاء کرام پر خوف اثر انداز نہیں ہوتا کہ کسی درند، پرند، چرند یا کسی حاکم، ظالم، آمر کے خوف سے اس طرح

www.waseemziyai.com

متاثر ہوں کہ وہ عبادت نہ کرسکیں یا کلمہ حق زُبان پر نہ لاسکیں یا پھر حق کو چھوڑ کر باطل کو اختیار کرلیں۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: سے اشارہ ملتا ہے کہ کوئی یہودی، عیسائی، مُشرک، رافضی، خارجی، نجدی، ولی نہیں ہوسکتا کیونکہ ولی کی شرائط میں سے پہلی شرط ایمان ہے۔

کَانُوْا یَتَّقُوْن: سے اشارہ مِلتا ہے کہ کوئی بدکِردار، بے علم، بے نماز، بے روزہ، جُھوٹا، بھنگی، چرسی، ولی نہیں بن سکتا کیونکہ ولایت کیلئے دُوسری اہم شرط تقویٰ ہے۔

صُوفیا کرام فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے معصوم ہوتے ہیں اور اَولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے گُناہوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے اللہ ربُّ العزّت کا قُرب اور اُس کی اطاعت سے نُور حاصل کرے اور اُس کا دِل معرفتِ خُداوندی میں ڈُوبا رہے۔ جب دیکھے تو دلائلِ قُدرت دیکھے جب سُنے تو آیٰتِ اِلٰہیہ سُنے' جب بولے تو اللہ ربُّ العزّت کی حمد وثناء کرے' جب حرکت کرے تو اطاعتِ الٰہی میں حرکت کرے' جب کُچھ سوچے تو اللہ ربُّ العزّت کی کائنات میں غور کرے۔

ولایت کی اقسام:

۱۔ **کسبی:**۔ جو تقویٰ، عبادت، مجاہدات، مراقبات سے حاصل ہو۔

۲۔ **فطری:**۔ یعنی مادرزاد ولی ہونا۔ مثلاً حضرت مریم مادرزاد ولیہ تھیں' سیّد عبدالقادِر جیلانی جنہوں نے رمضان شریف میں دِن کے وقت ماں کا دُودھ نہیں پیا۔

۳۔ **عطائی:**۔ وہ ولایت جو کسی ولی یا نبی کی نظرِ کرم سے آناً فاناً مِل جائے۔ مثلاً فرعونی جادوگر جو نگاہِ مُوسوی سے فوراً اَولیاء کرام بن گئے بلکہ صحابہ کرام بن گئے۔

۴۔ **ولایتِ عامه:**۔ جو ہر مسلمان مومن کو حاصل ہے' جو بھی مسلمان اور مومن

ہے وہ ولی ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے: اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

(پارہ ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۵۷)

اللہ تعالیٰ مومنوں کا ولی ہے۔

ا۔ ولایتِ خاصہ :۔ یہ صرف اور صرف مُتّقی اور سالک لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے: اِنْ اَوْلِیَآءُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔

اللہ کے اولیاء صرف اور صرف مُتّقِین ہیں۔

حضرت شَیخُ القُرآن:

نام :۔ آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی غُلام علی تھا کبھی کبھی بطور تحدیثِ نعمت اِرشاد فرماتے کہ میرا نام غُلام علی ہے' حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کبھی بھی شِکَست کا سامنا نہیں فرمایا' یُونہی علی کے غُلام' غُلام علی کو سیاست، مذہب، دین، مُناظرہ اور باقی مُعاملات میں شِکَست کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

ولدیت :۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام سُلطان احمد چوہدری تھا۔

پیدائش :۔ آپ بتاریخ بیس جون 1920ء بمطابق 11 رمضان المبارک 1338ھ بروز جُمعۃُ المُبارک پیدا ہوئے۔

جائے پیدائش :۔ آپ لالہ موسیٰ کے قریب ایک گاؤں بانیاں (رضا آباد) میں پیدا ہوئے۔

سَعادَت : حضرت شَیخُ القُرآن نے اپنی والِدہ ماجِدہ کے علاوہ ایک انتہائی نیکو کار، پرہیز گار' پاک جسم اور پاک رُوح سیّد زادی کا دُودھ بھی پیا' اور آپ کبھی کبھی فرماتے :

www.waseemziyai.com

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰہ۔ اللہ تعالیٰ نے میری والدہ ماجدہ کے علاوہ مجھے ایک عظیم الشّان والِدہ عطاء فرمائیں اور وہ بھی سیّدہ، زاہدہ۔ اور آپ فرماتے کہ میں کچھ بھی نہیں صرف اور صرف میری رِضاعی ماں کے دُودھ کا اثر ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازُو نیست:

ذات:۔ آپ اگرچہ ذات پات پر فخر نہ فرماتے اور فرماتے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ (پارہ ۲۶، سورہ الحجرات: ۱۳)

پھر بھی کبھی کبھار خُوش طبعی کے عالم میں فرماتے میں شِیر فروش گُجر نہیں ہوں' شیر نوش گُجر ہوں۔

کُنیّت: آپ کی کنیت "ابُوالبیان" بیان کی جاتی ہے اور واقعی آپ ابُوالبیان ہی پہلے تھے' بڑی فصیح اور بلیغ تقاریر فرماتے۔ سب سے پہلے قرآنی آیات' پھر احادیثِ مُبارکہ بیان فرمانے کے بعد گُلستانِ سعدی، بوستانِ سعدی، مثنوی شریف اور میاں محمد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی کلام سے سامعین کو محظوظ فرماتے اور خُوب داد حاصِل کرتے۔

کُنیت:۔ آپ کی دُوسری کُنیت ابُوالفضل تھی اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت فضل وکرم تھا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میرے نانا اور حافِظ محمد اشرف جلالی کے دادا حافظ محمد عالم بڑے تگڑے اور مضبوط ترین حافظِ قرآن تھے۔ اور یہ بھی فرماتے کہ میرے ماموں کے چار بیٹے ہیں۔ حافِظ محمد اشرف جلالی، حافِظ محمد عبدالرحمان جلالی، حافِظ محمد عبدالرحیم جلالی، حافِظ محمد عبدالقیوم جلالی۔ اور فرماتے کہ مَیں اگرچہ اپنے بیٹے کو پیار اور محبّت سے فضل الرحمٰن کہتا ہوں لیکن اُس کا تاریخی اور اصلی نام غُلام عُمر ہے۔

لقب: آپ کا لقب شیخ القُرآن ہے۔ زِندگی بھر قُرآنِ پاک کے لِباس میں ملبُوس رہے۔

www.waseemziyai.com

بیعت: ۔حضرت شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی، اشرفی، قادری، برکاتی، ضیائی کی بیعت امام المحدثین، سند المحدثین، سید المفسرین، رئیس الفقہاء علامہ ابوالبرکات، سید احمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الوری ثم لاہوری سے تھی۔

حضرت شیخ القرآن اوائلِ عمر میں سرکاری نوکری کا ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا: دین کی خدمت کرو' سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں سرکاری اور غیر سرکاری' اپنے اور بیگانے آپ کی عزت کیا کریں گے۔

تصلّب فی الدین: ۔آپ مذہب مہذب' مسلکِ حقہ اہل سنت و جماعت کے عقائد پر کاربند تھے۔

P.N.A. پاکستان قومی اتحاد کی تحریک عروج پر تھی۔ دیوبندی عالم دین' مولوی غلام خان کے گھر میٹنگ تھی۔ حضرت شیخ القرآن نے فرمایا۔ میرے ہاں آپ کا ذبیحہ درست اور جائز نہیں۔ مولوی غلام خان نے کہا۔ لوگ کیا کہیں گے۔ میں نے کہا: بازار سے کھیر منگوالو میں اُس پر گیارھویں شریف کا ختم پڑھ کر کھالوں گا۔

علم: آپ علم، تعلیم و تعلّم اور درس و تدریس کو ہر چیز پر ترجیح دیتے تھے۔

راقم الحروف حافظ محمد اشرف، جلالی، اشرفی اور حضرت شیخ القرآن 1994ء میں حرمین شریفین کی حاضری کیلئے حاضر ہوئے تو ہم نے دیکھا۔ حضرت شیخ القرآن دن رات' صبح و شام کتب خانوں کے چکر لگاتے رہتے۔ آخر ہم نے پوچھا کہ حرمین شریفین میں بھی آپ کی مصروفیت کتاب ہی ہے تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ حکومتِ پاکستان نے مجھ سے ایک فتویٰ پوچھا ہے اور وہ یہ ہے کہ آیا ہنگامی طور پر ٹیکس لگانا جائز ہے یا نہیں' تو میں نے اُس کا جواب دینا ہے' اور فرمایا کہ میں نے وہ تحقیق کر لی ہے۔ کوئی بھی حکومت بوقتِ ضرورت ہنگامی بنیادوں پر ہنگامی ٹیکس لگا سکتی ہے۔

www.waseemziyai.com

مقالہ: آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر ممکن عزیمت پر عمل کرتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ میں تعویذ فروش ہوں' نہ میں تقریر فروش ہوں' نہ میں ضمیر فروش اور نہ ہی میں فتویٰ فروش ہوں' اور نہ ہی اللہ کے فضل و کرم سے دین فروش ہوں۔ اور اکثر فرماتے

لَاتَمْنَعْ لَا تَجْمَعْ لَا تَطْمَعْ

ترجمان:۔ آپ نے شیخ محقق حضرت علامہ خیر آبادی' حضرت فاضلِ بریلوی اور حضرت ابوالبرکات علیہ الرحمہ کے مسلکِ حقّہ کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا۔

سیاست:۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے سیاست کو پاک کرنے اور سیاست کو صحیح سمت پر لانے کیلئے میدانِ سیاست میں بھی قدم رکھا۔ اوکاڑہ، لاہور اور باقی شہروں سے کئی بار الیکشن لڑا، اور دو بار متحدہ جمعیت علمائے پاکستان کے صوبہ پنجاب کے صدر مقرّر ہوئے۔

نوٹ:۔ شیخ الاسلام' قائدِ اہلسنّت' قائدِ ملّتِ اسلامیہ فرماتے ہیں کہ میں نے 1970ء کے انتخابات کے بعد فوراً مطالبہ کر دیا کہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہو گا اور پاکستان کا سربراہ مسلمان ہو گا۔ اس دَور کے وفاقی وزیر برائے مذہبی امُور مولانا کوثر نیازی نے چیلنج کر دیا کہ مسلمان کی متفقہ تعریف پیش کریں۔ ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔

۱۔ علّامہ عبدالمصطفیٰ ازہری۔

۲۔ مولانا عبدالستار خان نیازی۔

۳۔ اور حضرت شیخ القرآن اوکاڑوی

اس کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے۔

علّامہ اوکاڑوی نے اپنے بے پناہ علم' دینی فراست' حاضر دماغی کا لوہا منوایا۔ مسلمان کی متفقہ تعریف منظور ہو گئی۔ پاکستانی دستور میں مسلمان کی جو تعریف شامل ہے اس میں

www.waseemziyai.com

عُلّامہ غُلام علی اوکاڑوی کا فیض شامل ہے۔ عُلّامہ شاہ احمد نُورانی کا کہنا ہے کہ **1974ء** میں قادیانیوں کے خلاف اسمبلی کے اندر میں مُتحرک تھا اور اسمبلی کے باہر عُلّامہ غلام علی اوکاڑوی نے اپنی علمی حیثیت کا سکّہ منوایا۔

سُوالات مُرتّب کرنے والی کمیٹی میں آپ ہی کو سینئر ممبر مُنتخب کیا گیا' قادیانیوں کے خلاف علمی دُنیا میں چلنے والی تحریک کے آپ ہی رُوحِ رواں تھے۔ کون نہیں جانتا کہ حضرت حافِظُ الحدیث' سیّد السّادات' جلالُ المِلّت والدّین اور حضرت شیخ القُرآن مولانا غُلام علی اکاڑوی یک جان اور دو قالب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ کریم کے وسیلہ جلیلہ سے دونوں پر فضل و کرم فرمایا۔ ایک حافظ الحدیث اور دُوسرے شیخ القرآن۔

(خُدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را)

آمین ثم آمین

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملعون سمر

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

www.waseemziyai.com

مَلعُونْ سَر

عَنْ اَنسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَکَّۃَ یَوْمَ الْفَتْحِ وَ عَلٰی رَاْسِہِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَہٗ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْکَعْبَۃِ فَقَالَ اقْتُلُوْہُ۔ (بخاری شریف، جلد دوم، ص ۶۱۴، کتاب المغازی، حدیث ۳۹۹۶۔ مشکوٰۃ شریف، باب حرم مکہ، ص ۲۳۸)

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکۃ المکرمہ میں اس طرح تشریف لائے کہ آپ کے سر مُبارک پر خُود تھا۔ جب آپ علیہ السّلام نے خُود اُتارا تو ایک شخص بھاگتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ بے شک ابنِ خطل کعبہ شریف کے پردوں میں لپٹا ہوا ہے تو آپ نے اِرشاد فرمایا ''اُسے قتل کردو''۔

اطلاع:

اطلاع دینے والے حضرت فُضَل بِن عُبَید تھے جو کہ ابُو برزہ اسلمی کے نام سے مشہور تھے۔ یہ شکایت لے کر نہ آئے تھے بلکہ حقیقتِ حال واضح کرنے آئے تھے کہ یا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہ شخص مباح الدم ہے اور واجبُ القتل بھی کیونکہ یہ

۱۔ قاتل بھی ہے

۲۔ مُرتد بھی ہے

۳۔ شاتمِ رسُول بھی

ابنِ خطل:

اس کا اصلی نام عبدالعزیٰ تھا' پھر اُس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ اِسلام لایا' مسلمان ہوا' بعد میں مُرتد ہو گیا۔ اِنتہائی بدقسمت تھا کہ اس نے ایک مسلمان خادم کو قتل کیا۔ قصاص کے ڈر سے بھاگ گیا۔ ایک لونڈی رکھی ہوئی تھی جو بہت بڑی گلوکارہ تھی' ہر وقت گُنگناتی

www.waseemziyai.com

رہتی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتی۔ صحابہ کرام کا مذاق اُڑاتی، اِسلامی اَحکام پر پھبتیاں کستی اور ابنِ خطل اُسے داد دیتا۔

عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، باب قتل اہل لردہ ۳۰۷۔ بخاری شریف، کتاب المغازی)

سیدنا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کے پاس کچھ زندیق لائے گئے آپ نے انہیں زندہ جلا ڈالا جب یہ بات حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما تک پہنچی تو آپ نے اِرشاد فرمایا:

اگر میں ہوتا تو کبھی بھی ان کو نہ جلاتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا سا عذاب دینے سے لوگوں کو منع فرمایا۔ اگر میں ہوتا تو اُنہیں قتل کرتا۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ارشادِ نبوی ہے۔ جو شخص اپنے دین کو بدل دے، اُسے قتل کردو۔

ذرا غور

مذکورہ بالا دونوں احادیث مُبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مُرتد، شاتمِ رسُول مباح الدم اور واجبُ القتل ہے۔ حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ تھا کہ اگر میں امیر المومنین ہوتا، خلیفۃ المسلمین اور اگر میں سربراہِ مُملکت ہوتا تو زندیقوں کو کبھی بھی آگ میں نہ ڈالتا اور کبھی بھی اُن کو جلا کر راکھ نہ کرتا بلکہ اُن کو قتل کرتا اور مُرتد کی سزا قتل ہی ہے۔

دین:

مذکورہ بالا حدیث پاک میں دین سے مُراد دین کا فردِ کامل ہے اور دین کا فردِ کامل دینِ اِسلام ہے۔ اور حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شخص جو دینِ اِسلام کو چھوڑ کر کسی اور دین کی راہ اختیار کرے وہ مباح الدم اور واجب القتل ہے۔

www.waseemziyai.com

اور سیدھی سی بات ہے کہ کوئی بھی شخص کسی بھی حکومت کا باغی ہو وہ لائقِ قتل ہے اور حکومت الٰہیہ کا باغی بطریقِ اُولیٰ قابلِ قتل ہونا چاہیئے۔ اِسلام میں حاکمیتِ اعلیٰ صرف اور صرف اللہ ربُّ العزّت کیلئے ہی خاص ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر حکمران اپنی اپنی عوام کے سامنے جوابدہ ہے لیکن مسلمان حکمران جس طرح عوام کے سامنے جوابدہ ہے اسی طرح اللہ ربُّ العزّت کے سامنے جوابدہ ہے۔ بلکہ اسلام میں تو حدیثِ متواتر سے ثابت ہے کہ ہر انسان ذمّہ دار ہے ہر انسان مسئول عنہ ہے اور ہر انسان جوابدہ ہے۔

مُرادِ مُصطفےٰ حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہیں امیر المومنین ہیں خلیفۃ المسلمین ہیں ان کے نام اور سائے سے شیطان بھاگتا ہے سائل نے سُوال کیا کہ مالِ غنیمت میں سے جو آپ کو کپڑا ملا وہ کم تھا' آپ جسیم ہیں' صحت مند اور دراز قد ہیں' آپ کا سوٹ کس طرح تیار ہوا؟ تو آپ نے جواب دیا اور سینکڑوں نہیں لاکھوں لوگوں کو مطمئن کیا۔ قیامت کا دِن ہوگا' اکسٹھ اسلامی ممالک کے سربراہان اور ڈیڑھ ارب مسلمانانِ عالم سے' بالفاظِ دیگر فرزندانِ اِسلام سے' پُوچھا جائے گا کہ فُلاں فُلاں شخص نے توہینِ رِسالت کا اِرتکاب کیا اور تُمہارے ہوتے ہوئے کیا' تُمہاری زندگی میں کیا' تم نے اس کا کیا بندوبست کیا؟ تم نے اُس کو کیا سزا دی؟ تم عیش وعشرت میں مصروف رہے اور شاتمِ رسُول سبّ وشتم میں مصروف رہا۔ اب تم بتاؤ کہ تُمہارا کیا علاج ہے؟

''اِقْرَاْ كِتَابَكَ'' (پارہ ۱۵، سورہ بنو اسرائیل، آیت ۱۶)

اپنا نامہ اعمال آپ پڑھ لیں۔

مَبغُوض' مَردُود' مَلعُون رُشدی:

مُحدِّثین' شارحینِ حدیث' مُفسّرین' اربابِ تاریخ' اصحابِ سیرت فرماتے ہیں:

(خصائص الکبریٰ) نزل آدم بالھند۔ انسانیت کی اصل ابُوالبشر سیّدنا حضرت

www.waseemziyai.com

آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام جب آسمان سے تشریف لائے تو آپ ہندوستان کی سرزمین پر تشریف لائے۔ جس شخصیت نے پچانوے لاکھ غیر مسلموں کو مُسلمان کی پہچان کرائی' اُس شخصیت خواجۂ خواجگان' خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری' نے بھی اپنی تبلیغ کا مرکز ہندوستان ہی کو قرار دیا اور مُنتخب فرمایا۔ یُونہی جس شخصیت نے اِسلام کے عالمی پیغام کو عالمِ اسلام تک پہنچایا' اُس شخصیت نے بھی ہندوستان کے مرکز لاہور کو ہی پیغام رسانی کیلئے موزوں اور مُناسب قرار دیا۔

میرے شیخ' شیخ الشیوخ' حافظ الحدیث پیر سید جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں اور مُریدوں کو تلقین فرماتے اور ترغیب دیتے کہ آپ جب کبھی بھی لاہور جائیں ''داتا صاحب'' حاضری دیا کریں۔

شومئی قسمت:

اسی پاک سرزمین ہندوستان میں بمبئی کے علاقہ کے ایک وکیل ''انیس احمد'' کے گھر آج سے تقریباً ساٹھ سال پہلے ایک ناخلف' ملعون' مردود' مبغوض بچّہ پیدا ہوا جس کا نام سلمان رَشدی رکھا گیا۔ آج جس کو سلمان کہنا بھی گُناہ ہے کیونکہ سلمان نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک عاشقِ رسُول اور آپ کے ایک منظورِ نظر صحابی کا نام ہے۔ یہی وہ صحابی ہیں جنہیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی اہلِ بیت کا ایک فرد قرار دیا اور آپ سیّدنا حضرت سلمان کے بارے اکثر فرمایا کرتے کہ سلمان میری اہلِ بیت میں داخل ہے۔

اِنَّ الْجَنَّۃَ تَشْتَاقُ اِلٰی ثَلٰثَۃٍ عَلِیٍّ وَ عَمَّارٍ وَ سَلْمَانَ ۔

(مشکوٰۃ، جامع المناقب ص ۵۷۸)

جنّت علی' عمار' اور سلمان کی مُنتظر ہے۔

www.waseemziyai.com

تعلیم:

ملعون رُشدی نے اِبتدائی تعلیم انگلینڈ میں آ کر حاصل کی اور کیمبرج یونیورسٹی سے تاریخ پڑھی، جس کا نتیجہ یہ نِکلا کہ وہ برطانیہ کے رنگ میں رنگا گیا۔ برطانیہ اور امریکہ کا آلۂ کار بنا رہا اور آج بھی اُنہیں کا آلۂ کار ہے۔ اپنوں کا ہاتھ بٹانے کی بجائے غیروں کے ہاتھوں میں کھیل رہا ہے۔

کتاب:

ملعون رشدی نے ۱۹۸۸ء میں ایک کتاب تحریر کی، جس کے ردِّ عمل کے طَور پر مسلمانوں میں غم وغُصّے کی لہر دَوڑ گئی، جس کتاب میں ملعون نے سُورج کی طرف مُنہ کر کے تھُوکنے کی کوشش کی۔ جانِ کائنات، اصلِ کائنات، رُوحِ کائنات، وجہِ تخلیقِ کائنات کی ذات، ذاتِ بابرکات پر حملے کرنے کی کوشش کی اور اس کتاب کا نام "شیطانی آیات" رکھا

آج اس کِتاب کو کتاب کہنا بھی کتاب کی توہین ہے۔ حضرت شیخ القرآن مُولانا غُلام علی اشرفی قادری فرمایا کرتے تھے کہ مرزائی کو کُتّا کہنا کُتّے کی توہین ہے کیونکہ کُتّا وفادار جانور ہے اور مرزائی بے وفا۔

تعجُّب:

جب رُسوائے زمانہ کتاب "شیطانی آیات" مارکیٹ میں آئی تو ہر طرف غم وغُصّہ کی لہر دَوڑ گئی۔ ملعون کو "انڈیا" حکومت نے مُلک بدر کر دیا اور اُس کی بھارتی شہریت ختم کر دی۔ اس کے ساتھ ساتھ "سنگاپور" حکومت نے بھی رُسوائے زمانہ کتاب پر پابندی عائد کر دی، اور دُکھ کی بات یہ ہے کہ "ترکی" حکومت نے اس پر کوئی پابندی عائد نہیں کی۔ آج ہم حرمین شریفین پر نجدی حکومت کا رونا روتے ہیں، کبھی ہم نے یہ بھی غور کیا کہ حجازِ مقدس پر حکومت کرنے والے جو سال ہا سال حکومت کرتے رہے اُن کا کیا حال ہے؟

www.waseemziyai.com

آج دُنیا میں تقریباً اکسٹھ اِسلامی ممالک ہیں جو اپنے اپنے مفادات اور مصلحت پسندی کا شکار ہیں۔ بے غیرتی' بے شرمی' بے حیائی' روشن خیالی' مَوجُودہ اعتدال پسندی' مہنگائی اور باقی خامیوں' کوتاہیوں کو پسِ پُشت ڈالتے ہوئے کم از کم ہمیں ناموسِ رِسالت کی خاطر مُتّحِد ہو کر ایک مُتَّفِقہ لائحہ عمل اختیار کرتے ہوئے امریکہ' برطانیہ کی شدید مُذمّت کرتے ہوئے اس کا معاشی و سفارتی بائیکاٹ کرنا چاہیئے۔

درجہ:

ملعون رُشدی تیسرے درجے کا رائٹر اور لِکھاری ہے۔ ہوتا یُوں ہے کہ جو اوّل درجہ کے رائٹر اور لکھاری ہوتے ہیں' اُن میں سے جو پیش پیش ہوتے ہیں' چند ایک کو حوصلہ افزائی کیلئے مُنتخب کر لیا جاتا ہے۔ انڈیا سے مُلک بدر ہونے کے بعد ملعون نے امریکی شہریت اختیار کی۔ ہزاروں نہیں' لاکھوں امریکی ڈالر اُس کی حفاظت پر خرچ ہوتے رہے۔

سب سے پہلے ملعون نے ''مِڈ نائٹ چلڈرن'' ناول تقسیم کے موضوع پر تحریر کیا جسے آج تک نہ کوئی جانتا ہے' نہ پہچانتا ہے۔ آہستہ آہستہ وہ برطانیہ پہنچا۔

''سر'':

برطانیہ کا وزیر اعظم ٹونی بلیئر اپنی وزارتِ عُظمیٰ سے مُستعفٰی ہونے سے بارہ دن پہلے ملعون کو ''سر'' کے خطاب سے نوازا گیا' جس سے تقریباً ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے۔ ٹونی بلیئر نے ملکہ الزبتھ کے ہاتھوں یہ سارا اِہتمام کروایا۔ یاد رہے برطانیہ میں اِسلام عیسائیوں کے بعد دُوسرا مذہب ہے وہ ''سر'' جس کا تن سے جُدا ہونا لازمی تھا' وہ سر جو جہنّم کا ایندھن بن چُکا تھا اُسی سر کو ''سر'' کے خطاب سے نوازا گیا اور مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش کی گئی لیکن کوئی مسلمان ٹس سے مَس نہ ہوا اور

www.waseemziyai.com

نہ ہی کسی کے سر پر جوں رینگنے پائی۔

۱۔ چاہیے تو یہ تھا کہ تمام مسلمان حکومتیں برطانیہ سے' امریکہ سے' اپنے اپنے تعلّقات خصوصاً سفارتی تعلّقات ختم کر لیتیں' لیکن کسی نے ایسے نہیں کیا' مسلمان حکومتوں کی تنظیم او آئی سی (O.I.C) نے سوچا تک بھی نہیں۔

۲۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اربوں مسلمان برطانیہ' امریکہ سے نفرت کا اظہار کرتے اور عملاً و اعتقاداً متنفر ہو جاتے۔

شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم دن کے وقت امریکہ' برطانیہ اور بھارت سے نفرت کرتے ہیں' اور رات کے وقت بھارتی ڈرامے' بھارتی فلمیں اور غیر مُلکی نیم عَریاں پروگرام دیکھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ حتّٰی کہ ہمیں اپنے آپ پر اعتماد نہیں رہا۔ ریڈیو آن کریں' ٹی وی آن کریں (ٹی وی آن کریں) تو خود کوشش کرتے ہیں اور دوسروں کو تلقین کرتے ہیں کہ پاکستانی چینلز کو بند کرو۔ بی بی سی خبریں سُنتے ہیں' وائس آف امریکہ سے خبریں سُنتے ہیں۔

آئیں کسی بھارتی چینل سے خبریں سُنتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ معیار بلند کریں۔ امانت' دیانت' شرافت اور وقار سے کام کریں۔ چپہ چپہ پہ سچائی سے کام لیں تا کہ غیروں کی طرف دیکھنے کی بجائے اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہوں۔

۳۔ ہماری ذمّہ داری بنتی تھی کہ غیر مُلکی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ مُلکی مصنوعات کو غیر ملکی مصنوعات پر ترجیح دیں۔ ہم نے خود ان کو پالا پوسا ہے۔ ہمارا ہی کھاتے ہیں اور ہمیں ہی آنکھیں دکھاتے ہیں اور ہمارا ہی مذاق اُڑاتے ہیں۔ حد یہ ہے کہ کبھی ہماری بزرگ ترین شخصیت محبوبِ خدا صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے خاکے بنا بنا کر غیرتِ ایمانی کا امتحان لیتے ہیں اور کبھی مختلف جھیلوں' ندیوں' نالوں اور گندے گڑھوں میں قرآنِ پاک کے اوراق پھینک کر ہمیں ایمانی' رُوحانی آزمائش میں ڈالتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

۴۔ اکثر کہا جاتا ہے کہ ہم فُلاں حکومت کے اِتحادی ہیں۔ ہماری اُن سے دوستی ہے۔ خُدارا' مصطفیٰ را! ذرا غور فرمائیں کہ آیا دوستی کیلئے برابری شرط نہیں؟ یہ دوستی نہیں بلکہ غُلامی ہے اور ہم نے غیروں کی غُلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈالا ہوا ہے۔

۵۔ ہم نے اس ُملک کو بنایا اور ہم نے ہی اِس مُلک کو بچانا ہے۔ جس نظام اور سسٹم کیلئے اس ملک کو حاصل کیا گیا' اسی نظام اور سسٹم کو ہم نے نافذ کرنا اور کروانا ہے۔ یقیناً اس ملک کو نظامِ مصطفیٰ کے تحفّظ اور نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کیلئے حاصِل کیا گیا۔ اس ُملک کی بقاء مقامِ مصطفیٰ کے تحفّظ اور نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ میں ہے۔

۶۔ ہماری حکومت نے درجنوں نہیں' سینکڑوں نہیں' بلکہ ہزاروں لوگ پکڑ پکڑ کر غیر ملکیوں کے ہاتھوں میں دیئے ہیں۔ ہمارے ملک میں کوئی ہو یا نہ ہو' اگر کہا جائے کہ فُلاں شخص ہمیں مطلوب ہے' ہم اس کی تلاش شروع کر دیتے ہیں۔ افغانستان سے مِل جائے' ایران سے مل جائے' عراق سے مل جائے' اصل مل جائے یا اُس کی کہیں سے فوٹو کاپی مِل جائے' ہم اُسے امریکہ بہادر کے سپرد کر دیتے ہیں۔ آج ہمیں چاہیئے تھا اور اب بھی چاہیئے کہ سراپا احتجاج بن جائیں اور امریکہ بہادر کے سامنے' برطانیہ کے سامنے دو ٹوک مطالبہ رکھ دیں کہ ہمیں ملعون رُشدی چاہیئے جسے تم نے ''سر'' کے خطاب سے نوازا ہے ہمیں اس کا سر چاہیئے اگر ہم ہزاروں ماؤں کے لعل آپ کے سپرد کر سکتے ہیں تو آپ بھی ایک شخص ہمارے سپرد کر دیں۔

۷۔ اوّلیں تجربہ: یہ کوئی تجربہ اور پہلا ٹیسٹ کیس نہیں کہ ہم عفو' صُلح' درگزر اور معافی سے کام لیں' ہمیں بار بار آزمایا گیا' ہمارے ایمانی جذبات کو آزمایا گیا لیکن ہم نے کوئی حتمی کام نہ کیا اور معاملہ روز بروز بڑھتا گیا۔ بالفاظِ دیگر ''مرض بڑھتا گیا جُوں جُوں دوا کی''۔ لہٰذا حکمرانوں اور عوام الناّس کو مِل کر ایک ٹھوس اور متفقہ لائحہ عمل طے کرنا پڑے گا۔ اپنے تمام ذاتی مفادات اور اختلافات کو بھلا کر طے کرنا پڑے گا تا کہ آئندہ اس طرح کا

www.waseemziyai.com

المناک سانحہ ظہور پذیر نہ ہو۔

۸۔ آج پوری دنیا میں اگر کوئی شخص حکومت کے خلاف بغاوت کا عَلم بلند کرے کسی ملک کے پرچم کو پھاڑ دے یا کسی ملک کے پرچم کو پاؤں تلے روند ڈالے تو دوسری رائے کے بغیر ایک ہی آواز بلند ہوتی ہے کہ یہ شخص باغی ہے۔ لہٰذا یہ شخص مباح الدم اور واجب القتل ہے۔ کیا وہ شخص جو سُنّت کا باغی ہو' قرآن کا باغی ہو اور اللہ ربُّ العزّت کا باغی ہو وہ مباح الدم اور واجب القتل نہیں ہے؟ یقیناً ہے۔

۹۔ قائدِ اہلسنت' قائدِ ملتِ اسلامیہ علامہ الشاہ احمد نورانی کی تگ و دو' شبانہ روز کوشش' صبح اور شام کی محنت کے نتیجہ میں ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ شرعاً تو وہ پہلے ہی کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج تھے پھر انہیں ایک بل کے ذریعہ جسے قومی اسمبلی اور سینٹ نے پاس کیا قانوناً بھی غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا' اب ختم نبوت کے محل پر ڈاکہ ڈالنے والے ذلیل و رسوا ہوئے اور خوار ہوئے۔

نوٹ: اب ارب ہا مسلمانوں کے جذبات اور احساسات کو مجروح کرنے کیلئے جرمن' جاپان' امریکہ اور برطانیہ وغیرہ نے مرزائیوں کو سیاسی' مذہبی پناہ دینا شروع کر دی اور بظاہر تاثر یہ دیا کہ ہم انہیں ٹھکانہ مہیا کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہزار ہا سچے پکّے نوجوان مسلمانوں نے بھی غیر ممالک میں جانے کیلئے اپنے شناختی کارڈ' ڈومی سائل اور پاسپورٹ پر مرزائی لکھوانا شروع کر دیا۔ یونہی بے دین یا دین سے بے خبر سیاستدانوں نے بھی سیاسی پناہ حاصل کرنے کیلئے اپنے آپ کو مرزائی ظاہر کرنا شروع کر دیا۔

۱۰۔ الحمدُ للہ اسلام ہی ایک ایسا پسندیدہ اور پیارا مذہب ہے جو عوام و خواص کو انسانیت کا درس دیتا ہے۔ الہامی کتابوں کو پڑھنے پڑھانے' سمجھنے سمجھانے کا درس دینے کے ساتھ ساتھ حضرات انبیائے کرام کی تعظیم اور توقیر کی تعلیم دیتا ہے۔ مغربی دنیا سے پاکیزگی کی اُمید رکھنا ویسے بھی کوئی عقل مندی نہیں' یہ تو وہ لوگ ہیں جو عبادت گاہیں

www.waseemziyai.com

بناتے ہیں اور رقم مِلنے پر مہنگے داموں بیچ ڈالتے ہیں' جبکہ اسلام میں ایک بار بنائی گئی مسجد کبھی بھی ختم نہیں کی جاسکتی۔ ایک پاکستانی ساتھی حافظ محمد اعظم نے پاکستانی پریس کو خط لکھا جو مختلف اخبارات میں چھپا' جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ٹونی بلیئر بہت بڑا کرپٹ ہے اور کرپشن اُس کا مشغلہ ہے۔ ہزار ہا لوگ' برطانوی لوگ جو مختلف اِنعامات کے حقدار سمجھے جاتے ہیں اُنہیں ان کا حق نہیں ملتا جب تک وہ وزیر اعظم ٹونی بلیئر کی جیب گرم نہ کریں۔ مختلف رسائل' جرائد' اخبارات اور باقی ذرائع ابلاغ کا بغور مُطالعہ کرنے سے مَعلُوم ہوتا ہے کہ ٹونی بلیئر نے ہی اس ملعون کی پُشت پناہی کی اور وہ ہی اس پر لاکھوں' کروڑوں بلکہ اربوں پاؤنڈ ڈالر اور یورو خرچ کرتے رہے' اور اُن ہی کے کہنے پر اور ان ہی سے کروڑوں یورو وصُول کرنے کے بعد ٹونی بلیئر نے وزارتِ عظمیٰ چھوڑنے سے بارہ دن پہلے یہ زہر بھی کھالیا اور اربوں مسلمان دیکھتے ہی رہ گئے۔

۱۱۔ عالمِ اِسلام کا دِل دُکھانا' عالمِ اِسلام کو پریشان کرنا اور عالمِ اِسلام کے مُنہ پر طمانچہ مارنا یہودیت وعیسائیت کا وطیرہ بن چُکا ہے۔

ایک اور پہلو دیکھیں' عالمِ اسلام اپنے مرکز پر جما تھا' انتیس یا تیس لاکھ احباب بیتُ اللہ شریف کے دائیں بائیں موجود تھے۔ کوئی طواف کر رہا تھا' کوئی رمی میں مصروف تھا اور کوئی حلق کروا رہا تھا' کوئی مقام منیٰ پر ذبح میں مصروف تھا' مشرق سے لے کر مغرب تک' شمال سے لے کر جنوب تک مسلمانانِ عالم عید کی خُوشیوں میں خُوش خوش نظر آ رہے تھے۔ اچانک جنگل کی آگ کی طرح ہر طرف دردناک اور اذیت دہ خبر مشہور ہوگئی کہ صدام حُسین کو پھانسی دے دی گئی اور پھانسی کا سارا عمل فلمایا گیا' بطورِ ڈرامہ اور فلم بین الاقوامی چینلز پر دکھایا گیا' دیکھنے والے دیکھتے ہی رہ گئے۔ بالفاظِ دیگر ''غیر مُسلم اُمّہ کو کسی حال میں خُوش نہیں دیکھ سکتا''۔ جو ہمیں نماز پڑھتے نہیں دیکھ سکتا' جو ہمیں قُربانی کرتے نہیں دیکھ سکتا' جو ہمیں دُعائیں مانگتا نہیں دیکھ سکتا' جو ہمیں عید کے دن مسرّت و

www.waseemziyai.com

خوشی کرتے نہیں دیکھ سکتا' وہ کب برداشت کرے گا کہ ہم اپنے آقا علیہ السّلام کے ذِکرِ خیر کے ساتھ اپنے دلوں: کو معمور اور آباد کر سکیں۔

۱۲۔ آج عالمِ اسلام کو حضرت عُمر بن خطاب' حضرت خالد بن ولید' محمد بن قاسم' محمود غزنوی' حضرت مجددِ الف ثانی' غازی علم الدین شہید' غازی محمد عامر چیمہ شہید اور غازی محمد ثاقب شکیل جیسے عشاقِ رسول کی ضرورت ہے یا پھر خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری جیسے پاکباز' پاکدامن' پاک زبان لوگوں کی ضرورت ہے جو نگاہِ ولایت سے یا جہادی تلوار سے کروڑوں نہیں اربوں کی کایا پلٹ دیں۔

۱۳۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مغرب نے مذہب کو ریاست سے الگ کر دیا ہے۔ مذہب کو دھکے دے دے کر گھروں سے باہر پھینک مارا ہے۔ آج ہمارے ہاں مغرب زدہ لوگوں کا بھی یہی حال ہے' جو یہ کہتے ہیں کہ نماز ہاتھ پاؤں مارنے کا نام نہیں بلکہ نماز دل کی نماز کا نام ہے اور یُوں ہی پردہ آنکھ کا نہیں بلکہ دِل کا پردہ ہے۔ کون نہیں جانتا کہ مغرب میں عبادت گاہوں اور حضرات انبیائے کرام کی توہین کرنے والے کیلئے کوئی خاطر خواہ سزا نہیں' سِوائے اس کے کہ اُسے تین سوڈالر جرمانہ کر دیا جائے۔ اور صبح' دوپہر' شام تین بار توہینِ رسالت کرے تو اُسے نوسوڈالر جرمانہ کر دیا جائے۔ یوں ہی برطانوی قانون کے مطابق اگر کوئی شخص توہینِ رسالت کا اِرتکاب کرتا ہے تو اُسے پانچ سو پاؤنڈ جرمانہ کیا جائے اور صبح' دوپہر' شام تین بار توہینِ رسالت کا اِرتکاب کرے تو اُس کی سزا پندرہ سو پاؤنڈ ہے۔

مغرب کا ہم سے یہی تقاضا ہے کہ مذہب کو ریاست سے الگ کر دیا جائے' مذہب کو گھر سے نکال دیا جائے۔ حضرات انبیائے کرام کا ادب اور اُن کی تعظیم و توقیر دل و جان سے ختم کر دی جائے۔ اور اگر کوئی مسلمان توہینِ رسالت کا اِرتکاب کرے تو اُسے تین سو روپیہ جُرمانہ کر دیا جائے۔ مذہب اور مذاہب کے چاہنے والوں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

www.waseemziyai.com

۱۴۔ مغرب بار بار اقوام کو یاد دلانا چاہتا ہے اور باور کروا رہا ہے کہ مسلمان ہی دہشت گرد ہیں، مسلمان ہی عالمی امن کو تباہ کر رہے ہیں اور مسلمان ہی لوگوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں، اور مغرب کا پروپیگنڈا ہے کہ عالمی امن کو خطرہ ہے۔ فقیر اللہ کے فضل و کرم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے مغرب اور مغرب زدہ لوگوں کو بتا دینا چاہتا ہے کہ عالم اسلام کے صبر کا پیالہ لبریز ہو چکا ہے، اب اگر کفر اسلام کی جنگ ہوئی تو امن ہی تباہ نہیں ہوگا بلکہ دُنیا ہی تباہ ہو جائے گی۔ عالمِ کفر کی تباہی کا یہ عالَم ہوگا کہ اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی۔

۱۵۔ آخر یہ راقم السطور اپنے حکمرانوں اور اپنے مغرب زدہ بھائیوں کو قرآنِ پاک کا پیغام بطورِ یاددہانی پیش کرتا ہے۔

ارشادِ خُداوندی ہے:

اے مسلمانو! اے مومنو! یہود و نصاریٰ کو راضی کرنے کی کوشش نہ کرو، یہ کبھی بھی آپ سے راضی نہیں ہو سکتے۔ ان کے راضی ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آپ یہودیت یا عیسائیت قبول کرلیں اور یہ نا ممکن ہے، لہٰذا وقت ضائع نہ کریں۔

(پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۱۲۰)

غازی محمد ثاقب شکیل:

آج سے چند ہفتے پہلے گجرات کے مضافات میں چند بدکردار، بدمذہب اور بے دین لوگوں نے توہینِ رسالت کا ارتکاب کیا۔ ”تعددِ ازواج“ کے حوالے سے آپ علیہ السلام پر رکیق سے رکیق حملے کئے۔ اس کے علاوہ غلیظ سے غلیظ الفاظ استعمال کرتے ہوئے مسلمانوں کے قلوب واذہان کو مجروح اور زخمی کیا۔ علاقہ بھر میں جنگل کی آگ کی طرح یہ بات پھیلی۔ توہینِ رسالت کا اِرتکاب کرنے والوں کا سرغنہ اور سربراہ مرزا یونس (اثر

www.waseemziyai.com

چغتائی) تھا۔ گجرات میں مقدمہ درج ہوا مگر یہ ملعون بیرونِ ملک بھاگ گیا۔ شریکِ جرم تین مجرموں کو گرفتار کرلیا گیا اور مجرموں کو اُن کی حفاظت کیلئے کینٹ تھانہ کھاریاں منتقل کر دیا گیا۔ میرے شیخ، شیخ الشیوخ، حافظ الحدیث پیر سید جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مُرید اور جانشینِ حافظ الحدیث کے مُرید "غازی محمد ثاقب شکیل" نے قاسم انصاری کو اُس کی منزل تک پہنچادیا۔ جہنم اس کی منزل تھی جہاں وہ پہنچ گیا۔

۱۔ غازی نے جو کہ ڈیوٹی پر موجود تھا، سرکاری رائفل کے ساتھ سرکاری ڈیوٹی کرتے ہوئے شاتمِ رسول کو فِی النّار کیا اور اپنے آپ کو گرفتاری کیلئے پیش کر دیا۔

۲۔ اِس مُلک، مُلکِ پاکستان کا نام "اِسلامی جمہوریہ پاکستان" ہے۔ لہٰذا اس مُلک میں وہی شخص رہنے کا حق دار ہے جو مسلمان ہو اور اس کے ساتھ ساتھ محمد الرسول اللہ کا دِلدادہ ہو، قاسم انصاری جیسے لوگوں کا پاکستان میں رہنا، پاکستان کی توہین ہے۔

۳۔ قائدِ اہلسنّت، قائدِ ملّتِ اِسلامیہ علّامہ شاہ احمد نُورانی رحمۃ اللہ علیہ کی محنتوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اس مُلک کا سرکاری مذہب اِسلام ہے۔ لہٰذا وہی شخص اِس مُلک میں زندہ رہ سکتا ہے جس کا تعلق اِسلام سے ہو۔

۴۔ پاکستان دُنیا میں واحد ایک ایسا مُلک ہے جو ایک نظریہ کے تحت وُجود میں آیا، جسے نظریۂ پاکستان کہا جاتا ہے۔ اور وہ نظریہ یہی ہے کہ اس مُلک میں عدل ہوگا، انصاف ہوگا اور باقی اُمورِ شرع شریف کے مُطابِق نپٹائے جائیں گے۔

۵۔ اس مُلک کا نام مُلکِ پاکستان ہے جو پاک لوگوں کا مرکز اور پاک لوگوں کی جگہ ہے، اور پاک وہی ہیں جن کے دل اللہ تعالیٰ کے ڈر اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت سے معمُور اور آباد ہیں۔ قاسم انصاری جیسا رُسوائے زمانہ پاک نہیں، اللہ اور اُس کے رَسول کا وفادار نہیں، مُلک کو بھی ایسے آدمی کا دفاع نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اُس کو کڑی سزا دینی چاہیئے۔

www.waseemziyai.com

۶۔ راقم السطور حافظ محمد اشرف جلالی قادری بن مولانا نور حسین قادری برکاتی حقیقتِ حال کو واضح کرنا اپنا فریضہ سمجھتا ہے۔ ملعون قاسم انصاری توہینِ رسالت کے اِرتکاب کی وجہ سے مُرتد ہوا۔

اوّلاً:

اِسلامی حکومت کی ذمّہ داری ہے کہ وہ مُرتد کو خود قتل کرے اور مُرادِ مصطفےٰ کا سا کردار ادا کرے۔

ثانیاً:

علماءِ حقّہ کی ذمّہ داری ہے کہ وہ ایسے مُرتد کے خلاف فتویٰ جاری کریں اور قوم کو بتائیں کہ ایسا شخص مباح الدم اور واجبُ القتل ہے۔

ثالثاً:

فتاویٰ جاری ہونے کے بعد پھر ہر مسلمان کی ذمّہ داری ہے کہ وہ ایسے شخص کو قتل کرے، اور جو قتل کرے گا وہ مستحقِ اَجر و ثواب ہوگا۔ خود بچ جائے تو غازی، مر جائے تو شہید ہوگا۔

قوم:

بچپن سے لے کر تا حال یہی سُنتے رہے کہ بڑے بڑے عُلماء اور جیّد مشائخ افسوس فرماتے رہے اور فرماتے رہے کہ ہم سیّد بھی تھے، عالِم بھی تھے، قوم کے رہبر اور رہنما بھی تھے لیکن ترکھان کا بیٹا "غازی علم الدین شہید" بازی لے گیا۔

مجھے خُوشی ہوئی کہ ماضی قریب میں ہی "محمد عامر چیمہ شہید" جس کا جٹ برادری سے تعلق تھا وہ بھی بازی لے گیا اور آج مجھے دُوہری خُوشی ہو رہی ہے بلکہ تہری خُوشی ہو رہی ہے کہ "غازی محمد ثاقب جلالی شکیل" عاشقِ رسُول بھی ثابت ہوا اور اپنے شیخ

www.waseemziyai.com

حافظ الحدیث کا نام بھی روشن کر گیا اور اس کے علاوہ سلسلہ عالیہ جلالیہ کا بھی قوم تک پیغام پہنچا گیا۔ اس کے علاوہ قوم کا گُجر ہونے کے ناطے سے قوم کا بھی سر بُلند کر گیا۔

اپیل:

اس تحریر کی وساطت سے عُلَماء و مشائخ سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ دَورِ حاضر کے غازی ''غازی محمد ثاقب شکیل'' کو سیف اللہ کے لقب سے نوازیں۔ اگر تیسرے درجے کا لکھاری، رُسوائے زمانہ، اپنے مُلک سے دھتکارا ہوا جس کی کُتب بھی ضبط ہو چکی ہیں ''سر'' کے خطاب سے نوازا جا سکتا ہے تو کیوں نہیں ہمارے غازی کو ''سیف اللہ'' کے لقب سے نوازا جا سکتا؟

موجُودہ حُکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ غازی کو فوراً رہا کیا جائے اور اس کے گلے میں پھُولوں کے ہار ڈال کر اُس کو رہا کیا جائے۔

صاحبِ حق:

حُقُوق العباد کے بارے میں آخری تصریح یہی ہے کہ جب تک صاحبِ حق مُعاف نہ کرے، کوئی دُوسرا، تیسرا اُس کو مُعاف نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ شاتمِ رسُول کی توبہ قبول نہیں اور شاتمِ رسُول کو نہ عدلیہ، اور نہ ہی اِنتظامیہ مُعاف کر سکتی ہے، کیونکہ صاحبِ حق صاحبِ لولاک ہیں، اُن کا حق کسی کو مُعاف کرنے کا حق نہیں۔

نیّت:

عُلَماءِ حقّہ کی تصریحات میں سے آخری تصریح یہ بھی ہے کہ شاتمِ رسُول توہینِ رِسالت کا اِرتکاب کرنے والا مباح الدم اور واجِبُ القتل ہے اور اُس کی نیّت کا بھی کوئی اِعتبار نہیں جس طرح کہ نِکاح، طلاق اور آزادی کے مُعاملہ میں بولنے والے کی کلام کا اعتبار کیا جائے گا، نہ کہ اُس کی نیّت دیکھی جائے گی اور نیّت کے بارے میں سُوال کیا جائے گا۔

www.waseemziyai.com

افسوس:

افسوس، صد افسوس، آج قرآن و سُنّت سے بے خبر ناواقف، نادان، جنہیں عظمتِ رسُول کا علم نہیں، کہتے پھرتے ہیں: یار چھوڑیں، فُلاں گرفتار ہو چکا ہے اُس کے خلاف مقدمہ زیرِ سماعت ہے، شواہد اور دلائل جمع کئے جا رہے ہیں لیکن سُنو؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا

(پارہ ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت ۶۱)

پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں، پکڑے جائیں اور گِن گِن کر قتل کئے جائیں۔ (کنزالایمان، خزائن العرفان)

مسئلہ:

حضرات عُلمائے کرام اِرشاد فرماتے ہیں خُصُوصاً علمائے حقّہ اور عُلمائے تفسیر صراحت فرماتے ہیں کہ مُرتد کافر، مُشرک، شاتمِ رسُول اور گُستاخِ رسُول کے قاتل کے گلے میں پھندا نہیں ڈالا جائے گا۔ بالفاظِ دیگر مُرتد کے بدلے میں مسلمان اور مومن کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا

(پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۱۴۱)

اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا۔

(خزائن العرفان، کنزالایمان)

www.waseemziyai.com

اختتام:

بہت سارے مسائل عقائد کے لحاظ سے اعمال' اَطوار' عادات اور اقدار کے لحاظ سے جنم لے رہے ہیں۔ علم ہونے کے باوجود جہالت ہر مَیدان میں اپنا مقام پیدا کر رہی ہے اور عرُوج پر ہے۔ بزُرگوں نے سچ اور حق فرمایا کہ وہ علم جو راہِ حق کی طرف نہ لے جائے اور وہ علم جو حق تک نہ پہنچائے وہ علم ہونے کے باوجُود جہالت ہے۔

دُعا:

دُعا ہے اللہ ربُّ العزّت اپنے فضل وکرم اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلہ جلیلہ سے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

===========

www.waseemziyai.com

فہرست کتب

بانی ادارہ صراطِ مستقیم پاکستان
مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب
کا اہم اور اچھوتے موضوعات پر لٹریچر

فہم دین ...... جلد اوّل ...... ہدیہ 300 روپے

فہم دین اور ہماری ذمہ داریاں ☆ محبت الٰہی اور اس کی چاشنی ☆ گھر کا اسلامی ماحول ☆ منصب نبوت اور عقیدہ مومن ☆ محاسبہ نفس اور اس کا طریق کار ☆ فہمِ زکوٰۃ ☆ رسول اللہ ﷺ کی نماز ☆ نظام مصطفیٰ ﷺ کی بالادستی ☆ صراطِ مستقیم کی روشنی میں ☆ آدابِ زبان ☆ تعارف آئمہ اربعہ ☆ قادیانیت کا محاسبہ ☆ حل مشکلات اور عقیدہ صحابہ رضی اللہ عنہم

فہم دین ...... جلد دوم ...... ہدیہ 300 روپے

اِسلام میں دوستی کا معیار اور طریق کار ☆ سود اور اس کی اقسام ☆ ہم اور ہمارے عقائد ☆ اُسوۂ حسنہ اور فیشن پرستی ☆ مسئلہ حیات النبی ﷺ ☆ ترکِ تقلید کی تباہ کاریاں ☆ مومن کا مقصد حیات ☆ جہاد اور دہشت گردی میں فرق ☆ تصوف اور اِسلام ☆ اوقات اور مصروفیات کا شرعی توازن ☆ اِسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور اُن کا حل ☆ جنتی آنکھ ☆ حواس نبوی ﷺ ☆

فہم دین ...... جلد سوم ...... ہدیہ 300 روپے

مفاہیم اسم اللہ تعالیٰ ☆ مفاہیم اسمِ محمد ﷺ ☆ روزہ کے اسرار و رموز
امتیازاتِ نماز ☆ شانِ رسالت ﷺ سمجھنے کا ایمانی طریق
زندگی اور اس کی اقسام ☆ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عقیدت
ماں کی شان اور امتحان ☆ بدعت کا معنی و مفہوم

www.waseemziyai.com

فہم دین ...... جلد چہارم ...... ہدیہ 300 روپے

دُختران اسلام کے لئے آئیڈیل کردار ☆ کاروباری شراکت کے اِسلامی اصول
نشیمن سے دھواں اُٹھتا ہے' تم کہتے ہو ساون ہے ☆ عہد شباب کا اِسلامی نصاب
احادیث ختم نبوت ☆ سماجی خدمت کا اسلامی فلسفہ ☆ **ہاں ہم سنی ہیں**
ورع و پرہیزگاری کے ماڈل ☆ **طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم**
تحفظ ناموسِ رسالت ایک فرض اور قرض

فہم دین ...... جلد پنجم ...... ہدیہ 300 روپے

تربیت اولاد ☆ تقلید سے متعلق شبہات کا ازالہ ☆ اسلام بمقابلہ یہودیت وعیسائیت
اور دل نور ایمان سے جگمگا اُٹھا ☆ جنہیں دیکھ کر رب مسکرائے ☆ قرآن اور تفکر کائنات
تصوف عقیدہ توحید کی معرفت ☆ **رنج و الم سے نجات کا راستہ**
مسئلہ حاضر و ناظر ☆ اے غریب الوطن اسلام کے ہم وطنو!

فہم دین ...... جلد ششم ...... ہدیہ 300 روپے

میرے رب سے مجھے محبت ہے ☆ رسول اللہ ﷺ کی جسمانی نفاست ☆ **حق چار یار**
شانِ رسالت ﷺ کی یکتائی ☆ زکوۃ کے اسرار و رموز ☆ پردہ دُخترانِ اسلام کا وقار
عزت اور اس کے حصول کا طریقہ ☆ قیمتی اوقات اور زرخیز لمحے ☆ جب سچائی خود بولے
میوزک خرمن ایمان کے لئے چنگاری

فہم دین ...... جلد ہفتم ...... ہدیہ 300 روپے

پاکستان اور اہل سنت کا باہمی رشتہ ☆ **مائیں جب فرمائیں** ☆ **یہود و نصاریٰ اور ہمارا جداگانہ تشخص** ☆ **باپ کی شان اور امتحان** ☆ دین میں رائے اور تقلید کی گنجائش ☆
ختم نبوت اور قادیانی کفر ☆ شہداء زندہ ہیں ☆ اعتکاف یادِ الٰہی میں انہماک ☆ ناموسِ رسالت کے پہرے دارو جاگتے رہو ☆ **آئمہ محدثین اور اہل قبور سے استمداد**

www.waseemziyai.com

فهم دین ...... جلد ہشتم (زیر طبع) ...... ہدیہ 300 روپے

خانقاہیں اور لذت اسرار ☆ **میرے لئے اللہ کافی ہے** ☆ رگِ ملت اور نشرِ تعلیم جدید ☆ آرڈر پر اشیاء تیار کروانے کے شرعی احکام ☆ جب رسالت خود نعرہ زن ہو ☆ حرمت شراب ☆ اِنسانی حواس کا صحیح استعمال ☆ نظامِ مصطفیٰ ﷺ ایک مثالی اندازِ حکمرانی ☆ اسلام ہم تیرے ہیں۔

نوٹ:- نمایاں کیے گئے عنوان الگ کتابچوں کی صورت میں بھی دستیاب ہیں۔

خطباتِ جلالی ...... جلد اوّل ...... ہدیہ 300 روپے

نورانیت مصطفیٰ ﷺ کا انکار کیوں ☆ معراج النبی ﷺ کے نوازشاتی پہلو ☆ محبت رسول ﷺ میرے لئے اللہ کافی ہے ☆ استقبالِ رمضان ☆ **شانِ ولایت قرآن و حدیث کی روشنی میں ☆ ایصال ثواب اور گیارھویں شریف کی شرعی حیثیت ☆ فضائل اُمت محمدیہ ﷺ ☆ ہم اہل سنت وجماعت ہیں**

حضرت مولانا **ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی** صاحب

کی دیگر کتب

1	غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں	220
2	مفہوم قرآن بدلنے کی واردات	160
3	محاسن اخلاق	120
4	عید میلاد النبی ﷺ کی دھوم	50
5	ختم نبوت ﷺ قرآن وحدیث کی روشنی میں	50

چالیس چالیس (40) روپے ہدیہ والی کتابیں

1	یہ شانِ رسالت ہے ذرا ہوش سے بول	2	چلو ہر سو صداقت کے علم لہراتے جانا ہے
3	مسئلہ حاضر وناظر	4	مائیں جب فرمائیں

www.waseemziyai.com

5	فضائل اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم	6	باپ کی شان اور امتحان
7	طلاقِ ثلاثہ کا شرعی حکم	8	یہود و نصریٰ سے ہمارا جداگانہ تشخص
9	میرے لئے اللہ کافی ہے	10	آئمہ محدثین اور اہل قبور سے استمداد
11	حق چار یار رضی اللہ عنہم	12	دخترانِ اسلام کے لئے آئیڈل کردار
13	امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے اٹل فیصلے مع حب حضرت علی رضی اللہ عنہ	14	روزہ کے اسرار و رموز مع بیس رکعت تراویح سنت ہے
15	جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	16	ایصال ثواب اور گیارہویں شریف کی شرعی حیثیت
17	فکر آخرت	18	ہم میلاد کیوں مناتے ہیں؟
19	سرکار غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کا آستانہ	20	اُمت توحید عقیدہ توحید کی نگہبان
21	ایک نو مسلم کے سوالات کے جوابات	22	تربیت اولاد
23	شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنے کا ایمانی طریق	24	تحفظ حدود اللہ اور ترمیمی بل
25	توحید و شرک	26	ہم اہل سنت و جماعت ہیں
27	احقاقِ حق	28	فقہ حنفی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینے میں
29	اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا قرآنی مفہوم	30	رنج والم سے نجات کا راستہ
31	فضائل مکہ شریف مع فضائل مدینہ شریف	32	تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ایک فرض ایک قرض

بیس بیس (20) روپے ھدیہ والی کتابیں

1	جادو کی مذمت	2	تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سیمینار
3	اصلاح اور اُس کا اجر	4	قربانی کے فضائل و مسائل، قربانی صرف تین دن جائز ہے مع قربانی کے جانور
5	نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیوں	6	توحید باری تعالیٰ
7	شانِ ولایت قرآن و حدیث کی روشنی میں	8	حل مشکلات اور عقیدہ صحابہ رضی اللہ عنہم

www.waseemziyai.com

9	ہم عقیدہ توحید کے غیور سپاہی	10	فہم زکوٰۃ
11	تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ سیمنار	12	منصب نبوت اور عقیدہ مومن
13	سانحہ داتا دربار	14	رسول اللہ ﷺ بحیثیت مبشر
15	محبت رسول ﷺ	16	مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے
17	معراج النبی ﷺ کے نوازشاتی پہلو	18	صراطِ مستقیم کی روشنی
19	محبت ولی کی شرعی حیثیت	20	اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور اُن کا حل
21	صلوٰۃ وسلام پر اعتراض آخر کیوں	22	ترکِ تقلید تباہ کاریاں
23	فقہ حنفی پر چند اعتراضات کے جوابات	24	رسول اللہ ﷺ کی نماز
25	ربط ملت اور اہل سنت کی ذمہ داریاں	26	فحش گانوں کا عذاب
27	خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام	28	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علمی ذوق
29	امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت بانی فقہ		

دیگر اداروں کی کتب

1	مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ	مرتب سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ	440
2	دروسِ پیر مہر علی شاہ	از پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	90

حضرت علامہ مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی کی تصنیفات

1	آؤ میلاد منائیں........................	250
2	دروس القرآن........................	170
3	مسئلہ رفع یدین........................	120
4	خطباتِ میلاد شریف........................	160
5	مسلک غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور مخالفین........................	160
6	اہل سنت کی پہچان........................	150

www.waseemziyai.com

7	اہل جنت اہل سنت		150
8	حضور ﷺ مالک ومختار ہیں		140
9	شب اسریٰ کے دولہا ﷺ		130
10	اختلاف ختم ہوسکتا ہے		130
11	شب اسریٰ کے دولہا ﷺ		130
12	شرک کیا ہے، مشرک کون؟		120
13	بدمذہب کے پیچھے نماز کا حکم		120
14	اسلامی تربیتی نصاب		100
15	مقام سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ		80
16	اسلامی عقیدہ		60
17	اسلامی عقیدہ پاکٹ سائز		50
18	نعرۂ رسالت ﷺ پر اجماع اُمت مع پکارو یارسول اللہ ﷺ		50
19	حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور آپ کے عقائد ونظریات		50
20	ہم رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟		50
21	چالیس احادیث		40
1	عرفان الحدیث	مولانا مفتی محمد اشریف جلالی	300
2	گوشۂ خواتین	مولانا مفتی محمد اشریف جلالی	250
1	اسرارِ قیامت	محمد ارشد خاں جلالی	220
1	تحفۂ معراج النبی ﷺ	مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری	400
2	تحفۂ عید میلاد النبی ﷺ	مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری	280
3	انوار حافظ الحدیث	مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری	180
4	مختصر شرح سلام رضا	مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری	130

www.waseemziyai.com

5	ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں	مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری	120
6	شرح قصیدہ نور.................	مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری	70
7	نکاح کی حکمتیں اور فوائد.........	مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری	60
8	قرآنِ پاک کے آداب.........	مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری	40
1	بچپن مصطفیٰ ﷺ...............	مولانا محمد شریف القادری	50
2	مالک کل ﷺ................	مولانا محمد شریف القادری	40
1	باعث تخلیق کائنات ﷺ کی دھوم	علامہ ریاست علی مجددی	160
2	معراجِ مصطفیٰ ﷺ کی حکمتیں...	علامہ ریاست علی مجددی	70
3	یادِ حسین رضی اللہ عنہ................	علامہ ریاست علی مجددی	50
4	کشتیاں........................	علامہ ریاست علی مجددی	50
5	بابِ امن بہشتی دروازہ.........	علامہ ریاست علی مجددی	45
6	برکاتُ الرجب..................	علامہ ریاست علی مجددی	40
7	برکاتِ تراویح.................	علامہ ریاست علی مجددی	60
1	آئینۂ اہل سنت.................	مولانا ابوکلیم محمد صدیق فانی	400
2	شاہراہِ اہل سنت...............	مولانا ابوکلیم محمد صدیق فانی	350
3	انوارِ اہلسنت..................	مولانا ابوکلیم محمد صدیق فانی	320
4	افتخارِ اہلسنت.................	مولانا ابوکلیم محمد صدیق فانی	150
5	محبت کی باتیں................	مولانا ابوکلیم محمد صدیق فانی	40
6	جرأتوں کا قافلہ...............	مولانا ابوکلیم محمد صدیق فانی	30
1	سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ...........	مولانا سید محمد عرفان شاہ مشہدی	80
2	اہل سنت وجماعت.............	مولانا سید محمد عرفان شاہ مشہدی	20
3	سنی جاگ...................	مولانا سید محمد عرفان شاہ مشہدی	20

www.waseemziyai.com

1	امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز..........	مولانا محمد سرور گوندلوی	160
2	زندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ صحابہ رضی اللہ عنہم..	مولانا محمد سرور گوندلوی	50
3	نماز کا سنت طریقہ..........	مولانا محمد سرور گوندلوی	30
1	تحقیق مسئلہ ختم نبوت..........	محمد نواز بشیر جلالی	30
1	الحق المبین..........	علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ	50
1	بارہ ماہ کے فضائل و مسائل......	مفتی محمد اشرف رضا قادری	40
1	عقائد و معمولات اہل سنت......	مفتی عبد المبین	40
1	سات متنازعہ مسائل اور اہل سنت کا وقف	مفتی محمد رضوان الرحمن	10
1	شفاء اور برکت..........	مولانا محمد انور رضوی	30
1	ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے..	سید زین العابدین شاہ	20
1	میں سنی کیوں ہوا؟..........	ڈاکٹر سلیمان قادری	40
1	حقیقت ایصالِ ثواب..........	مولانا محمد رمضان اویسی	70
2	فیض النحو..........	مولانا محمد رمضان اویسی	60
3	دُعائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی اور مفہوم	مولانا محمد رمضان اویسی	50
4	تحدیث نعمت کا معنی و مفہوم......	مولانا محمد رمضان اویسی	40
1	نورانی عقائد..........	میاں احمد سعید	120
2	فیضانِ درود شریف..........	میاں احمد سعید	40
1	شمائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم..........	ڈاکٹر محمد شہزاد احمد	180
1	بزرگانِ دین کا نعتیہ کلام (اوّل، دوم)	صلاح الدین سعیدی	66
1	گلدستۂ تقاریر (اوّل، دوم)......	مولانا محمد حنیف اختر	280
2	شاہِ شہیداں رضی اللہ عنہ..........	مولانا محمد حنیف اختر	70
3	سو غلط مسائل..........	مولانا محمد حنیف اختر	20

www.waseemziyai.com

1	باپ کی نصیحت بیٹی کے نام.......	سید حبیب الحسن قادری	40
1	محفل میلاد برائے خواتین.......	محمد عبدالرشید نوری	200
1	امام احمد رضا کے تعلیم تصورات کا تحقیقی جائزہ	غزالہ سعید توصیف زمان	40
1	انیس الجلیس....................	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	225
1	نداء الحق......................	مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ	140
1	چہار گلزار.....................	قاری گلزار حسین چشتی	160
2	خوش نصیب اولاد................	قاری گلزار حسین چشتی	40
1	شان سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم..........	محمد وقاص رضا قادری	40
2	عشق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم..........	محمد وقاص رضا قادری	30
1	آئینۂ عبرت.....................	عبدالمصطفی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ	70
1	دو جنتی پتھر...................	قاری محمد یسین قادری شطاری ضیائی	180
1	ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم................	عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ	120
1	بغداد کا چاند..................	مفتی علامہ مولانا زاھد القادری	140
1	اخراجِ اسلام از ہند............	مرتضی احمد خان میکش	250
1	اخلاقی کہانیاں.................	قیوم نظامی ایم اے	50
1	سفید جھوٹ.....................	سید جماعت علی شاہ اعظمی	40

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات

1	گستاخوں کا بُرا انجام..............................	250
2	دل کی چالیس بیماریاں اور اُن کا علاج..............................	160
3	بچپن مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم و میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم..............................	150
4	ذکر اویس رضی اللہ عنہ..............................	140
5	ذکر سیرانی رحمۃ اللہ علیہ..............................	140

www.waseemziyai.com

6	ابوینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم..	140
7	بے ادب بے نصیب..	120
8	سیرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ..	100
9	اچھی مائیں..	120
10	خوابوں کی تعبیر..	120
11	ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم..	60
12	سیدزادی کا نکاح غیر سید سے..	60
13	بڑھیا کا بیڑا..	50
14	جوانی کی بربادی..	50
15	علم حضرت یعقوب علیہ السلام..	45
16	بڑھیا کا بیڑا..	45
17	خوشبوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم..	40
18	لباسِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیل مع احکامِ لباس..	40
19	عرشیہ (معراج شریف)..	40
20	دُعا بعد جنازہ..	40
21	عرس کیا ہے؟..	40
22	کمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم..	40
23	اذان بر قبر..	40
24	انگوٹھے چومنے کا ثبوت..	40
25	بھینس کی قربانی..	30
26	بیمہ کا نعم البدل..	30
27	کیا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ وہابی تھے؟..	30

www.waseemziyai.com

جلالیہ پبلیکیشنز

کی دیگر کتب

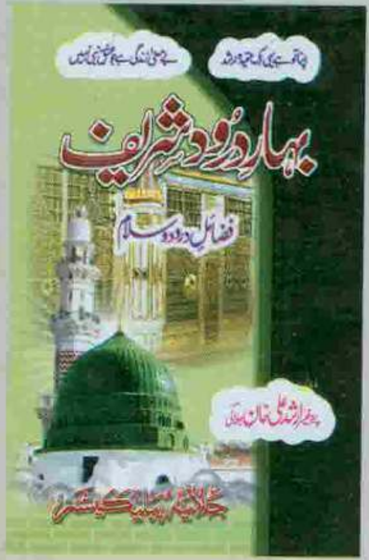

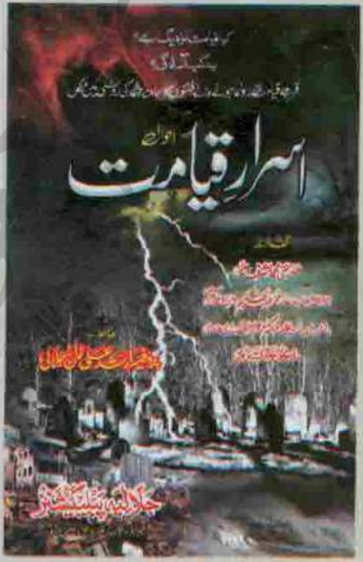

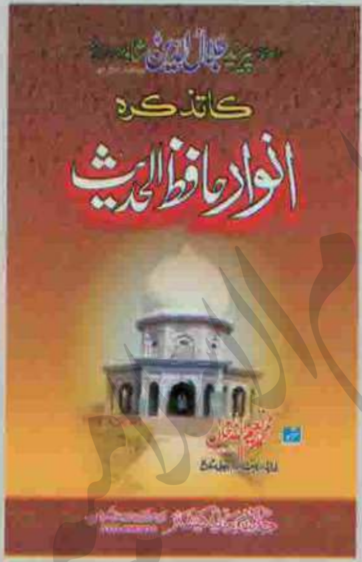

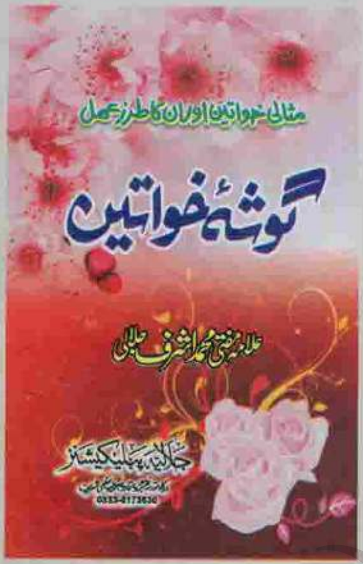

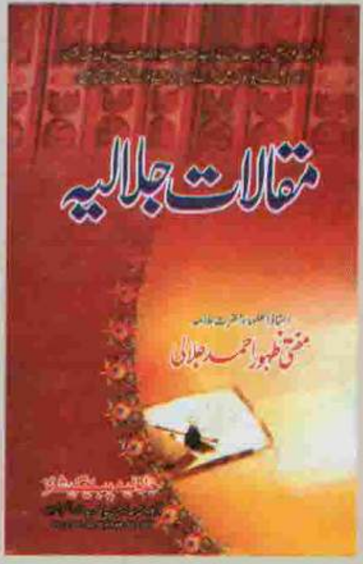

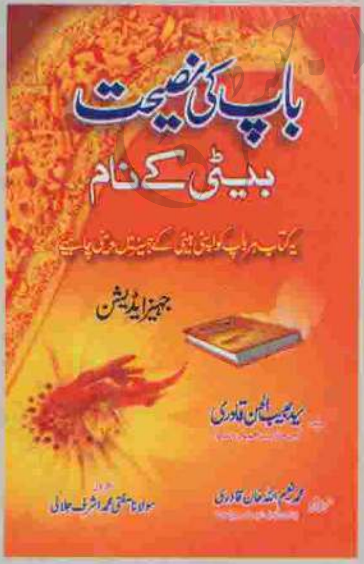

جلالیہ پبلیکیشنز درگاہ مقدسہ نقشبندیہ قادریہ جلالیہ چھکی شریف
0333-8173630

www.waseemziyai.com